فتاویٰ رضویہ

جلد دوازدہم

اعلیحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ

ناشر
سنی دارالاشاعت
فیصل آباد
شبیر برادر
لاہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

العطایا النبویۃ
فی
الفتاوی الرضویۃ

جلد دوازدہم

مصنفہ
مجدد دین وملت
اعلیحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ

بفیض
تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیحضرت
حضور مفتی اعظم علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفے رضا خان قادری نوری رضی اللہ تعالی عنہ

ناشر
شبیر برادرز لاہور
سنی دار الاشاعت
فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ـــــــ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلددوازدہم

تصنیف لطیف ـــــــ سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ

سنِ طباعت ـــــــ ۱۰ جنوری ۱۹۹۶ء

ناشر ـــــــ شبیر برادرز لاہور، سنی دارالاشاعت فیصل آباد

مطبوعہ ـــــــ ایم ایس اشتیاق پرنٹرز لاہور

قیمت ـــــــ

۲۸۹/۹۴

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

اپریل ۱۹۸۰ء میں رضا اکیڈمی نے سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کا ترجمۂ قرآن کنزالایمان شریف شائع کیا تھا جس کا اجراء خلیفہ اعلیٰحضرت حضور برہان ملت مولانا برہان الحق صاحب جبلپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں ہوا تھا۔

کنزالایمان شریف کا ایک نسخہ جب آقائے نعمت دریائے رحمت سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھایا گیا تو آپ نے دستِ مبارک اٹھا کر رضا اکیڈمی اور اس کے اراکین کو دعاؤں سے نوازا۔ بس پھر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے اس محبوب بندے کے ہاتھوں کی ایسی لاج رکھی کہ جس کا فیضان دنیا دیکھ رہی ہے۔ کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے

ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللہ اور اس کے رسول کے کرم سے رضا اکیڈمی کے ذریعہ جو بھی خدمت ہو رہی ہے وہ فیضان ہے سیدنا حضور غوث اعظم کا سیدنا اعلیٰحضرت کا حضور مفتی اعظم کا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اس ادارہ کی جانب سے ۷۵ سے زیادہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں کنزالایمان شریف کا اردو، انگریزی ایڈیشن (ہندی ایڈیشن زیر تکمیل ہے) بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف یہ تینوں درسی کتابیں مدارس دینیہ کو الحمد للہ مفت تقسیم کی جا رہی ہیں۔ فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد ۸۵ء میں شائع ہو چکی ہے اور اب آپ کے ہاتھوں میں قریب قریب مکمل فتاویٰ رضویہ کی جلدیں موجود ہیں۔ دعا فرمائیں کہ رب قدیر رضا اکیڈمی سے مسلک حقہ کی خدمت لیتا ہے اور پیغام رضا کو دنیا بھر میں پہونچانے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسیر مفتی اعظم: محمد سعید نوری
۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

عرض مرتب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عالی جناب محمد سعید صاحب نوری رضا اکیڈمی ممبئی سے بریلی شریف میں جب ایک موقع پر ملاقات ہوئی تو انھوں نے اپنا عزم ظاہر کیا کہ چوں کہ یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا پچھترواں عرس ہے لہٰذا اس موقع پر ہم کوئی اہم کام یادگار کے طور پر کرنا چاہتے ہیں اور وہ ہے فتاویٰ رضویہ کی تمام جلدوں کی ایک ساتھ اشاعت۔

میں نے عرض کیا بلا شبہ یہ کام نہایت اہم اور امام احمد رضا کی عمدہ یادگار ہے۔ لیکن جلدوں کی ترتیب کے اعتبار سے اس میں کچھ خامیاں ہیں۔ جیسا کہ استاذ گرامی وقار بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی کا فرمان ہے اور اُن کو اس سلسلہ میں پوری تحقیق ہے۔ لہٰذا اگرچہ وقت کم ہے لیکن پھر بھی جہاں تک خامیوں کو دور کیا جاسکتا ہے کرلیا جائے اور اس امر میں ان سے ہی رجوع کیا جائے۔ نوری صاحب اس بات پر رضامند ہوگئے، بلکہ جو راستہ بتائے وہی آگے چلے کے مصداق یہ بارِ گراں میرے ہی ناتواں کاندھوں پر ڈال دیا۔ میں ہیچمداں اس کام کو اس حسن وخوبی کے ساتھ تو نہیں کرسکتا تھا جس طرح کہ ہمارے اکابر علماء میں سے کوئی اپنی بالغ نظری سے انجام دیتا۔

لیکن اس امید پر میں نے وعدہ کرلیا کہ حضرت بحر العلوم قبلہ سے اس امر میں رجوع کرتا جاؤں گا اور آپ کی رہنمائی میں سارے کام انجام دیتا رہوں گا۔ چنانچہ مبارکپور اور گھوسی کا سفر کرکے حضرت سے کچھ معلومات فراہم کیں اور اب جلد نہم تا دوازدہم کی جو ترتیب جدید ناظرین کی خدمت میں حاضر ہے وہ آپ ہی کی رہنمائی کا ثمرہ ونتیجہ ہے۔ چوں کہ وقت دو ماہ سے بھی کم تھا لہٰذا وہ تمام رسائل شاملِ اشاعت نہ ہوسکے جن کی نشاندہی آپ نے فرمائی تھی۔ پھر بھی مالا یدرك كله لا يترك كله کے تحت جو کچھ وقت پر فراہم ہوسکا اور کاتب حضرات کی مہربانیوں سے جس قدر کتابت ہوسکی شریکِ اشاعت ہے۔

مزید خوبیوں اور کامل واکمل ترتیب وتہذیب کے ساتھ تو حضرت بحر العلوم صاحب قبلہ ہی شائع فرمائیں گے جس کا کام حضرت نے شروع فرمادیا ہے۔ قلتِ وقت ہی کی وجہ ہے کہ حضرت کا ایک نہایت وقیع مقدمہ جو عظیم معلومات پر مشتمل ہے اور جس کو حضرت نے جلد ششم سے متعلق ایک سو سے زیادہ صفحات پر تحریر فرمایا ہے، شریکِ اشاعت نہ ہوسکا۔

البتہ جلدوں کی ترتیب اب مکمل ہوگئی ہے اگرچہ کثیر رسائل ہر جلد میں شائع ہونا باقی ہیں اور بعض مسائل کے عنوان بھی حسبِ سابق غیر مرتب ہی ہیں۔ اور جلد دوازدہم کے بارے میں تو پہلے ہی سے مشہور ہے کہ لاپتہ ہے پھر بھی بعض حصہ شاملِ اشاعت ہے جو حضرت بحر العلوم قبلہ نے مرتب کرایا تھا۔ اس حصہ کے ساتھ مسائل شتیٰ کا وہ مجموعہ بھی شامل کردیا گیا ہے جو سابقہ ترتیب کے اعتبار سے جلد نہم میں داخل تھا جس کو بارہویں جلد ہی میں شائع ہونا چاہئے تھا۔ جلدوں کی اس ترتیب سے متعلق حضرت کا مقدمہ بھی شریکِ اشاعت ہے تاکہ ناظرین بخوبی اندازہ کرلیں کہ حضرت نے جو کچھ اس سلسلہ میں کہا ہے اس کے پیچھے کچھ حقائق ہیں۔

محمد حنیف خاں رضوی

خادم الطلبہ جامعہ نوریہ رضویہ۔ بریلی شریف
۲۷ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ بروز جمعہ مبارکہ

مقدمہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

امابعد! مجدد مائۃ رابع عشر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی برد اللہ مضجعہٗ وحید عصر فقیہ اور بے حد طباع اور ذہین ائمہ دین میں سے تھے ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۴۰ھ ہجری مکمل چون سال تک آپ نے فتاوی تحریر فرماتے [1]

پورے عالم اسلام سے خواص وعوام، خواندہ وناخواندہ، راعی ورعایا، سبھی طبقوں کے کثیر التعداد سوالات آپ کی خدمت میں آتے [2] آپ خود فرماتے ہیں "ایک وقت میں چار چار سو فتاوے جمع ہوجاتے ہیں [3]

ابتدائی بارہ سال کے فتاویٰ کی نقل آپ نے محفوظ نہیں رکھی بعد کے فتاویٰ کا بھی دسواں حصہ محفوظ رہ سکا جو ۱۳۲۵ھ تک سات خریطوں میں جمع ہوا تھا۔ سائز ۲۶ × ۲۰ کے چار صفحہ اور ہر خریطہ کے کل صفحات کی تعداد چودہ سو سے سولہ سو تک تھی۔ جلدوں کی ضخامت کا خیال کرکے احباب اور علماء کے مشورہ سے اس کو بارہ جلدوں میں تقسیم کیا۔ اس کے بعد بھی آپ نے تیرہ سال تک فتاویٰ تحریر فرماتے [4]

اس فقید المثال فتاویٰ کی اشاعت ۱۳۲۷ھ میں ہی شروع ہوئی۔ چنانچہ پہلی جلد آپ کی زندگی ہی میں ۱۳۳۵ھ کے لگ بھگ مکمل ہوگئی [5] تقریبًا نو سال کے بعد ۱۳۴۴ھ میں صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسری جلد بھی مطبع اہلسنت بریلی شریف سے شائع کی [6]

علماء اور احباب کی ترتیب کے اعتبار سے جلد چہارم کا آخری حصہ اور شائع شدہ جلدوں کے لحاظ سے جلد پنجم کا ابتدائی حصہ یعنی کتاب النکاح ۱۳۴۵ھ سے شروع ہوکر ۱۳۴۶ھ یا ۱۳۴۷ھ تک مکمل ہوا [7]

اس کے بعد مکمل انتیس ۲۹ سال تک سناٹا رہا۔ سب سے پہلے حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کو اس کا خیال آیا آپ نے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفٰے رضا صاحب قدس سرہٗ سے اشاعت کی اجازت لی اور حصہ سوم سے حصہ ہشتم تک کا مسودہ حاصل کیا۔ اور مبارکپور ہی میں

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص۲۸۰ [2] سلامۃ اللہ لاہل السنۃ ص۵۴ [3] فتاویٰ رضویہ چہارم ص۲۳ کتاب النکاح [4] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد اول [5] اشتہار آئینہ قیامت [6] روایت حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب بلیاوی یا حضرت مولانا عبد المصطفٰے صاحب ازہری رحمہما اللہ [7] فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص۲۱۴ رضا دار الاشاعت بریلی شریف۔

سنی دارالاشاعت کی بنیاد رکھی اور ان کے علاوہ مزید تین افراد بھی ان کے اس کام میں ہمدم اور ہم قدم رہے۔ مولانا محمد شفیع صاحب مرحوم نائب ناظم دارالعلوم اشرفیہ مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب ناظم دارالعلوم اشرفیہ راقم عبدالمنان اعظمی[1]

محرم ۱۳۷۹ھ سے تیسری جلد کا اہتمام شروع ہوا اور ۱۳۸۱ھ کو کتاب منظر عام پر آگئی[2] مبیضہ حضرت مولانا مجیب الاسلام صاحب اعظمی نے فرمایا۔ کتابت بالکلیہ لکھنؤ کے قیصر مرزا نے کی اور کتاب سرفراز پریس لکھنؤ میں طبع ہوئی۔ اصل کاپی اور پروف کا مقابلہ اور تصحیح حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور راقم عبدالمنان اعظمی نے کی۔ اس جلد کی فہرست حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نے دی ہے[3]

چوتھی جلد ۱۳۸۳ھ میں کاتب کے حوالے کی گئی اور ۱۳۸۶ھ میں شائع ہو سکی۔ مبیضہ مفتی نسیم صاحب اعظمی، کتابت صحبائی کان پوری اور جرار حسین لکھنوی کی ہے اور مطبع نامی پریس لکھنؤ ہے۔ تصحیح میں اس دفعہ مولانا عبدالرؤف صاحب کے ساتھ راقم عبدالمنان اعظمی اور اشرفیہ کے کچھ منتہی طلبہ بھی شریک رہے فہرست اکیلے حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نے ترتیب دی[4]

پانچویں جلد ۱۳۸۹ھ میں حوالہ پریس ہوئی۔ مبیضہ حسب دستور نسیم صاحب کا ہے، کتابت جرار حسین اور عبدالمجید لکھنوی کی، طباعت جز حصہ نامی پریس، اور بقیہ سرفراز پریس میں ہوئی۔ بقیہ جد وجہد حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب کی ہے، البتہ ان کے انتقال کی وجہ سے تصحیح میں راقم عبدالمنان اعظمی اور مولوی شکیب ارسلان کا حصہ ہے اور کتاب الطلاق اور مابعد کی فہرست بھی راقم عبدالمنان اعظمی نے ہی تیار کی ہے اور کتاب جیسے تیسے ۱۳۹۶ھ میں شائع ہو سکی[5]

چھٹی جلد کا مبیضہ مولوی سبحان اللہ صاحب امجدی مرحوم کا ہے کتابت مولوی محبوب عالم اعظمی، مولوی شمس الحق بلیادی، مولوی عبدالمنان برکاتی اور قاری محمد اسمٰعیل صاحب، تبسم عزیزی مبارکپوری کی ہے۔ مطبع نشاط پریس ٹانڈہ، بقیہ امور راقم عبدالمنان اعظمی نے انجام دیئے ہیں، تصحیح میں مولوی شکیب ارسلان اور مولوی عبد السلام صاحب گونڈوی راقم اعظمی کے شریک حال رہے۔ سن اشاعت ۱۴۰۱ھ ہے[6]

ساتویں جلد کا مبیضہ مفتی نسیم صاحب اور مولانا سبحان اللہ صاحب امجدی کی کاوش ہے۔ کتابت مولوی عبدالرحیم اعظمی و مولوی نعیم الدین اعظمی کی ہے۔ طباعت دہلی کی آفسیٹ پریس کی ہے۔ تاریخ اشاعت ۲۰؍ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ ہے۔[7]

آٹھویں جلد کے مبیضہ میں حسب سابق دونوں بزرگ شامل ہیں۔ کتابت مولوی نظام الدین کوپا گنج، حسام الدین

---

[1] مقدمہ جلد ہفتم ہشتم [2] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم [3] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم [4] مقدمہ جلد سابع شائع کردہ سنی دارالاشاعت مبارک پور [5] ایضاً

[6] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم [7] مقدمہ جلد ہفتم۔

گھوسی اور شمس الحق ادری کی ہے۔ تصحیح راقم عبدالمنان اعظمی، مولوی محمد اسلم گھوسوی اور محمد رفیع احمد کٹیہاری کی ہے۔ تاریخ اشاعت ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ ہے اور مطبع جے۔ اے آفسیٹ پریس دہلی ہے[1]

نویں[ع۱] جلد مکتبہ ایوان رضا بیسلپور ضلع پیلی بھیت نے دو جلدوں میں شائع کی مگر لاعلمی کی وجہ سے وہ اس کو بجائے نویں جلد کے دسویں جلد قرار دے رہے ہیں۔ ہمارے پاس اس امر کے کہ ایوان رضا سے شائع شدہ دسویں جلد حقیقت میں نویں جلد ہے۔ مندرجہ ذیل ثبوت ہیں:

(۱) مکتبہ ایوان رضا سے شائع ہونے والی نصف اول کے مقدمہ میں اس امر کا اعتراف ہے کہ ہم نے فی الحال اندازاً اس جلد کو دسویں جلد قرار دیا ہے تحقیق کے بعد ہم اعلان کریں گے کہ یہ کون سی جلد ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

> "یہ کتاب ہمیں خستہ حالت میں ملی، کہنگی کے سبب جلد کا نام بھی غائب ہو چکا تھا۔ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ یہ کون سی جلد ہے۔ کوشش کی گئی کہ پتہ لگ جائے مگر اب تک ہمیں پوری تحقیق نہ ہو سکی۔ آئندہ نصف آخر کی اشاعت تک اس کی پوری تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گی"[ع۲] (مقدمہ نصف اول)

(۲) مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بریلی شریف سے فتاویٰ رضویہ کے مختلف جلدوں کے مسودے لاتے تھے تو اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسی یادداشت بھی لاتے تھے جس میں ہر جلد کے ابواب مندرجہ کی فہرست تھی، اس فہرست میں نویں جلد کو باب الحظر والاباحہ پر مشتمل لکھا ہے۔

(۳) متداول کتب فقہ میں ابواب فقہ کی ترتیب یہی تحریر ہے کہ کتاب الاضحیہ کے بعد کتاب الحظر والاباحہ کا ذکر آتا ہے۔ اس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ آٹھویں جلد جب کتاب الاضحیہ پر منتہی ہوئی تو اس کے بعد متصلاً کتاب الحظر و الاباحہ آتے اور یہ بھی ہوگا کہ اسے نواں حصہ قرار دیا جائے۔

(۴) سب سے قطع نظر خود حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرتب ایک فہرست حضرت مولٰنا توصیف رضا صاحب کے پاس[ع۳] ہے اس میں بھی کتاب الحظر والاباحہ کتاب الاضحیہ کے متصلاً بعد ہی ہے۔ اس لئے ہم کو اس پر بشدت اصرار ہے کہ کتاب الحظر والاباحہ نویں جلد ہی ہے۔

---

[1] مقدمہ جلد ہشتم۔

[ع۱] اب اس جدید ترتیب میں ہم نے اس کو نویں جلد ہی کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔، مرتب

[ع۲] لیکن نصف آخر میں اس تحقیق کے بارے میں کچھ بھی تحریر نہیں ہے جس سے ظاہر ہے کہ ناشرین کوئی فیصلہ نہ کر سکے یونہی اندازہ سے اس کو دسویں جلد کا نام دیا گیا۔، مرتب

[ع۳] فہرست کو ہم نے بعینہ اس جلد میں شامل کر دیا ہے۔ دیکھئے ص۷ ، مرتب

(۵) مکتبہ ایوان رضا سے نویں جلد کے نام سے فتاویٰ رضویہ کا جو حصہ شائع ہوا ہے اس میں ابواب فقہ سے خارج متفرق علوم و فنون کے مسائل ہیں ایسے متفرق مسائل کی جگہ تمام تصنیفوں میں آخر کتب میں ہوتی ہے نہ کہ درمیان میں اس میں کتاب الفرائض کا جز حصہ بھی شریک کیا گیا ہے جو عموماً کتب فقہ کے اخیر میں ہوتا ہے اس لئے یہ حصہ اصولاً فتاویٰ رضویہ کی بارہویں جلد کا حصہ تو ہوسکتا ہے نویں جلد ہرگز نہیں جس کو ان شاء اللہ بشرط زندگی ہم مبوب و مفصل شائع کریں گے۔

اس جلد میں نہ تو مسائل کو مبوب کیا ہے نہ رسائل کو ممتاز۔ حد یہ ہے کہ ایک رسالہ کے مشتملات بھی ایک ساتھ شائع نہ ہوسکے۔

مبیضہ ڈاکٹر فیضان احمد صاحب کا ہے۔ تصحیح میں حضرت جانشین مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا اختر رضاخاں صاحب مدظلہٗ، مولانا قاضی عبد الرحیم صاحب، مولانا محمد صالح صاحب، مولانا مفتی محمد اعظم صاحب وغیرہ علماء کرام شریک ہیں نہ کتابت کی تصریح نہ حصہ دوم کی پرنٹ لائن دی گئی ہے۔ حصہ اول البتہ تاج آفسیٹ پریس الہ آباد میں چھپا ہے۔

دسویں جلد گیارہویں جلد کے نام سے حضرت مولانا منان رضاخاں صاحب نے ادارہ تصنیفات رضا بریلی سے شائع کی ہے۔ تصحیح و ترتیب اور فہرست مولوی عبد المبین نعمانی صاحب کی ہے مگر یہ جلد نہایت مختصر ہے ۱۳۲۹ھ کی ایک فہرست ہمارے ہاتھ لگی ہے جو خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترتیب دادہ ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس جلد کا ایک حصہ کتاب الجنایات بھی تھا جو اس جلد کے ساتھ شائع ہونے سے رہ گیا۔ اس فہرست میں اس جلد کے ابواب کی تعداد اور کل تعداد صفحات ۲۴۳ ہے۔ جبکہ شائع شدہ جلد ۳۲۵ صفحات پر مشتمل ہے اور ابواب کی تعداد چار ہے۔ اس کا سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس فہرست کی ترتیب کے بعد مزید گیارہ سال آپ نے فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں اور یہ سبب بھی ممکن ہے کہ موجودہ کتاب کا سائز کچھ مختصر کردیا گیا ہے۔

اس حساب سے گیارہویں اور بارہویں جلدیں ابھی زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکیں بلکہ یہ بتانا بھی مشکل ہے کہ بقیہ دونوں جلدیں کون کون سے ابواب فقہ پر مشتمل ہیں کیوں کہ حضرت مولانا منان رضاخاں صاحب کی شائع کردہ جلد کتاب الوصایا تک ہے جس کے بعد صرف ایک باب کتاب المواریث ہی ابواب فقہ میں باقی رہ جاتا ہے۔[1]

حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب فتاویٰ کی غیر مطبوعہ جلدوں کے تمام جلدوں میں شامل ابواب کی ایک فہرست بھی لائے تھے اس کے لحاظ سے گیارہویں جلد میں رسائل و مسائل رد و مناظرہ اور کلامیہ اور بارہویں جلد میں بقیہ رسائل و مسائل کلامیہ کے ساتھ ساتھ متفرق مسائل بھی شامل ہونا چاہیئے۔[2]

---

[1] اس باب کو کتاب الفرائض کے عنوان سے ہم نے موجودہ جلد دہم اور سابقہ ترتیب کے اعتبار سے جلد یازدہم کے آخر میں شامل اشاعت کردیا ہے جو اس کا اصل مقام ہونا چاہیئے تھا۔ مرتب

[2] اب ہم نے اسی حساب سے دونوں کو مرتب کیا ہے۔ لیکن ناشر کی عجلت کی وجہ سے یہ کام مکمل نہ ہوسکا ورنہ وہ تمام رسائل شریک اشاعت کئے جاتے جن کا اشارہ اس اجمالی فہرست سے مل رہا ہے۔ مرتب

بارہویں جلد کا بڑا حصہ اعلیٰ حضرت کے رسالہ "البارقۃ الشارقۃ" پر مشتمل تھا۔ یہ رسالہ متعدد رسائل و مسائل کا مجموعہ تھا جو زیارت قبور، ایصال ثواب، عرس، استمداد اور اسی قسم کے موضوعات کی تحقیقات عالیہ کا خزانہ تھا اعلیٰ حضرت نے اپنی تحریروں میں جا بجا اس کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ لیکن افسوس کہ پوری جلد ہی لاپتہ ہے۔ البتہ اس جلد کے متفرقات کا جز حصہ حضرت مولانا توصیف رضاخاں صاحب کے پاس ہے جو مبوب و مرتب ہوچکا ہے اور بقیہ حصہ مکتبہ ایوان رضا کے ذمہ داروں نے نویں جلد کے نام سے غیر مرتب ہی شائع کردیا ہے اور اسی میں کتاب المواریث کا جز حصہ بھی شامل ہے۔ یہ ہے اس عدیم المثال فقہی شاہکار کی کہانی۔

آٹھویں جلد کے بعد جو حصے شائع ہوئے ہیں وہ ان کے ناشرین بھی اپنی جد و جہد میں مخلص ہیں کہ جس صورت سے بھی ہوسکے اعلیٰ حضرت کی یادگار محفوظ ہوجائے۔ لیکن اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان سب غیر مرتب جلدوں کو بھی از سر نو تہذیب و ترتیب کے شائع کیا جائے۔

عبد المنان اعظمی
خادم قدیم فتاویٰ رضویہ شریف حق اکادمی مبارک پور
شمس العلوم گھوسی
۲۹ر جون ۹۴ء

مسائل شتی کا جز صفحہ ۱۴۸ سے ۱۹۶ تک حضرت علامہ توصیف رضاخان صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے ہم کو عنایت کیا ہے۔ ہم اراکین رضا اکیڈمی حضرت کے مشکور ہیں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

المجلد السابع من
العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ

[illegible]	کتاب	مکتوب تا ۲۷ رجب ۲۴	سادہ
۲	وکالت	۱	۱۵
۴	اقرار	۱۱	۲۸
۴	صلح	۴	۲۴
۰	مضاربت	۹	۱۸
۰	امانات	۷	۹
۶	ھبہ	۸۹	۱۶
۲۵	اجارہ	۶۸	۳۲
۴	اکراہ حجر	۱۶	۲۲
۴	غصب	۳۴	۲۲
۴	شفعہ	۶۱	۳۲

[illegible]	کتاب	مکتوب	سادہ
۲	قسمت	۲	۶
۰	مزارعت	۷	۵
۶	صید و ذبائح	۱۱۴	۲۴
۱۲	حصۃ الحظر	۱۴۸	-
۷۳	۱۴	۵۷۱	۱۶۳

۵۶ جز

یہ فہرست اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترتیب دی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

المجلد الثامن من
العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ

[illegible]	کتاب	مکتوب تا ۲۷ رجب ۱۳۳۴ھ	سادہ
	بقیۃ الحظر	۳۸۳	۱۲۹
۴	اشربہ	۵۱	۱۶
	مداینات	۳۰	۱۸
۲	رھن	۲۳	۱۰
۲	جنایات	۲۰	۱۶
۰	وصایا	۱۱۹	۳۳
۸	۶	۶۲۷	۲۲۲

۶۰ جز

یہ فہرست اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترتیب دی ہے۔

فہرست

مضامین	صفحات
تاریخ	
جس نے کسی کو سرکار سے زیادہ علم والا بتایا اس	
نے سرکار کو گالی دی، ذریت شیطان کے بارے	
میں چند اقوال، شب معراج نماز پنجگانہ کی فرضیت	
احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔	19
ہاروت و ماروت کے واقعہ کی حقیقت	۲۰
سیدنا غوث اعظم کی روح اقدس نے شب معراج	۲۱
براق پر سوار ہونے کے وقت حضور کو کاندھا دیا یا نہیں	
اس امر کا بیان	〃
قرآن پر اعراب کس نے لگائے؟	〃
حسین بن منصور حلاج کے "انا الحق" کہنے کا واقعہ	۲۲
حضرت الیاس و خضر علیہما السلام دونوں ہر سال	
حج کے لیے تشریف لیجاتے ہیں۔ آب زم زم پیتے ہیں	
اور وہی سال بھر تک کیلئے کفایت کرتا ہے	〃
شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر کا حکم۔	۲۳
رسالہ نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال حضور	
کی ولادت مبارکہ اور وصال اقدس کی صحیح تاریخ	
باعتبار قمری ماہ و سال۔	۲۴
زمانہ جاہلیت میں مہینوں کی تعین کس طرح ہوتی تھی۔	۲۵
حضور کی تاریخ ولادت مشہور و راجح قول کے مطابق	
۱۲ر ربیع الاول شریف ہے۔	۲۶
۱۲ر ربیع الاول کو تاریخ و سنہ عیسوی کیا تھی۔	۲۷
وصال اقدس ربیع الاول میں بروز دوشنبہ ہوا۔	۲۸

مضامین	صفحات
حجۃ الوداع بالاتفاق جمعہ کو ہوا۔	۲۸
حرمین طیبین میں رویت ہلال کے اختلاف کی	
کیفیت۔	۲۹
متواتر ۲۹ر کے تین اور ۳۰ر کے چار مہینوں سے زیادہ	
نہیں ہوتے۔	۳۰
علم توقیت و ہیئت سے اس بات کی تحقیق کہ وصال	
اقدس ۱۳ر ربیع الاول بروز دوشنبہ مطابق ۸ر جون	
۶۳۲ء عیسوی کو ہوا۔	۳۲
تفسیر	
ایک آیت کا شان نزول	۳۳
ثعلبہ بن حاطب اور ثعلبہ بن ابی حاطب کے	
درمیان ایمان و نفاق کا فرق ہے۔	〃
شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ میں بعض ناپسندیدہ	
الفاظ کی نشاندہی۔	۳۴
شیخ سعدی شیرازی کے ترجمہ قرآن کی خوبی، عالین	
کے معنیٰ کی تشریح۔	۳۵
ایک آیت میں شیطان کی صفت "عالین" سے ہونا	
بیان کی گئی ہے۔ اس کی تشریح منیب۔	〃
حضرت سیدہ مریم جنت میں سرکار کے نکاح اقدس	
سے مشرف ہوں گی۔	۳۶
حضرت عیسیٰ و حضور علیہما السلام کے درمیان کوئی	
نبی مبعوث نہیں ہوئے۔	۳۷
اولی الامر سے مراد علماء دین ہیں۔	۳۸

مضامین	صفحات
"دون" عربی زبان میں دس معنی پر مشتمل ہے	۳۸
رسالہ الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم	〃
الارحام اس شخص کی گردن پر کاٹنے والی تلوار	
جس کو ان آیتوں کے بارے میں شک ہے	
جن کا تعلق علم ارحام سے ہے۔	
آیات ارحام کی تفسیر و تشریح	۴۰
کسی آلہ کے ذریعہ پیٹ میں موجود بچہ کے بارے	۴۲
میں یہ جان لینا کہ یہ مذکر ہے یا مونث، آیات	
ارحام کے قطعاً منافی نہیں۔	
علم باری اور ان جدید آلات کے ذریعہ حاصل	
علوم کے درمیان فرق چھ وجوہ پر ہے۔	۴۳
اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو بے شمار علوم عطا	
فرمائے۔	۴۴
آلہ کے ذریعہ بچہ کے مذکر و مونث ہونے کی کچھ	
نشانیاں معلوم ہوجاتی ہیں۔	۴۶
خالق کے مقابل مخلوق کے علم کی کوئی حیثیت ہی	
نہیں۔	۴۷
ایک مثال کے ذریعہ وضاحت	۴۹
نصاریٰ کے عقائد فاسدہ کی تفصیل	۵۰
لوط علیہ السلام و داؤد علیہ السلام کی شان اقدس	
میں صریح گستاخی۔	۵۲
اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام	
لنبی تہامہ	
قیامت قائم کرنا اس شخص پر جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ	
علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے قیام و سلام کو منع کرتا ہے	۵۴
مجلس میلاد میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا کیسا ہے	۵۴

مضامین	صفحات
قرآن کریم سمجھنے کے لئے دو مبارک قانون	۵۶
ہر زمانہ میں ایک گروہ سواد اعظم، حق پر رہے گا	۵۷
زمانہ کے اعتبار سے کتب دینیہ کی ترتیب و تصنیف	۵۸
حوادث زمانہ کے اعتبار سے نو پید مسائل میں	
اس زمانے کے مستند علماء کی سند کافی ہے۔	۵۹
غیر مقلدین اہل ہویٰ ہیں۔	〃
وہابیہ کے نزدیک ائمہ صحابہ انبیاء بلکہ خود خدا	
بھی مشرک ہے۔ معاذ اللہ	۶۰
ذکر ولادت کے وقت قیام صدہا سال سے بلاد اسلام	
بلکہ حرمین طیبین میں مقرر و مقبول ہے۔	
امام سبکی اور کثیر علماء نے بوقت ذکر ولادت و مدح	
سرکار قیام فرمایا۔	۶۱
غیر مقلد وہابیہ بھی امام سبکی کو بالاجماع امام جلیل	
مانتے ہیں۔	۶۱
فاضل اجل جعفر علوی مدنی کے نزدیک قیام مستحب	
ہے کہ یہ شعائر اللہ میں داخل ہے	۶۲
حضور کی امت کا اجماع ہے کہ قیام مستحب ہے اور	
امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا۔	۶۳
شب ولادت خوشی منانا اور میلاد شریف پڑھنا	
حاضرین کو کھانا کھلانا یہ سب تعظیم رسول سے ہیں۔	۶۴
ذکر ولادت کے وقت روح اقدس حضور جلوہ	
فرما ہوتی ہے۔	۶۵
یہ قیام ائمہ کے درمیان متوارث چلا آیا ہے	[illegible]
احیاء العلوم سے قیام کا ثبوت۔	۶۷
بدعت کے اقسام کا بیان	۶۸
حدیث پاک کہ جس چیز کو مسلمان نیک جانیں	

مضامین	صفحات
وہ نیک ہے۔	۶۸
میلاد و قیام سے متعلق استحباب کا فتویٰ جس پر تیس	
علماء کی مہریں ہیں۔	۶۹
علماء حرمین کے متعدد فتاوی	۷۰
بیس ممالک کے علماء کے فتاوی	۷۲
سواد اعظم کی پیروی کرنا حدیث شریف سے ثابت	
ہے۔	〃
ذکر رسول کی تعظیم مثل تعظیم رسول ہے	۷۳
خود وہابیہ کے عمدۃ المحدثین بھی قیام کو مستحب قرار	
دے چکے۔	〃
اصل اشیاء میں اباحت ہے۔	۷۵
حرمت و کراہت کیلئے دلیل درکار ہے	〃
عموم و اطلاق سے استدلال صحابہ سے لیکر آج	
تک شائع ہے۔	۷۶
امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہر بدعت بری نہیں۔	۷۹
"خیر القرون قرنی" سے ہرگز ہر بدعت کا گمراہی	
ہونا ثابت نہیں۔	۸۰
صحابہ کے اقوال اس بات پر شاہد ہیں کہ ہمارے	
زمانے میں ہونا خیر ہونے کی دلیل نہیں	۸۲
بات فی نفسہ اچھی ہو خواہ پیشوائے دین نے نہ کی ہو	۸۳
فعل جواز پر دلالت کرتا ہے لیکن عدم فعل ہرگز	
ممانعت پر دال نہیں۔	۸۶
جس بات کو حضور کی تعظیم میں زیادہ دخل ہو وہ بہتر	
ہے۔	۸۷
امام مالک مدینے میں سواری پر سوار نہ ہوتے	۸۹
تصدیقات علماء کرام ؛ مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری	۹۱

مضامین	صفحات
مولانا عبدالقادر صاحب محب رسول بدایونی	۹۱
مولانا عبدالمقتدر صاحب	۹۲
مولانا سلامت اللہ صاحب رامپوری و دیگر علماء	〃
رسالہ انوار الانتباہ فی حل	
نداء یا رسول اللہ	
نورانی تنبیہیں یا رسول اللہ کہنے کے جواز میں	۹۹
یا رسول اللہ کہنا بلاشبہ جائز ہے۔	۹۹
احادیث اور ادعیہ ماثورہ سے اس کا ثبوت	۱۰۰
اقوال ائمہ اور فتاوی علماء سے ثبوت۔	۱۰۲
تین شامی مجاہدین کا واقعہ کہ تینوں تبع تابعی	
تھے۔	۱۰۳
سیدنا غوث اعظم کی تعلیمات بسلسلہ ہذا	〃
اولیاء کرام کو ندا کرنے کا طریقہ متوارثہ جو خود	
انہوں نے اپنے متوسلین کو تعلیم فرمایا۔	۱۰۶
اس سلسلہ میں چند واقعات	۱۰۷
علامہ جامی و شاہ ولی اللہ صاحب کی تصانیف	
سے اس مسئلہ کا اثبات۔	۱۰۸
یا شیخ عبدالقادر و نادِ علیؓ و دیگر وظائف کے	
ذریعہ ثبوت۔	۱۰۹
وہابیہ کے قول پر صحابہ سے لیکر شاہ ولی اللہ	۱۱۰
تک سب مشرک ٹھہرتے ہیں۔	۱:
التحیات کے ذریعہ ندا یا رسول کا اثبات	
وہابیہ کے مذہب پر نماز جو کہ عبادت ہے اس	۱۱۱
کے اندر شرک لازم آتا ہے۔	〃
التحیات میں معانی کا قصد کرتے ہوئے سرکار	
کی خدمت میں سلام عرض کرے۔	۱۱۲

مضامین	صفحات
اعمال امت بارگاہ رسالت میں پیش ہوتے ہیں۔	۱۱۲
تجوید	
ہر آیت لا پر وقف جائز ہے۔	۱۱۳
تراویح میں وقت ختم قرآن تین بار سورہ اخلاص	
پڑھنا مستحسن ہے۔	〃
رسم قرآن	
جمع مذکر سالم اور لفظ "کلام" کے مانند دیگر کلمات	
کے لکھنے کے اصول	۱۱۵
فوائد فقہیہ	
ائمہ مجتہدین کا اختلاف حرمت و حلت کے	
بارے میں کس طرح درست و حق ہے۔	۱۲۳
مجتہد کی شان	۱۲۳
دینیات	
شب قدر میں تمام چیزیں سجدہ کرتی ہیں	۱۲۴
ایک خط کا جواب	〃
لوگ اپنے نسب پر امین ہوتے ہیں	۱۲۵
حج سے واپسی پر احمد آباد میں قیام کا واقعہ	۱۲۶
ایک رام پور عالم کی تصنیف پر تقریظ لکھنے کا واقعہ۔	۱۲۷
عوام کو ضروری باتوں کا علم سیکھنا ہی فرض ہے	۱۲۸
عوام مرتبے سے اونچے ہرگز نہ اڑیں	〃
اہل حق سے لغزش واقع ہو اس کا اخفا واجب	
ہے۔	۱۳۰
والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں و محب رسول	۱۳۱
مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہما کی جلالت شان	
سن تیس ہجری تک اعلیٰ حضرت کی تعداد	
تصانیف کا بیان۔	〃

مضامین	صفحات
انجمن نعمانیہ لاہور میں اعلیٰ حضرت نے سن ۳۰ھ تک	
کے شائع شدہ رسائل خود ارسال کئے تھے۔	۱۳۲
حدیث کا ارشاد کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ	
دین کا کام بھی بے روپیہ پیسے کے نہ چلے گا۔	۱۳۳
اشاعت علم دین کے اہم طریقے۔	〃
فہرست عقائد حنفیہ میں کچھ ترمیمات	۱۳۵
عرض اخیر	۱۳۹
مسائل شتّی	
تصوف	۱۴۸
عشق میں اہل ہدایت کے مقام	〃
مدار صاحب کا سلسلۂ بیعت جاری نہیں محض	
تبرک کے لئے اکابر میں جاری ہوا۔	۱۴۹
سلسلۂ قادریہ افضل السلاسل ہے	〃
شاہ بدیع الدین مدار صاحب اکابر اولیاء سے ہیں	۱۵۰
سیدنا غوث اعظم امام مہدی کے ظہور تک غوث	
الاغواث ہیں اور تمام اولیاء کی گردن پر آپ کا	〃
قدم ہے۔	〃
شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب سے استدلال	۱۵۲
کہ خداوند قدوس پیر کی شکل میں متشکل ہوتا ہے	
غلط فہمی ہے۔	
پیر کا کیا حق ہے۔	〃
کیا شیخ اپنی زوجہ کو بیعت کر سکتا ہے؟	۱۵۳
کرامت اور فیض میں فرق	〃
بیعت غائبانہ ہو سکتی ہے۔	〃
بیعت جبراً نہیں ہوتی۔ والدین کی اجازت کے	
بغیر ہو سکتی ہے۔	۱۵۵

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
سیدنا غوث اعظم قطب ارشاد ہیں	۱۵۶	طبعیات	۱۸۸
اورادو وظائف	۱۵۷	علم الحیوان	۱۹۱
نسیان کا مجرب علاج	〃	تشریح ابدان	۱۹۲
سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام "یوحانذ" ہے	۱۵۸	نجوم	۱۹۳
فوائد حدیثیہ	۱۵۹	**مسائل شتی**	
جمعہ کے روز میت آنے کا تذکرہ۔	〃	میزان یہاں کے ترازو کے برعکس ہے۔	۱۹۶
ان اللہ خلق آدم علی صورتہ" حدیث ہے		حضرت منصور و بایزید بسطامی اور شمس تبریزی	
اور اس کی تشریح۔	۱۶۰	کے اقوال کی تحقیق۔	۱۹۷
عبادلہ ثلثہ کن صحابہ کو کہا جاتا ہے۔	〃	حضور غوث اعظم رضی تعالیٰ عنہ کی ڈوبی کشتی کے تارنے	
کتاب کس دن شروع کی جائے۔	〃	والی کرامت	〃
شرح کلام علماء	۱۶۳	یہ روایت غلط و باطل ہے کہ غوث پاک نے عزرائیل	۱۹۸
مسئلہ زیارت قبور للنساء	〃	علیہ السلام کے تھپڑ مارا۔ اس کا بیان کرنا حرام ہے	〃
مسئلہ خطبہ مختلط	۱۶۴	مرسلین ملائکہ بالاجماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں	۱۹۹
مسئلہ حضرات سادات کرام	〃	اور توہین رسول کفر ہے۔	〃
مسئلہ تسمیہ سراج الدین	۱۶۶	مرید ہونا سنت ہے اس سے فائدہ حضور صلی اللہ	
تشریح افلاک و علم توقیت	۱۶۹	علیہ وسلم سے اتصال مسلسل۔	〃
ہمارے نزدیک نہ زمین متحرک ہے نہ آسمان	〃	جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔	〃
سبع سیارہ کا بیان	۱۷۰	عورت زنا کے باعث نکاح سے خارج نہیں ہوتی	۲۰۰
اقتصادیات	۱۷۵	بغیر اجازت وخلافت بیعت کرنا اور شجرہ چھپوانا کیسا ہے	〃
رسالہ تدبیر فلاح ونجات واصلاح	۱۷۵	پیری اور مریدی کے شرائط۔	۲۰۱
ترکی مسلمانوں کی حالت زار کا بیان	〃	حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ نے خلافت کی قسمیں	
مسلمانوں کو ہدایتیں	۱۷۶	بیان فرمائیں	〃
مالدار مسلمانوں کو غریب مسلمانوں کے لئے کیا		کافروں کی روحیں محبوس ومقید ہیں اور مومنوں کی	
کرنا چاہیے۔	۱۷۸	روحیں اپنے گھر جاتی ہیں اور جہاں چاہیں۔	۲۰۲
علم عروض	۱۷۹	اور ارواح صالحین کا اپنے اور متعلقین کے گھر آنا	
زبان وبیان	۱۸۶	اور مدد کرنا ثابت ہے۔	〃

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے		مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی کے متعلق سوال	۲۱۵
عنہا کا فرمان روحانی معراج کے بارے میں ہے۔	۲۰۳	سادات کرام سے مواخذہ نہ ہوگا۔	۲۱۶
معراج جسمانی کی تفصیل	۲۰۴	دجال والی روایت کذب وغلط ہے اور رافضیوں	
رات میں معراج ہونے کی حکمت	۲۰۵	کی من گھڑت ہے	〃
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیات حقیقی زندہ ہیں	۲۰۶	حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیض و	
چار نبی بے عروض موت اب تک زندہ ہیں۔	〃	نفاس سے پاک ہیں۔	〃
بیعت سنت متواترہ ہے	۲۰۷	طبرانی نام کے دو گذرے ہیں ایک سنی دوسرا رافضی	۲۱۹
حقیقی سادات پر عذاب سے مامون ہونے کی امید		خواب کی چار قسمیں ہیں	〃
واثق ہے۔	〃	اگر برا خواب دیکھے تو کیا کرے	〃
حضرت فاطمہ اور ان کی تمام ذریت نار سے محفوظ ہیں	〃	پیر کامل ہو اور مرید کا دل اس کی طرف رجوع نہ	
روایت حدیث بالمعنیٰ جائز ہے اور قرآن عظیم کی نقل		ہو تو شیطانی وسوسہ	۲۱۸
بالمعنیٰ جائز نہیں ہے۔	۲۰۸	بارہ اماموں سے متعلق سوال	۲۱۹
احادیث جوامع الکلم کے الفاظ مبارکہ بعینہا منقول		مسئلہ ہو یا کوئی بات حیا کے پیرائے میں بیان کرنا	۲۲۰
ہیں۔	〃	چاہیے	〃
سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا گیا۔	〃	انداز گفتگو بدلنے سے بات بدل جاتی ہے۔	〃
کافر مرتد کو نقش نہ دیا جائے مرتدوں کا مبتلائے		دینی عربی کتب کا صحیح ترجمہ قابل یقین وعمل ہے۔	۲۲۱
بلا ہی رہنا بھلا۔	۲۱۰	مالابدمنہ یا مفتاح الجنہ میں الحاق ہیں۔	〃
واعظ ومقرر کے لئے چار شرطیں ہیں۔	〃	بہشتی زیور کتاب اغلاط وضلالت کا مجموعہ ہے۔	〃
استن خانہ کا منبر شریف کے نیچے دفن کرنا ایک		حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزارات کے بارے میں	
روایت میں ہے۔	۲۱۲	روایات مختلف ہیں۔	〃
دن رات کی تبدیلی کا سبب گردش آفتاب ہے	۲۱۳	فیض پانے کیلئے توجہ درکار ہے مزار پر جانا شرط نہیں،	۲۲۲
بارہ خلفاء کا شمار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ		جن کی افضلیت منصوص ہے ان کے علاوہ غوث وقطب	
سے ہوگا۔	〃	ابدال ومشائخ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
سب سلسلوں سے اعلیٰ وافضل سلسلہ قادریہ ہے	۲۱۴	افضل ہیں۔	〃
تبدیل شیخ بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں۔	〃	اکابر اولیاء نے آپ کے قدم اقدس کو اپنی گردنوں پر لیا	۲۲۳
انوار ساطعہ اور تحقیق حق المسائل کی دو عبارتوں کا ثبوت	〃	حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کی قبور پر تشریف لاکر	

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
السلام علیکم بما صبرتم الخ فرماتے۔	۲۲۴	حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ میرا یہ قدم ہر	
ناظم ندوہ کے عقیدے سے متعلق	۲۲۶	ولی اللہ کی گردن پر ہے۔	۲۳۷
بدشگونی جائز نہیں اور ہندوانہ طریقہ ہے۔	۲۲۷	تمام جہان کے اولیاء نے گردنیں جھکا دیں۔	۲۳۸
حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے گیارہ نام	”	حضور غوث پاک نے فرمایا کہ میں جن وملک و انسان	
حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ ہمیشہ سے حنبلی تھے	”	سب کا پیر ہوں۔	۲۳۹
مذاہب اربعہ میں سے جس میں بھی کمزوری دیکھی آپ نے		اللہ تعالیٰ نے اولیاء میں حضور غوث پاک کا مثل نہ پیدا	
اس کی تقویت فرمائی۔	”	کیا نہ کبھی پیدا کرے۔	”
رسالہ طرد الافاعی عن حمی ہادِ رفع الرفاعی	۲۲۸	حضرت احمد رفاعی نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی	
مقبولانِ بارگاہ احدیت میں ایک کو افضل دوسرے کو		تمام اولیاء کے سردار ہیں۔	۲۴۰
مفضول نہ بتائے۔	۲۲۹	حضور سیدنا غوث پاک شریعت وطریقت وحقیقت	
حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردارانِ	”	کے امام ہیں۔	۲۴۱
اولیاء میں سے ہیں۔	”	اللہ تعالیٰ نے حضور غوث پاک کے مخالف سے لڑائی	
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک روضۂ انور		کا اعلان فرمایا۔	۲۴۲
سے بوسہ کے لئے نکالنا۔	”	حضور غوث پاک اور تمام مخلوقات میں زمین	
حضور سرکار غوثیت کا سب سے پہلا حج	۲۳۰	و آسمان کا فرق ہے۔	۲۴۳
سرکار غوث پاک نے حضرت احمد رفاعی کے ہاتھ	”	آپ کی مشہور کرامت کہ جب چاہیں ظاہر ہوں	
پر بیعت کی غلط ہے۔	”	جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں۔	۲۴۴
سرکار غوثیت کی عطا سے سید احمد رفاعی قطبیت پر فائز	۲۳۱	فرمان غوث پاک ہے بیشک میری آنکھ کی تپلی لوح	
ہوئے۔	”	محفوظ میں ہے۔	۲۴۵
ہر غوث اپنے دور میں سب اقطاب کا افسر ہے۔	”	حضرت سید احمد رفاعی نے قدمی الخ ارشاد پر جھکا لیا	۲۴۶
سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سے غوث اعظم	۲۳۲	اولیاء متقدمین نے غوثیت آپ کے ولادت کی خبر تقریبا	
سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی تا ظہور امام مہدی غوث	”	سو برس پہلے دی تھی۔	”
الکل ہیں۔	”	ابن السقا کا انجام اور اس کا سبب	۲۴۸
حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات بے شمار ہیں	۲۳۳	گولیاں دیکر مرید کرنا بے اصل ہے۔	”
سیدنا غوث پاک کی کرامت مردے جلانا بھی ہے	۲۳۴	بچہ بھی مرید ہو سکتا ہے۔	”
بہجۃ الاسرار شریف مستند ومعتبر کتاب ہے	”	سلسلہ مداریہ کے لوگ اکثر بے شرع ہیں ان سے	”

مضامین	صفحات	مضامین	صفحات
بیعت جائز نہیں۔	۲۴۸	شیطانی خواب بیان کرنا منع ہے	۲۶۰
حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کے اولاد صلبی نہ تھی۔	۲۵۰	قرآن پاک میں اعراب لگانا تابعین کے زمانے میں	”
کسی عمل کا ثواب اللہ تعالیٰ کی نذر کرنا محض جہالت ہے	”	رائج ہوا۔	”
انبیاء کرام و اولیاء عظام کو ثواب بخشنا کہنا بے ادبی ہے	”	مومن اور ولی میں کون سی نسبت ہے۔	۲۶۱
سورۂ واقعہ کی زکوٰۃ۔	”	درود شریف میں علی ابراہیم و علی آل ابراہیم لانے کی وجہ	”
صاحب مذہب کی طرف بلفظ قال وعندہ نسبت کئے		حسین مضمون پر قرآن پاک دلالت کرے وہ مدلول	
جاتے ہیں ان کی سند متصل ہے۔	۲۵۱	قرآنی ہے۔	”
جس طرح صحیح بخاری کی ہم اسانید متصلہ رکھتے ہیں۔	”	متشابہات میں قیاس کرنا ضلالت ہے۔	”
کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھنے کی فضیلت وثبوت۔	۲۵۲	آل کے اندر اصحاب بھی شامل ہیں	”
اللہ تعالیٰ کے ناموں کا شمار نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ		درجۂ ولایت باقی رہنے اور نبوت ختم ہونے کی وجہ	”
وسلم کے اسماء مبارک بھی بکثرت ہیں۔	”	ولادت نبوی کی خبر پاکر ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کردیا۔	”
سورۂ فاتحہ میں حضور اکرم کی صریح مدحت ہے	”	ہر دوشنبہ کو ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوتی	
جو خواب موافق شرع ہو وہ اچھے ہیں اس پر عمل مستحسن	”	ہے۔	”
حنانہ لکڑی ہی قیامت میں جنتی درخت ہوگا۔	”	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے عذاب میں	
اپنے مرشد کے فتوے کے رد پر تصدیق کرنا کیسا ہے	۲۵۳	تخفیف	۲۶۲
قرآن پاک کے تیس پاروں کی تقسیم کس نے کی۔	۲۵۴	قیام میلاد شریف کے لئے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا	
سلوک ناقص ہو تو اس کی تکمیل کیسے ہو۔	”	بہتر ہے۔	”
کافر بیعت نہیں ہو سکتا ہے۔	۲۵۵	قیام میلاد پاک مستحب بھی ہے سنت اور واجب بھی ہے	۲۶۳
کافر کو مجاز و ماذون بیعت وخلیفہ بنانا کفر ہے	”	پیر سنی صحیح العقیدہ عالم باعمل کے ہاتھ پر بیعت کے	
تکمیل مجذوب کا سوال۔	۲۵۶	لئے کسی سے اجازت کی حاجت نہیں۔	”
کیا یہ احادیث ہیں اور ہیں تو کیسی۔	۲۵۷	حدیث اول الرسل کس کتاب میں مروی ہے۔	”
ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی امام ہوگا۔	”	واقعۂ شہادت کربلا میں جتنی روایتیں اہل حق بیان	”
غلام خلیفہ و امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۲۵۸	کرتے ہیں صحیح ہیں۔	”
خلفاء راشدین سے بیعتیں ان کو امام ماننے اطاعت		میلاد شریف مع زینت و اہتمام منعقد کرنا جائز و مستحب ہے	۲۶۴
کرنے کی تھیں۔	”	بذریعہ خط یا قاصد بیعت ہو سکتی ہے	”
مرشد برحق کی بارگاہ کے مختصر آداب کی تصحیح	۲۵۹	وظیفہ کے لئے پورا کلمہ طیبہ مناسب تر ہے۔	”

مضامین	صفحات
بے نقطوں والا درود شریف۔	۲۶۴
حضرت مدار صاحب قدس سرہٗ نے کسی کو خلافت نہیں دی ہے۔	۲۶۵
قول حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ترکت الحدیث کی وضاحت	″
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام اعظم قدس سرہٗ کو سراج امت فرمایا ہے۔	۲۶۶
بیعت بیشک سنت محبوبہ ہے۔	″
تارک جماعت فاسق مردود الشہادۃ مستحق عذاب نار ہے۔	۲۶۷
بلا وجہ شرعی کسی مسلمان سے سلام و کلام ترک کرنا جائز نہیں۔	۱۶۷
استاد کی برائی کرنا گناہ ہے۔	″
توشہ بغداد قدس سرہٗ کی تشریح اور وہم کا صحیح علاج	۱۶۸
یہ شعر ایک حدیث کا ترجمہ ہے۔	″
نماز و روزہ کے لئے گھڑی کا استعمال درست ہے	″
پیر کی زوجہ کو امہات المومنین کہنا سخت معیوب و نازیبا ہے	۲۷۰
عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے۔	″
رافضیوں کے اوہام باطلہ کا رد	۲۷۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں کے نام حسن حسین محسن رکھا۔	″
بیعت کا صحیح طریقہ	۲۷۲
رسالہ: نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان	۲۷۳
شریعت اسلامیہ کے نزدیک زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں	۲۷۵
حضرت حذیفہ بن الیمان صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں	۲۷۶
فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ قرآن پاک چار شخصوں سے پڑھو۔	″
جو مسئلہ تمام مسلمانوں میں مشہور و مقبول ہے مسلمان اسی پر اعتقاد لائے۔	۲۷۷
زوال کے معنی۔	″
قرآن عظیم نے آسمان و زمین کے متحرک ہونے کی نفی فرمائی ہے	۲۷۸
امساک کے معنیٰ	۲۸۰
فسل قوۃ نکرہ میں ہے اور نکرہ حیز نفی میں عام ہوتا ہے	۲۸۱
قرآن پاک کے مطلق کو مقید عام کو مخصص بنانا جائز نہیں۔	″
اجلہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مطلق حرکت کو زوال مانا۔	۲۸۳
کعب احبار تابعین اخیار سے ہیں۔	″
نصاریٰ پہلے سکون ارض کے قائل تھے۔	″
قرآن مجید سے ثبوت کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں۔	۲۸۴
حرکت یومیہ حرکت شمس سے ہے نہ کہ حرکت زمین	۲۸۶
زمین کی حرکت محوری و مداری دونوں باطل ہیں	″
بے شک مسلمان پر فرض ہے کہ حرکت شمس و سکون زمین پر ایمان لائے۔	۲۸۷
علماء نے تشبیہ مہد سے بھی زمین کا سکون ہی ثابت کیا ہے۔	۲۸۸
فوز مبین فلسفۂ جدیدہ کے رد میں بہترین کتاب ہے	″

مضامین	صفحات
یورپ والوں کو طریقۂ استدلال ہرگز نہیں آتا	۲۸۸
حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر ہیں اور خضر علیہ السلام کے تصرفات خشکی و دریا دونوں میں ہیں۔	۲۸۹
امیر، میر میں کچھ فرق نہیں۔	″
نماز غضیرا کی روایت محض بے اصل ہے	۲۹۰
بہارستان (مولانا جامی) کی منسوب ایک عبارت کی وضاحت۔	۲۹۰
شجرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک بندے کے اتصال کی سند ہے۔	″
شجرہ خوانی کے فوائد۔	″
سجدۂ عبادت کفر ہے اور سجدۂ تحیت حرام	۲۹۲
حقیقت محمدیہ اور جلوہ محمدیہ کی تشریح	۲۹۴
یا جنید یا جنید کہکر دریا سے پار ہونے کی صحیح روایت	۲۹۵
تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہے	۲۹۶
تفسیر قادری ایک اردو کتاب ہے	″
فاسق و فاجر بے شرائط بیعت سے بیعت کرنا جائز نہیں	۲۹۷
شیطان کا شعبدہ؟	″
غضب اور غصہ ختم کرنے کا وظیفہ	۲۹۸
یہ روایت بعض کتب تصوف میں ہے حدیث میں اس کی اصل نہیں۔	″
قوت حافظہ کے لئے لاجواب وظیفہ	۲۹۹
حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً اہل سادات کرام سے ہیں حضور کی سیادت متواتر ہے	″
قرآن پاک میں کلمۂ طیبہ کے دونوں جزء موجود ہیں۔	۳۰۰
بیشک حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شافع محشر ہیں۔	″

تاریخ

مسئلہ: از توپخانہ بازار قدیم مسجد صوبہ دار مدرسہ فیض احمدی کانپور بروز چہارشنبہ بتاریخ، ۱ر ذی الحجہ ۳۳ھ مولوی عبید اللہ صاحب

یہ مسئلہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ بقرہ کے ختم فرمانے کے شکریہ میں دعوت فرمائی۔ اور نسیم الریاض کے کس جلد کے کس صفحہ میں ہے کہ جو شخص مخلوق میں سے کسی کے علم کو حضرت سید السادات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے علم سے اشرف واوسع کہے گا؟

الجواب ۔ نسیم الریاض کی وہ عبارت جلد رابع ص۳۳۶ طابع قسطنطنیہ میں ہے من قال فلان اعلم منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد عابہ ونقصہ (الیٰ قولہ) فھو ساب ای کالساب والحکم فیہ حکم الساب من غیر فرق فیھما۔ خطیب نے رواۃ مالک میں عبد اللہ بن عمر فاروق علیہما الرضوان سے روایت کی قال تعلم عمر البقرۃ فی اثنتی عشرۃ سنۃ فلما ختمھا نحر جزورا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بمبئی مرسلہ مولوی محمد عثمان صاحب بوساطت ضیاء الاسلام پیلی بھیت ۱۸ر رجب ۲۳ھ

① شیطان کے انڈا دینے کا ثبوت۔

② نماز خمسہ معراج میں نہیں فرض ہوئیں۔

الجواب ۔ (۱) مفسرین نے ذریت شیطان میں چند اقوال لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ انڈے دیتا ہے اس سے اس کی نسل پھیلتی ہے۔ (۲) یہ محض غلط ہے صحیحین وغیرہما کی احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ شب معراج ہی میں پانچوں نمازیں فرض ہوئیں۔

مسئلہ ۔ از شہر کہنہ مرسلہ منشی قاضی عبد الحق صاحب ۳۰ر ربیع الآخر ۲۷ھ

بشرف ملاحظہ خدا یگان بارگاہ شریعت پناہ، صاحب حجۃ قاہرہ، مجدد مائۃ حاضرہ، حامی ملت، حضرت عالم اہل سنت مدظلہم الاقدس۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کمترین عقیدت گزیں عبد الحق پرداز ہے کہ اگر خادمان عالی کا حرج اوقات نہ ہو تو تفصیل اس امر کی فرمادی جائے کہ ہاروت و ماروت جو چاہ بابل میں قید ہیں۔ فرشتے ہیں یا جن یا انسان؟ اگر ان کو فرشتہ مانا جاوے تو عصمت فرشتوں کی کس دلیل سے ثابت کیجائے۔ اور اگر جن یا انس کہا جاوے تو درازی عمر کے واسطے کیا حجت پیش کی جاوے۔ اور جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ آسمان میں ایک دروازہ پیدا ہوا اور ایک فرشتہ طوق وزنجیر پہنے ہوئے دسہ میں ظاہر ہوا۔ اور منادی

نے ندا کی کہ اس فرشتہ نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کی یہ سزا ملی کہاں تک صحیح ہے؟ چونکہ قدیم سے میرے تمام اسقام کا چارہ اسی آستانے سے ہوتا رہا ہے۔ اس واسطے اس سمع خراشی کی جرأت پڑ گئی۔ والسلام

الجواب ۔ جناب من! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قصہ ہاروت و ماروت جس طرح عام میں شائع ہے، ائمہ کرام کو اس پر سخت انکار شدید ہے جس کی تفصیل شفاء شریف اور اس کی شروح میں ہے یہاں تک کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ھذہ الاخبار من کتب الیھود وافترائاتھم یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کی افتراؤں سے ہیں۔

ان کو جن یا انس مانا جائے جب بھی درازی عمر مستبعد نہیں سیدنا خضر وسیدنا الیاس وسیدنا عیسیٰ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم انس ہیں اور ابلیس جن ہے۔

اور راجح یہی ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے ہیں جن کو رب عزوجل نے ابتلائے خلق کے لئے مقرر فرمایا کہ جو سحر سیکھنا چاہے اسے نصیحت کریں کہ انما نحن فتنۃ فلا تکفر ہم تو آزمائش ہی کیلئے مقرر ہوئے ہیں تو کفر نہ کر۔ اور جو نہ مانے اپنے پاؤں جہنم میں جائے۔ سے تعلیم کریں۔ تو وہ طاعت میں ہیں نہ کہ معصیت میں بہ قال اکثر المفسرین علی ما نقل الیھم فی الشفاء الشریف —— اور یہ روایت کہ تاریخ الخلفاء کی طرف نسبت کی قطعاً باطل اور بے اصل محض ہے۔ نہ اس وقت تاریخ الخلفاء میں اس کا ہونا یاد فقیر میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ از مولوی نور احمد کانپوری ملازم کارخانہ میل کاٹ واقع ریواں ۹ر محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

ماقولکم یا علماء الملۃ السمحۃ البیضاء ومفاتی الشریعۃ الغراء فی ھذہ:

مولوی غلام امام شہید ص۹۵ سطر ۱۱ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پاک نے حاضر ہوکر گردن نیاز صاحب لولاک کے قدم سراپا اعجاز کے نیچے رکھدیا۔ اور خواجہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گردن غوث اعظم پر قدم مبارک رکھ کر براق پر سوار ہوئے اور اس روح پاک سے استفسار فرمایا کہ تو کون ہے؟ عرض کیا کہ میں آپ کے فرزندوں اور ذریات طیبات سے ہوں۔ اگر آج نعمت سے کچھ منزلت بخشئے گا تو آپ کے دین کو زندہ کرونگا۔ فرمایا کہ تو محی الدین ہے۔ اور جس طرح آج میرا قدم تیری گردن پر ہے اسی طرح کل تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔ اور اس روایت کی دلیل یہ لکھی ہے کہ صاحب منازل اثنا عشریہ بھی تحفہ قادریہ سے لکھتے ہیں۔ اسی کتاب ص۹۸ سطر ۵ میں مرقوم ہے کہ خواجہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوکر سوار ہونے لگے براق نے شوخی شروع کی۔ جبریل امین علیہ السلام نے کہا یہ کیا بے حرمتی ہے۔ تو نہیں جانتا کہ تیرا راکب کون ہے۔ خلاصہ ہیجدہ ہزار عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ براق نے کہا اے امین وحی الٰہی تم اس وقت خفگی مت کرو مجھے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ایک التماس ہے۔ فرمایا بیان کرو۔ عرض کیا آج میں دولت زیارت سے مشرف ہوں، کل قیامت کے دن مجھ سے بہتر براق آپ کی سواری کے واسطے آئیں گے امیدوار ہوں کہ حضور سوائے میرے اور کسی براق کو پسند نہ فرمائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے التجا اس کی قبول فرمائی صاحب تحفہ قادریہ لکھتے ہیں کہ وہ براق خوشی سے پھولا نہ سمایا اور اتنا بڑھا اور اونچا ہوا کہ صاحب معراج کا ہاتھ زین تک اور پاؤں رکاب تک نہ پہنچا۔

میرا استفسار اس امر کا ہے کہ آیا یہ روایت صحاح ستہ وغیرہ کتب احادیث میں وشفائے قاضی عیاض وغیرہ کتب معتبرہ فن سیر میں

موجود ہے یا نہ؟ بینوا توجروا ببیان کاف وشاف بالاسانید من المعتبرات المعتمدات بالبسط والتفصیل جزاکم اللہ خیر الجزا

الجواب ۔ کتب احادیث وسیر میں اس روایت کا نشان نہیں ۔ رسالہ غلام امام شہید محض نامعتبر بلکہ صریح اباطیل وموضوعات پر مشتمل ہے منازل اثنا عشریہ کوئی کتاب فقیر کی نظر سے نہ گذری نہ کہیں اس کا تذکرہ دیکھا ۔ تحفۂ قادریہ شریف اعلیٰ درجہ کی مستند کتاب ہے میں اس کے مطالعہ بالاستیعاب سے بارہا مشرف ہوا ۔ جو نسخہ میرے پاس ہے یا جو میری نظر سے گذری ان میں یہ روایت اصلاً نہیں ۔ باایں ہمہ اس زمانے کے بعض مفتیان جہول یعنی دیوبندیان نامعقول اور مخفیان غفول نے جو اس کا بطلان اس طرح ثابت کرنا چاہا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے بالا عروج کیسا اور اس میں معاذ اللہ حضور اقدس ونور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بوئے تفضیل نکلتی ہے محض تعصب وجہالت ہے جس کا رد فقیر نے ایک مفصل فتویٰ میں سترہ سال ہوئے کہ کیا ۔ جبکہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ کو کھنوٹہ ضلع سورت سے اس کا سوال آیا تھا ۔ ہاں فاضل عبدالقادر قادری ابن شیخ محی اربلی نے کتاب تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ روایت لکھی ہے اور اسے جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید ابن محمد جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "حرز العاشقین" سے نقل کیا ۔ اور ایسے امور کو اتنی ہی سند بس ہے ۔ اس کا بیان فقیر کے دوسرے فتویٰ میں ہے جس کا سوال ۱۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کو اوجین سے آیا تھا ۔ وباللہ التوفیق ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از ملک بنگال ضلع فرید پور موضع چھورا کاندے مرسلہ محمد شمس الدین صاحب

اعراب قرآنی کی ایجاد کس سنہ میں ہوئی اور اس کا بانی کون ہے ۔ یہ بدعت حسنہ ہے یا سیئہ اگر بدعت حسنہ ہے تو کل بدعۃ ضلالۃ کے کیا معنی؟

الجواب ۔ زمن عبد الملک بن مروان میں اس کی درخواست سے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے شاگرد رشید حضرت ابو الاسود دؤلی نے یہ کار نیک کیا ۔ بدعت حسنہ تھا اور تمام ممالک عجم میں یقیناً واجب کہ عام لوگ بے اسکے اس کی صحیح تلاوت نہیں کر سکتے ۔ بدعت ضلالت وہ ہے کہ رد ومزاحمت سنت کرے اور یہ تو مؤید ومعین سنت ۔ بلکہ ذریعہ ادائے فرض ہے فان اللحن حرام بلا خلاف کما فی العالمگیریۃ فتر کہ فرض وھذا سبیلہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از بھوپال مکان منشی سید سعید احمد صاحب متصل نور محل مرسلہ سید احمد علی ۔

مکرم ومعظم بعد آداب نیاز کے گذارش ہے کہ اگر برائے مہربانی ان واقعات کے جن کے بنا پر حضرت منصور کے بارے میں فتویٰ دیا گیا تھا مطلع فرمائیں تو بہت ممنون ہوں ۔ اگر فتویٰ میں کسی آیت شریف کا حوالہ دیا گیا ہو تو اس کو بھی لکھ دیجیے گا ۔ اس تکلیف دہی کو معاف فرمائیے گا ۔ ایک معاملہ میں اس کی بہت ضرورت ہے ۔

الجواب ۔ حضرت سیدی حسین بن منصور حلاج قدس سرہ جن کو عوام منصور کہتے ہیں منصور ان کے والد کا نام تھا ۔ اور ان کا اسم گرامی حسین ۔ اکابر اہل حال سے تھے ۔ ان کی ایک بہن ان سے بدرجہا مرتبہ ولایت ومعرفت میں زائد تھیں ۔ وہ آخر شب کو جنگل تشریف لے جاتیں اور یاد الٰہی میں مصروف ہوتیں ۔ ایک دن ان کی آنکھ کھلی بہن کو نہ پایا ۔ گھر میں ہر جگہ تلاش کیا پتہ نہ چلا ۔ ان کو وسوسہ گذرا دوسری شب میں قصداً سوتے میں جان ڈال کر جاگتے رہے ۔ وہ اپنے وقت پر اٹھ کر چلیں یہ آہستہ پیچھے ہو لیے ۔ دیکھتے رہے آسمان سے سونے کی

سہ فی الاصل منصوس

زنجیریں یاقوت کا جام اترا اور ان کے دہن مبارک کے برابر آ لگا ۔ انھوں نے پینا شروع کیا ۔ ان سے صبر نہ ہو سکا کہ یہ جنت کی نعمت نہ ملے بے اختیار کہہ اٹھے کہ بہن تمہیں اللہ کی قسم کہ تھوڑا میرے لیے چھوڑ دو ۔ انھوں نے ایک جرعہ چھوڑ دیا انھوں نے پیا اس کے پیتے ہی ہر جڑی بوٹی ہر در ودیوار سے ان کو یہ آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ مستحق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا ۔ انھوں نے کہنا شروع کیا "انا الحق" بیشک میں سب سے زیادہ اس کا سزاوار ہوں ۔ لوگوں کے سننے میں آیا انا الحق وہ دعویٰ خدائی سمجھے اور یہ کفر ہے ۔ اور مسلمان ہو کر جو کفر کرے مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ من بدل دینہ فاقتلوہ رواہ احمد والستۃ الا مسلما عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم ۔ جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کرو ۔ اس حدیث کو اصحاب ستہ میں سے مسلم کے علاوہ سب نے اور امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ۔

مسئلہ ۔ از بریلی بازار ان کرتی مرسلہ حاجی غلام نبی صاحب ساکن پاکپٹن شریف معرفت حاجی ابو الحسن صاحب ۲۸ رجب ۱۳۳۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کا آپس میں کیا رشتہ ہے اور ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے کس کس کام پر مختار کیا ہے اور کیا کیا مرتبہ دیا ہے ۔ فقط

الجواب ۔ سیدنا الیاس علیہ السلام نبی مرسل ہیں قال اللہ تعالیٰ ان الیاس لمن المرسلین اور سیدنا خضر علیہ السلام بھی جمہور کے نزدیک نبی ہیں اور ان کو خاص طور سے علم غیب عطا ہوا ہے قال اللہ تعالیٰ وعلمناہ من لدنا علما ۔ یہ دونوں حضرات ان چار انبیاء میں جن کی وفات ابھی واقع ہی نہیں ہوئی دو نوں آسمان پر زندہ اٹھا لیے گئے سیدنا ادریس وسیدنا عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام اور یہ دونوں زمین پر تشریف فرما ہیں ۔ دریا سیدنا خضر علیہ السلام کے متعلق ہے اور خشکی سیدنا الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۔ دونوں صاحبان حج کو ہر سال تشریف لاتے ہیں بعد حج آب زمزم شریف پیتے ہیں کہ وہی سال بھر تک ان کے کھانے پینے کو کفایت کرتا ہے ۔ دونوں صاحب اور تمام انبیاء علیہم الصلوات والسلام آپس میں بھائی ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الانبیاء بنو علات اس کے سوا ان دونوں صاحبوں کا اور کوئی رشتہ معلوم نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ ۱۷ رجب ۱۳۳۲ھ

حائکہ کا پیشہ کون سے اولیاء علماء نے کیا ہے مع حدیث حوالہ کتاب کے تحریر فرمائیے گا ۔

الجواب ۔ بعض اولیاء علماء نے جس طرح بضرورت جوتا سینے کا پیشہ کیا ہے جیسے امام خصاف ۔ یوں ہی بعض نے بضرورت کپڑا بھی بنا ہے جیسے ابو الخیر نساج وعلامہ اسماعیل حائک مفتی دمشق وشام رحمہم اللہ تعالیٰ مگر اس سے یہ سمجھنا کہ وہ قوم کے جلاہے تھے جہالت ہے ویظھر الفرق بمطالعۃ رسالتنا ارا ءۃ الادب لفاضل النسب ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از ضلع سیالکوٹ تحصیل ڈسکہ ڈاکخانہ دہانوں مسئولہ محمد قاسم کھوکھر مدرس مدرسہ دہانوں روز دوشنبہ ۱۹ صفر مظفر ۱۳۳۲ھ

نسب نامہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا صحیح تحریر فرما کر ممنون فرمائیں ۔

الجواب ۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولاد سلاطین کیان سے ہیں ۔ اور ان کا مرتبہ اس سے اجل واعظم ہے کہ نسب سے انھیں فخر ہو ۔ ان کا یہ شرف نہیں کہ وہ دنیوی بادشاہوں کی اولاد ہیں ۔ ان کا یہ فضل ہے کہ وہ ہزاروں دینی بادشاہوں کے باپ ہیں سیدنا

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں الفقھاء کلھم علی عیال علی ابی حنیفۃ تمام مجتہدین امام ابوحنیفہ کے بال بچوں کی طرح ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ حاجی کریم نور محمد جنرل مرچنٹ اتواری چوک شہر ناگپور بروز پنجشنبہ بتاریخ ۹ رصفر المظفر ۳۲ھ
شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہر فرات پر ہوئی یا نہیں۔ علمائے حنفیہ کا اس پر اتفاق ہے یا نہیں؟

الجواب ۔ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ضرور برحق ہے نہ فقط حنفیہ بلکہ جملہ ائمہ اہلسنت کا اس پر اجماع ہے اس کا منکر مبتدع گمراہ ہے۔

مسئلہ ۔ از علیگڑھ، مرسلہ مولانا سید سلیمان اشرف بہاری ۲۵ رصفر ۳۸ ہجری

مولانا المعظم و برادر محترم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب ارفع اللہ شانہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کالج کا ایک کام آگیا ہے جس میں ضرورت ہے چند اسماء ان علمائے کرام کے لکھے جانے کی، جو سندھ کے تھے یا سندھ میں آئے کم از کم پانچ نام ہونا چاہئے۔ انساب سمعانی میں بعض اسماء ملے لیکن صرف نام، اس کی خبر نہ ملی کہ انھوں نے کیا خدمت انجام دی۔ طبقات حنفیہ کی فہرست میں کوئی نام نہ ملا۔ آنجناب براہ کرم اعلیٰ حضرت سے استفسار فرمائیں، متقدمین یا متاخرین علماء اہلسنت، محدثین میں ہوں یا فقہاء میں۔ اگر اس قدر فرصت نہ ہو تو صرف ان کتابوں کے نام لکھ بھیجئے جن میں تلاش کروں۔ آپ کی خدمت میں نیاز نامہ اسلئے لکھا کہ آپ کو اعلیحضرت کی حضوری حاصل ہے۔ فقیر کا سلام و قدمبوسی فرما دیجئے۔ مستحق دعا ہوں اور بڑا محتاج ہوں۔

الجواب ۔ (۱) مولانا رحمت اللہ سندھی تلمیذ امام ابن ہمام مصنف منسک کبیر، منسک صغیر و منسک متوسط معروف بہ لباب المناسک جس کی شرح ملا علی قاری نے کی ہے۔ المسلک المتقسط فی شرح المنسک المتوسط۔

(۲) مولانا محمد عابد سندھی مدنی محدث صاحب "حصر الشارد" (۳) مولانا محمد حیات سندھی شارح کتاب الترغیب والترہیب (۴) مولانا محمد ہاشم سندھی یہ بھی فقہ میں صاحب تصنیف ہیں (۵) علامہ محمد ابن عبدالہادی سندھی محشی فتح القدیر و صحاح ستہ و مسند امام احمد، استاذ علامہ محمد حیات سندھی، متوفی ۱۱۳۸ھ (۶) شیخ نظام الدین سندھی نقشبندی نزیل دمشق تلمیذ جلیل و محبوب حضرت قدوۃ العارفین سید صبغۃ اللہ بروجی (۷) علامہ سندھی مصنف غایۃ التحقیق جن سے سید علامہ طحطاوی مصری نے حاشیہ در مختار باب الامامۃ میں استناد کیا۔ (۸) شیخ محمد حسین انصاری سندھی عم شیخ عابد سندھی محدثین و رجال اسانید حصر الشارد سے ہیں اس وقت یہی نام خیال میں آئے۔

نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فصل اول

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں **مسئلہ اولیٰ** استقرار نطفہ زکیہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس ماہ وتاریخ میں ہوا بینوا توجروا۔

الجواب

بعض غرۂ رجب کہتے ہیں رواہ الخطیب عن سیدنا سھل التستری قدس سرہ اور بعض دہم محرم ——
اخرج ابو نعیم وابن عساکر عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال حمل برسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی عاشوراء المحرم وولد یوم الاثنین لثنتی عشرۃ من رمضان **اقول** فیہ مسیب بن شریك
ضعیف جدا اور صحیح یہ ہے کہ ماہ حج کی بارہویں تاریخ ھکذا صححہ فی المدارج کما سیاتی **اقول** اس کی مؤید ہے
حدیث ابن سعد وابن عساکر کہ زن خثعمیہ نے حضرت عبداللہ کو اپنی طرف بلایا رمی جمار کا عذر فرمایا بعد رمی حضرت آمنہ سے
مقاربت کی اور حمل اقدس مستقر ہوا پھر خثعمیہ نے دیکھ کر کہا کیا ہم بستری کی فرمایا ہاں کہا وہ نور کہ میں نے آپ کی پیشانی سے
آسمان تک بلند دیکھا تھا نہ رہا آمنہ کو مژدہ دیجئے کہ آن کے حمل میں افضل اہل زمین ہے قال ابن سعد انا وھب بن
جریر ابن حازم ثنا ابی سمعت ابایزید المدینی قال نبئت ان عبداللہ فقالت ھل لك فی قال نعم حتی
ارمی الجمرۃ الحدیث ظاہر ہے کہ رمی جمار نہیں ہوتی مگر حج میں واللہ تعالیٰ اعلم **مسئلہ ثانیہ** دن کیا تھا۔
الجواب کہا گیا روز دوشنبہ ذکرہ الزبیر بن بکار وبہ جزم فی تکملۃ مجمع البحار اور اصح یہ ہے کہ شب
جمعہ تھی اسی لیے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شب جمعہ کو شب قدر سے افضل کہتے ہیں کہ یہ خیر و برکت وکرامت و
سعادت جو اس میں اتری اس کے ہمسر نہ کبھی اتری نہ قیامت تک اترے وہاں تنزل الملئکۃ والروح فیھا
ہے یہاں مولائے ملئکہ وآقائے روح کا نزول اجلال عظیم الفتوح ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدارج النبوۃ میں ہے "استقرار
نطفہ زکیہ درایام حج بر قول اصح در اوسط ایام تشریق شب جمعہ بود وازیں جہت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
لیلۃ الجمعہ را فاضل تر از **لیلۃ القدر** دانستہ الخ"، واللہ تعالیٰ اعلم **مسئلہ ثالثہ** مدت حمل شریف کس قدر تھی فرمایا

اس کی تحقیق مسئلہ پنجم میں آتی ہے ۱۲ منہ

الجواب دہ و نہ و ہفت و شش ماہ سب کچھ کہا گیا اور صحیح نو مہینے ہیں فی شرح الزرقانی للمواہب اختلف فی مدۃ الحمل بہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقیل تسعۃ اشہر کاملۃ وبہ صدر مغلطائیؒ قال فی الغرر وھو الصحیح الخ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ **مسئلہ رابعہ** ولادت شریف کا دن کیا ہے **الجواب** بالاتفاق دوشنبہ صرح بہ العلامۃ ابن حجر فی افضل القری سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پیر کے دن کو فرماتے ہیں ذالک یوم ولدت فیہ میں اسی دن پیدا ہوا ہوں رواہ مسلم عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ واللہ تعالٰی اعلم۔ **مسئلہ خامسہ** کیا مہینہ تھا۔ **الجواب** رجب صفر ربیع الآخر محرم رمضان سب کچھ کہا گیا اور صحیح و مشہور و قول جمہور ربیع الاول ہے۔ مدارج میں ہے "مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود" شرح الہمزیہ میں ہے الاصح فی شھر ربیع الاول ربیع الاول مواہب میں ہے وھو قول جمھور العلماء پھر کہا فی ربیع الاول علی الصحیح شرح زرقانی میں ہے قال ابن کثیر ھو المشھور عند الجمھور اسی میں ہے وعلیہ العمل علماء باآنکہ اقوال مذکورہ سے آگاہ تھے محرم و رمضان و رجب کی نفی فرمائی مواہب میں ہے لم یکن فی المحرم ولا فی رجب ولا رمضان شرح ام القری میں ہے لم یکن فی الاشھر الحرم ولا رمضان یہاں تک کہ علامہ ابن الجوزی و ابن جزار نے اس پر اجماع نقل کیا۔ نسیم الریاض میں تلقیح سے ہے اتفقوا علی انہ ولد یوم الاثنین فی شھر ربیع الاول اسی طرح اُن کی صفوہ میں ہے کما للزرقانی ثم عزاہ ایضا لابن الجزار پس اس کا انکار اگر ترجیحات علماء و اختیار جمہور کی ناواقفی سے ہو تو جہل ورنہ مرکب کہ اُس سے بدتر فقیر کہتا ہے مگر اس تقدیر پر استقرار حمل بماہ ذی الحجہ میں صریح اشکال کہ دربارہ حمل چھ مہینے سے کمی عادۃً محال اور خود اوپر گزرا کہ مدت حمل شریف نو ماہ ہونا اصح الاقوال تو یہ تینوں تصحیحیں کیونکر مطابق ہوں لکنی **اقول** وباللہ التوفیق مہینے زمانہ جاہلیت میں معین نہ تھے اہل عرب ہمیشہ شہر حرم کی تقدیم تاخیر کر لیتے جس کے سبب ذی الحجہ ہر ماہ میں دورہ کر جاتا قال اللہ تعالٰی انما النسیٔ زیادۃ فی الکفر یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما لیواطؤا عدۃ ما حرم اللہ یہاں تک کہ صدیق اکبر و مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہما نے جو ہجرت سے نویں سال حج کیا وہ مہینا واقع[1] میں ذیقعدہ تھا سال دہم میں ذی الحجہ اپنے ٹھکانے سے آیا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حج فرمایا اور ارشاد کیا ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق السمٰوٰت والارض الحدیث رواہ الشیخان یعنی زمانہ دورہ کرکے اُسی حالت پر آ گیا جس پر روز تخلیق زمین و آسمان تھا اس دن سے نسی نسیا منسیا ہوا اور یہی دورۂ دوازدہ ماہہ قیامت تک رہا تو کچھ بعید نہیں کہ اُس ذی الحجہ سے ربیع الاول تک نو مہینے ہوں شاید شیخ محقق اسی نکتہ کی طرف مشیر ہیں کہ زمانہ استقرار مبارک کو ایام حج سے تعبیر کیا نہ ذی الحجہ سے اگرچہ اُس

وقت کے عرف میں اُسے ذی الحجہ بھی کہنا ممکن تھا **اقول** اب مسئلہ ثالثہ و خامسہ کی تصحیحوں پر مسئلہ اولٰی کا جواب ۱۲ جمادی الآخرہ ہوگا مگر جاہلیت کا دورہ نسی اگر منتظم مانا جائے یعنی علی التوالی ایک ایک مہینہ ہٹاتے ہوں تو سال استقرار حمل اقدس ذی الحجہ شعبان میں پڑتا ہے نہ کہ جمادی الآخرہ میں کہ ذی الحجہ حجۃ الوداع شریف جب عمر اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تریسٹھواں سال تھا ذی الحجہ میں آیا تو ۱۲۔۱۲۔ کے اسقاط سے جب عمر اقدس سے تیسرا سال تھا ذی الحجہ میں ہوا اور دوسرا سال ذی القعدہ اور پہلا سال شوال ولادت شریفہ رمضان اور سال استقرار حمل مبارک شعبان میں لیکن اُن نامنتظموں کی کوئی بات منتظم نہ تھی جب جیسی چاہتے کر لیتے لٹیرے لوگ جب لوٹ مار چاہتے اور مہینا اُن کے حسابوں اشہر حرم سے ہوتا اپنے سردار کے پاس آتے اور کہتے اس سال یہ مہینا حلال کر دے وہ حلال کر دیتا اور دوسرے سال گنتی پوری کرنے کو حرام ٹھہرا دیتا کما رواہ ابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما تو اس سال جمادی الآخرہ میں ذی الحجہ ہونا کچھ بعید نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

فائدہ سائل نے یہاں تاریخ سے سوال نہ کیا اس میں اقوال بہت مختلف ہیں دو آٹھ دس بارہ سترہ اٹھارہ بائیس سات قول ہیں مگر اشہر و اکثر و ماخوذ و معتبر بارھویں ہے مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں کما فی المواہب والمدارج اور خاص اُس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلس میلاد مقدس ہوتی ہے

علامہ قسطلانی و فاضل زرقانی فرماتے ہیں المشھور انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول وھو قول محمد بن اسحٰق امام المغازی وغیرہ شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے ھو المشھور عند الجمھور اسی میں ہے ھو الذی علیہ العمل شرح الہمزیہ میں ہے ھو المشھور وعلیہ العمل اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی وان کان اکثر المحدثین والمؤرخین علی ثمان خلون وعلیہ اجمع اھل الزیجات واختارہ ابن حزم والحمیدی وروی عن ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہم وبالاول صدر مغلطائیؒ واعتمدہ الذھبی فی تذھیب التذھیب تبعا للمزی فی التھذیب وحکم المشھور بقیل وصحح الدمیاطی عشرا خلت **اقول** وحاسبنا فوجدنا غرۃ المحرم الوسطیۃ عام ولادتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم الخمیس فکانت غرۃ شھر الولادۃ الکریمۃ الوسطیۃ یوم الاحد والھلالیۃ یوم الاثنین فکان یوم الاثنین الثامن من الشھر ولذا اجمع علیہ اصحاب الزیج ومجرد ملاحظۃ الغرۃ الوسطیۃ یظھر استحالۃ سائر الاقوال ما خلا الطرفین والعلم بالحق عند مقلب الملوین اور شک نہیں کہ تلقی امت بالقبول کے لیے شان عظیم ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الفطر یوم یفطر الناس والاضحی یوم یضحی الناس عید الفطر اس دن ہے جس دن لوگ عید کریں اور عید اضحی اُس روز ہے جس روز لوگ عید سمجھیں رواہ الترمذی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا بسند صحیح اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فطرکم یوم تفطرون واضحاکم یوم تضحون رواہ ابوداود والبیہقی فی السنن عن ابی ھریرۃ رضی

---

[1] اس پر اعتراض ہے کہ بروز عرفہ صدیق و مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اعلان احکام الٰہیہ فرمایا جسے رب عزوجل نے واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ فرمایا اگر وہ ذی الحجہ نہ ہوتا ایسا نہ فرماتا اقول وفیہ نظر بوجوہ فتامل منہ غفرلہ

اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح ورواہ الترمذی وحسنہ فزاد فی اولہ الصوم یوم تصومون والفطر الحدیث وارسلہ الشافعی فی مسندہ والبیھقی فی سننہ عن عطاء فزاد فی اٰخرہ وعرفۃ یوم تعرفون یعنی مسلمانوں کا روزہ عید الفطر عید اضحیٰ روز عرفہ سب اُس دن ہے جس دن جمہور مسلمین خیال کریں اسے وان لم یصادفوا الواقع ونظیرہ قبلۃ التحری لاجرم عید میلاد والا بھی کہ عید اکبر ہے قول وعمل جمہور مسلمین ہی کے مطابق بہتر ہے فلا وفق العمل ما علیہ العمل یہ ہے ان مسائل میں کلام مجمل اور تفصیل کے لیے دوسرا محل واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ سادسہ شمسی تاریخ کیا تھی الجواب ولادت اقدس ہجرت مقدسہ سے ترپن برس پہلے ہے مرفوع ۶۰ سال ۵ نداک مرفوع ۰ سال مرکا۔ ۵ لحا کہ ۱۸۷۸۱ یوم ہوئے یعنی اُس سال کا محرم وسطے سال ہجرت کے محرم وسطے سے اتنے دن پہلے تھا سات پر تقسیم کئے سے کچھ نہ بچا اور ابتدائے سال ہجری بحساب اوسط پنجشنبہ ہے تو ان ایام مذکورہ کا پچھلا دن چارشنبہ تھا اور جبکہ یہ پورے ہفتے ہیں تو ان کا پہلا دن پنجشنبہ تھا اور جب اس سال کا مدخل پنجشنبہ ہوا تو اُس ربیع الاول کا مدخل یکشنبہ تو دوشنبہ کو نویں تھی یعنی یکم وسطے وہ ہلالی سے ایک دن پہلے ہوئی اب ما بین التاریخین ہماری تحقیق میں ۱ ح ح لط ہے ۵ لحا۔ ترفہ لح۔ محرم وصفر نط۔ ط ربیع الاول۔ ترنا مو۔ ۵۔۰۔۰ ۵ سال ھم مط رمز۔ ۷ سال رور اھ مارچ ال ھ تاریخ مطلوب بستم اپریل ۵۷۱ء معرفت یوم ہماری جداول سے ۵۷۱۔ ۳۳۶۔ ۲۲۵۔ ۲۸ باقی ۱۱ پس جدول ر میں مقابل ۱۱ دیکھا مدخل ۵۷۱ء پنجشنبہ ہوا اور مدخل اپریل چارشنبہ پس بستم اپریل دوشنبہ وھو المطلوب واللہ تعالیٰ اعلم

فصل دوم

مسئلہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۱۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وفات شریف حضور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ کیا ہے بینوا توجروا الجواب قول مشہور ومعتمد جمہور دوازدہم ربیع الاول شریف ہے ابن سعد نے طبقات میں بطریق عمر بن علی مرتضے رضی اللہ تعالیٰ عنہما امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی قال مات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف روز دوشنبہ بارھویں تاریخ ربیع الاول شریف کو ہوئی شرح مواہب علامہ زرقانی آخر مقصد اول میں ہے الذی عند ابن اسحٰق والجمھور انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مات لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاول اسی میں آغاز مقصد دہم میں ہے قول الجمھور انہ توفی ثانی عشر ربیع الاول خمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے توفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین نصف النہار لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ ضحی فی مثل الوقت الذی دخل فیہ المدینۃ اسی میں امام ابو حاتم رازی وامام رزین عبدری وکتاب الوفاء امام ابن جوزی سے ہے مرض فی صفر لعشر بقین منہ وتوفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول یوم الاثنین کامل ابن اثیر جزری میں ہے کان موتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول مجمع بحار الانوار میں ہے وصل بالحق فی نصف نہارہ لاثنی عشر من ربیع الاول وقیل لستھلۃ وقیل للیلتین خلتا منہ الاول اکثر من الاخوین اسعاف الراغبین فاضل محمد صبان میں ہے توفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بیت عائشۃ یوم الاثنین قبیل الزوال للیلتین مضتا من ربیع الاول وقیل لیلۃ مضت منہ وقیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت منہ وعلیہ الجمھور اور تحقیق یہ ہے کہ حقیقۃً بحسب رؤیت مکہ معظمہ ربیع الاول شریف کی تیرھویں تھی مدینہ طیبہ میں رؤیت نہ ہوئی لہذا اُن کے حساب سے بارھویں ٹھہری وہی رواۃ نے اپنے حساب کی بنا پر روایت کی اور مشہور ومقبول جمہور ہوئی یہ حاصل تحقیق امام بارزی وامام عماد الدین بن کثیر وامام بدر الدین بن جماعہ وغیرہم اکابر محدثین ومحققین ہے اس کے سوا دو قول ایک یکم ربیع الاول شریف ذکرہ موسیٰ بن عقبۃ واللیث والخوارزمی وابن زبر دوسرا دوم ربیع الاول شریف کہ دو رافضیان کذاب ابو مخنف وکلبی کا قول ہے ففی الزرقانی بعد عزو الاول الی من ذکرنا وعند ابی مخنف والکلبی فی ثانیہ یہ دونوں اقوال محض باطل ونامعتبر بلکہ سراسر محال ونامتصور ہیں وان میل الی کل نظر الی الحساب لامن حیث ان روایتھا اثبت فی الباب وانما یقتضی الحساب علی القولین بالبطلان والذھاب کما ستعرف بعون الملک الوھاب ووقع فی الکامل حکایۃ ثالث حیث قال بعد ما اعتمد قول الجمھور کما نقلنا وقیل مات نصف النہار یوم الاثنین للیلتین بقیتا من ربیع الاول **اقول** وھو وھم وکانہ شبہ علیہ خلتا بقیتا فان الحفاظ انما یذکرون ھھنا سوی المشھور قولین لاغیر تفصیل مقام وتوضیح مرام یہ ہے کہ وفات اقدس ماہ ربیع الاول شریف روز دوشنبہ میں واقع ہوئی اس قدر ثابت ومستحکم ویقینی ہے جس میں اصلاً جائے نزاع نہیں۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری ومواہب لدنیہ وشرح زرقانی میں ہے (ثم ان وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی یوم الاثنین) کما ثبت فی الصحیح عن انس ورواہ ابن سعد باسانیدہ عن عائشۃ وعلی وسعد وعروۃ وابن المسیب وابن شھاب وغیرھم (من ربیع الاول بلا خوف) کما قال ابن عبد البر بل کاد ویکون اجماعاً) الخ اور ادھر یہ بلاشبہ ثابت کہ اس ربیع الاول سے پہلے جو ذی الحجہ تھا اس کی پہلی روز پنجشنبہ تھی کہ حجۃ الوداع شریف بالاجماع روز جمعہ ہے وقد ثبت ذلک فی احادیث صحاح لامساغ لجحدھا فلا حاجۃ بنا الی اطالۃ الکلام بسردھا اور جب ذی الحجہ ۱۰ھ کی ۲۹ روز پنجشنبہ تھی تو ربیع الاول ۱۱ھ کی ۱۲ کسی طرح روز دوشنبہ نہیں آتی کہ اگر ذی الحجہ محرم صفر تینوں مہینے ۳۰ کے لیے جائیں تو غرہ ربیع الاول روز چارشنبہ ہوتا ہے اور پیر کی چھٹی اور تیرھویں اور اگر تینوں ۲۹ کے لیں تو غرہ روز یکشنبہ پڑتا ہے اور پیر کی دوسری اور نویں اور اگر اُن میں کوئی سا ایک ناقص اور باقی دو کامل لیجئے تو پہلی سہ شنبہ کی ہوتی ہے اور پیر کی ساتویں چودھویں اور اگر ایک کامل دو ناقص مانیے تو پہلی پیر کی ہوتی ہے پھر پیر کی آٹھویں۔ پندرھویں غرض بارھویں کسی حساب سے نہیں آتی اور ان چار کے سوا پانچویں کوئی صورت نہیں قول جمہور پر یہ اشکال پہلے امام سہیلی کے خیال میں آیا اور اسے لاحل سمجھ کر انھوں نے قول یکم اور امام ابن حجر عسقلانی نے دوم کی طرف عدول فرمایا فی المواھب بعد ذکر القول المشھور استشکلہ السھیلی وذلک انھم اتفقوا ان ذا الحجۃ کان اولہ یوم الخمیس (للاجماع ان وقفۃ عرفۃ کانت الجمعۃ) فمھما فرضت الشھور الثلثۃ توام او نواقص او بعضھا لم یصح ان الثانی عشر من ربیع الاول

یوم الاثنین (قال الحافظ ابن حجر وھو ظاھر لمن تاملہ وقد جزم سلیمن التیمی احد الثقات بان ابتداء مرضہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یوم السبت الثانی والعشرین من صفر ومات یوم الاثنین لیلتین خلتا من ربیع الاول فعلی ھذا یکون صفر ناقصا ولا یمکن ان یکون اول صفر السبت الا ان یکون ذوالحجۃ والمحرم ناقصین فیلزم منہ نقص ثلثۃ اشھر متوالیۃ) وھی غایۃ ماتتوالی قال الحافظ واما من قال مات اول یوم من ربیع الاول فیکون اثنان ناقصین وواحد کاملا ولذا رجحہ السھیلی (والمعتمد ماقالہ ابو مخنف) الاخباری الشیعی قال فی المیزان وغیرہ کذاب تالف متروک وقد وافقہ ابن الکلبی انہ توفی ثانی ربیع الاول وکان سبب غلط غیرہ انھم قالوا مات فی ثانی شھر ربیع الاول فتغیرت فصارت ثانی عشر واستمر الوھم بذلک یتبع بعضھم بعضا من غیر تامل اھ مختصرا مزیدا من الشرح **اقول** ویظھر لمن تامل ھذا الکلام منشؤ اختلاف نظر الامامین فی المیل الی القولین فکان السھیلی نظر ان قول ابی مخنف لایتاتی الا ان تتوالی الا شھر الثلثۃ ذوالحجۃ ومحرم وصفر نواقص وھذا فی غایۃ الندرۃ بخلاف القول الاول فان علیہ یکون شھر ا کاملا وشھر ناقصین وھذا کثیر فترجح ذلک فی نظرہ مع انہ اشد ثبوتا بالنسبۃ الی ذلک وکان الحافظ نظر ان علی القول الاول لایبقی للجمھور عذر فی التاویل فالمیل الی مایکون فیہ ابداء عذر لھم کما ذکر من وقوع تصحیف شھر بعشر احسن اوامتن مگر امام بدر بن جماعہ نے قول جمہور کی یہ تاویل کی کہ اثنی عشر خلت سے بارہ دن گزرنا مراد ہے نہ صرف بارہ راتیں اور پر ظاہر کہ بارہ دن گزرنا تیرھویں ہی تاریخ پر صادق آئے گا اور دوشنبہ کی تیرھویں بے تکلف صحیح ہے جبکہ پہلے تینوں مہینے کامل ہوں کما علمت اور امام مازری وامام ابن کثیر نے یوں توجیہ فرمائی کہ مکہ معظمہ میں ہلال ذی الحجہ کی رویت شام چارشنبہ کو ہوئی پنجشنبہ کا غرہ اور جمعہ کا عرفہ مگر مدینہ طیبہ میں رویت دوسرے دن ہوئی تو ذی الحجہ کی پہلی جمعہ کی ٹھہری اور تینوں مہینے ذی الحجہ محرم صفر تیس تیس کے ہوئے تو غرہ ربیع الاول پنجشنبہ اور بارھویں دوشنبہ آئی ذکرھا الحافظ فی الفتح **اقول** مدینہ طیبہ مکہ معظمہ سے اگرچہ طول میں غربی اور عرض میں شمالی ہے اما الثانی فظاھر معروف لکل من حج وزار واما الاول فثابت مثبت کالثانی فی الزیجات والاطالس من قدیم الاعصار اور ان دونوں اختلافوں کو اختلاف رویت میں دخل بیّن ہے کہ اختلاف طول سے بعد نیرین کم بیش ہوتا ہے اور اختلاف عرض سے قمر کے ارتفاع مدار کے انتصاب اور بالائے افق اس کی بقا میں تفاوت پڑتا ہے اور کثرت بعد وزیادت انتصاب مدار وارتفاع قمر وطول مکث سب معین رویت ہیں اور ان کی کمی مخل رویت مگر بلدین کریمین کے طول وعرض میں چنداں تفاوت کثیر نہیں اور جو کچھ ہے یعنی طول میں دو درجے اور عرض میں تین درجے وہ مانحن فیہ میں ہرگز یہ نہ چاہے گا کہ مکہ معظمہ میں تو رویت ہو اور مدینہ طیبہ میں نہ ہو بلکہ اگر مقتضی ہوگا تو اس کے عکس کا کہ مقام جس قدر غربی تر ہو امکان رویت بیشتر ہوگا کہ دورۂ معدل میں مواضع غربیہ پر نیرین کا گزر مواضع شرقیہ کے بعد ہوتا ہے اور حرکت قمر توالی بروج پر غرب سے شرق کو ہے تو جب موضع شرقی میں فصل قمرین حد رویت پر ہو غربی میں اور زیادہ ہوگا کہ وہاں تک پہنچے

میں قمر نے قدرے اور حرکت شرق کو کی اور شمس سے اس کا فاصلہ بڑھ گیا یوں ہیں جب عرض مرئی قمر شمالی ہو جیسا کہ یہاں تھا تو عرض بلد کا شمالی تر ہونا موجب زیادت تعدیل الغروب زائد ہو کر باعث زیادت بُعد معدل وطول مکث قمر ہوگا مگر ہے یہ کہ موانع رویت حد انضباط سے خارج ہیں تو دفع استحالہ وتوجیہ مقالہ کے لیے احتمال کافی اور قواعد پر نظر کیجئے تو واقعی وہ دن مدینہ طیبہ میں رویت عادیہ کا نہ تھا سلخ ذی القعدہ وسطیہ روز چارشنبہ کو غروب شرعی شمس کے وقت افق کریم مدینہ منورہ میں تو امر رویت کے مقدمات یہ تھے۔

تقویم شمس	ماج ے ا
تقویم مرئی قمر	مایح مد
عرض مرئی قمر شمالی	صہ ۷ الب
تعدیل الغروب	ط قہ
قمر معدل	ماح لح
بُعد معدل	طہ لو لج
بُعد سوا	ح صہ ک

پر ظاہر کہ جب بُعد معدل وبعد سوا دونوں دس درجے سے کم ہیں تو یہ حالت حالت رویت نہیں قریب قریب اسی حالت کے مکہ معظمہ میں تھی مگر ازانجا کہ وہ نو درجے یا آٹھ درجے سے زائد ہے رویت پر حکم استحالہ بھی نہ تھا حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی برکات بے نہایات کے حضور یہ کیا بات تھی کہ ایسے امکان غیر متوقع کی حالت میں فضل وقفہ جمعہ ملنے کے لیے بحکم الٰہی مکہ معظمہ میں شام چارشنبہ کو رؤیت واقع ہوگئی افق مدینہ طیبہ میں حسب عادت معہودہ نہ ہوئی پھر روز رؤیت ایام حمل ثور وجوزا خصوصًا ان بلاد گرم سیر میں گرد وغبار ہونا کوئی نا متوقع بات نہیں یہ تحقیق کلام علما ہے مگر امام عسقلانی نے ان توجیہوں پر قناعت نہ کی پہلی پر مخالفت محاورہ سے اعتراض فرمایا کہ اہل زبان جب یہ لفظ بولتے ہیں بارہ راتیں ہی گزرنا مراد لیتے ہیں نہ بارہ دن کہ یہ تیرھویں پر صادق ہو اور اول ودوم دونوں میں یہ استبعاد بتایا کہ چار مہینے متواتر تیس دن کے ہوئے جاتے ہیں فی المواھب عن الفتح ھذا الجواب بعید من حیث انہ یلزم منہ توالی اربعۃ اشھر کوامل **اقول** اگر ندرت مقصود تو الزام مفقود کہ دفع استحالہ کو احتمال کافی خود امام عسقلانی نے جو قول اختیار فرمایا اس پر تین مہینے متوالی ناقص آتے ہیں یہ کیا نادر نہیں اور اگر امتناع مراد تو ظاہر الفساد تین سے زیادہ متواتر ۲۹ کے مہینے نہیں ہوتے ۳۰ کے چار تک ہوتے ہیں ہاں پانچ نہیں ہوتے تحفہ شاہیہ علامہ قطب الدین شیرازی وزیج الغ بیگی میں ہے واللفظ لہ اہل شرع ماہ ہائے این تاریخ از رویت ہلال گیرند وآں ہرگز از سی روز زیادہ نباشد واز بست ۲۹ ونہ روز کمتر نے وتا چہار ماہ متوالی سی سی آید وزیادہ نے وتا سہ ماہ متوالی بست ۲۹ ونہ بست ونہ آید وزیادہ نے **ثم اقول** وباللہ التوفیق قول جمہور سے قول مہجور کی طرف عدول نامقبول ہونے کے لیے اسی قدر بس تھا کہ اس کے لیے توجیہ وجیہ موجود ہے نہ کہ جب وہ اقوال مہجورہ دلائل قاطعہ سے باطل ہوں کہ اب تو ان کی طرف کوئی راہ نہیں اور یہ واضح ہوا کہ ان دونوں حضرات کا منشائے عدول تمسک بالحساب ہے کہ پیر کا دن یقینی تھا اور وہ بارھویں پر منطبق نہیں آتا پہلی دوسری پر آسکتا ہے مگر حساب ہی شاہد عدل ہے کہ اس سال ربیع الاول شریف کی پہلی یا دوسری پیر کی ہونا باطل ومحال ہے فقیر اس پر دو حجت قاطعہ رکھتا ہے **دلیل اول** غرہ وسطیہ کہ علمائے زیج بحساب اوسط لیتے ہیں نیرین کے اجتماع وسطی سے

اخذ کرتے ہیں اور بداہۃً واضح کہ رویت ہلال اجتماع قمرین سے ایک مدت معتدبہا کے بعد واقع ہوتی ہے تو غرۂ ہلالیہ کبھی غرۂ وسطیہ سے مقدم نہ آئے گا۔ وانما غایۃ التساوی اور اجتماع و رویت میں کبھی اتنا فصل بھی نہیں ہوتا کہ قمر ڈیڑھ دو برج طے کر جائے لہٰذا تقدم وسطیہ کی نہایت ایک دو دن ہے ولیس کل ذلک ظاھر من لہ اشتغال بالفن اور آشنائے فن جانتا ہے کہ ۱۱ھ ہجریہ میں ماہ مبارک ربیع الاول شریف کا غرہ وسطیہ روز سہ شنبہ تھا تو غرہ ہلالیہ یک شنبہ یا دوشنبہ کیونکر متصور کہ اگر یہ سہ شنبہ متاخر ہے تو ہلالیہ کا وسطیہ پر تقدم لازم آتا ہے اور اگر مقدم ہے تو اجتماع سے چار پانچ روز تک رویت نہ ہونے کا لزوم ہوتا ہے اور دونوں باطل ہیں وبعین الدلیل یستحیل ما تقدم عن سلیمن التیمی من کون غرۃ صفر یوم السبت فان غرتہ الوسطیۃ یوم الاثنین فکیف یمکن ان تتقدمہا الھلالیۃ بیومین او تتاخر عنہا بخمسۃ ایام وبہ یظھر استحالۃ ما اعتمدہ الحافظ بوجہ اٰخر فان مبناہ انما کان علیٰ ھذا کما علمت۔

دلیل دوم: فقیر نے شام دوشنبہ ۲۹ صفر وسط ۱۱ھ کے لیے افق کریم مدینہ طیبہ میں نیرین کی تقویمات استخراج کیں اور حساب صحیح معتمد نے شہادت دی کہ اس وقت تک فصل قمرین حد رویت معتادہ پر نہ تھا آفتاب جوزا کے ۶ درجے سترہ۱۷ دقیقے باون۵۲ ثانیے پر تھا اور چاند کی تقویم مرئی جوزا کے پندرہ۱۵ درجے ستائیس۲۷ دقیقے اکتیس۳۱ ثانیے۔ فاصلہ صرف ۹ درجے ۹ دقیقے ۳۹ ثانیے تھا۔ اور حسب قول متعارف اہل عمل رویت کے لیے کم سے کم دس درجے سے زیادہ فاصلہ چاہیے حاشیہ شرح چغمینی للعلامہ عبد العلی البرجندی میں ہے المذکور فی الکتب المشھورۃ انہ ینبغی ان یکون البعد بین تقویمی النیرین اکثر من عشرۃ اجزاء وقیل ینبغی ان یکون ما بین مغاربہا عشرۃ اجزاء او اکثر حتی یکون القمر فوق الارض بعد غروب الشمس مقدار ثلثی ساعۃ او اکثر والمشھور فی ھذا الزمان بین اھل العمل انہ ینبغی ان یتحقق الشرطان حتی تمکن الرویۃ ویسمون البعد الاول بعد السواء والبعد الثانی بعد المعدل۔ شرح زیج سلطانی میں ہے: "باید کہ بعد معدل دہ درجہ باشد یا زیادہ و بعد میان دو تقویم ایشاں از دہ زیادہ باشد تا ہر دو شرط وجود نگیرد ہلال مرئی نہ شود و متعارف دریں زمان این ست۔"

جزئیات مؤامرہ کی جدول یہ ہے

وتم	وقت غروب شرعی بعد نصف النہار وسطے زیجی
ج وسرنب	تقویم حقیقی شمس بوقت مذکور
ج یوے الب	تقویم حقیقی قمر بوقت مذکور
جہ مسم	عرض حقیقی قمر شمالی
مقے نا	اختلاف منظر قمر طولی جدولی

الجـ قہ ح	اختلاف منظر قمر عرضی جدولی
ج یہ الرلا	تقویم مرئی قمر ....
جہ محلب	عرض مرئی قمر شمالی ....
احر	تعدیل الغروب ....
ج سولدلا	قمر معدل ....
زندحہ صہ لم	مطالع نظیر جزء الشمس ......
زسوحہ لوو	مطالع نظیر جزء القمر المعدل ....
ماحمہ لم	بعد معدل ....
طحہ ط لط	بعد سوا ....
غیر متوقع	حکم رویت ہلال ....

جب شب سہ شنبہ تک نیرین کا یہ حال تھا کہ وقوع رویت ہلال ایک محض غیر متوقع احتمال تھا تو اس سے دو ایک رات پہلے کا وقوع بداہۃً محال تھا جب اس رات قمر صرف نو درجے آفتاب سے شرقی ہوا تھا تو شام یک شنبہ کو قطعاً کتنے درجے اس سے غربی تھا اور غروب شمس سے کوئی پاؤ گھنٹے پہلے ڈوبا اور شام شنبہ کو تو عصر کا اعلیٰ مستحب وقت تھا جب چاند حجلہ نشین مغرب ہو چکا پھر رات کو رؤیت ہلال کیا زمین چیر کر ہوئی۔ غرض دلائل ساطعہ سے ثابت ہے کہ اس ماہ مبارک کی پہلی یا دوسری دوشنبہ کی ہرگز نہ تھی اور روز وفات اقدس یقیناً دوشنبہ ہے تو وہ دونوں قول قطعاً باطل ہیں اور حق وصواب وہی قول جمہور بمعنی مذکور ہے یعنی واقع میں تیرھویں اور بوجہ مسطور تعبیر میں بارھویں کہ بحساب شمسی نہم جزیران ۹۴۳ھ رومی نو سو تینتالیس رومی اسکندرانی ہشتم[1] جون ۶۳۲ھ چھ سو بتیس عیسوی تھی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

---

[1] یعنی اس وقت جو شمار رائج تھا اس کے حساب سے ۸ جون اور اصلی حساب سے ۱۲ تھی زیج بہادر خانی سے بستم جون آتی ہے مگر یہ اس کی غلطی ہے جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ تحقیقات سال مسیحی میں واضح کیا ہے ۱۲ منہ غفرلہ

تفسیر

مسئلہ: - از مدرسہ منظرِ اسلام ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین کہ شانِ نزول اس آیت شریفہ کی و منھم من عاھد اللہ لئن اتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصالحین الآیہ۔ حدیث ثعلبہ ابن حاطب ہے یا اور کوئی حدیث؟ حدیث ثعلبہ کی صحیح یا حسن یا ضعیف یا موضوع؟ یہ ثعلبہ ابن حاطب بدری ہے یا اور کوئی؟

الجواب: - بدری حضرت سیدنا ثعلبہ بن حاطب بن عمرو بن عبید انصاری ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ اور یہ شخص جس کے باب میں یہ آیت اتری ثعلبہ ابن ابی حاطب ہے۔ اگرچہ یہ بھی قوم اوس سے تھا۔ اور بعض نے اس کا نام بھی ثعلبہ ابن حاطب کہا۔ مگر وہ بدری خود زمانۂ اقدس حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگِ احد میں شہید ہوئے۔ اور یہ منافق زمانۂ خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مرا۔ جب اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور آیۂ کریمہ میں اس کی مذمت اتری، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا۔ حضور نے قبول نہ فرمائی۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لایا۔ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری زکوٰۃ قبول نہ فرمائی، اور میں قبول کروں، ہرگز نہ ہوگا۔ پھر خلافتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر لایا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابوبکر قبول نہ فرمائیں اور میں لے لوں یہ کبھی نہ ہوگا۔ پھر خلافتِ ذی النورین غنی رضی اللہ عنہ میں لایا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صدیق و فاروق نے قبول نہ فرمائی میں بھی نہ لوں گا۔ آخر انھیں کی خلافت میں مرگیا۔

اللہ عزوجل اہلِ بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسبت فرماچکا اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم جو چاہو کرو میں تمھیں بخش چکا۔ اور اس منافق کے باب میں فرماتا ہے فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم الی یوم یلقونہ۔ اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کیا کہ مرتے دم تک نہ جائے گا۔ حاشا للہ نور و ظلمت کیونکر جمع ہوسکتے ہیں۔

امام حافظ الشان اصابہ میں فرماتے ہیں ثعلبہ بن حاطب بن عمرو الانصاری ذکرہ موسیٰ بن عقبہ و ابن اسحٰق فی البدریین وکذا ذکرہ ابن الکلبی وزاد انہ قتل باحد۔

تفسیر امام ابن جریر میں ہے حدثنی محمد ابن کیدحدثنی ابی حدثنی عمی حدثنی ابی عن ابیہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان رجلا یقال لہ ثعلبہ ابن ابی حاطب اخلف اللہ ما وعدہ فقص اللہ تعالیٰ شانہ فی القرآن ومنھم من عاھد اللہ الی قولہ یکذبون۔

تفسیر معالم میں ہے قال الحسن ومجاھد نزلت فی ثعلبۃ بن ابی حاطب الخ

تفسیر ابن جریر و ثعلبی وغیرہم میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی فانزل اللہ تعالیٰ فیہ ومنھم من عاھد اللہ وعند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجل من اقارب ثعلبۃ فسمع ذلک فخرج حتی اتاہ فقال ویحک یا ثعلبۃ قد انزل اللہ فیک کذا وکذا فخرج ثعلبۃ حتی اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فسألہ ان یقبل صدقتہ فقال ان اللہ منعنی ان اقبل منک صدقتک ثم الی ابی بکر حین استخلف فقال اقبل صدقتی فقال ابوبکر لم یقبلھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانا اقبلھا فلما ولی عمر اتاہ فقال یا امیر المومنین اقبل صدقتی فقال لم یقبلھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا ابوبکر ولا انا اقبلھا ثم ولی عثمان فاتاہ فسألہ فقال لم یقبلھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا ابوبکر ولا عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیھما وانا لا اقبلھا فلم یقبلھا منہ وھلک ثعلبۃ فی خلافۃ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اھ مختصرا یہ سب اس حدیثِ ثعلبہ کی تسلیم پر ہے۔ ورنہ وہ سرے سے ثابت الصحت نہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں فرمایا ان صح الخبر ولا اظنہ یصح۔

اقول یہ حدیث ابی امامہ رضی اللہ عنہ جس میں بجائے ابن ابی حاطب ابن حاطب کہا، ابن جریر و بغوی و ثعلبی و ابن السکن و ابن شاہین و باوردی سب کے یہاں بطریق معاذ ابن رفاعہ عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، اور علی بن یزید میں کلام معلوم ہے۔ حافظ الشان نے تقریب میں فرمایا ضعیفٌ امام دارقطنی نے فرمایا متروکٌ امام بخاری نے فرمایا منکر الحدیث۔ اور فرمایا کل من اقول فیہ منکر الحدیث لا تحل الروایۃ عنہ جسے میں منکر الحدیث کہوں اس سے روایت حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بجواب مسئلہ مولوی حکیم غلام محی الدین صاحب لاہوری

فقیر کی رائے قاصر یہ ہے کہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ پیشِ نظر رکھا جائے اور اس میں چار تبدیلیں ملحوظ رہیں۔

(۱) وہ الفاظ کہ متروک یا نامانوس ہوگئے بفصیح و سلیس و رائج الفاظ سے بدل دیئے جائیں۔

(۲) مطلب اصح جس کے مطالعہ کو جلالین کہ اصح الاقوال پر اقتصار کا جن کو التزام ہے سر دست بس ہے، ہاتھ سے نہ جائے۔

(۳) اصل معنی لفظ اور محاورات عرفیہ دونوں کے لحاظ سے ہر مقام پر اس کے کمال پاس رہے۔ مثلاً غیر المغضوب علیھم کا یہ ترجمہ کہ جن پر غصہ ہوا یا تو نے غصہ کیا، فقیر کو سخت ناگوار ہے۔ غصہ کے اصل معنی اچھو کے ہیں یعنی کھانے کا گلے میں پھنسنا۔ جیسے طعامًا ذا غصۃ فرمایا۔ اس سے استعارہ کرکے ایسے غضب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جسے آدمی کسی خوف یا لحاظ سے ظاہر نہ کرسکے، گویا دل کا جوش گلے میں پھنس کر رہ گیا۔ عوام کہ دقائقِ کلام سے آگاہ نہیں، فرق نہ کریں۔ مگر اصل حقیقت یہی ہے کہ علماء پر اس کا لحاظ لازم ہے۔ ترجمہ یوں ہوا " نہ ان کی جن پر تو نے غضب فرمایا۔ یا جن پر تیرا غضب ہے۔ یا جن پر غضب ہوا۔ یا جو غضب میں ہیں۔ خیال کرنے سے ان کے ترجمہ میں اس کی بہت سی نظائر معلوم ہوسکتی ہیں۔

(۴) سب سے اہم و اعظم و اقدم و الزم مراعات و تشابہات، کہ ان میں ہمارے ائمہ کرام سے دو مذہب ہیں۔ اول ہم نصوص پر ایمان لائے، نہ تاویل کریں نہ اپنی رائے کو دخل دیں۔ آمنا بہ کل من عند ربنا معنی ہمیں معلوم ہی نہیں۔ ان

سے اگر قولہ تعالیٰ ثم استوی الی السماء کا ترجمہ کرایئے تو وہ فرمائیں گے "پھر استوا فرمایا آسمان کی طرف" اگر پوچھیے استوا کے کیا معنی تو لاادری سے جواب ملے گا۔ دوم تاویل کہ متاخرین نے تفہیم جہال کے لیے اختیار کیا کہ کسی خوبصورت معنی کی طرف پھیر دیں جس کا ظاہر شانِ عزت پر محال نہ ہو۔ اور طرق تجویز و تجارب میں لفظِ کریم سے قرب بھی رکھتا ہو۔ ان سے اگر آیۂ کریمہ مذکورہ کا ترجمہ کرائیے تو وہ کہیں گے "پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا" مگر یہ کہ تفویض چھوڑیں اور تاویل بھی نہ کریں بلکہ معنی محال و ظاہر کا صریح ادا کرنے والا لفظ قائم کر دیں جیسے کریمہ مذکورہ کا ترجمہ "پھر چڑھ گیا آسمان کو" کہ چڑھنا اترنا شانِ عزت پر محال قطعی اور جہال کے لیے معاذ اللہ موہم بلکہ مصرح بہ جسمانیت ہے۔ یہ ہمارے ائمہ متقدمین کا دین نہ متاخرین کا مسلک۔ اس سے احتراز فرض قطعی ہے۔ فقیر نے جہاں تک دیکھا ترجمہ منسوبہ بحضرت قدسی منزلت سیدنا مصلح الدین سعدی قدس سرہ العزیز اس عیب مشابہ سے پاک و منزہ ہے۔ ان ہی اس سے مدد لی جائے۔ و باللہ التوفیق۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۲۸ صفر ۳۰ھ

مسئلہ: مسئولہ جناب محمد یعقوب صاحب بریلی ۵ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنے کا حکم ملائکہ کو دیا اور ابلیس نے سجدہ نہ کیا، اس پر ارشاد ہوا أستکبرت ام کنت من العالین کیا تو نے تکبر کیا، کیا تو عالین سے تھا۔ یہ عالین کون لوگ ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: عالی بمعنی متکبر ہے قال اللہ تعالیٰ ثم ارسلنا موسٰی واخاہ ھارون باٰیتنا وسلطن مبین ۝ الی فرعون وملائہ فاستکبروا وکانوا قوما عالین ۝ پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں اور روشن حجت کے ساتھ فرعون اور اس کے جتھے کی طرف بھیجا تو انھوں نے تکبر کیا اور وہ تھے ہی متکبر لوگ۔ تو معنی آیت یہ ہوئے کہ رب عزوجل نے شیطانِ لعین سے فرمایا کہ تو نے جو آدم کو سجدہ نہ کیا یہ ایک تکبر تھا کہ اس وقت تجھے پیدا ہوا، یا تو قدیم سے متکبر ہی تھا۔ تفسیر ابن جریر میں ہے:

یقول تعالیٰ لابلیس تعظمت عن السجود لاٰدم فترکت السجود لہ استکبارا علیہ ولم تکن من المتکبرین العالین قبل ذلک ام کنت من العالین یقول ام کنت کذلک من قبل ذا علو وتکبر علی ربک	اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے فرمایا تو نے حضرت آدم کے سجدہ سے اپنے کو بڑا سمجھا اور ان پر بڑائی ظاہر کرتے تو نے سجدہ ترک کیا دراصل تو متکبرین میں سے نہ تھا۔ یا یہ کہ پہلے ہی سے اپنے رب پر علو و تکبر ظاہر کرنے والا تھا۔

یا یہ کہ تکبر خاص تجھی میں پیدا ہوا، یا تیری قوم ہی متکبر ہے۔ معالم میں ہے:

ام کنت من العالین المتکبرین یقول استکبرت بنفسک ام کنت من القوم الذین یتکبرون فتکبرت عن السجود لکونک منہم	یا تو عالین متکبرین میں سے تھا۔ فرماتا ہے کہ تو نے خود ہی تکبر کیا۔ یا تو متکبرین کے گروہ میں سے تھا تو سجدہ سے تکبر کیا۔

یا عالین کو بمعنی بلند و رفیع المرتبت لیں، اور معنی یہ ہوں کہ تو نے جو سجدہ نہ کیا، یہ تیرا تکبر تھا کہ واقع میں تجھے آدم پر بڑائی نہیں۔ اور براہِ غرور آپ کو بڑا ٹھہرایا۔ یا واقع ہی میں تجھے اس پر فضیلت۔ بیضاوی میں ہے:

استکبرت ام کنت من العالین تکبرت من غیر استحقاق او کنت ممن علی واستحق التفوق	تو نے تکبر کیا یا عالین میں سے تھا۔ مطلب یہ کہ بے استحقاق کے تو غرور میں مبتلا ہوا یا ان میں سے تھا جن کو بلندی اور تفوق حاصل ہے۔

اور یہ معنی نہیں کہ ملئکہ میں کوئی گروہ عالین ہے کہ وہ حکم سجود سے مستثنیٰ تھا۔ وان وقع فی کلام سیدنا الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رب عزوجل نے متعدد تاکیدوں سے مؤکد فرمایا۔ فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون تمام، جمیع، سب ملائکہ نے سجدہ کیا۔ فاللام للاستغراق واکدت بکل واکد باجمعون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از ملک بنگال ضلع فرید پور موضع پٹوراکاندے مرسلہ محمد شمس الدین صاحب

۱؎ بعدِ ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم بنت عمران باکرہ تھیں یا نہیں؟

۲؎ قرآن مجید میں ناسخ کی آیتیں کتنی ہیں اور منسوخ کتنی؟

۳؎ آنحضرت اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے درمیان کوئی اور رسول تھے یا نہیں؟

الجواب

۱؎ سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت کے بعد بھی حضرت بتول طیبہ طاہرہ سیدتنا مریم بکر تھیں، بکر ہی رہیں، اور بکر ہی اٹھیں گی، اور بکر ہی جنت النعیم میں داخل ہوں گی یہاں تک کہ حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کے نکاحِ اقدس سے مشرف ہوں گی۔ ان کی شانِ کریم

لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا	نہ مجھے کسی نے ہاتھ لگایا اور نہ میں بدکار ہوں

ظاہر ہے کہ بعدِ ولادت بھی صادق ہے۔ اور یہی معنی بکریت ہے۔ رہا بکارت بمعنی پردہ عروق کا زوال، اولاً اس ولادتِ معجزہ میں ہونا کیا ضرور اور اس کا کہاں ثبوت۔ جو بے باپ کے پیدا کر سکتا ہے بے زوالِ بکارت ولادت دینے پر بھی قادر ہے۔ بکر کے لیے بھی منفذ ہوتا ہے جس سے خون آتا ہے۔ اور بالفرض اس کا زوال ہو بھی تو وہ منافی بکریت نہیں بہت ابکار کا یہ پردہ کسی صدمہ یا خونِ حیض کی حدت وغیرہ سے جاتا رہتا ہے، مگر وہ بکر سے ثیب، نارسیدہ سے شوہر دیدہ نہیں ہو جاتیں بلکہ حقیقۃً بھی بکر ہوتی ہیں اور حکمِ شرع میں بھی بکر ہی رہتی ہیں۔ ان کا نکاح ابکار کی طرح ہوتا ہے اور وہ ابکار کے لیے وصیت میں داخل ہوتی ہیں۔ تنویر الابصار میں ہے:

من زالت بکارتہا بوثبۃ او ورود حیض او جراحۃ او کبر بکر حقیقۃ	جس کا پردہ بکارت کودنے حیض آنے یا زخم یا زیادتی عمر کی وجہ سے زائل ہوا وہ عورت حقیقۃً باکرہ ہے۔

فتاوٰی ظہیریہ اور ردالمحتار میں ہے:

البکر اسم الامرأۃ لم تجامع بنکاح ولا غیرہ	باکرہ اس عورت کو کہتے ہیں جس سے بلا نکاح یا بہ نکاح صحبت نہ کی گئی ہو۔

بحر و شامی میں ہے:

حاصل کلامھم ان الزائل فی ھذہ المسائل العذرۃ ای الجلدۃ التی علی المحل لا البکارۃ فکانت بکرا حقیقۃ وحکما ولذا تدخل فی الابکار بنی فلان	ان کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ ان مسائل میں عذرۃ زائل ہوتی ہے یعنی وہ جھلی جو شرمگاہ میں ہوتی ہے۔ تو عورت ان صورتوں میں حقیقۃً اور حکماً ہر طرح باکرہ ہوتی ہے۔ اس لیے اگر کسی نے بنی فلاں کی باکرہ عورتوں کے لیے وصیت کی تو یہ بھی ان میں داخل ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲؎ اس میں اختلافات کثیرہ ہیں۔ حازمی کی کتاب الناسخ والمنسوخ اور اتقان وغیرہ میں مفصل بیان ہے اور اختلافات کا بڑا منشاء اختلافِ اصطلاح بھی ہے کما لا یخفی علی من سبر ونظر وتامل وتدبر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳؎ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اولی الناس بعیسی بن مریم فی الدنیا والاٰخرۃ لیس بینی وبینہ نبی	دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ عیسیٰ ابن مریم کا ولی میں ہوں، مجھ میں اور ان میں کوئی نبی نہیں۔

رواہ احمد والشیخان وابو داؤد عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ دوسری حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

انا دعوۃ ابراھیم وکان اٰخر من بشر بی عیسی بن مریم	میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں اور سب میں پچھلے میری بشارت دینے والے عیسیٰ تھے علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

رواہ الطیالسی وابن عساکر وغیرہما عن عبادۃ الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حدیث صحیحین اصح ما ورد فی الباب ہے۔ فلا یعارضہ ما یذکر من حدیث خالد سنان وغیرہ۔ بعہدِ انبیاء علیہم السلام میں احتیاط یہی ہے کہ

اٰمنا بانبیاء اللہ جمیعا لا نفرق بین احد من رسلہ	ہم تمام انبیاء پر ایمان لائے ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔

کہ بعض پر ایمان لائیں اور معاذ اللہ بعض پر نہیں۔ جیسا کہ یہود و نصاریٰ خذلہم اللہ تعالیٰ نے کیا۔ اور بالیقین کسی کو نبی ماننے کے لیے تواتر شرط ہے۔ یہاں احاد کافی نہیں لما تقرر ان الاحاد لا تفید الاعتماد فی مثل الاعتقاد واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ سید شرف حسین صاحب ہیڈ محرر سلطان پور ضلع سہارنپور ۲۸ محرم سنہ ۱۳۳۲ھ

مطلع فرمائیے کہ اولی الامر منکم کی بابت رشید احمد صاحب "علماء و فقہاء" تجویز فرماتے ہیں اور بعض علماء نے بادشاہِ اسلام مراد لیا ہے۔ لہٰذا آپ اپنی رائے بابت اولی الامر کے تجویز فرمائیے کہ کون ہیں جن کی اطاعت قرینِ اطاعت جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ اور نیز یہ بھی تحریر فرمائیے کہ جس نے امام وقت کو نہ پہچانا اس کی موت جاہلیت پر ہوگی، اس کا کیا مطلب ہے اور یہ بھی تحریر فرمائیے کہ جس وقت یزید مطعون تخت نشین تھا، آیا وہ بھی

اولی الامر منکم میں شامل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو اس وقت کون اولو الامر تھا۔ مفصل و مشرح اولی الامر کے معنی اس وقت سے اس وقت تک کے تحریر فرمائیے۔

الجواب: اولی الامر میں اصح القول یہی ہے کہ اس سے مراد علمائے دین ہیں۔ کما نص علیہ الزرقانی وغیرہ۔ نہ سلاطین جن کے بہت احکام خلافِ شرع ہوتے ہیں۔ یزید پلید کے وقت میں بکثرت صحابہ کرام و تابعین اعلام تھے۔ وہی اولو الامر تھے۔ نہ یزید علیہ ما یستحقہ۔ ہر رسالت کے زمانہ میں وہ رسول اور اس کی کتاب امام ہوتی ہے قال تعالیٰ کتٰب موسی اماما ورحمۃ۔ زمانہ ختمیت میں آخر دہر تک قرآن عظیم و حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام ہیں جس نے انھیں نہ پہچانا ظاہر کہ وہ جاہلیت کی موت مرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ جناب حافظ سید عبد الجلیل صاحب مارہروی ۱۲ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک خطبہ میں ہے لا یکلف اللہ نفسا الا دون وسعہا یہ پڑھنا کیسا ہے اور یہاں دون کا محل کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: آیۂ کریمہ بدونِ "دون" ہے۔ خطبہ میں اگرچہ نہ وہ آیت ہونا ضروری، نہ قرآنِ عظیم سے اقتباس محذور، مگر زیادتِ موہومہ خلافِ مراد محذور۔ دون زبانِ عرب میں دس معنی پر مشتمل ہے:

(۱) غیر۔ اَئفکا اٰلھۃ دون اللہ تریدون۔ ای غیرہ

(۲) تحت۔ وما دون ذلک

(۳) فوق۔ فھی اذن من الاضداد کما افادہ المجد

(۴) اقل۔ لیس فیما دون خمس اواق صدقۃ

(۵و۶) وراء و امام۔ یعنی اِس پار یا اُس پار ؎ کیف الوصول الی السعاد "دونہا"
قنن الجبال ودونہن حتوف

وفی الحدیث من قتل دون اھلہ فھو شھید ای امامھم فی حفظھم والدفاع عنھم۔ وفی الحدیث لیس دونہ تعالیٰ منتھی ای ورائہ۔ وقد جمعھما قولہ فی الخمزیۃ: تریک القذی من دونہا وھی دونہ۔

(۷) حقیر۔ ع۔ ویقنع بدون من کان دونا۔

(۸) شریف۔ حکاہ بعض النحاۃ وقال المجد علیہ ضد

(۹) نزدیک تر بچیزے بہ نسبت مضاف الیہ۔ وجد من دونھم امرأتان تزودان

(۱۰) مقارب مضاف الیہ مکانا مکانۃ۔ ھذا دونک ای قریب منک

ظاہر ہے کہ معنی ۲، ۵، کو تو یہاں سے تعلق ہی نہیں۔ اور باقی معانی سب مخالفِ قرآن ہیں۔ قرآنِ عظیم حصر فرماتا ہے کہ اللہ عزوجل کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر بقدرِ قدرت و وسعت و طاقت۔ اور یہاں یہ حصر ہوگا کہ اللہ سبحانہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت کے سوا، یا طاقت سے نیچے، یا طاقت سے اوپر، یا طاقت سے کم، یا طاقت سے اُس پار،

یا طاقت سے اِس پار۔ اور یہی نیچے اور کم اور اس پار کا حاصل۔ دو معنی اخیر میں نکلے گا کہ ان پانچوں معنی میں منتہیٰ تک نہ پہنچنا ملحوظ ہے۔ صحاح و صراح و مجمع البحار وغیرہا میں ہے معناہ تقصیر عن الغایۃ۔ تو ان پانچوں کا حصر صریح مخالف قرآن ہے۔ اور ان دو یعنی اوپر اور اُس پار کا شدید مناقض۔ اور سوا تو صراحۃً نقیضِ معنی قرآن ہے۔ وبعد اللتیا والتی تاویلات دور از کار کو گنجائش دی جائے تو ایہامِ معانی باطلہ نقد وقت ہے اور اسی قدر منع کے لیے بس ہے۔ فی ردالمحتار وغیرہ من معتمدات الاسفار، مجرد ایہام المعنی المحال کاف فی المنع۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

الصمصام علیٰ مشکّکٍ فی آیۃِ علومِ الارحام

۱۳۱۵ھ

مسئلہ

از عظیم آباد پٹنہ محلہ لودی کٹرہ مرسلہ مولینا مولوی قاضی محمد عبد الوحید صاحب حنفی فردوسی نہم جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

حضرت اقدس قبلہ و کعبہ مد ظلہٗ دست بستہ تسلیم ۔ بعد التجا ہے ایک ضروری مسئلہ جلد اندر ہفتہ مدلل و مکمل عقلی و نقلی طور پر لکھ کر ایک مسلمان کی جان بلکہ ایمان کی حفاظت کیجئے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اللہ پاک قرآن میں فرماتا ہے کہ پیٹ کا حال کوئی نہیں جانتا کہ بچہ ذکور سے ہے یا اناث سے حالانکہ ایک آلہ نکلا ہے جس سے سب حال معلوم ہو جاتا ہے اور پتا ملتا ہے۔

کمترین خادمان
عبد الوحید حنفی الفردوسی منتظم تحفہ
عفا اللہ تعالیٰ عنہ

فتویٰ

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَایَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَاءُ : وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتِمِ الْاَنْبِیَا : اَلْاٰتِیْ بِکِتَابٍ مُّبِیْنٍ فِیْہِ رَحْمَۃٌ وَّشِفَاءٌ وَّمَاحَظَّ الْکٰفِرِیْنَ مِنْہُ اِلَّا نِقْمَۃٌ وَّشِقَاءٌ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْبَرَرَۃِ الْاَتْقِیَاءِ : اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھَاتِھِمْ سُعَدَاءُ مَّاجَنَّ جَنِیْنٌ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ بَیْنَ غَشَاءٍ وَّعِظَاءٍ اٰمِیْنُ ۔

الجوابُ

مولٰنا حامی سنت ماحی بدعت اکرمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ جل وعلا سورہ آل عمران شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔ اِنّ اللہ لایخفی علیہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء لا الہ الا ہو العزیز الحکیم بیشک اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں وہی ہے جو تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جیسا چاہے کوئی سچا معبود نہیں مگر وہی زبردست حکمت والا۔ سورہ رعد شریف میں فرماتا ہے۔

اللہ یعلم ما تحمل کل انثی وما تغیض الارحام وما تزداد وکل شیٔ عندہ بمقدار
علم الغیب والشہادۃ الکبیر المتعال ۰

اللہ جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جتنے سمٹتے ہیں پیٹ اور جتنے پھیلتے یا جو کچھ گھٹتے ہیں اور جو کچھ بڑھتے اور ہر چیز اس کے یہاں ایک اندازے سے ہے جاننے والا نہاں وعیاں کا سب سے بڑا بلندی والا سورۂ حج شریف میں فرماتا ہے۔ ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی اور ہم ٹھہراتے رکھتے ہیں مادہ کے پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک مقرر وعدے تک۔ سورۂ لقمٰن شریف میں فرماتا ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ۔ ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کسی کو اپنی خبر نہیں کہ کہاں مرے گا بیشک اللہ ہی جاننے والا خبردار۔ اور سورۂ ملٰئکہ شریف میں فرماتا ہے۔ واللہ خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم جعلکم ازواجا ۔ وما تحمل من انثی ولا تضع الا بعلمہ وما یعمر من معمر ولا ینقص من

عمرہ الا فی کتب ان ذلک علی اللہ یسیر ۔ اللہ نے بنایا تمہیں مٹی سے پھر منی سے پھر کیا تمہیں جوڑے اور نہیں گابھن ہوتی کوئی مادہ اور نہ جنے مگر اسکے علم سے اور نہ عمر دیا جائے کوئی عمر والا اور نہ گھٹایا جائے اسکی عمر سے مگر سب لکھا ہے ایک دفتر میں بیشک یہ سب اللہ کو آسان ہے۔ اور سورۂ حٰم السجدہ شریف میں فرماتا ہے الیہ یرد علم الساعۃ ط وما تخرج من ثمرات من اکمامہا وما تحمل من انثی ولا تضع الا بعلمہ اللہ ہی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا اور نہیں نکلتا کوئی پھل اپنے غلاف سے اور نہ پیٹ رہے کسی مادہ کو اور نہ جنے مگر اس کی آگاہی سے۔ اور سورۂ والنجم شریف میں فرماتا ہے۔ ہو اعلم بکم اذ انشاکم من الارض واذ انتم اجنۃ فی بطون امہتکم فلا تزکوا انفسکم ہو اعلم بمن اتقی ۰ اللہ خوب جانتا ہے تمہیں جب اس نے بنایا تم کو زمین سے اور جب تم چھپے ہوئے تھے ماں کے پیٹ میں تو آپ اپنی جان کو ستھرا نہ کہو اسے خوب خبر ہے کون پرہیزگار ہوا۔ آیات کریمہ میں مولیٰ سبحنہ وتعالیٰ اپنے بے پایان علوم کے بیشمار اقسام سے ایک سہل قسم کا بہت اجمالی ذکر فرماتا ہے کہ ہر مادہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے سب کا سارا حال پیٹ رہتے وقت اور اس سے پہلے اور پیدا ہوتے اور پیٹ میں رہتے اور جو کچھ اس پر گزرا اور گزرنے والا ہے جتنی عمر پائے گا جو کچھ کام کرے گا جب تک پیٹ میں رہے گا۔ اس کا اندرونی بیرونی ایک ایک عضو ایک ایک پرزہ جو صورت دیا گیا جو دیا جائے گا ہر ہر رونگٹا جو مقدار مساحت وزن پائے گا۔ بچے کی لاغری فربہی غذا حرکت خفیفہ زائدہ انبساط انقباض اور زیادت وقلت خون طمث وحصول فضلات وہوا ورطوبات وغیرہا کے باعث آن آن پر پیٹ جو سمٹتے پھیلتے ہیں غرض ذرہ ذرہ سب اسے معلوم ہے ان میں کہیں نہ تخصیص ذکورت وانوثت کا ذکر نہ مطلق علم کی نفی وحصر تو یہ مہمل ومختل اعتراض یادر ہوا کہ بعض پادریان پادر بند ہوا کی تازہ گڑھت ہے اس کا اصل منشا معنی آیات میں بے فہمی محض یا حسب عادت دیدہ ودانستہ کلام الٰہی پر افترا وتہمت ہے قرآن عظیم نے کس جگہ فرمایا ہے کہ کوئی کبھی کسی مادہ کے حمل کو کسی طرح تدبیر سے اتنا نہیں معلوم کرسکتا کہ نر ہے یا مادہ اگر کہیں ایسا فرمایا ہو تو نشان دو اور جب یہ نہیں تو بعض وقت بعض اناث سے بعض حمل کا بعض حال بعض تدابیر سے بعض اشخاص نے بعض جہل طویل وعجز مدید بعض آلات بیجان کا فقیر ومحتاج ہو کر اس فانی وزائل وبے حقیقت نام کے ایک ذرہ علم وقدرت سے (کہ وہ بھی اسی بارگاہ علیم وقدیر سے حصہ رسد چند روز سے چند روز کے لئے پائے اور اب بھی اسی کے قبضہ واقتدار میں ہیں کہ یہ اس کے کچھ کام نہ دیں) اگر صحرا سے ذرہ سمندر سے قطرہ معلوم کرلیا تو یہ آیات کریمہ کے کس حرف کا خلاف ہوا وہ خود فرمایا ہے۔ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء اللہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو کچھ پیچھے اور وہ نہیں پاتے اس کے علم سے کسی چیز کو مگر جتنی وہ چاہے۔ تمام جہان میں روز اول سے ابد الآباد تک جس نے جو کچھ جانا یا جانے گا سب اسی الا بما شاء کے استثنا میں داخل ہے جس کے لاکھوں کروڑوں سربفلک کشیدہ پہاڑوں

سے ایک نہایت قلیل وذلیل وبمقدار ذرہ یہ آلہ بھی ہے ایسا ہی اعتراض کرنا ہو تو بے گنتی گزشتہ وآئندہ باتوں کا جو علم ہم کو ہے اسی سے کیوں نہ اعتراض کرے جو صیغہ یعلم ما فی الارحام میں ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے بعینہ وہی صیغہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم میں ہے کہ اللہ جانتا ہے۔ جو کچھ گزرا۔ جب ان بے شمار علوم تاریخی وآسمانی ملنے میں کسی عاقل منصف کے نزدیک اس آیت کا کچھ خلاف نہ ہوا نہ تیرہ سو برس سے آج تک کسی پادری صاحب کو ان علوم کے باعث اس آیۂ کریمہ پر لب کشائی کا جنون اُچھلا تو اب ایک ذرا سی آلہ نکال کر اس آیت کا کیا بگاڑ متصور ہو سکتا ہے ہاں عقل نہ ہو تو بندہ مجبور ہے یا انصاف نہ ملے تو اندھیارا بھی کور ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ثم اقول وباللہ التوفیق مفصلا حق واضح کو واضح تر کروں **اصل** یہ ہے کہ کسی علم کی حضرت عزت عزوجل سے تخصیص اور اس کی ذات پاک میں حصر اور اس کے غیر سے مطلقًا نفی چند وجہ پر ہے اول علم کا ذاتی ہونا کہ بذات خود بے عطائے غیر ہو دوم علم کا غنا کہ کسی آلہ وجارحہ وتدبیر وفکر ونظر والتفات وانفعال کا اصلا محتاج نہ ہو سوم علم کا سرمدی ہونا کہ ازلا ابدا ہو چہارم علم کا وجوب کہ کبھی کسی طرح اس کا سلب ممکن نہ ہو۔ پنجم علم کا ثبات واستمرار کہ کبھی کسی وجہ سے اس میں تغیر تبدل فرق تفاوت کا امکان نہ ہو ششم علم کا اقصٰے غایات کمالات پر ہونا کہ معلوم کی ذات ذاتیات اعراض احوال لازمہ مفارقہ ذاتیہ اضافیہ ماضیہ آیتہ موجودہ ممکنہ سے کوئی ذرہ کسی وجہ پر مخفی نہ ہو سکے ان چھ وجہ پر مطلق علم حضرت احدیت جل وعلا سے خاص اور اس کے غیر سے قطعًا مطلقًا منتفی یعنی کسی کو کسی ذرہ کا ایسا علم جو ان چھ وجوہ سے ایک وجہ بھی رکھتا ہو حاصل ہونا ممکن نہیں جو کسی غیر الٰہی کے لئے عقول مفارقہ ہوں خواہ نفوس ناطقہ ایک ذرے کا ایسا علم ثابت کرے یقینًا اجماعًا کافر مشرک ہے ان تمام وجوہ کی طرف آیات کریمہ میں باطلاق کلمۂ یعلم اشارہ فرمایا کہ یہاں علم کو مطلق رکھا اور مطلق فرد کامل کی طرف منصرف اور علم کامل بلکہ علم حقیقی حق الحقیقۃ وہی ہے جو ان وجوہ ستہ کا جامع ہو اسی لحاظ رہے وہ جو قرآن عظیم میں ارشاد ہوا یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا جس دن اللہ عزوجل رسولوں کو جمع کرکے فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں کفار کے پاس ان محبوبان خدا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہم کا تشریف لانا ہدایت فرمانا ان ملاعنہ کا تکذیب وانکار رد واصرار واستکبار وبیہودہ گفتار سے پیش آنا کسے نہیں معلوم مگر حضرات انبیا عرض کریں گے۔ لا علم لنا ہمیں اصلا علم نہیں لانفی جنس کا ہے سلب مطلق فرمائیں گے یعنی وہی علم کامل کہ بحقیقت حقیقۃ علم اسی کا نام ہے اصلا اس کا کوئی فرد ہمیں حاصل نہیں حق حقیقت تو یہ ہے جب اس سے تجاوز کرکے حقیقت عرفیہ یعنی مطلق دانستن کی طرف چلے خواہ بالذات ہو یا بالغیر غنی ہو یا محتاج سرمدی ہو یا حادث ابدی ہو یا فانی واجب ہو یا ممکن ثابت ہو یا متغیر تام ہو یا ناقص بالکنہ ہو یا بالوجہ بایں معنی مطلق علم کہ ایک آدھ چیز کے جاننے سے بھی صادق زنہار مختص بحضرت عزت عزت عظمتہ نہیں نہ معاذ اللہ قرآن عظیم نے ہرگز کہیں اس کا دعوٰی کیا بلکہ جس طرح معنی اوّل

کا غیر کے لئے اثبات کفر ہے اس معنے کی غیر سے نفی مطلق بھی کفر ہے کہ یہ خود صدہا نصوص قرآن عظیم بلکہ تمام قرآن عظیم بلکہ تمام ملل وشرائع وعقل ونقل وحس سب کی تکذیب ہوگی قرآن عظیم نے اپنے محبوبوں کے لئے بے شمار علوم علمیہ ثابت فرمائے اور ان کے عطا سے منت رکھی قال تعالٰی وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۰ اور سکھا دیا اللہ نے تجھے اے نبی جو تجھے معلوم نہ تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے وبشروہ بغلٰم علیم۰ اور فرشتوں نے ابراہیم کو مژدہ دیا علم والے لڑکے کا وانہ لذو علم لما علمنٰہ اور بیشک یعقوب علم والا ہے ہمارے علم عطا فرمانے سے وعلم اٰدم الاسماء کلھا سکھا دیئے آدم کو سب نام واذکر عبدنا ابراھیم واسحٰق ویعقوب اولی الایدی والابصار۰ اور یاد کر ہمارے بندوں ابراہیم واسحٰق ویعقوب قدرت والوں اور علم والوں کو یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت بلند کرے گا اللہ تعالٰی تمہارے ایمان والوں کو اور ان کو جنہیں علم عطا ہوا درجوں میں۔ بلکہ عام بشر کو فرماتا ہے الرحمٰن۰ علم القراٰن۰ خلق الانسان۰ علمہ البیان۰ رحمٰن نے سکھایا قرآن بنایا آدمی اسے بتایا بیان علم الانسان ما لم یعلم۰ سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا واللہ اخرجکم من بطون امھٰتکم لا تعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون۰ اللہ نے نکالا تمہیں ماں کے پیٹ سے نرے ناداں اور دیئے تمہیں کان اور آنکھیں اور دل شاید تم حق مانو بلکہ عام تر فرماتا ہے الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السمٰوٰت والارض والطیر صٰفٰت کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ واللہ علیم بما یفعلون۰ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی پاکی بولتے ہیں جو آسمان وزمین میں ہیں اور پرندے پرا باندھے سب نے جان لی ہے اپنی نماز وتسبیح اور اللہ کو خوب خبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔ تو کوئی اندھے سے اندھا بھی کسی آیت کا یہ مطلب نہیں کہہ سکتا کہ بایں معنے مطلق علم کو غیر سے نفی فرمایا ہے ہاں اس معنی پر علم مطلق غیر سے منزو مسلوب اور یہ وجہ ہفتم حصر وتخصیص کی ہے یعنی تمام موجودات وممکنات ومفہومات وذوات وصفات ونسب واضافات وواقعیات وموہومات غرض ہر شے ومفہوم کو علم کا عام وتام ومحیط ومستغرق ہونا کہ غیر متناہی معلومات کے غیر متناہی سلاسل اور ہر سلسلے کے ہر فرد سے غیر متناہی علوم متعلق اور یہ سب نامتناہی نامتناہی نامتناہی علوم معًا حاصل ہوں جن کے احاطے سے کوئی فرد اصلا خارج نہ ہو جیسے فرماتا ہے واِن اللہ قد احاط بکل شیئ علما۰ بیشک اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہوا اور فرماتا ہے علم الغیب لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السمٰوٰت ولا فی الارض ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتب مبین۰ جاننے والا ہر چھپی چیز کا اس سے چھپی نہیں کوئی ذرہ بھر چیز آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر سب ایک روشن کتاب میں ہے۔ ایسا علم بھی غیر کے لئے محال اور دوسرے کے واسطے اس کا اثبات کفر وضلال کما بیناہ فی رسالتنا مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید" مانحن فیہ میں مولٰی سبحٰنہ وتعالٰی نے اس وجہ ہفتم کی طرف اشارہ فرمایا۔ کلا انتٰی

میں کلمۂ کل اور ما تحمل من انثی میں نکرۂ منفیہ پھر تاکید بر من اور ما فی الارحام عموم ما اور لام استغراق سے وعلی ہذا القیاس اب الہ محدثہ کی طرف چلیئے فقیر اس پر مطلع نہ ہوا نہ کسی سے اس کا کچھ حال سُنا ظاہر ایسی صورت میسر نہیں کہ جنین رحم میں بحال دنی ظلمت ثلث تین اندھیریوں میں رہے اور بذریۂ آلہ مشہود ہو جائے اس کا جسم بالتفصیل آنکھوں سے نظر آئے کہ بعد علوق فم رحم سخت منضم ہو جاتا ہے جس میں میل سرمہ بدقت جائے اور اس جاتے تنگ و تار میں جنین محبوس ہوتا ہے وہ بھی یوں نہیں بلکہ خود اس پر تین غلاف اور چڑھے ہوتے ہیں ایک غشائے رقیق ملاقی جسم مبین جس میں اس کا فضلۂ عرق جمع ہوتا ہے اس پر ایک اور حجاب اس سے کثیف تر مسمّٰی بہ غشائے لفائفی جس میں فضلۂ بول مجتمع رہتا ہے اس پر ایک اور غلاف اکثف کہ سب کو محیط ہے جسے مشیمہ کہتے ہیں ایسی حالتوں میں بدن نظر آنے کا کیا محل ہے تو ظاہرا آلے کا محصل صرف بعض علامات و امارات ممیزہ منجملہ خواص خارجیہ کا بتانا ہوگا جن سے ذکورت وانوثت کا قیاس ہو سکے جیسے رحم کی تجویف ایمن یا ایسر میں حمل کا ہونا یا اور بعض تجربیات کہ تازہ حاصل کئے گئے ہوں اگر اسی قدر ہے جب تو کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی مجربین قیاسات فارقہ رکھتے تھے جیسے دہنی یا بائیں طرف جنین کی بیشتر جنبش یا حاملہ کے پستان راست یا چپ کے حجم میں افزایش یا سر ہائے پستان میں سرخی یا ادواہٹ آنا یا رنگ روتے زن پر شادابی یا تیرگی چھانا یا حرکات زن میں خفت یا ثقل پانا یا قارورے میں اکثر اوقات حمرت یا بیاض غالب رہنی یا عورت کے خلاف عادت بعض اطعمۂ جیدہ یا ردیہ کی رغبت ہونی یا پشم کبود میں زر اندد مدقوق بعسل سرشتہ کا صبح علی اریق حمول اور ظہر تک مثل صائم رکھ کر مزۂ دہن کا امتحان کہ شیریں ہوا یا تلخ۔

الی غیر ذلک مما یعرفہ اہل الفن ولکل شروط یراعیہا البصیر فیصیب الظن

اور عجائب صنع الٰہی جلت حکمتہ سے یہ بھی محتمل کہ کچھ ایسی تدابیر القا فرمائی ہوں جن سے جنین مشاہدہ ہی ہو جاتا ہو مثلا بذریۂ قواسر پانچوں حجابوں میں بقدر حاجت کچھ توسیع وتفریج دیگر روشنی پہنچا کر کچھ شیشے ایسی اوضاع پر لگائیں کہ باہم تادیۂ عکوس کرتے ہوتے زجاج عقرب پر عکس لے آئیں یا زجاجات متخالفۃ اللا ایسی وضعیں پائیں کہ اشعۂ بصریہ کو حسب قاعدۂ معروضۂ علم مناظر انعطاف دیتے ہوئے جنین تک لیجائیں جس طرح آفتاب کا کنارہ کہ ہنوز افق سے دور اور مقابلۂ نظر سے محجوب ومستور ہوتا ہے بوجہ اختلاف ملا وغلظت عالم نسیم ہمیں محاذات بصر سے پہلے ہی نظر آجاتا اور طلوع مرئی کہ وہی ملحوظ فی الشرع ہے پیشتر ہوتا ہے یونہیں جانب غروب بعد زوال محاذات وقوع حجاب میں کچھ دیر تک دکھائی دیتا اور غروب مرئی معتبر فی الشرع غروب حقیقی کے بعد ہوتا ہے ولہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے جب کبھی مؤامرات رجیہ سے محاسبہ کیا اور اسے مشاہدۂ بصری سے ملایا ہے ہمیشہ نہار عرفی کو نہار نجومی پر اس سے بھی زائد پایا ہے جو طرفین

؎ ہر سہ غشا ہائے مذکورہ دفوق انہا زیر و بالا دو طبقہ زہدان بر ہمہ گرد غلاف است ۱۲

طلوع وغروب میں تفاوت افقین حسی وحقیقی بحسب ارتفاع قامت معتدلہ انسانی وتفاضل نیم قطر فاصل میان حاجت ومرکز کا مقتضا ہے نیز اسی لئے فقیر کا مشاہدہ ہے کہ قرص شمس تمام وکمال بالائے افق مشہور ہونے پر بھی ظلمت شب مطلع ومغرب میں نظر آتی ہے حالانکہ مخروط ظلی وشمس میں ہر گز نیم دورہ سے کم فصل نہیں اور اختلاف منظر آفتاب غایت قلت میں ہے کہ مقدار عُشر قطر تک بھی نہیں پہنچتا۔ خیر کچھ بھی ہو ہم یہی صورت فرض کرتے ہیں کہ مجرد کسی امارت خارجہ کی بنا پر قیاس ہی نہیں بلکہ بذریعہ آلہ اعضائے جنین با چناں وچنیں حجابات وکمین مشہود ہو جاتے ہیں بہر حال آخر تمام منشا ومبنائے اعتراض مہمل صرف اسقدر کہ جو علم قرآن عظیم نے مولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ کے لئے خاص مانا تھا ہمیں اس آلے سے حاصل ہو جاتا ہے حالانکہ لا واللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ کیا بڑا بول ہے جو ان کے مونھ سے نکلتا ہے وہ تو نہیں کہتے مگر جھوٹ۔ ہم پوچھتے ہیں اس آلے سے تم کو اُتنا ہی علم دیا جو وجہ ہشتم عام وشامل ہے جس کا باری عزوجل سے خاص جاننا محال اور خود بحکم قرآن عظیم کفر وضلال تھا جب تو اعتراض کتنا مالیخولیا اور کس درجہ کا جنون ہے کہ سرے سے مبنی ہی باطل وملعون ہے اس قسم علم یعنی دانستن کو اگرچہ کیسا ہی ہو حضرت عزت عزت عظمتہ سے قرآن عظیم نے کب خاص مانا تھا اس قسم کے کروروں علم عام انسان بلکہ تمام حیوانات کو روزانہ ملتے رہتے ہیں اور قرآن عظیم خود غیر خدا کے لئے انہیں ثابت فرماتا ہے ایک اس کے ملنے میں کیا نئی شاخ نکلی کہ آیت الٰہی کا خلاف ہو گیا یہ بھی اس علم الانسان ما لم یعلم کے ناپیدا کنار صحراؤں سے ایک ذلیل ذرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سکھایا آدمی کو جو اسے معلوم نہ تھا دیکھو ابھی تمہیں آیت سُنا چکا ہوں کہ اللہ نے تمہیں نکالا ماں کے پیٹ سے نرے جاہل کہ کچھ نہ جانتے تھے پھر تمہیں عقل وہوش وچشم وگوش دیئے کہ اس کا حق مانو تم نے اچھا حق مانا کہ اسی کی برابری کرنے لگے اور اگر یہ مقصود کہ اس سے تمہیں اُن سات وجوہ مخصوصہ بحضرت باری عزوجل سے کسی وجہ کا علم مل گیا تو یہ اس سے بھی لاکھوں درجہ بدتر جنون ہے کیا یہ علم تمہارا ذاتی ہے عطائے الٰہی سے نہیں اہل کتاب کہلاتے ہو شاید ایسا خدائی دعویٰ تو نہ کرو ابھی چند روز ہوئے تم اس آلے سے جاہل تھے اللہ عزوجل نے تمہیں تمہاری بساط کے لائق عقل دی ریاضی سکھائی دنیا کمانے کی راہ بنائی تمہارے ذہن میں اس کا طریقہ ڈالا آنکھیں ہاتھ جوارح دیئے جن کے ذریعہ سے کام کرسکو جس چیز کا کوئی آلہ بناؤ اور جس چیز پر اسے استعمال میں لاؤ انہیں تمہارے لئے مسخر کیا اسباب مہیا کرکے تمہارے دل میں اس کا خیال ڈالا پھر تمہارے جوارح کو کام کی طرف مصروف فرمایا پھر محض اپنی قدرت کاملہ سے بنا دیا اور اس کا بننا تمہارے ہاتھوں پر ظاہر ہوا تم سمجھے ہم نے اپنی قدرت اپنے علم سے بنا لیا اندھے ہمیشہ ایسا ہی سمجھا کرتے ہیں جو ظاہری سبب کے غلام اور حلقہ بگوش اور مسبب وخالق وعالم وقادر حقیقی سے غافل وبیہوش ہیں۔ کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار۔ جیسے قارون ملعون جسے اللہ عزوجل نے بیشمار خزانے دیئے دنیا بھر کی نعمتیں بخشیں جب اس سے کہا گیا احسن کما احسن اللہ

الیلث بھلائی کر جیسے اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی۔ تو کافر کیا بکتا ہے انما اوتیتہ علی علم عندی یہ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو مجھے آتا ہے۔ پھر بدلا دیکھا کس مرنے کا چکھا فخسفنا بہ وبدارہ الارض فما کان لہٗ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من المنتصرین ہ دھنسا دیا ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں پھر نہ ہوئے اس کے کچھ یار کہ اُسے بچا لیتے اللہ کی گرفت سے اور نہ وہ مدد لاسکا۔ اور اس علم کا غنی نہ ہو نا خود بدیہی کہ ایک بیجان آلے کی بودگی پر ہے جب تک آلہ نہ تھا تو ڈاکٹر صاحب کچھ نہ کہہ سکتے تھے کہ منیم صاحب کے پیٹ میں مس میڈیم ہے یا با با والوگ ازلی ابدی واجبؑ کیسے کہہ سکتے ہو جب تم خود ہی حادث فانی باطل ہو۔ ازلی بڑی چیز ہے ایام حمل ہی میں مدتوں اپنے جہل وعجز کا اقرار کرنا پڑے گا جب تک نطفہ صورت نہ پکڑے پانی کی بوند یا خون بستہ یا گوشت کا ٹکڑا رہے ڈاکٹر صاحب کی ڈاکٹری کچھ نہیں چل سکتی کہ نر نظر آتا ہے یا مادہ کیا تمہارا علم ثابت وناقابل نقصان وزیادت ہے استغفر اللہ قبل مشاہدہ کی حالت کو مشاہدۂ اجمالی مشاہدۂ اجمالی کو نظر تفصیلی نظر تفصیلی بالائی کو نظر بہ تصریح عملی سے ملاؤ حالت التفات وذہول کا فرق دیکھو پھر طریان نسیان تو سرے سے ارتفاع ہے کیا تمہارا علم کامل ہے حاش للہ اضافات بتانے کی کیا قدرت کہ وہ غیر متناہی ہیں مثلاً اس کے بدن کا کوئی ذرہ لے لیجئے اور اس کی ماں کے بدن اور تمام اجسام عالم میں جتنے نقطے فرض کئے جاسکتے ہیں اس کے بدن کے ہر ذرے کا اس ہر نقطہ ارضی وسماوی وشرقی وغربی وجنوبی وشمالی ونزدیک ودور وموجود وحال وماضی واستقبال سے بعد بتاؤ یہ لاتعد ولاتحصی خطوط جو ہر نقطۂ جسم جنین سے تمام نقاط عالم تک نکلکر بے حد بے شمار زاویے بناتے آئے ہر زاویے کی مقدار بولو۔ نہ سہی یہی بتادو کتنے خطوط پیدا ہوں گے۔ نہ سہی یہی کہہ دو کہ تمام اجسام جہان میں کتنے نقطے نکلیں گے نہ سہی اتنا ہی کہو کہ صرف جنین کے بدن میں کس قدر نقا ماننے جائیں گے اور جب یہ ادنیٰ علم جو علوم الٰہیہ متعلقہ بجنین کے کروڑہا کروڑ کے حصوں سے ایک حصہ بھی نہیں ایک جنین میں بھی اس قلیل کے اقل القلیل حصے کا جواب نہیں دے سکتے اگرچہ دنیا بھر کے ڈاکٹر و پادری اکھٹے ہو جاؤ تو باقی علوم کی کیا گنتی ہے حالانکہ واللہ العظیم یہ تمام علوم تمام نسبتیں تمام خطوط تمام نقاط تمام زاویئے تمام مقادیر گزشتہ وموجودہ وآئندہ تمام جن وبشر وحیوانات کے تمام حملوں میں رب العزۃ آن واحد میں معاً تفصیلاً ازلاً ابداً جانتا ہے اور یہ اس کے بحار علوم سے ایک قطرہ بلکہ بے شمار یم سے ادنیٰ نم ہے اور یہ سب کا سب مع ایسے ایسے ہزار ہا علوم کے جن کی اجناس کلیہ تک بھی وہم بشری نہ پہنچ سکے شمار افراد درکنار سب انہیں دو کلموں کے سرخ میں داخل ہیں کہ یعلم ما فی الارحام جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں ہے تمہاری تنگ نظری کوتاہ فہمی دو لفظ دیکھکر ایسے سستے سمجھ لئے کہ ایک آلے کی ناچیز وبے حقیقت ہستی پر علم ارحام کے مدعی بن بیٹھے۔ ہاں نصب واضافات کو جانے دو کہ نامتناہی ہیں معدود ومحدود ہی اشیاء بتاؤ اور وہ بھی کسی ایک جنین کی نسبت اور وہ بھی خاص اپنے گھر کے کہ آدمی کو گھر کا حال خوب معلوم ہوتا ہے اپنا اور

اپنی جورو کا واقعہ تو خود اسی پر گزرا اس کے سامنے ہی گزرا اور اوپر سے مدد دینے کو آلہ موجود کوئی پادری صاحب آلہ لگا کر بولیں کہ جس وقت ان کی میم صاحب کو پیٹ رہا نطفہ کتنے وزن کا گرا تھا اس میں کتنے حیوان منوی تھے گرتے وقت رحم کے کس حصہ پر پڑا رحم میں کتنی دیر بعد کونسی خمل و نقرہ میں مستقر ہوا جب سے اب تک کتنا خونِ حیض اس کے کام میں آیا یہ اصل نطفہ کس کس غذا کے کس کس کے جز اور کتنے وزن کا فضلہ تھا وہ کہاں کی مٹی سے پیدا ہوئی تھی کھانے کے کتنے دیر بعد اس نے صورت نطفیہ اخذ کی تھی جب سے اب تک ایک ایک منٹ کے فاصلہ پر اس کی وزن ومساحت وہیئات میں کیا کیا اور کتنا کتنا تغیر ہوا حوادث مذکورۂ بالا کے باعث جب سے اب تک میم صاحبہ کی رحم شریف کتنی بار اور کتنی کتنی دیر کو اور کس کس قدر سمٹی پھیلی بچہ کتنی دفعہ اور کس کس قدر اور کدھر کدھر کو پھر پھرایا ہر جنبش پر وضع اعضا میں کیا کیا تغیر ہوئی سب احوال اب سے پیدا ہونے تک کس کس طرح گزریں گے منٹ منٹ پر وضع ووزن ومساحت ومکان وحرکت وسکون وغذا واحوال جنین ورحم میں کیا کیا تغیرات ہوں گے با والوگ رحم شریف میں کب تک بسیں گے کس گھنٹے منٹ سکنڈ تھرڈ پر برآمد ہوں گے پہلے کونسا عضو آگے بڑھائیں گے اس وقت کتنے فربہ کتنے دراز ہوں گے دروازۂ برآمد کی وسعت کس مقدار مخصوص تک جائیں گے آسانی گزر کو کتنی رطوبت کی پچکاریاں ساتھ لائیں گے آپ کئی بار زور لگائیں گے میم صاحبہ سے کتنے کرائیں گے کونسی چیخ پر باہر آئیں گے برآمد بھی ہوں گے یا کچے ہی گر جائیں گے جی بچے تو کیا عمر پائیں گے کہاں کہاں بسیں گے کیا کیا کھائیں گے۔ کس کس مشن میں لونڈے پڑھائیں گے۔" الٰی غیر ذلک مما لا یعد ولا یحصی" واللہ کہ تمام عالم کی تمام ماضی وموجود ومستقبل حملوں رحموں کے ایک ایک ذرہ احوال مذکورہ وغیر مذکورہ گزشتہ وموجودہ وآئندہ کو رب العزت عز وجل کا علم ازلاً ابداً معاً تفصیلاً محیط ہے اور یہ سب انہیں دو پاک کلمۂ یعلم ما فی الارحام کی شرح میں داخل۔ تم اپنے ہی گھر کے ایک ہی پیٹ کے مختصر احوال کے کروڑوں حصوں سے ایک حصہ کا بھی ہزاروں حصہ نہیں بتا سکتے اور عالم ارحام بننے کے مدعی نہ سہی ماضیہ وآتیہ کو بھی جانے دو صرف موجودہ ہی لو اور حالات میں بھی فقط موجودہ ہی پر قناعت کرو کیا انہیں کو تمہارا علم عام ہے سبحٰن اللہ اولاً ان کا بھی علم بالفعل کہاں تمام عالم میں جتنے حمل اس وقت موجود ہیں سب کی گنتی تو کوئی بتا ہی نہیں سکتا سب کے حال پر اطلاع کجا ثانیاً اچھا علم بالفعل سے بھی گزرو صرف بذریعہ آلہ امکان علم ہی پر قناعت کرو کہ گو ہمیں کچھ معلوم نہیں مگر جو پاس آئے اور قدرت ملے تو آلہ لگا کر جان سکتے ہیں اگرچہ صاف ظاہر کہ یہ علم نہ ہوا کھلا جہل واقرار جہل ہوا تاہم موجود حملوں میں آدمی کے حمل اور ہر گونہ جانور طیر ووحش وسباع وبہائم وہوام سب کے سب گابھ داخل ذرا کوئی پادری صاحب آلہ آپ لگا کر یا کسی ڈاکٹر صاحب سے لگوا کر بتائیں تو کہ چیونٹی کے پیٹ میں کے انڈے ہیں ان میں کتنی چیونٹیاں کتنے چیونٹے ہیں۔ ایک چیونٹی کیا خفاش کے سب پرند اور نیز مچھلیاں، سانپ، گرگٹ، گوہ، ناکا، سقنقور وغیرہا لاکھوں ——————

میں داخل نہ تھے ثالثاً اور اتروں فقط بچے ہی والوں پر قناعت سہی کیا ان سب کے پیٹ آنے کے قابل ہیں رابعاً خامساً تا عاشراً وغیرہ، اس سے بھی درگزروں فقط قابل آلہ بلکہ فقط انسان بلکہ فقط امریکا یا انگلستان بلکہ فقط پادریان بلکہ فقط پادری فلاں بلکہ ان کے گھر کا بھی فقط ایک ہی پیٹ بلکہ وہ بھی فقط اسی وقت جب بچہ خوب بن لیا اور اپنی نہایت تصویر کو پہنچ چکا اور وہ بھی فقط اتنی ہی دیر کے لئے جبکہ میم صاحبہ کے پیٹ میں آرہا لگا ہوا ہے کلام کروں اب تو لاکھوں عموم کے دریا سمٹ کر صرف بالشت بھر کی ایک ہی گڑھیا کی تلاش رہ گئی کیوں پادری صاحب کیا آپ کے ما فی الرحم میں صرف بچہ کا آلہ تناسل داخل ہے کہ نر مادہ بتایا اور یعلم فی الارحام صادق آیا اس کے اعضائے اندرونی کیا رحم میں نہیں جنین کے دل ودماغ گردے شش سپرز مثانے تلخے امعا معدے رگ پٹھے عظم عضلے ایک ایک پرزے کا وزن مقدار مساحت طول عرض عمق فربہی لاغری کے اختلافات غرض سب حالات صحیح صحیح محقق مفصل نہ فقط شرابی کی زق زق یا اندھے کی اٹکل بیان کرو۔ اچھا جانے دو اندرونی اعضائے آہ وآہ پرست سب کورے کور ہیں بیرونی ہی سطح کا حصہ سہی۔ بولو مس میڈم جو پیٹ میں جلوہ آرا ہیں ان کے سر پر کتنے بال ہیں ہر بال کا طول کس قدر عرض کتنا عمق کس قدر وزن کتنا جلد میں مسام کتنے ہیں ہر سوراخ کے ابعاد ثلثہ کیا کیا ہیں ان میں کتنے باہم ایک دوسرے سے $\frac{٩}{١٢}$ کی نسبت رکھتے ہیں ہر ایک باقی سے کتنا متفاوت ہے بغل اور سینے اور ران اور پیڑو دونوں لب بالا چاروں لب زیرین وغیرہا جوڑوں وصلوں میں ہر ایک کا زاویہ کس حد ونہایت تک پھیل سکتا ہے۔ کسی درجے دقیقے ثانیے ثالثے عاشرے وغیرہا تک پہنچتا ہے دس[له] تجاویف ظاہرہ میں طبعاً وقسراً کہاں تک پھیلنے کی قابلیت ہے کہ اس سے ذرہ بھر قسر زائد واقع ہو تو قطعاً خارق ہو اور اس حد تک یقیناً تحمل کے قابل ولائق ہو تجاویف حاصلہ وتجاویف صالحہ میں ہر جگہ کتنا تفرقہ ہے۔ الی غیر ذلک من الاحوال الظاہرۃ فی السطوح الظاہرۃ یہ تمام تفاصیل تو یعلم ما فی الارحام کے لاکھوں سمندروں سے ایک خفیف قطرہ بھی نہیں اسی کو بتا دو۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین ۰ پھر اگر نہ بتاؤ اور ہرگز نہ بتا سکوگے تو ڈرو اس آگ سے جن کا ایندھن ہیں آدمی اور پہاڑ تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔ بالجملہ اس اعتراض کی ایک بہت ناقص نظیر یہ ہوسکتی ہے۔ کہ بادشاہ تمام روئے زمین اپنی مدح کرے میں ہوں مالک خزائن عامرہ میں ہوں صاحب اموال متکاثرہ میرے لئے ہیں بلاد وقریے کے محصول پہاڑوں کے حاصل صحراؤں کی کانیں دریاؤں کے محاصل یہ سن کر ایک بے ادب گستاخ فقیر قلاش گدیہ گر بے معاش لُنجا لولا اندھا ہوئے چوتڑوں کے بل گھسٹتا بادشاہی کے

[له] پنج در سقف بالا صماخین ومنخرین ودہن وپنج در نصف زیرین ثقبۂ در قلہ جبل الزہرہ کہ سرہ وناف نامند وسہ در داماں ازانہا دو در زیرۃ الزہرہ کہ بطرد نوت خوانندہ یکے پائینش کہ قبل گویند کہ وپنجم فرج پسین ١٢۔

کسی گاؤں میں بادشاہی کی رعیت سے ہاتھ پاؤں جوڑ کر بادشاہی کے دیے ہوتے مال سے ایک پھوٹی کوڑی مانگ لائے اور سر بازار تالیاں بجاتے کہ لیجئے بادشاہ تو اپنے ہی آپ کو مالک خزائن واموال ومحاصل معادن وبحار وجبال بتاتا تھا یہ دیکھو مدتوں مصیبت جھیل کر پاپڑ بیل کر ہم نے بھی ایک کانی کوڑی پائی ہے کیوں ہم بھی مالک خزائن ومحاصل بحار ہوئے یا نہیں مسلمانوں نہ فقط مسلمانوں ہر قوم کے عاقلوں کیا اس اندھے کا ہلکا سا لقب مجنون نہ ہوگا کیا اس سے نہ کہا جائے گا کہ او بے عقل اندھے کیا بادشاہ نے کہیں یہ فرمایا تھا کہ ہمارے خزانہائے عامرہ کے سوا ممکن نہیں کسی کے پاس کوئی پھوٹی کوڑی نکل سکے اگرچہ ہماری عطا کی ہوئی ہو حاشا للہ سلطان نے تو جا بجا صاف فرمادیا ہے کہ ہم نے اپنی رعایا کو بہت اموال کثیرہ عطایائے عزیزہ انعام فرمائے ہیں اور ہمیشہ فرمائیں گے ہاں اصل مالک ہمارے سوا کوئی نہیں نہ ہمارے برابر کسی کا خزانہ ہو او مجنون اندھے کیا یہ بھیک کی کوڑی لاکر تو اس کا ذاتی مالک بے عطائے سلطان ہوگیا یا اس پھوٹی کوڑی سے تیرا مال خزائن شاہی کے برابر ہو لیا اور جب کچھ نہیں تو کس ملعون بنا پر فرمان شاہی کی تکذیب کرتا اور قہر جبار قہار سے نہیں ڈرتا ہے۔ ہاں ہاں یہ پادری معترض اس اندھے سے بھی بہت بدتر حالت میں ہے اندھا فقیر اور وہ بادشاہ کبیر دونوں ان باتوں میں کانٹے کی تول برابر ہیں کہ دونوں مالک بالذات نہیں دونوں مالک حقیقی نہیں دونوں کی ملک مجازی حادث دونوں کی ملک فانی زائل دونوں حقیقت میں نرے محتاج دونوں بےشمار خزانوں کے مجازاً بھی مالک نہیں پھر اس کوڑی کو اس کے خزائن سے ایک نسبت ضرور کہ دونوں محدود اور ہر متناہی کو دوسری متناہی سے کچھ نسبت ضرور دے سکتے ہیں اگرچہ نسبت نما میں ہزار صفر لگا بخلاف علم حقیقی خالق وعلم اسمی مخلوق جن میں اصلاً کوئی تناسب ہی نہیں وہ ذاتی یہ عطائی وہ غنی یہ محتاج وہ ازلی یہ حادث وہ ابدی یہ فانی وہ واجب یہ ممکن وہ ثابت یہ متغیر وہ کامل یہ ناقص وہ محیط یہ قاصر وہ ازلاً ابداً نامتناہی در نامتناہی در نامتناہی یہ ہمیشہ ہر وقت معدود ومحدود پھر متناہی کو نامتناہی سے کوئی نسبت بتا ہی نہیں سکتے کہ یہ اس کا فلاں حصہ ہے بھلا اس اندھے کو تو ہر عاقل مجنون کہتا ان اندھوں کو کیا کہا جائے یہ تو مجنون سے بھی کتی لاکھ درجے بدتر ہوتے اور اندھے پن میں بھی اس سے کہیں بڑھکر اس کی آنکھیں تو باقی ہیں اگرچہ بے نور ہیں یہاں آنکھوں کا نشان تک نہیں ہاں ہاں کونسی آنکھیں یہ دو چتلی کوڑیاں نہیں خر وخوک سب کے موتھ پر لگی ہوتی ہیں بلکہ یہ کہ جنہیں قرآن عظیم میں فرماتا ہے فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور تو ہے یوں کہ ان کافروں کی آنکھیں اندھی نہیں وہ دل اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں والعیاذ باللہ رب العلمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خیر کسی کافر سے کیا شکایت مجھے تو ان ناسمجھ مسلمانوں سے تعجب آتا ہے جو مہمل وبےمعنے شکوک واہیہ سن کر متحیر ہوتے ہیں سبحن اللہ اللہ اللہ اللہ کہاں اللہ رب السموت والارض عالم الغیب والشہادۃ سبحنہ وتعالی اور کہاں کوئی بے تمیز ننگا ہوئے ہبقہ ناپاک ناشستہ کھڑے ہوکر موتنے والا ع ببیں کہ از کہ بریدی وباکہ پیوستی۔ خدا

راانصاف وہ عقل کے دشمن دین کے رہزن جہنم کے کوُدن کہ ایک اور تین میں فرق نہ جانیں ایک خدا کے تین مانیں پھر ان تین کو ایک ہی جانیں بے مثل بے کفو کے لئے جورو بتائیں۔ بیٹا ٹھہرائیں اس کی پاک باندی ستھری کواری پاکیزہ بتول مریم پر ایک بڑھئی کی جورو ہونے کی تہمت لگائیں پھر خاوند کی حیات خاوند کی موجودگی میں بی بی کے جو بچہ ہو اسے دوسرے کا گائیں خدا اور خدا کا بیٹا ٹھہرا کر ادھر کافروں کے ہاتھ سے سولی دلوائیں ادھر آپ اس کے خون کے پیاسے لوٹوں کے بھوکے روٹی کو اس کا گوشت بنا کر ذر ذر چبائیں شراب ناپاک کو اس پاک معصوم کا خون ٹھہرا کر غٹ غٹ چڑھائیں دنیا یوں گزری اُدھر موت کے بعد کفارہ کو اسے بھینٹ کا بکرا بنا کر جہنم بھجوائیں لعنتی کہیں ملعون بنائیں آے سبحن اللہ اچھا خدا جسے سولی دی جائے عجب خدا جسے دوزخ جلائے طرفہ خدا جس پر لعنت اٹے جو بکرا بنا کر بھینٹ دیا جائے اے سبحن اللہ باپ کی خدائی اور بیٹے کو سولی باآپ خدا بیٹا کس کھیت کی مول باپ کی جہنم کو بیٹے ہی سے لاگ سرکشوں کو چھٹی بے گناہ پر آگ آمتی ناجی رسول ملعون معبود پر لعنت بندے ماموں تف تف وہ بندے جو اپنے ہی خدا کا خون چکھیں اس کے گوشت پر دانت رکھیں اُف اُف وہ گندے جو انبیاء و رسل پر وہ الزام لگائیں کہ تجنگی چمار بھی جن سے گھن کھائیں سخت فحش بیہودہ کلام گڑھیں اور کلام الٰہی ٹھہرا کر پڑھیں زہ زہ بندگی خہ خہ تنظیم یہ یہ تہذیب تہ تہ تعلیم (مثال کے لئے دیکھو بائبل پرانا عہد نامہ یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۲۳ درس ۱۵ تا ۱۸) خدا کا معاذ اللہ زنا کی خرچی کو مقدس ٹھہرانا اور اپنے خاص مقربوں کے لئے اسے چن رکھا کہ کھائیں اور رستائیں۔ ایضاً کتاب پیدائش باب ۱۹ درس ۳۰ تا ۲۸ سیدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاذ اللہ اپنی دختروں سے زنا کرنا بیٹیوں کا باپ سے حاملہ ہو کر بیٹے جننا۔ ایضاً کتاب دوم اشمویل نبی

لہ وہ عبارت یہ ہے (۱۵) اس دن ایسا ہوگا کہ صور کسی بادشاہ ایام کے مطابق ستر برس تک فراموش ہو جائیں گی۔ اور ستر برس کے پیچھے صور کو چھنال کے مانند گیت گانے کی نوبت ہوگی (۱۶) اے چھنال جو کہ فراموش ہوگئی ہے بربط اٹھا لے اور شہر میں پھرا کر تار کو خوب چھیڑ اور بہت سی غزلیں گا تاکہ تجھے یاد کریں (۱۷) کیونکہ ستر برس کے بعد ایسا ہوگا کہ خداوند صور کی خبر لینے آئے گا اور وہ پھر خرچی کے لئے جائے گی اور وے زمین کی ساری مملکتوں سے زنا کریگی (۱۸) لیکن اس کی تجارت اور اس کی خرچی خداوند کے لئے مقدس ہوگی اس کا مال ذخیرہ نہ کیا جائے گا اور رکھ چھوڑا جائے گا بلکہ اس کی تجارت کا حاصل ان کے لئے ہوگا جو خداوند کے حضور رہتے ہیں کہ کھاکے سیر ہوویں اور نفیس پوشاک پہنیں۔

سہ (۳۰) لوط اپنی دونوں بیٹیوں سمیت پہاڑ پر جا رہا (۳۱) پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا (۳۲) آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم بستر ہوئیں (۳۳) پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی (۳۴) دوسرے روز پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا دیکھ کل رات میں اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی آؤ آج رات بھی اس کو مے پلائیں اور تو بھی جاکے اس سے ہم بستر ہو (۳۵) سو اس رات چھوٹی اس سے ہم بستر ہوئی (۳۶) سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔ (۳۷) اور بڑی ایک بیٹا جنی اس کا نام موآب رکھا وہ موآبیوں کا جواب تک ہیں باپ ہوا (۳۸) اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اس کا بنی عمی رکھا وہ بنی عمون کا جواب تک ہیں باپ ہوا مختصراً

باب ۱۱ درس ۲ تا ۵ سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے ہمسایہ کی خوبصورت جورو کو ننگی نہاتے دیکھ کر بلانا اور معاذ اللہ اس سے زنا کر کے پیٹ رکھانا ایضاً کتاب حزقیل نبی باب ۲۳ درس یکم تا ۲۱ معاذ اللہ خدا کی دو جوروؤں کا قصہ اور سخت شرمناک الفاظ میں ان کی بے حد زناکاریوں سے شہوت رانیوں کا تذکرہ نیا عہد نامہ پولس رسول کا خط گلیتوں کو باب ۳ درس ۱۳ نصاریٰ کے یسوع مسیح مصنوع کا ملعون ہونا الیٰ غیر ذٰلک مما لا یعد ولا یحصےٰ) آمنا باللہ وَمَا انزل الینا وَمَا انزل الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وَمَا اوتی موسیٰ وعیسیٰ وَمَا اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون ۝ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین ۝ الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا وھم بالاخرۃ ھم کفرون ۝ ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۝ فویل للذین یکتبون الکتٰب بایدیھم ثم یقولون ھٰذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون ۝ اللہ اللہ یہ قوم یہ قوم یہ سراسر لوم یہ لوگ یہ لوگ جنہیں

لہ (۲) ایک دن شام کو داؤد چھت پر ٹہلنے لگا وہاں سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی (۳) تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے آدمی بھیجے انہوں نے کہا حتی اوریاہ کی جورو (۴) داؤد نے لوگ بھیج کے اس عورت کو بلالیا اور اس سے ہم بستر ہوا وہ اپنے گھر چلی گئی (۵) اور وہ عورت حاملہ ہوگئی سو اس نے داؤد پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں اھ مختصراً۔

سہ (۱) خداوند کا کلام مجھے پہنچا اس نے کہا (۲) اے آدم زاد دو عورتیں تھیں جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں (۳) انہوں نے مصر میں زناکاری کی وے اپنی جوانی میں یار باز ہوئیں وہاں ان کی چھاتیاں ملی گئیں ان کی بکر کے پستان چھوئے گئے۔ (۴) ان میں بڑی کا نام اہولہ اور اس کی بہن اہولیبہ اور وے میری جوروئیں ہوئیں (۵) اہولہ جن دنوں میں میری تھی چھنالا کرنے لگی اور اسوریوں پر عاشق ہوگئی (۶) وے سرلشکر اور حاکمان تھے دلپسند جوان ارغوانی پوشاک (۷) اس نے ان سب کے ساتھ چھنالا کیا (۸) اس نے ہرگز اس زناکاری کو جو اس نے مصر میں کی تھی نہ چھوڑا کیونکہ انہوں نے اس کی بکر کی پستانوں کو ملا تھا اور اپنی زنا اس پر انڈیلی تھی (۹) اس لئے میں نے اس کے یاروں کے ہاتھ میں ہاں اسوریوں کے ہاتھ میں جن پر وہ مرتی تھی کر دیا (۱۰) انہوں نے اس کو بے ستر کیا (۱۱) اس کی بہن اہولیبہ نے یہ سب کچھ دیکھا پر وہ شہوت پرستی میں اس سے بدتر ہوئی۔ اس نے اپنی بہن کی زناکاری سے زیادہ زناکاری کی (۱۲) وہ بنی اسور پر جو اس کے ہمسایہ تھے جو بھڑکیلی پوشاک پہنتے اور گھوڑوں پر چڑھتے اور دلپسند جوان تھے۔ عاشق ہوئی (۱۳) اور میں نے دیکھا کہ وہ بھی ناپاک ہوگئی (۱۴) بلکہ اس نے زناکاری زیادہ کی کیونکہ جب اس نے دیوار پر مردوں کی صورتیں دیکھیں کسدیوں کی تصویریں شنگرف سے کھنچی تھیں۔ (۱۵) کمروں پر پٹکے کسے سروں پر اچھی رنگین پگڑیاں (۱۶) تب دیکھتے ہی وہ ان پر مرنے لگی اور قاصدوں کو ان کے پاس بھیجا (۱۷) سو بابل کے بیٹے اس پاس آکے عشق کے بستر پر چڑھے اور انہوں نے اس سے زنا کر کے اسے آلودہ کیا اور جب وہ ان سے ناپاک ہوئی تو اس کا جی

عقل سے لاگ جنہیں جنون کا روگ یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمان ان کی لغویات پر کان دھریں انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ پہلی اپنی ساختہ بائبل تو سنبھالیں تا ہر اعتراض باہر ایراد اس پر سے اٹھالیں انگریزی میں ایک مثل کیا خوب ہے کہ شیش محل کے رہنے والا پتھر پھینکنے کی ابتدا کرو یعنی رب جبار تہارے کے محکم قلعوں کو تمہاری کنکریوں سے کیا ضرر پہنچ سکتا ہے مگر ادھر سے ایک پتھر بھی آیا تو حجارۃ من سجیل ۔ کا سماں کعصف ماکول کا مزہ چکھا دیگا ۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون واخر دعوٰینا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین آمین ۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم

ان سے پھر گیا (۱۸) تب اس کی زنا کاری علانیہ ہوئی اور اس کی برہنگی بے ستر ہوئی تب جیسا میرا جی اس کی بہن سے ہٹ گیا تھا ویسا میرا دل اس سے بھی ہٹا (۱۹) تسپر بھی اس نے اپنی جوانی کے دنوں کو یاد کر کے جب وہ مصر کی سرزمین میں چھنالا کرتی تھی زنا کاری پر زنا کاری کی (۲۰) سو وہ پھر اپنے ان یاروں پر مرنے لگی جن کا بدن گدھوں کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑوں کا سا انزال تھا (۲۱) اس طرح تو نے اپنی جوانی کی شہوت پرستی کہ جس وقت مصری تیری جوانی کے پستانوں کے سبب تیری چھاتیاں ملتے تھے یاد دلائی ۔ ملخصاً ۔ (۳) مسیح نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے ۱۲ ۔

اقامۃ القیامہ

علی

طاعن القیام لنبی تہامہ

۹۸ ھ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از ریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور بضمن سوالات کثیرہ ۱۲۹۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مجلس میلاد میں قیام وقت ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام کیا ہے بعض لوگ اس قیام سے انکار بحث رکھتے اور اسے بدیں وجہ کہ قرون ثلثہ میں نہ تھا بدعت سیئہ و حرام سمجھتے اور کہتے ہیں ہمیں صحابہ و تابعین کی سند چاہیے ورنہ ہم نہیں مانتے ان کے اقوال کا حل کیا ہے ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب :

الحمد للہ الذی باذنہٖ تقوم السماء والصلاۃ والسلام علی من قامت بہ ارکان الشریعۃ الغراء سیدنا ومولانا محمد الذی قامت فی مولدہ ملئکۃ العلیا وعلی الہٖ وصحبہ القائمین بآداب تعظیمہ فی الصبح والمساء واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ قیم الانبیاء صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم ما قامت تسبیح القیام اشجار الغبراء وسجدت للحی القیوم نجوم الخضراء آمین قال القائم بعض الضراعۃ الی صاحب المقام المحمود والشفاعۃ عبد المصطفیٰ

احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی غفراللہ لہٗ
واقامہ مقام السلف الکرام البررۃ الکلمۃ آمین

اللّٰھُمَّ ھدایۃ الحق والصواب

الجواب: یہاں دو مقام واجب الاعلام ہیں اولاً اس مقام مبارک پر اپنے طور پر کتب و فتاوائے علماء قدست اسرارہم سے حکم بیان کرنا جس سے بعونہ موافقین کے لئے ایضاح حق وازاحت باطل ہو اور منصب فتویٰ اپنے حق کو واصل ہو۔

ثانیاً اس مغالطہ کا جواب دینا جو بالفاظ متقاربہ تمام اکابر و اصاغر مانعین میں رائج کہ یہ فعل قرون ثلثہ میں نہ تھا تو بدعت و ضلالت ہوا۔ اس میں کچھ خوبی ہوتی تو وہی کرتے اس فعل اور اس کے امثال امور نزاعیہ میں حضرات منکرین کی غایت سعی اسی قدر ہے جس کی بناء پر اہلسنت و سواد اعظم ملت و ہزاران ائمہ شریعت و طریقت کو معاذاللہ بدعتی گمراہ ٹھہراتے ہیں اور مطلقاً خوف خدا و ترس روز جزا دل میں نہیں لاتے مقام افتاء اگرچہ استیعاب مناظرہ کی جا نہیں مگر ایسی جگہ ترک کلی بھی چنداں زیبا نہیں لہذا فقیر مقام دوم میں چند اجمالی جملے حاضر کرے گا۔ جن کے مبانی دیکھئے حرفے چند اور معانی سمجھے تو بس جامع و بلند۔ وباللہ التوفیق فی کل حین وعلیہ التوکل وبہ نستعین والحمد للہ رب العلمین۔

مقام اوّل: اللہ عزوجل نے شریعت غرا بیضا زہرا عامہ تامہ کاملہ شاملہ اتاردی اور بحمدہ تعالیٰ ہمارے لئے ہمارا دین کامل فرمادیا اور اس کے کرم نے اپنے حبیب اکرم حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں اپنی نعمت ہم پر تمام فرمادی۔ قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ ترجمہ:- آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند فرمایا۔ والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی من بہ انعم علینا فی الدنیا والدین وبہ ینعم انشاء اللہ تعالیٰ فی الآخرۃ الی ابد الآبدین۔ الحمد للہ ہماری شریعت مطہرہ کا کوئی حکم قرآن عظیم سے باہر نہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حسبنا کتاب اللہ ہمیں قرآن عظیم بس ہے مگر قرآن عظیم کا پورا سمجھنا اور ہر جزئیہ کا صریح حکم اس سے نکال لینا عام کو نامقدور ہے اس لئے قرآن کریم نے دو مبارک قانون ہمیں عطا فرمائے۔[1]

ف۱ قرآن امام حدیث ہے۔ حدیث امام مجتہدین۔ مجتہدین امام علماء۔ علماء امام عوام الناس۔ اس سلسلہ کا توڑنا گمراہ کا کام۔

اوّل: ما اٰتکم الرسول فخذوہُ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ **اقول** یہ صیغہ امر کا ہے اور امر وجوب کے لئے ہے تو پہلی قسم واجبات شرعیہ ہوئی اور باز رہو نہی ہے اور نہی منع فرمانا ہے یہ دوسری قسم ممنوعات شرعیہ ہوئی حاصل یہ کہ اگرچہ قرآن مجید میں سب کچھ ہے ونزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شیئ ترجمہ۔ اے محبوب ہم نے تم پر یہ کتاب اتاردی جس میں ہر شے ہر چیز ہر موجود کا روشن بیان ہے مگر امت اسے بے نبی کے سمجھائے نہیں سمجھ سکتی ولہذا فرمایا۔ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نُزِّلَ الیھم۔ ترجمہ اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن مجید اتارا کہ تم لوگوں کے لئے بیان فرمادو جو کچھ ان کی طرف اترا ہے (یعنی اے محبوب تم پر تو قرآن حمید نے ہر چیز روشن فرمادی اس میں جس قدر امت کے بتانے کو ہے وہ تم ان پر روشن فرمادو ولہذا آیۃ کریمہ اولیٰ میں نزلنا علیک فرمایا جو خاص حضور کی نسبت ہے اور کریمہ ثانیہ میں نزلنا الیھم فرمایا) جو نسبت بہ امت ہے۔

دوم: فاسئلوٓا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ ترجمہ: علم والوں سے پوچھو جو تمہیں نہ معلوم ہو، حوادث غیر متناہی ہیں احادیث میں ہر جزئیہ کے لئے نام بنام تصریح احکام اگر فرمائی بھی جاتی) ان کا حفظ و ضبط نامقدور ہوتا پھر مدارج عالیہ مجتہدانِ امت کے لئے ان کے اجتہاد پر رکھے گئے وہ نہ ملتے نیز اختلافات ائمہ کی رحمت و وسعت نصیب نہ ہوتی۔ لہذا حدیث نے بھی جزئیات معدودہ سے کلیاتِ حاویہ مسائل نامحدودہ کی طرف استعادہ فرمایا اس کی تفصیل و تفریع و تاصیل مجتہدین کرام نے

لہ اس آیہ کریمہ کے متصل ہی کریمہ ثانیہ ہے۔ ان کنتم لا تعلمون بالبینٰت والزبر وانزلنا الیک الذکر الایۃ مصنف نے یہاں معالم التنزیل کے حاشیہ پر تحریر فرمایا اقول ھذا من محاسن نظم القرآن العظیم امرالناس ان یسئلوا اھل العلم بالقرآن العظیم وارشد العلماء ان لا یعتمدوا علی اذھانھم فی فھم القرآن بل یرجعوا الی مابیّن لھم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرد الناس الی العلماء والعلماء الی الحدیث والحدیث الی القرآن وان الی ربک المنتھی فکما ان المجتھدین لو ترکوا الحدیث ورجعوا الی القرآن ضلوا کذالک العامۃ لو ترکوا المجتھدین ورجعوا الی الحدیث ضلوا ولھذا قال الامام سفین بن عیینہ احد ائمۃ الحدیث قریب زمن الامام الاعظم والامام المالک رضی اللہ تعالیٰ عنھم الحدیث مضلۃ الا الفقہاء نقلہ عنھم الامام ابن الحاج مکی فی مدخل۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت قرآن عظیم کی خوبیوں سے ہے لوگوں کو حکم دیا کہ علماء سے پوچھو جو قرآن مجید کا علم رکھتے اور علماء کو ہدایت فرمائی کہ قرآن کے سمجھنے میں اپنے ذہن پر اعتماد نہ کریں بلکہ جو کچھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔

فرمائی اور احاطہ تصریح نامتناہی کے تعذر نے یہاں بھی حاجت ایضاح مشکل و تفصیل مجمل و تقیید مرسل باقی رکھی جو قرناً فقرناً طبقۃً فطبقۃً مشائخ کرام و علمائے اعلام کرتے چلے آئے ہر زمانہ کے حوادث تازہ احکام اس زمانے کے علمائے کرام حاملانِ فقہ و حامیانِ اسلام نے بیان فرمائے اور یہ سب اپنی اصل ہی کی طرف راجع ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ حتیٰ یاتی امر اللہ وھم علی ذالک درمختار میں ہے "ولایخلو الوجود عمن یمیز ھذا حقیقۃ لاظنا وعلی من لم یمیز ان یرجع لمن یمیز برائۃ لذمتہ" ترجمہ: زمانہ ان لوگوں سے خالی نہ ہوگا جو یقینی طور پر نہ محض گمان سے اس کی تمیز رکھیں اور جسے اس کی تمیز نہ ہو اس پر واجب ہے کہ تمیز والے کی طرف رجوع کرے کہ بری الذمہ ہو، ردالمحتار میں ہے جزم بذلک اخذاً مما رواہ البخاری من قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاتزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق حتی یاتی امر اللہ قولہ وعلیٰ من لم یمیز عبر بعلی المفیدۃ للوجوب الامر بہ فی قولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔ ترجمہ: شارح علامہ نے اس پر جزم فرمایا اس حدیث سے لیکر جو صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ غلبہ کے ساتھ حق پر رہے گا یہاں تک کہ حکم الٰہی آئے اور جسے اس کی تمیز نہ ہو اس پر علماً کی طرف رجوع لانے کو اس لئے واجب کہا کہ قرآن عظیم میں اس کا حکم فرمایا ہے کہ علماء سے پوچھو اگر تمہیں نہ معلوم ہو) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ الربانی کتاب مستطاب میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

> "مافصل عالم ما اجمل فی کلام من قبلہ من الادوار الا بنور المتصل من الشارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالمنۃ فی ذالک حقیقۃ لرسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم الذی ھو صاحب الشرع لانہ ھو الذی اعطی العلماء تلک المادۃ التی فصلوا بھا ما اجمل فی کلامہ کما ان المنۃ بعدہٗ لکل دور علی من تحتہ فلو قدر ان اھل دور تعدوا من فوقھم الی الدور الذی قبلہ لانقطعت وصلتھم بالشارع ولم یھتدوا لایضاح مشکل ولا تفصیل مجمل وتامل یا اخی لولا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصل بشریعۃ ما اجمل فی القران لبقی القران علی اجمالہ کما ان الائمۃ المجتھدین لو لم یفصلوا ما اجمل فی السنۃ لبقیت السنۃ علی اجمالھا وھکذا الی عصرنا ھذا

اس کی طرف رجوع لائیں تو لوگوں کو علماء کی طرف پھر اور علماء کو حدیث کی طرف اور حدیث کو قرآن کی طرف اور بیشک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے توجس طرح مجتہدین اگر حدیث چھوڑ دیں تو قرآن کی طرف رجوع کرتے بہک جاتے یونہی غیر مجتہد اگر مجتہدین کو چھوڑ کر حدیث کی طرف رجوع لائیں تو ضرور ی گمراہ ہو جائیں اسی لئے امام سفین بن عیینہ نے کہا کہ امام اعظم و امام مالک کے زمانہ کے قریب حدیث کے اماموں سے تھے فرمایا کہ حدیث بہت گمراہ کر دینے والی ہے مگر فقہاء کو اسے امام ابن حاج مکی نے مدخل میں نقل فرمایا۔ ۱۲ مصح غفرلہ

ف جوادث کا پیدا ہوتے رہنا اور ان کے احکام کا۔ اور ایک یہ کہ جو ہربات پر کہے۔ صحابہ تابعین کی سند لاؤ۔ یا امام ابوحنیفہ کا قول دکھاؤ۔ وہ مجنون ہے یا گمراہ ۔

فلولا ان حقیقۃ الاجمال ساریۃ فی العالم کلہ ما شرحت الکتب ولا ترجمت ولا وضع العلماء علی الشروح حواشی کالشروح للشروح؟"

ترجمہ: (جس کسی عالم نے اپنے سے پہلے زمانے کے کسی کلام کے اجمال کی تفصیل کی ہے وہ بھی نور سے ہے جو صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسے ملا ہے توحقیقۃً میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا تمام امت پر احسان ہے کہ انہوں نے علماء کو یہ استعداد عطا فرمائی جس سے انہوں نے مجمل کلام کی تفصیل کی۔ یونہی ہر طبقہ ائمہ کا اپنے بعد والوں پر احسان ہے اگر فرض کیا جائے کہ کوئی طبقہ اپنے اگلے پیشواؤں کو چھوڑ کر ان سے اوپر والوں کی طرف تجاوز کر جائے تو شارع علیہ الصلوۃ والسلام سے جو سلسلہ ان تک ملا ہوا ہے وہ کٹ جائے گا اور یہ کسی مشکل کی توضیح مجمل کی تفسیر پر قادر نہ ہوں گے۔ برادرم غور کر اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی شریعت سے مجملات قرآن عظیم کی تفصیل نہ فرماتے قرآن عظیم یونہی مجمل رہ جاتا۔ اسی طرح ائمہ مجتہدین اگر مجملات حدیث کی تفصیل نہ فرماتے حدیث یونہی مجمل رہ جاتی اسیطرح ہمارے زمانے تک تو اگر یہ نہیں کہ حقیقت اجمال سب میں سرایت کئے ہوئے ہے تو نہ متون کی شرح لکھی جاتی نہ ترجمے ہوتے نہ علماء شرحوں کی شرح (حواشی) لکھتے۔

اب یہیں دیکھئے کہ کتب ظاہر الروایۃ ونوادر ائمہ ثلثہ پھر کتب نوازل وواقعات تصنیف فرمائی گئیں پھر متون و شروح و حواشی و فتاویٰ وقتاً فوقتاً تصنیف ہوتے رہے اور آئندہ طبقہ نے گزشتہ پر اضافے کئے اور مقبول ہوتے رہے کہ سب اسی اجمال قرآن وسنت کی تفصیل ہے نصاب الاحتساب و فتاویٰ عالمگیری زمانہ سلطان عالمگیر انار اللہ تعالیٰ برہانہ کی تصنیف ہیں ان میں بہت ان جزئیات کی تصریح ملے گی جو کتب سابقہ میں نہیں کہ وہ جب تک واقع ہی نہ ہوئے تھے، اور کتب نوازل وواقعات کا تو موضوع ہی حوادث جدیدہ کے احکام بیان فرمانا ہے اگر کوئی شخص ان کی نسبت کہے کہ صحابہ و تابعین سے اس کی تصریح دکھاؤ یا خاص امام اعظم و صاحبین کا نص لاؤ تو وہ یا احمق مجنون یا گمراہ مفتون، پھر عالمگیری کے بھی بہت بعد اب قریب زمانہ کی کتابیں فتاویٰ اسعدیہ و فتاویٰ حامدیہ و طحطاوی علی مراقی الفلاح و عقود الدریہ و ردالمحتار و رسائل شامی وغیرہا کتب معتمدہ ہیں کہ تمام حنفی دنیا میں ان پر اعتماد ہو رہا ہے دو اوّل کے سوا یہ سب تیرھویں صدی کی تصنیف ہیں مانعین بھی ان سے سندیں لاتے ہیں ان میں صدہا وہ بیان ملیں گے جو پہلے نہ تھے اور مانعین کے یہاں تو فتاویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب بلکہ ماۃ مسائل و اربعین تک پر اعتماد ہو رہا ہے کیا ماۃ مسائل و اربعین کے سب جزئیات کی تصریح صحابہ و تابعین و ائمہ تو بہت بالا ہیں عالمگیری و ردالمحتار تک کہیں دکھا سکتے ہیں اب ان کے بھی بعد ریل، تار، برقی، نوٹ، منی آرڈر، فوٹو گراف وغیرہ وغیرہ ایجاد ہوئے اگر کوئی شخص کہے کہ صحابہ تابعین یا امام ابوحنیفہ یا نہ سہی ہدایہ یا درمختار یا یہ بھی نہ سہی عالمگیری و طحطاوی و ردالمحتار یا یہ سب جانے دو شاہ عبدالعزیز صاحب ہی کے فتاوے میں دکھاؤ تو اسے مجنون سے بہتر اور کیا لفظ کہا جا سکتا ہے ہاں اس ہٹ دھرمی کی بات جدا ہے کہ اپنے آپ تو تیرھویں صدی کی اربعین تک معتبر جانیں اور دوسروں سے ہر جزیہ پر

خاص صحابہ وتابعین کی سند مانگیں خطبہ میں ذکر عمین شریفین حادث ہے مگر جب سے حادث ہے علمار نے اس کے مندوب ہونے کی تصریح فرمائی۔ درمختار میں ہے یندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین۔ ترجمہ خطبہ میں چاروں خلفار کرام اور دونوں عم کریم سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمانا مستحب ہے۔) اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی صاحب نے تو ایک خطیب پر اپنے مکتوبات میں اس لئے کہ اس نے ایک خطبہ میں خلفار کرام کا ذکر نہ کیا تھا سخت نکیر فرمائی اور اسے خبیث تک لکھا۔ اذان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام عرض کرنا جس طرح حرمین طیبین میں رائج ہے درمختار میں فرمایا۔ "التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاخر سنۃ سبع مائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعہ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیھا مرتین وھو بدعۃ حسنۃ" ترجمہ (اذان کے بعد صلاۃ پہنچانا ربیع الآخر ۷۸۱ھ کی عشا شب دوشنبہ میں حادث ہوا پھر اذان جمعہ کے بعد بھی صلاۃ کہی گئی پھر دس برس بعد مغرب کے سوا سب اذانوں کے بعد پھر مغرب میں بھی دوبار کہنی شروع ہوئی اور یہ ان نو پیدا باتوں سے ہے جو شرعًا مستحب ہیں) کتب میں اس کے صدہا نظائر ملیں گے اسی وقت کے علمار معتمدین سے ان کے جزیہ کی تصریح مل سکتی ہے مجلس میلاد مبارک وقیام کو جاری ہوئے بھی صدہا سال ہوئے مگر صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کے کلام میں ان کے نام کی تصریح مانگنی اسی جنون پر مبنی ہو گئی ان پر انہیں علمار کرام کی تصریحات سے استناد ہوگا جن کے زمانہ میں ان کا وجود تھا جیسے مجلس مبارک کے لئے امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی وامام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی وامام خطیب احمد قسطلانی وغیرہم اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ جن کے نام وکلام کی تصریح بار بار کر دی گئی یونہی مسئلہ قیام میں ان علمائے کرام کی سند لی جائے جن کا ذکر شریف آیا ہے۔ وباللہ التوفیق بحمد اللہ تعالیٰ موافقین اہل حق وانصاف ودین کے لئے یہ کافی ہوگا۔ رہا مخالفین کا نہ ماننا ان کی پروا کیا۔ وہ اور ہی کسے مانتے ہیں کہ ان علمار کرام کو مانیں ان کے غیرمقلدین تو علانیہ امام اعظم وجملہ ائمہ دین پر منہ آتے اور اپنے مہمل افہام واوہام کے آگے ان کے اجتہادات عالیہ کو باطل بتاتے اور ان کے ماننے والوں کو معاذ اللہ مشرک گمراہ بتاتے ہیں جو ان میں بظاہر نام تقلید لیتے ہیں وہ بھی غیرمقلدین کی طرح اپنے اہوائے باطلہ کے سامنے قرآن وحدیث کی تو سنتے نہیں پھر ائمہ کی کیا گنتی ان کے موہنہ سے تقلید امام اور ان کے اور ان کے سب کے موہنہ سے قرآن وحدیث کا نام محض برائے تسکین عوام ہے کہ کھلا منکر نہ جانیں ورنہ حالت وہ ہے جو ان کے مذہبی قرآن تقویۃ الایمان سے ظاہر جو کہے اللہ ورسول نے غنی کر دیا وہ مشرک حالانکہ خود قرآن عظیم فرماتا ہے۔ "اغنٰھم اللّٰہ ورسولہ من فضلہ" اللہ ورسول نے انہیں دولتمند کر دیا اپنے فضل سے محمد بخش احمد بخش نام رکھنا شرک حالانکہ

ف ؛ دن کا بیان کہ حادث ہو کر مستحب ٹھہریں۔

خود قرآن حمید فرماتا ہے کہ جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم جب حضرت سیدتنا مریم کے پاس آئے کیا کہا یہ کہ۔

"اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا"

ترجمہ۔ (میں تو تمہارے رب کا رسول ہوں اس لئے کہ میں تمکو ستھرا بیٹا دوں۔)

صرف محمد بخش نام شرک ہوا حالانکہ وہ معنی عطا میں متعین بھی نہیں۔ بخش بہرہ وحصہ کو کہتے ہیں تو جبریل کہ صریح لفظوں میں اپنا بیٹا دینا کہہ رہے ہیں دین اسمٰعیلی میں کیسے مشرک ہوں گے اور قرآن عظیم کہ اس شرک وہابیت کو ذکر فرما کر مقرر رکھتا ہے کیوں نہ ایسے شرک پسند کتاب ٹھہرائیں گے۔ اس کی مثالیں بہت ہیں کہ وہابیہ کے شرک سے نہ ائمہ محفوظ نہ صحابہ نہ انبیاء۔ نہ جبریل امین نہ خود رب العالمین جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وعلیہم وسلم، یہ بحث فقیر کے اور رسائل میں مفصل ملے گی۔ یہاں تو اتنا کہنا ہے کہ مخالفین کی نہ ماننے کی پرواہ کیا ہے انہوں نے اور کسے مانا ہے کہ علماء ہی کو مانیں گے لہٰذا اس مقام اول میں روئے سخن موافقین اہل حق ویقین کی طرف کریں واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین۔ مولیٰ عزوجل توفیق دے تو یہاں منصف غیرمتعصب کے لئے اسی قدر کافی کہ یہ فعل مبارک اعنی قیام وقت ذکر ولادت حضور خیر الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام صدہا سال سے بلاد دار الاسلام میں رائج ومعمول اور اکابر ائمہ وعلمار میں مقرر ومقبول شرع میں اس سے منع مفقود اور بے منع شرع منع مردود "ان الحکم الا للہ وانما الحرام ماحرم اللہ وما سکت عنہ فھو من اللہ" علی الخصوص حرمین طیبین مکہ معظمہ ومدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ منورہا وبارک وسلم کہ مبدء ومرجع دین وایمان ہیں وہاں کے اکابر علمار ومفتیان مذاہب اربعہ مدتہا مدت سے اس فعل کے فاعل وعامل وقائل وقابل ہیں ائمہ معتمدین نے اسے حرام نہ فرمایا بلکہ بلاشبہ مستحب ومستحسن ٹھہرایا۔ علامہ جلیل الشان علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرت مبارکہ انسان العیون میں تصریح فرمائی کہ یہ قیام بدعت حسنہ ہے اور ارشاد فرماتے ہیں "قد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینًا وورعًا تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ وتابعہ علیٰ ذلک مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد فیہ قول الصرصری فی مدحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؎

قلیل لمدح المصطفٰی الخط بالذھب　　علیٰ فضۃ من خط احسن من کتب
وان ینھض الاشراف عند سماعہ　　قیامًا صفوفًا او جثیًا علی الرکب

فعند ذلک قام الامام السبکی وجمیع من فی المجلس فحصل انس کثیر بذلک المجلس وکفی ذلک فی الاقتداء"

ترجمہ: بیشک وقت ذکر نام پاک حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام قیام کرنا امام تقی الملۃ والدین سبکی

۱؎ خصوصًا کتاب مستطاب اکمال الطامہ علی شرک سوی بالامور العامہ صفحہ ۱۲ ۲؎ کتب علمار سے قیام کا ثبوت۔

رحمہ اللہ تعالیٰ سے پایا گیا جو اس امت مرحومہ کے عالم اور دین وتقویٰ میں اماموں کے امام ہیں اور اس قیام پر ان کے معاصرین ائمہ کرام مشائخ الاسلام نے ان کی متابعت کی بعض علما یعنی انہیں امام اجل کے صاحبزادے امام شیخ الاسلام ابونصر عبدالوہاب ابن ابی الحسن تقی الملۃ والدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں نقل فرمایا۔ کہ امام سبکی کے حضور ایک جماعت کثیر اس زمانہ کے علماء کی مجتمع ہوئی۔ اس مجلس میں کسی نے امام صرصری کے یہ اشعار نعت حضور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مدح مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ بھی تھوڑا ہے کہ سب سے اچھا خوشنویس ہو اس کے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھی جائے اور جو لوگ شرفِ دینی رکھتے ہیں۔ وہ ان کی نعت سنکر صف باندھ کر سروقد یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں ان اشعار کے سنتے ہی حضرت امام سبکی وجملہ علمائے کرام حاضرین مجلس مبارک نے قیام فرمایا اور اس کی وجہ سے اس مجلس میں نہایت انس حاصل ہوا۔ علامہ جلیل حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس قدر پیروی کیلئے کفایت کرتا ہے انتہیٰ۔

اقول، یہ امام صرصری صاحب قصیدۂ نعتیہ وہ ہیں۔ جنہیں علامہ محمد بن علی شامی مستند مانعین نے سبل الہدیٰ والرشاد میں اپنے زمانہ کا حسان اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محب صادق فرمایا اور امام اجل حضرت الائمہ تقی الملت والدین سُبکی قدس سرہٗ الشریف کی جلالت شان ورفعت مکان تو آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن ہے یہاں تک کہ مانعین کے پیشوا مولوی نذیر حسین دہلوی اپنے ایک مہری فتوے میں ان کا بالاجماع امام جلیل ومجتہد کبیر ہونا تسلیم کرتے ہیں اور اس زمانے کے اعیان علماء ومشائخ اسلام کا ان کے ساتھ اس پر موافقت فرمانا بحمد اللہ تعالیٰ متبعین سلف صالحین کے لئے ایک کافی سند ہے آخر نہ دیکھا کہ علامہ حلبی نے ارشاد فرمایا اسی قدر اقتداء کے لئے بس ہے۔ عالم کامل عارف باللہ سید سند مولانا مولینا سید جعفر برزنجی قدس سرہٗ العزیز جن کا رسالہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرمین محترمین ودیگر بلاد دار الاسلام میں رائج ہے اور مستند مانعین مولانا رفیع الدین نے تاریخ الحرمین میں اس رسالے اور ان مصنف جلیل القدر کی نہایت مدح وثنا لکھی ہے اپنے اسی رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں قد استحسن القیام عند ذکر ولادۃ الشریفۃ ائمۃ روایۃ ودرایۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایت مرامہ ومرماہ "ترجمہ، بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا ہے جو صاحب روایۃ ودرایۃ تھے تو شادمانی اس کے لئے جس کی نہایت مراد ومقصود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

ف عبارت ۲ ف عبارت ۴

فاضل اجل سیدی جعفر بن اسمٰعیل بن زین العابدین علوی مدنی نے اس کی شرح الکوکب الازہر علی عقد الجوہر میں اس مضمون پر تقریر فرمائی۔

فقیہ محدث مولانا عثمان بن حسن دمیاطی اپنے رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں۔

"القیام عند ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر لاشك فی استحبابہ واستحسانہ وندبہ یحصل لفاعلہ من الثواب الاوفی والخیر الاکبر لانہ تعظیم ای تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا اللہ بہ من ظلمات الکفر الی الایمان وخلصنا اللہ بہ من نار الجہل الیٰ جنات المعارف والایقان فتعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیہ مسارعۃ الی رضاء رب العلمین واظہار اقوی شعائر الدین ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ومن یعظم حرمۃ اللہ فہو خیر لہٗ عند ربہ"

ترجمہ "قراءت مولود شریف میں ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو قیام کرنا بے شک مستحب ومستحسن ہے جس کے فاعل کو ثواب کثیر وفضل کبیر حاصل ہوگا کہ وہ تعظیم ہے اور کیسی تعظیم ان نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جن کی برکت سے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہمیں ظلمات کفر سے نور ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب ہمیں دوزخ جہل سے بچا کر بہشت معرفت ویقین میں داخل فرمایا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں خوشنودی رب العلمین کی طرف دوڑنا ہے اور قوی ترین شعائر دین کا آشکار ہونا اور جو تعظیم کرے شعائر خدا کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے اور جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔"

پھر بعد نقل دلائل فرمایا ہے۔

"فاستفید من مجموع ماذکرنا استحباب القیام لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند ذکر ولادتہ لما فی ذلك من التعظیم لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقال القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدعۃ لانا نقول لیس کل بدعۃ مذمومۃ کما اجاب بذلك الامام المحقق الولی ابوزرعۃ العراقی حین سئل عن فعل المولد استحب اومکروہ وھل ورد فیہ شئ اوفعل بہ من

ف عبارت ۳

یقتدی بہ فاجاب بقولہ الولیمہ واطعام الطعام مستحب کل وقت فکیف اذا انضم الی ذلک السرور بظھور نور النبوۃ فی ھذا الشھر الشریف ولا تعلم ذلک عن السلف ولا یلزم من کونہ بدعۃ مکروھۃ فکم من بدعۃ مستحبۃ بل واجبۃ اذا لم تنضم بذلک مفسد واللہ الموفق"

ترجمہ "یعنی ان سب دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر ولادت شریف کے وقت قیام مستحب ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے کوئی یہ کہے کہ قیام تو بدعت ہے اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی جیسا کہ یہی جواب دیا امام محقق ولی ابو زرعہ عراقی نے جب ان سے میلاد کو پوچھا تھا کہ مستحب ہے یا مکروہ اور اس میں کچھ وارد ہوا ہے یا کسی پیشوا نے کی ہے تو جواب میں فرمایا ولیمہ اور کھانا کھلانا ہر وقت مستحب ہے پھر اس صورت کا کیا پوچھنا جب اس کے ساتھ اس ماہ مبارک میں ظہور نبوت کی خوشی ملجائے اور ہمیں یہ امر سلف سے معلوم نہیں نہ بدعت ہونے سے کراہت لازم کہ بہتیری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ کوئی خرابی مضموم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں۔

"قد اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اھل السنۃ والجماعت علی استحسان القیام المذکور وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالہ"

ترجمہ، "بیشک امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اہلسنت وجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی"

امام علامہ مدالقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"جرت عادۃ القوم بقیام الناس اذا انتھی المداح الی ذکر مولدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھی بدعۃ مستحبۃ لما فیہ من اظھار السرور والتعظیم نقلہ المولی لدمیاطی"

ترجمہ، یعنی عادت قوم کی جاری ہے کہ جب مدح خواں ذکر میلاد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ بدعت مستحبہ ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش پر خوشی اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہے"

علامہ ابو زیلا اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں۔

"استحسن القیام عند ذکر الولادۃ"

ترجمہ: "ذکر ولادت کے وقت قیام مستحسن ہے"

خاتمۃ المحدثین زین الحرم عین الکرم مولانا سید احمد زین دحلان مکی قدس سرہ الملکی اپنی کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ میں فرماتے ہیں۔

"من تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفرح بلیلۃ ولادۃ قراءۃ المولد والقیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واطعام الطعام وغیر ذلک مما یعتاد الناس فعلہ من انواع البر فان ذلک کلہ من تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم وقد افردت مسئلۃ المولد وما یتعلق بھا بالتالیف واعتنی بذالک کثیر من العلماء فالفوا فی ذالک مصنفات مشحونۃ بالادلۃ والبراھین فلا حاجۃ لنا الی الاطالۃ بذلک"

ترجمہ، یعنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے حضور کی شب ولادت کی خوشی کرنا اور مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت اقدس کے وقت کھڑا ہونا اور مجلس شریف میں حاضرین کو کھانا دینا اور ان کے سوا اور نیکی کی باتیں کہ مسلمانوں میں رائج ہیں کہ یہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں اور یہ مسئلہ مجلس میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے جس میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں اور بکثرت علماء دین نے اس کا اہتمام فرمایا اور دلائل و براہین سے بھری ہوئی کتابیں بس میں تالیف فرمائیں تو ہمیں اس مسئلہ میں تطویل کلام کی حاجت نہیں۔

شیخ مشائخنا خاتمۃ المحققین امام العلماء سید المدرسین مفتی الحنفیہ بمکۃ المحمیہ سیدنا برکتنا علامہ جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں:

"القیام عند ذکر مولدہ الاعطر صلی اللہ تعالیٰ عیہ وسلم استحسنہ جمع من السلف فھو بدعۃ حسنۃ"

ترجمہ: "ذکر مولد اعطر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کو ایک جماعت سلف نے مستحسن کہا تو وہ بدعت حسنہ ہے"

پھر علامہ انباری کی مورد الظمآن سے نقل فرماتے ہیں۔

"قام الامام السبکی وجمیع من بالمجلس وکفی بمثل ذالک فی الاقتداء آہ ملخصًا"

ترجمہ: "امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس نے قیام کیا اور اس قدر اقتداء کے لئے بس ہے"

مولانا جمال عمر قدس سرہ کے اس فتوی پر موافقت فرمائی، مولینا صدیق بن عبد الرحمن کمال مدرس مسجد حرام اور حضرت علامۃ الوری علم الہدی مولینا وشیخنا وبرکتنا السید السند احمد زین دحلان شافعی اور مولنا محمد بن محمد کتبی مکی اور مولینا حسین بن ابراہیم مکی مالکی مفتی مالکیہ وغیرہم اکابر علمائے نفعنا

اللہ تعالیٰ بعلومہم آمین یہی مولانا حسین دوسری جگہ فرماتے ہیں "استحسنہ کثیر من العلماء وھو حسن لما یجب علینا تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" ترجمہ اسے بہت علماء نے مستحسن رکھا۔ اور وہ حسن ہے کہ ہم پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ فرماتے ہیں۔ "نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ یحضر روحانیۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعند ذلک یجب التعظیم والقیام" ترجمہ: ہاں ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام ضرور ہے کہ روح اقدس حضور مسلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم و قیام ضرور ہوا، قولہ رحمہ اللہ تعالیٰ یجب القیام الخ اقول لے اراد التاکد فی محل الادب کقول القائل لحبیبہ حقک واجب علی وھو من المحاورات الشائعۃ بینھم کما لایخفی علی من تتبع کلماتھم واما حضور روحانیتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعلی ما فصل ونقح ابی ومولائی مقدام العلماء الکرام فی کتابہ ازالتہ الاثام واللہ تعالیٰ اعلم مولانا عبداللہ بن محمد مفتی حنفیہ فرماتے ہیں۔ استحسنہ کثیرون ترجمہ: اسے بہت علماء نے مستحسن رکھا ہے۔ شیخ مشائخنا مولانا الامام الاجل الفقیہ المحدث سراج العلماء عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ فرماتے ہیں۔ توارثہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ والحکام من غیر نکیر منکر ورد راد ولہذا کان حسنا ومن یستحق التعظیم غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویکفی اثر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مارآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ ترجمہ: یہ قیام مشہور برابر اماموں میں متوارث چلا آتا ہے اور اسے ائمہ و حکام نے برقرار رکھا اور کسی نے رد و انکار نہ کیا لہٰذا یہ مستحب ٹھہرا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اور کون مستحق تعظیم ہے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جس چیز کو اہل اسلام نیک سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک ہے اسی طرح مفتی عمر بن ابی بکر شافعی نے اس کے استحباب و استحسان پر تصریح فرمائی۔ فتوائے۶ علماء حرمین محترمین جس پر مفتی مکہ معظمہ مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی اور رئیس العلماء شیخ المدرسین مولانا جمال حنفی اور مفتی مالکیہ مولانا حسین ابراہیم مکی اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی اور مدرس مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مولانا محمد بن محمد غرب شافعی اور مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی اور فقیہ جلیل مولانا عبدالجبار حنبلی بصری نزیل مدینہ منورہ اور مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی کی مہریں ہیں اور اصل فتویٰ مزین بخطوط و مواہیر علماء مسدحین فقیر نے بچشم خود دیکھا اور مدلول

ف ازعلمائے مکہ معظمہ ومفتیان حنفیہ شافعیہ وغیرہم ٹہ ازمفتی مالکیہ ف۳ ازحنبلیہ
وفتویٰ ف۴ ازمفتی حنفیہ ف۵ ازمفتی حنفیہ۔ فتویٰ ف۶ ازمفتی شافعیہ، فتویٰ ف۷ ازعلماء حرمین طیبین ومفتیان مذاہب اربعہ

فقیر کے پاس رہا جس میں اکثر مسائل متنازع فیہا پر بحث فرمائی ہے۔ اور بدلائل باہرہ مذہب وہابیت کو سراسر باطل و مردود ٹھہرایا ہے۔ اس میں دربارۂ قیام مذکور "واما قیام اھل الاسلام عند ذکر ولادتہ علیہ الصلاۃ والسلام فی ذلک المحفل اشاعۃ للتعظیم واظہار الاحترام فقد صرح فی انسان العیون المشہور بالسیرۃ الحلبیۃ باستحسانہ کذلک وقال العلامۃ البرزنجی فی رسالۃ المولد قد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو درایۃ وروایۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ انتہی بلفظہ اما الحکم بحرمۃ ذلک التعظیم وممانعتہ بدلیل عدم ذکرہ بالخصوص فی السنۃ فھو فاسد عند جمہور المحققین قال فی عین العلم والاسرار بالمساعدۃ فیما لم ینہ عنہ وصار رسما فی عصرھم حسن وان کان بدعۃ اقول والدلیل علی ھذا ما روی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا وموقوفا ما راہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خالقوا الناس باخلاقھم رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین وقال الامام حجۃ الاسلام فی الاحیاء الادب الخامس موافقۃ القوم فی القیام اذا قام واحد منھم فی وجد صادق غیر ریاء وتکلف او قام باختیار من غیر وجد فلا بد من الموافقۃ وذلک من ادب الصحبۃ ولکل قوم رسم ولا بد من مخالفۃ الناس باخلاقھم کما ورد فی الخبر لا سیما اذا کانت اخلاقا فیہا حسن العشرۃ وطیب القلب وقول القائل ان ذلک بدعۃ لم یکن فی الصحابۃ فلیس کلما یحکم باباحتہ منقولا عن الصحابۃ وانما المحذور بدعۃ تراخم منہ مامورا بہا ولم ینقل النہی عن شیء من ھذا وکذلک سائر انواع المساعدات اذا قصد بہا تطییب القلب واصطلح علیہما جماعۃ فالاحسن المساعدۃ علیہما الا فیما ورد نہی لا یقبل التاویل انتہی کلام الامام حجۃ الاسلام باختصار المرام"

ترجمہ: یعنی ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت اس محفل میں اہل اسلام کا اشاعت تعظیم و اظہار احترام کے لئے قیام کرنا بتصریح انسان العیون مشہور بہ سیرت حلبیہ مستحسن ہے۔ اور علامہ برزنجی رسالہ مولد میں فرماتے ہیں قیام وقت ذکر مولد شریف ائمہ ذو درایت و روایت کے نزدیک مستحب ہے تو خوشی ہو اسے جس کی غایت مراد و مرام تعظیم حضور سید الانام علیہ الصلاۃ والسلام ہے انتہی اور اس تعظیم کو بدیں وجہ کہ اس خصوصیت کے ساتھ حدیث میں مذکور نہیں حرام و ممنوع کہنا جمہور محققین کے نزدیک فاسد ہے عین العلم میں فرماتے ہیں جس چیز سے شروع میں

نہی نہ آئی اور بعد زمانہ سلف کے لوگوں میں جاری ہوئی اس میں موافقت کر کے مسلمانوں کا دل خوش کرنا بہتر ہے اگرچہ وہ چیز بدعت ہی ہو الخ میں کہتا ہوں اور اس پر دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور خود ان کے قول سے مروی ہوئی کہ اہل اسلام جس چیز کو نیک جانیں وہ خدا کے نزدیک بھی نیک ہے اور وہ حدیث کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرو حاکم نے اسے روایت کیا اور کہا کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور امام حجۃ الاسلام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں پانچواں ادب قوم کی موافقت کرنا ہے قیام میں جب کوئی ان میں سے سچے وجد میں بے نمائش و تکلف یا بلا وجد اپنے اختیار سے کھڑا ہو تو ضرور ہے کہ سب حاضرین اس کی موافقت کریں اور کھڑے ہو جائیں کہ یہ آداب صحبت سے ہے اور ہر قوم کی ایک رسم ہوتی ہے اور لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرنا لازم ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا اور خصوصاً جب ان عادتوں میں اچھا برتاؤ اور دلوں کی خوشنودی ہو اور کہنے والے کا یہ کہنا کہ یہ بدعت ہے صحابہ سے ثابت نہیں تو یہ کب ہے کہ جس چیز کے جواز کا حکم دیا جاتے۔ وہ صحابہ سے منقول ہو بری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت مامور بہا کا کاٹ کرے اور ان باتوں سے نہی کہیں نہ آئی اور ایسے ہی سب مساعد میں جب ان کے دل خوش کرنا مقصود ہو اور ایک جماعت نے اس پر اتفاق کر لیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ ان کی موافقت کی جائے مگر ان باتوں میں جن سے ایسی صریح نہی وارد ہوئی کہ لائق تاویل بھی نہیں یہاں تک امام حجۃ الاسلام غزالی کا ارشاد تھا کہ باختصار منقول ہوا۔ انتہی۔

آخر روضۃ النعیم میں جو فتوائے علمار کرام مطبوع ہوتے ان میں فتوائے حضرات علمار مدینہ منورہ میں بعد اثبات حسن و خوبی محفل میلاد شریف مذکور والحاصل ان ما یضع من الولائم فی المولد الشریف وقراءتہ بحضرۃ المسلمین وانفاق المبرات والقیام عند ذکر ولادت الرسول الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورش ماء الورد والقاء البخور وتزیین المکان وقراءۃ شیء من القرآن والصلوۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واظہار الفرح والسرور فلا شبہۃ فی انہ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ وفضیلۃ شریفۃ مستحسنۃ اذ لیس کل بدعۃ حراما بل قد تکون واجبۃ کنصب الادلۃ للرد علی الفرق الضالۃ وتعلم النحو وسائر العلوم المعینۃ علی فہم الکتاب والسنۃ کما ینبغی ومندوبۃ کبناء الربط والمدارس ومباحۃ کالتوسع فی الماکل والمشارب اللذیذۃ والثیاب کما فی شرح المناوی علی جامع الصغیر عن تہذیب

ف فتاویٰ ہ از علمائے مدینہ منورہ

النووی فلا ینکرھا الا مبتدع لا استماع لقولہ بل علی حاکم الاسلام ان یعزرہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ترجمہ: یعنی خلاصہ مقصود یہ ہے کہ میلاد شریف میں ولیمہ کرنا اور حال ولادت مسلمانوں کو سنانا اور خیرات و مبرات بجالانا اور ذکر ولادت رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور گلاب چھڑکنا اور خوشبوئیں سلگانا اور مکان آراستہ کرنا اور کچھ قرآن پڑھنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور فرحت سرور کا ظاہر کرنا بیشک بدعت حسنہ مستحبہ فضیلت اور شریفہ مستحسنہ ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں کے رد کے لئے دلائل قائم کرنا اور نحو وغیرہ وہ علوم سیکھنا جن کی مدد سے قرآن و حدیث بخوبی سمجھ میں آسکیں اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے سرائیں اور مدرسے بنانا کبھی مباح جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑوں میں وسعت کرنا جیسا کہ علامہ مناوی نے شرح جامع صغیر میں تہذیب امام علامہ نووی سے نقل کیا تو ان امور کا انکار وہی کریگا جو بدعتی ہوگا۔ اس کی بات سننا نہ چاہئے بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے کہ اسے سزا دے واللہ تعالیٰ اعلم انتہی۔

اس فتویٰ پر مولینا عبدالجبار و ابراہیم بن خیار وغیرہما تیس علماء کی مہریں ہیں اور فتوائے علمائے مکہ معظمہ میں میلاد و قیام کا استحباب علمائے سلف سے نقل کر کے فرماتے ہیں۔ فالمنکر لہذا مبتدع بدعۃ سیئۃ مذمومۃ لانکارہ علی شیء حسن عند اللہ والمسلمین کما جاء فی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن والمراد من المسلمین ہہنا الذین کملوا الاسلام کالعلماء العاملین وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلہم راوہ حسنا من زمان السلف الی الآن فصار الاجماع والامر الذی ثبت بہ اجماع الامۃ فہو حق لیس بضلال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ فعلی حاکم الشرع تعزیر المنکر واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ: پس مجلس و قیام کا منکر بدعتی ہے اور اس منکر کی بدعت سیئہ و مذمومہ کہ اس نے ایسی چیز پر انکار کیا جو خدا و اہل اسلام کے نزدیک نیک تھی جیسا کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آیا ہے کہ جس چیز کو مسلمان نیک اعتقاد کریں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور یہاں مسلمانوں سے کامل مسلمان مراد ہیں جیسے علمائے باعمل اور اس مجلس و قیام کو عرب و مصر و شام و روم و اندلس کے تمام علمائے سلف نے آج تک مستحسن جانا تو اجماع ہو گیا اور جو امر اجماع امت سے ثابت ہو وہ حق ہے گمراہی نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر اجتماع نہیں کرتی پس حاکم شرع پر لازم ہے کہ منکر کو سزا دے واللہ تعالیٰ اعلم انتہی۔

اس فتویٰ پر حضرت سید العلماء احمد دحلان مفتی شافعیہ و جناب مستطاب شیخنا و برکتنا سراج الفضلاء مولانا عبدالرحمن سراج مفتی حنفیہ و مولانا حسن مفتی حنابلہ و مولانا محمد شرقی مفتی مالکیہ و غیرہم پینتالیس

علماء کی مہریں ہیں اور فتوائے علماء جدہ میں مجیب اول مولانا ناصر بن علی بن احمد ــــــــ مجلس میلاد اور اس میں قیام وتعین یوم وتزئین مکان و استعمال خوشبو وقرآت قرآن واظہار سرور واطعام طعام کی نسبت فرماتے ہیں۔ بھذہ الصورۃ المجموعة من الاشیاء المذکورة بدعة حسنة مستحبة شرعًا لاینکرها الامن فی قلبه شعبة من شعب النفاق والبغض لهٗ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم وکیف لیسوغ لهٗ ذٰلك مع قولهٗ تعالٰی ومن یعظم شعائراللّٰہ فانها من تقوی القلوب۔ ترجمہ: جس مجلس میں یہ سب باتیں کی جائیں وہ شرعًا بدعت حسنہ ہے جس کا انکار نہ کریگا مگر وہ جس کے دل میں نفاق کی شاخوں سے ایک شاخ اور نبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کی عداوت ہے اور یہ انکار اسے کیونکر روا ہوگا۔ حالانکہ حق تعالٰی فرماتا ہے جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔ مولانا عباس بن جعفر بن صدیق فرماتے ہیں ما اجاب به الشیخ العلامة فهوالصواب لایخالفه الا اهل النفاق ومافی السوال فهو حسن کیف وقد قصد بذٰلك تعظیم المصطفٰی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم لاحرمنا اللّٰہ تعالٰی من زیارة فی الدنیا ولا من شفاعة فی الاخری ومن انکر من ذٰلك فهو محروم ترجمہ: شیخ علامہ ناصر بن احمد بن علی نے جواب دیا وہی حق ہے اس کے خلاف نہ کریں گے مگر منافقین اور جو کچھ سوال میں مذکور ہے سب حسن ہے اور کیوں نہ حسن ہو کہ اس سے مصطفٰے صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی تعظیم ہوتی ہے اللّٰہ تعالٰی ہمیں محروم نہ کرے ان کی زیارت سے دنیا میں اور نہ ان کی شفاعت سے آخرت میں اور جو اس سے انکار کرے گا وہ ان دونوں سے محروم ہے مولانا احمد فتاح لکھتے ہیں۔ اعلم ان ذکر ولادة النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم ماوقع من المعجزات والحضور لسماعه سنة بلاشك وریب لکن من ھذہ الصورۃ المجموعة من الاشیاء المذکورة کما ھوالمعمول فی الحرمین الشریفین وجمیع دیار العرب بدعة حسنة مستحبة یثاب فاعلها ویعاقب منکرها ومانعها۔ ترجمہ: جان تو کہ نبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کی ولادت ومعجزات کا ذکر اور اس کے سننے کو حاضر ہونا بیشک سنت ہے مگر یہ ہیئت مجموعی جس میں قیام وغیرہ اشیائے مذکورہ ہوتی ہیں جیسا کہ حرمین شریفین اور تمام دیار عرب کا معمول ہے اور یہ بدعت حسنہ مستحبہ ہے جس کے کرنے والے کو ثواب اور منکر ومانع پر عذاب۔ مولینا محمد بن سلیمان لکھتے ہیں نعم اصل ذکر المولد الشریف وسماعه سنة وبهذہ الکیفیة المجموعة

ف فتاوٰی ۱۰ از علمائے جدہ مجلس قیام پر تمام علماء کا اجماع ہے۔ فتویٰ ف۹ از علماء مکہ معظمہ ومفتیان مذاہب اربعہ

ف منکر پر عذاب ہے ومنکر زیارت وشفاعت سے محروم ہے۔

بدعة حسنة مستحبة وفضیلة عظیمة مقبولة عنداللّٰہ تعالٰی کما جاء فی اثر عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنه ما راٰہ المسلمون حسنا فهو عنداللّٰہ حسن والمسلمون من زمان السلف الی الآن من اهل العلم والعرفان کلهم رأوہ حسنا بلا نقصان فلاینکر ولایمنع من ذٰلك الامانع الخیر والاحسان وذٰلك عمل الشیطان۔ ترجمہ: ہاں اصل ذکر مولد شریف اور اس کا سننا سنت ہے اور اس کیفیت مجموعی کے ساتھ جس میں قیام وغیرہ ہوتا ہے۔ بدعت حسنہ مستحبہ اور بڑی فضیلت پسندیدۂ خدا ہے کہ حدیث عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ میں وارد جسے مسلمان نیک سمجھیں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور مسلمان سلف سے آج تک علماء اولیاء سب اسے مستحسن بلا نقصان سمجھتے آئے تو اس سے منع وانکار نہ کریگا مگر وہ کہ خیر اور بھلائی سے روکنے والا ہوگا اور یہ کام شیطان کا ہے۔ مولانا احمد جلیس لکھتے ہیں الحمد للّٰہ وکفٰی والصلوٰۃ علی المصطفٰی نعم ذکر ولادة النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم ومعجزة وحلیة والحضور لسماعه وتزئین المکان ورش ماءالورد والبخور بالعود وتعیین الیوم والقیام عند ذکر ولادته صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم واطعام الطعام وتقسیم التمر وقراءة شئ من القران کلها مستحبة بلاشك وریب واللّٰہ تعالٰی اعلم بالغیب۔ ترجمہ: خدا کو حمد ہے اور وہ کافی ہے اور مصطفٰے صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود۔ ہاں ولادت ومعجزات وحلیہ شریفہ نبی صلی اللّٰہ تعالٰی کا ذکر کرنا و اس کے سننے کو حاضر ہونا اور مکان سجانا اور گلاب چھڑکنا اور اگربتی سلگانا اور دن مقرر کرنا اور ذکر ولادت نبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور کھانا کھلانا اور خرمے بانٹنا اور قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھنا سب بلاشک وشبہ مستحب ہے مولانا محمد صالح لکھتے ہیں ــــ امة النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم من العرب والمصر والشام والروم والاندلس وجمیع بلاد الاسلام مجتمع علی استحبابه واستحسانه۔ ترجمہ: نبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کی امت عرب ومصر وشام وروم واندلس وتمام بلاد الاسلام سے اس کے استحباب واستحسان پر اجماع واتفاق کیئے ہوئے ہے اور اسی طرح احمد بن عثمان واحمد بن عجلان ومحمد صدقہ وعبدالرحیم بن محمد زبیدی نے لکھا اور تصدیق کیا تھا فتاوائے علماء جدہ میں مولینا یحییٰ بن اکرم فرماتے ہیں۔ الف فی ذالك العلماء وحثوا علی فعله فقالوا الاینکرها الامبتدع فعلی حاکم الشریعة ان یعزرهٗ۔

ترجمہ: علماء نے اس بارے میں کتابیں تالیف فرمائیں اور اس کے فعل پر رغبت دی اور فرمایا اس کا انکار نہ کرے گا مگر بدعتی تو حاکم شرع پر اس کی تعزیر لازم۔ مولینا علی شامی فرماتے ہیں۔ لاینکر

ف منکر شیطان کا پیرو ہے ف۱۱ از علمائے جدہ ف منکر بدعتی وواجب التعزیر ہے

هـذا الامن طبع الله على قلبـه وقـد نص علماء السـنة على ان هـذا من المستحن
المثاب عليـه وردوالـرد والحسن على منكـره الخ۔ ترجمہ: اس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ جس
کے دل پر خدا نے مہر کر دی اور بیشک علمائے اہلسنت نے تصریح فرمائی کہ یہ مستحسن وکار ثواب ہے اور
منکر کا خوب رد فرمایا۔ مولانا علی بن عبد اللہ لکھتے ہیں۔ لایشك فیـه الامبتـدع یلیق بـه
التعزیر۔ اس میں شک وہی کرے گا جو بدعتی قابل سزا ہوگا مولانا علی طحان لکھتے ہیں۔ قرأۃ المولد
الشریف والقیام فیـه مستحب ومن انکر ذالك فهو جحود لا یعرف مراتب الرسول صلی اللہ
تعالی وسلم۔ ترجمہ: مولد شریف پڑھنا اور اس میں قیام کرنا مستحب ہے، اور منکر ہٹ دھرم
ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی قدر معلوم نہیں، مولانا محمد بن داؤد بن عبد الرحمن لکھتے ہیں
مستحب یثاب فاعلـه ولا ینکره الا مبتـدع۔ ترجمہ: مستحب کرنے والا ثواب پائے گا اور منکر
بدعتی ہوگا۔ مولانا محمد بن عبد اللہ لکھتے ہیں۔ قرأۃ المولد الشریف والقیام عند ذکر ولادۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ
سلم وکل شئی فی السوال حسن بتعظیم المصطفٰی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ومن یستحق التعظیم غیرہٗ" ترجمہ: مولد شریف پڑھنا اور
ذکر ولادت نبی علیہ السلام کے وقت قیام کرنا اور جتنی باتیں سوال میں سب مذکور ہیں — یہ سبب تعظیم مصطفٰے صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم کے حسن ہیں اور حضور کے سوا تعظیم کا مستحق کون ہے۔ مولینا احمد بن خلیل لکھتے ہیں —
هو الصواب اللایق بتعظیم المصطفٰی صلی اللہ تعالی علیـه وسـلم فعلی حاکم الشریعـة
المطهرة زجر من انکر وتعزیرہٗ۔ ترجمہ: یہی حق ہے۔ اور تعظیم مصطفٰے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے
مناسب پس حاکم شریعت مطہرہ پر لازم کہ منکر کو جھڑکے اور سزا دے۔ مولانا عبد الرحمن بن علی حضرمی
لکھتے ہیں۔ استحسنو القیام تعظیما لـه اذا جاء ذکر مولـده صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
وما صار تعظیما لـه صلی اللہ تعالی علیـه وسـلم فوجب علینا اداؤہٗ والقیام بـه ولا
ینکر ما ذکرنا الا مبتـدع مخالف عن طریق اهل السـنة والجماعة لا استماع واصغا
لکلامـه وعلی حاکم الاسلام تعـزیرہٗ۔ ترجمہ: علماء نے وقت ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم حضور کی تعظیم کے لئے قیام مستحسن سمجھا اور جو چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم ٹھہری
تو اس کا ادا کرنا اور بجا لانا ہم پر واجب ہو گیا اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر بدعتی مخالف طریقہ اہلسنت
وجماعت جس کی بات نہ سننے کے قابل نہ توجہ کے لائق اور حاکم اسلام پر اس کی تعزیر واجب ہے بالجملہ
سر دست اس قدر کتب وفتاوے وافعال واقوال علماء ائمہ سے اس قیام مبارک کے استحسان واستحباب
کی سند صریح حاضر ہے جس میں سو سے زائد ائمہ و علماء کی تحقیق وتصدیق روشن وظاہر اور رسالہ غایۃ المرام

ف منکر کو رسالت کی قدر نہیں   ف منکر واجب التعزیر ہے   ف منکر واجب التعزیر ہے

میں علمائے ہند کے بھی فتوے چھپے ہیں پچاس سے زیادہ مہر و دستخط ہیں۔ اب منصف انصاف کرے آیا اس قدر
علماء مکۂ معظمہ و مدینہ[2] منورہ و جدہ[3] و حدیدہ[4] و روم[5] و شام[6] و مصر[7] و دمیاط[8] و یمن[9] و زبید[10] و بصرہ[11] و حضرموت[12] و حلب[13]
و حبش[14] و برزنج[15] و برزع[16] و کرد[17] و داغستان[18] و اندلس[19] و ہند[20] کا اتفاق قابل قبول ارباب عقول نہ ہوگا۔ یا
معاذ اللہ یہ عمائد شریعت صدہا سال سے آج تک سب کے سب مبتدع و بد مذہب اور ایک بدعت
ضلالت کے مستحب و مستحسن ماننے والے ٹھہریں گے تعصب نہ کیجئے تو ہم ایک تدبیر بتائیں ذرا اپنے
دل کو خیالات ایں و آں سے رہائی دیجئے اور آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر یوں دل میں مراقبہ کیجئے کہ گویا
یہ سیکڑوں اکابر سب کے سب ایک وقت میں زندہ موجود ہیں اور اپنے اپنے مراتب عالیہ کے ساتھ
ایک مکان عالی شان میں جمع ہوتے ہیں اور ان کے حضور مسئلہ قیام پیش ہوا ہے اور ان سب عمائد نے
ایک زبان ہو کر بلند آواز سے فرمایا ہے۔ بیشک مستحب ہے۔ وہ کون ہے جو اسے برا کہتا ہے۔ ذرا
ہمارے سامنے آئے اس وقت ان کی شوکت وجبروت کو خیال کیجئے اور مشتے چند مانعین ہندوستان
میں ایک ایک کا منہ چراغ لیکر دیکھئے کہ ان میں سے کوئی بھی اس عالی شان مجمع میں جا کر ان کے حضور اپنی
زبان کھول سکتا ہے اور یوں تو ؎

چوں شیراں برفتند از مرغزار زند روبۂ لنگ لاف شکار

جسے چاہئے کہہ دیجئے کہ وہ کیا تھا ہم ان کی کب مانتے ہیں ان کا قول کیا حجت ہو سکتا ہے یہ بھی
نہ سہی بالفرض اگر ان سب اکابر سے بیان مسئلہ میں غلطی وخطا ہو جائے تو نقل و روایت میں تو معاذ اللہ
کذب وافترا نہ کریں گے اب اوپر کی عبارتیں دیکھئے کہ کتنے علماء کے اہلسنت وجماعت و علمائے بلاد
دار الاسلام کا اس فعل کے استحباب واستحسان پر اجماع نقل کیا ہے کیا اجماع اہلسنت بھی پایۂ
قبول سے ساقط اور ہنوز دلیل وسند کی حاجت باقی ہے اچھا یہ بھی جانے دو اور چند ہندیوں کا خلاف
کر وہ بھی جب یہاں کسی طرح کا دینی بندوبست ونظام نہ رہا اور ہر ایک کو جو منہ پر آئے بک دینے
کا اختیار ملا وقت وموقع پا کر بہک اٹھے ہیں۔ قادح اجماع جانو تاہم ہماری طرف سواد اعظم میں تو
شک نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ
شذ فی النار ترجمہ: بڑے گروہ کی پیروی کرو کہ جو اکیلا رہا اکیلا دوزخ میں گیا اور فرماتے ہیں۔ انما
یاکل الذئب القاصیة۔ ترجمہ: بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو گلہ سے دور ہوتی ہے انصاف کیجئے
تو حضرت امام اجل محقق اعظم سیدنا تقی الملۃ والدین سبکی اور اس وقت کے اکابر علماء واعیان قضاۃ و
مشائخ اسلام کا قیام ہی مسلمانوں کے لئے حجت کافیہ تھا جس کے بعد اور سند کی احتیاج نہ تھی جیسا کہ
علامہ جلیل علی بن برہان حلبی وعلامہ انباری وغیرہما علماء نے تصریح فرمائی نہ کہ ان ائمہ کے بعد یہ قیام تمام
بلاد دار الاسلام کے خواص وعوام میں صدہا سال سے شائع وذائع ہے اور ہزارہا علماء واولیاء۔

اس پر اتفاق و اجماع فرمائیں جب بھی آپ صاحبوں کے نزدیک لائق تسلیم نہ ہو صد حیف ہزار افسوس کہ قرنہا قرن سے علمائے امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم سب معاذ اللہ بدعتی وگمراہ خطاکار ٹھہریں اور سچے پکے سُنی بنیں تو یہ چند ہندی جنہیں اس ملک میں احکام اسلام جاری نہ ہونے نے ڈھیلی باگ کردی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یہ مجمل تحقیق استحباب قیام پر صرف ایک دلیل کی اس کے سوا دلائل متکاثرہ وحجج باہرہ وبراہین قاہرہ قرآن وحدیث واصول وقواعد شرع سے اس پر قائم ہیں جن کی تفصیل و توضیح اور شبہات مانعین کی تذلیل وتفضیح بہ طرز بدیع ونہج بہیج حضرت حجۃ الاسلام بقیۃ السلف تاج العلماء راس الکملا سیدی ومولائی خدمت والد ماجد حضرت مولینا محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی احمدی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الزکی نے رسالہ مستطابہ اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام میں بمالا مزید علیہ بیان فرمائی جسے تحقیق بے عدیل وتدقیق بے مثیل دیکھنے کی تمنا ہو اسے مژدہ دیجئے کہ اس پاک مبارک رسالہ کے مائدہ فائدہ سے زلہ ربا ہو رہا یہ کہ یہ قیام ذکر ولادت شریف کے وقت کیوں ہے اس کی وجہ نہایت روشن اولاً صدہا سال سے علماء کرام وبلاد دارالاسلام میں یوہیں معمول ثانیاً ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذاتِ اقدس کے ہے اور صور تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت وقت قدوم معظم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت شریف حضور سید المطعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم۔

لطیفہ نظیفہ: ہمارے فرقہ اہلسنت وجماعت پر رحمت الٰہیہ کی تمامی سے ہے کہ اس مسئلہ میں بہت منکرین کو اپنے گھر بھی جائے دست وپا زدن باقی نہیں وہ بزور زبان قیام کو بدعت وناجائز کہے جاتے ہیں مگر ان کے امام تو مولی ومرشد وآقا مجتہد الطائفہ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کہ آج وہابیہ ہندوستان کے سروسردار اور ان کے یہاں لقب شیخ الکل فی الکل کے سزاوار ہیں جن کی نسبت وہابیہ ہند کی ناک طائفہ بھر کے بڑے متکلم بیباک کشور توہب کے افسر فوجی میاں بشیر الدین صاحب قنوجی نے اپنے رسالہ ممانعت مجلس وقیام مسمے بہ غایۃ الکلام میں لکھا زبدۃ المحققین وعمدۃ المحدثین مولانا سید نذیر حسین شاہجہاں آبادی از اولیائے عصر وا کابر علمائے این زمان ست الی آخر الہذیان یہ حضرت من حیث لا یشعر جواز واستحباب قیام تسلیم فرماچکے امام اجل عالم الامم کاشف الغمہ سید نا تقی الملۃ والدین سبکی اور ان کے حضار مجلس کا نعت وذکر حضور اصطفا علیہ افضل التحیۃ والثناء سن کر قیام فرمانا تو ہم اوپر ثابت کر آئے اور اس سے ملا مجتہد دہلوی بھی انکار نہیں کرسکتے کہ خود اسی مسئلہ میں ان کے مستند علامہ شامی رحمۃ اللہ

ف تحقیق ذکر ولادت شریف   ف ایک بڑے وہابی میاں نذیر حسین دہلوی کا کلام اور اس سے ڈنکے کی چوٹ ثبوت قیام۔

علیہ نے بھی سبل الہدیٰ والرشاد میں یہ حکایت نقل فرمائی اب سنئے کہ مجتہد بہادر اپنے ایک دستخطی مہری مورقہ فتوے میں کہ فقیر کے پاس اصلی موجود ہے کیا کچھ تسلیم فرماتے ہیں ان امام ہمام کی نسبت لکھا ہے۔ تقی الدین سبکی کے اجتہاد پر علماء کا اجماع ہے امام علامہ مجتہد ابن حجر مکی ان کی تعریف میں لکھتے ہیں الامام المجمع علی جلالتہ واجتہادہ یہاں سے صاف ثابت ہوا کہ امام تقی الدین کا مجتہد ہونا ان تیرہ صدی کے مجتہد کو مقبول ہے اور اسی فتوے میں ہے جب ایک امام صحیح الاجتہاد نے ایک کام تو کیا ضرور ہے کہ اس کا اجتہاد اس کی طرف مؤدی ہوا اور اجتہاد مجتہد بیشک حجت شرعیہ ہے، اب کیا کلام رہا کہ اس قیام کے جواز پر حجت شرعیہ قائم اور سنئے اس فتوے میں ہے جیسے ائمہ اربعہ کا قول ضلالت نہیں ہوسکتا ایسے ہی کسی مجتہد کا مذہب بدعت نہیں ٹھہر سکتا جو ایسا کہے وہ خبیث خود بدعتی اجارہ ور بیان پرست ہے کہ مجتہد جاہے اگلا ہو یا پچھلا وہ تو مظہر حکم خدا ہے نہ مثبت، اب تو ماننا پڑے گا کہ جو شخص قیام کو بدعت وضلالت کہے وہ خود خبیث بدعتی اجارہ بیان پرست ہے اور سنئے تمام لطائف جو ایسی جگہ اس خبط پر ناز کرتا تھا کہ یہ قیام حادث ہے اور حدیث میں محدثات کی مذمت وارد مجتہد صاحب نے یہ دروازہ بھی بند کردیا کہ اسی فتوے میں ہے خدا نے مجتہدوں کو اس لئے بنایا ہے کہ جو واقعہ تازہ پیدا ہو اس کا حکم بیان کریں تو اس کا اماموں پر طعنہ بعینہ قرآن وحدیث پر طعن ہے اور ایسی جگہ حدیث من احدث الخ پڑھنا اوّل تو جھوٹ دوسرے کتنا بے محل الخ اس مقام کا زیادہ احقاق وکمال اور دلائل مانعین کا ازہاق وابطال فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے رسالہ الصارم الالٰہی علی عمائد المشرب الواہی پر محمول کہ رد فتوائے مولوی نذیر حسین دہلوی میں زیر قصد تالیف ہے وہاں ان شاء اللہ العزیز بفیض الٰہی نئے طور سے بندۂ اذل ارذل کے لئے کارفرمائے عنایت ہوگا جو کچھ لکھا جائے گا محض اقرار واعتراف عمائد فرقہ سے مثبت ہوگا۔ واللہ الموفق والمعین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مقام دوم: اس مقام کی شرح وتفصیل مفضی نہایت اطناب وتطویل کہ اگر اس کا ایک حصہ بیان میں آئے تو کتاب مستقل ہوجائے معہذا ہمارے علمائے عرب وعجم بحمد اللہ تعالیٰ اس سے فارغ ہوچکے کوئی دقیقہ احقاق حق وابطال باطل کا اٹھا نہ رکھا علی الخصوص حضرت حامی سنن وماحی الفتن حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدی خدمت والدم روح اللہ روحہ ونور ضریحہ نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں وتحقیقات بدیعہ وتدقیقات منیعہ ارشاد فرمائیں جن کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ حق کیلئے نہیں مگر غایت انجلائے بیان اور باطل کو نصیب نہیں مگر بے موت بے امان والحمد للہ رب العلمین لہذا فقیر یہاں چند اجمالی نکتوں پر بر سبیل اشارہ، و

ف نکتہ ۱، اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

ایمان اکتفا کرتا ہے اگر اسی قدر چشم انصاف میں پسند آیا فبہا ورنہ ان شاء اللہ تعالیٰ فقیر تفصیل و تکمیل کے لئے حاضر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم القادر نکتہ ۱ اصل اشیا میں اباحت ہے یعنی جس چیز کی ممانعت شرع مطہرہ سے ثابت اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطق وہی تو ممنوع و مذموم ہے۔ باقی سب چیزیں جائز و مباح رہیں گی خاص ان کا ذکر جواز قرآن و حدیث میں منصوص ہو یا ان کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو شخص جس فعل کو ناجائز و حرام یا مکروہ کہے اس پر واجب کہ اپنے دعوے پر دلیل قائم کرے اور جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا یہی جواز کی دلیل کافی ہے۔ جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ و مستدرک حاکم میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فہو عفا عنہ۔ ترجمہ: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام فرما دیا اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے یعنی اس کے فعل پر کچھ مواخذہ نہیں مرقات میں فرماتے ہیں۔ فیہ ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ۔ ترجمہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل سب چیزوں میں مباح ہونا ہے الشیخ شرح میں فرماتے ہیں وایں دلیل ست برآنکہ اصل در اشیاء اباحت است نفر کتاب الجنۃ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ قال اللہ عز وجل خلقکم وھو اعلم بضعفکم فبعث الیکم رسولا من انفسکم وانزل علیکم کتابا وحد لکم فیہ حدودا امرکم ان لا تعتدوھا وفرض فرائض امرکم ان تتبعوھا وحرم حرمات نھاکم ان تنتھکوھا وترک اشیاء لم یدعھا نسیانا فلا تتکلفوھا وانما ترکھا رحمۃ لکم۔ ترجمہ: بیشک اللہ عز وجل نے تمہیں پیدا کیا اور وہ تمہاری ناتوانی جانتا تھا تو تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ اور تم پر ایک کتاب اتاری اور اس میں تمہارے لئے کچھ حدیں باندھیں اور تمہیں حکم دیا کہ ان سے نہ بڑھو اور کچھ فرض کئے اور تمہیں حکم کیا کہ ان کی پیروی کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں اور تمہیں ان کی بے حرمتی سے منع فرمایا اور کچھ چیزیں اس نے چھوڑ دیں کہ بھول کر نہ چھوڑیں ان میں تکلف نہ کرو اور اس نے تم پر رحمت ہی کے لئے انہیں چھوڑیں ہے امام عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی فرماتے ہیں لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ والکراھیۃ الذین لا بد لھما من دلیل بل فی الاباحۃ التی ھی الاصل۔ ترجمہ: یہ کچھ احتیاط نہیں ہے کہ کسی چیز کو حرام یا مکروہ کہہ کر خدا پر افتراء کر دو کہ حرمت و کراہت کے لئے دلیل درکار ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اباحت مانی جائے کہ اصل وہی ہے، مولانا علی قاری رسالہ اقتداء بالمخالف میں فرماتے ہیں۔ من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلۃ ھو الصحۃ واما القول بالفساد والکراھۃ فیحتاج الی حجۃ من الکتاب والسنۃ

او اجماع الامۃ۔ ترجمہ: یقینی بات ہے کہ اصل ہر مسئلہ میں صحت ہے اور فساد یا کراہت ماننا یہ محتاج اس کا ہے کہ قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے اس پر دلیل قائم کی جائے اور اس کے لئے بہت آیات و حدیث سے یہ مطلب ثابت اور اکابر ائمہ سلف و خلف کے کلام میں اس کی تصریح موجود یہاں تک کہ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے فتوائے مصدقہ مہری و دستخطی میں ہے اور مدہوش بے عقل خدا اور رسول کا جائز نہ کہنا اور بات ہے اور ناجائز کہنا اور بات۔ یہ بتاؤ کہ تم جو ناجائز کہتے ہو خدا و رسول نے ناجائز کہاں کہا ہے اھ ملخصاً پس مجلس میلاد و قیام وغیرہا بہت امور متنازع فیہا کے جواز پر ہمیں کوئی دلیل قائم کرنے کی حاجت نہیں شرع سے ممانعت نہ ثابت ہونا ہی ہمارے لئے دلیل ہے تو ہم سے سند مانگنا سخت نادانی اور بحکم مجتہد بہادر عقل و ہوش سے جدائی ہے ہاں تم جو ناجائز و ممنوع کہتے ہو تم ثبوت دو کہ خدا اور رسول نے ان چیزوں کو کہاں ناجائز کہا ہے اور ثبوت نہ دو اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہرگز نہ دے سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے شرع مطہر پر افتراء کیا۔ ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ہ سبحان اللہ الٹا سند کا مطالبہ ہم سے نکتہ ۲۔ عموم و اطلاق سے استدلال زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے آج تک علماء میں شائع و ذائع یعنی جب ایک بات کو شرع نے محمود فرمایا تو جہاں اور جس وقت اور جس طرح وہ بات واقع ہوگی ہمیشہ محمود رہے گی۔ تاوقتیکہ کسی صورت خاصہ کی ممانعت خاص شرع سے نہ آجائے۔ مثلاً مطلق ذکر الٰہی کی خوبی قرآن و حدیث سے ثابت تو جب کبھی کہیں کسی طور پر خدا کی یاد کی جائے گی بہتر ہی ہوگی ہر ہر خصوصیت کا ثبوت شرع سے ضرور نہیں مگر پاخانہ میں بیٹھ کر زبان سے یاد الٰہی کرنا ممنوع کہ اس خاص صورت کی برائی شرع سے ثابت غرض جس مطلق کی خوبی معلوم اس خاص خاص صورتوں کی جدا جدا خوبی ثابت کرنا ضرور نہیں کہ آخر وہ صورتیں اسی مطلق کی تو ہیں جس کی بھلائی ثابت ہو چکی بلکہ کسی خصوصیت کی برائی ماننا یہ محتاج دلیل ہے مسلم الثبوت میں ہے۔ شاع وذاع احتجاجھم سلفا وخلفا بالعمومات من غیر نکیر۔ اسی میں ہے۔ العمل بالمطلق یقتضی الاطلاق تحریر الاصول علامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے۔ العمل بہ ان یجری فی کل ما صدق علیہ المطلق۔ یہاں تک کہ خود فتوائے مصدقہ نذیریہ میں ہے جب عام و مطلق چھوڑا تو یقیناً اپنے عموم و اطلاق پر رہیگا عموم و اطلاق سے استدلال برابر زمانہ صحابہ کرام سے آج تک بلا نکیر رائج ہے۔ اب سنئے ذکر الٰہی کی خوبی شرع سے مطلقاً ثابت قال اللہ اذکروا اللہ ذکرا کثیرا ہ خدا کو یاد کرو بہت یاد کرنا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء و اولیاء اللہ علیہم الصلاۃ والسلام کی یادیں خدا کی یاد ہے کہ ان کی یاد ہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ یہ اللہ کے ولی ہیں ہے ہذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد مجالس و محافل میں یوہیں ہوتی ہے کہ حضرت حق

ف نکتہ ۲: مطلق و حکم اس کی تمام خصوصیتوں میں جاری رہتا ہے۔ ف نبی صلی علیہ وسلم کا ذکر بعینہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے

تبارک وتعالیٰ نے انہیں یہ مراتب بخشے یہ کمال عطا فرمائے اب چاہے اسے نعت سمجھ لو یعنی ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہیں جنہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے درجے دیئے اس وقت یہ کلام کریمۂ ورفعنا بعضھم درجات۔ کی قبیل سے ہوگا چاہے حمد سمجھ لو یعنی ہمارا مالک ایسا ہے جس نے اپنے محبوب کو یہ رتبے بخشے اس وقت یہ کلام کریمۂ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ کا وآیۃ کریمۃ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ کے طور پر ہو جائیگا حق سُبحٰنہ وتعالیٰ اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک۔ اور بلند کیا ہے ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں اس آیۃ کریمہ کی تفسیر سیدی ابن عطا قدس سرہٗ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں۔ جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی یعنی حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنی یادوں سے ایک یاد کیا تو جو تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد بعینہ خدا کی یاد ہے پس بحکم اطلاق جس جس طریقہ سے ان کی یاد کی جائے گی حسن ومحمود ہی رہے گی اور مجلس میلاد وصلوٰۃ بعد اذان وغیرھما کسی خاص طریقے کے لئے ثبوت مطلق کے سوا کسی نئے ثبوت کی ہرگز حاجت نہ ہوگی ہاں جو کوئی ان طرق کو ممنوع کہے وہ ان کی خاص ممانعت ثابت کرے اسی طرح نعمتِ الٰہی کے بیان واظہار کا ہمیں مطلقاً حکم دیا گیا۔ قال اللہ تعالیٰ واما بنعمۃ ربک فحدث اپنے رب کی نعمت خوب بیان کرو۔ اور ولادت اقدس حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نعمتوں کی اصل ہے تو اس کے خوب بیان واظہار کا نص قطعی قرآن سے ہمیں حکم ہوا اور بیان واظہار مجمع میں بخوبی ہوگا تو ضرور چاہیے کہ جس قدر ہو سکے لوگ جمع کئے جائیں اور انہیں ذکر ولادت باسعادت سنایا جائے اسی کا نام مجلس میلاد ہے علیٰ ہذا القیاس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر مسلمان کا ایمان ہے اور اس کی خوبی قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت قال اللہ تعالیٰ إنّا ارسلنٰک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزّروہ وتوقّروہ ترجمہ: اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم خدا ورسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم کرو۔ وقال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب[ف] ترجمہ جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ بیشک دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ قال ومن یعظم حرمٰت اللہ فذٰلک خیرٌ عند ربہ ترجمہ: جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو یہ بہتر ہے اس کے لئے اس کے رب کے یہاں، پس بوجہ اطلاق آیات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس

[ف] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سانفیس

طریقے سے کی جائے گی حسن ومحمود رہے گی اور خاص خاص طریقوں کے لئے ثبوت جداگانہ درکار نہ ہوگا۔ ہاں اگر کسی خاص طریقہ کی برائی بالتخصیص شرع سے ثابت ہو جائے گی تو وہ بیشک ممنوع ہوگا جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا یا جانوروں کو ذبح کرتے وقت بجائے تکبیر حضور کا نام لینا اسی لئے علامہ ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں "تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیھا مشارکۃ اللہ تعالیٰ فی الالوھیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارھم" یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم تمام اقسام تعظیم کے ساتھ جن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ الوہیت میں شریک کرنا نہ ہو ہر طرح امر مستحسن ہے ان کے نزدیک جن کی آنکھوں کو اللہ نے نور بخشا ہے پس قیام کہ وقت ذکر ولادت شریفہ اہل اسلام محض بنظر تعظیم واکرام حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام بجا لاتے ہیں بیشک حسن ومحمود ٹھہرے گا تاوقتیکہ مانعین خاص اس صورت کی برائی کا قرآن وحدیث سے ثبوت نہ دیں۔ وَاَنّٰی لَھُمْ ذٰلک۔

تنبیہ یہاں سے ثابت ہوا کہ تابعین وتبع تابعین تو درکنار خود قرآن عظیم سے مجلس وقیام کی خوبی ثابت ہے۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔

نکتہ ۳۔ ہم پوچھتے ہیں تمہارے نزدیک کسی فعل کے لئے رخصت یا ممانعت ماننا اس پر موقوف کہ قرآن وحدیث میں اس کا نام لیکر جائز کہا یا منع کیا ہو[ف] اس کی کچھ حاجت نہیں بلکہ کسی عام یا مطلق مامور بہ یا عام یا مطلق منہی عنہ کے تحت میں داخل ہونا کفایت کرتا ہے بر تقدیر اول تم پر فرض ہوا کہ بالخصوص مجلس وقیام مجلس کے نام کے ساتھ قرآن وحدیث سے حکم ممانعت دکھاؤ بر تقدیر ثانی کیا وجہ کہ ہم سے خصوصیت خاصہ کا ثبوت مانگتے ہو اور باآنکہ یہ افعال اطلاقات ذکر وتحدیث وتعظیم وتوقیر کے تحت میں داخل ہیں جائز نہیں مانتے۔

نکتہ ۴۔ حضرات مانعین کا تمام طائفہ اس مرض میں گرفتار کہ قرون وزمان کو حاکم شرعی بنایا ہے جو نئی بات کہ قرآن وحدیث میں با ایں ہیئت کذائی کہیں اس کا ذکر نہیں جب فلاں زمانے میں ہو تو کچھ بری نہیں اور فلاں زمانے میں ہو تو ضلالت وگمراہی حالانکہ شرعًا وعقلاً کسی طرح زمانہ کو احکام شرع یا کسی فعل کی تحسین وتقبیح پر قابو نہیں نیک بات کسی وقت میں ہو نیک ہے اور برا کام کسی زمانے میں ہو برا ہے۔ آخر بلوائے مصر وواقعہ کربلا وحادثۂ حرہ وبدعات وشناعات خوارج وروافض وخباثات نواصب وخرافات معتزلہ وغیرہا اور شنیعہ زمانۂ صحابہ وتابعین میں حادث ہوئے مگر معاذ اللہ اس وجہ سے وہ نیک نہیں ٹھہر سکتے اور بنائے مدارس وتصنیف کتب وتدوین علوم ورد مبتدعین وتعلیم نحو وصرف و

[ف] نکتہ ۳ منکروں کی عجب ہٹ دھرمی۔ نکتہ ۴ منکرین کی حماقت کہ انھوں نے زمانہ کو حکم بنایا ہے

طریق اذکار و صور اشغال اولیائے سلاسل قدست اسرارہم وغیرہا امور حسنہ ان کے بعد شائع ہوئے مگر عیاذًا باللہ اس وجہ سے بدعت نہیں قرار پا سکتے اس کا مدار نفس فعل کے حسن و قبح پر ہے۔ جس کام کی خوبی صراحۃً یا اشارۃً قرآن و حدیث سے ثابت وہ بے شک حسن ہوگا چاہے کہیں واقع ہو اور جس کام کی برائی تصریحًا یا تلویحًا وارد وہ بے شک قبیح ٹھہرے گا خواہ کسی وقت میں حادث ہو جمہور محققین ائمہ و علماء نے اس قاعدے کی تصریح فرمائی اگرچہ منکرین براہِ سینہ زوری نہ مانیں امام ولی الدین ابو ذرعہ عراقی کا قول پہلے گزرا کہ کسی چیز کا نوپیدا ہونا موجب کراہت نہیں کہ بہتیری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جبکہ ان کے ساتھ کوئی مفسدہ شرعیہ نہ ہو۔ اسی طرح امام علامہ مرشد ملت حکیم امت سیدنا و مولانا حجۃ الحق والاسلام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی اوپر مذکور کہ صحابہ سے منقول نہ ہونا باعث ممانعت نہیں بری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت ماموربہا کا رد کرے اور کیمیائے سعادت میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ایں ہمہ گرچہ بدعت ست و از صحابہ و تابعین نقل نہ کردہ اند لیکن نہ ہرچہ بدعت بود نہ شاید کہ بسیاری بدعت نیکو باشد پس بدعتیکہ مذموم است آنکہ مخالف سنت باشد امام بیہقی وغیرہ علما حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں المحدثات من الامور ضربان احدہما ما احدث مما یخالف کتابًا او سنۃً او اثرًا او اجماعًا فہذہ البدعۃ ضالۃ والثانی ما احدث من الخیر لا خلاف فیہ لواحد من ہذہ وہی غیر مذمومۃ۔ ترجمہ: نوپیدا باتیں دو قسم کی ہیں ایک وہ ہیں کہ قرآن یا احادیث یا آثار اجماع کے خلاف نکالی جائیں یہ تو بدعت و گمراہی ہے دوسرے وہ اچھی بات کہ احداث کی جائے اور اس میں ان چیزوں کا خلاف نہ ہو تو وہ بری نہیں امام علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔ والبدعۃ ان کانت مما تندرج تحت مستحسن فہی حسنۃ وان کانت تندرج تحت مستقبح فہی مستقبحۃ والا فمن قسم المباح۔ ترجمہ: بدعت اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی بات ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری ہے اور جو دونوں میں سے کسی کے نیچے نہ داخل ہو تو وہ قسم مباح سے ہے۔ اسی طرح صدہا اکابر نے تصریح فرمائی۔ اب مجلس و قیام [ف] وغیرہما امور متنازع فیہا کی نسبت تمہارا یہ کہنا کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں نہ تھے لہذا ممنوع ہیں محض باطل ہوگیا ہاں اس وقت ممنوع ہو سکتے ہیں جب تم کافی ثبوت دو کہ خاص ان افعال میں شرعًا کوئی برائی ہے ورنہ اگر کسی مستحسن کے نیچے داخل ہیں تو محمود اور بالفرض کسی کے نیچے داخل نہ ہوئے تو مباح ہو کر محمود ٹھہریں گے کہ جو مباح بہ نیت نیک کیا جائے شرعًا محمود ہو جاتا ہے۔ کما فی البحر الرائق وغیرہ کیوں کیسے کھلے

ف نکتہ ۵۔ حدیث خیر القرون فی قرنی کا مطلب۔

طور پر ثابت ہوا کہ ان افعال کی سند زمانہ صحابہ و تابعین تبع تابعین سے مانگنا کس قدر نادانی و جہالت تھا۔ والحمد للہ۔

نکتہ (۵) بڑی مستندان حضرات کی حدیث خیر القرون قرنی ہے اس میں بحمد اللہ ان کے مطلب کی بو بھی نہیں حدیث میں تو صرف اس قدر ارشاد ہوا کہ میرا زمانہ سب سے بہتر ہے پھر دوسرا پھر تیسرا اس کے بعد جھوٹ اور خیانت اور تن پروری اور خواہی نخواہی گواہی دینے کا شوق لوگوں میں شائع ہو جائے گا اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ ان زمانوں کے بعد جو کچھ حادث ہوگا اگرچہ کسی اصل شرعی یا عام مطلق ماموربہ کے تحت میں داخل ہو شنیع و مذموم ٹھہرے گا جو اس کے ثبوت کا دعویٰ رکھتا ہو بیان کرے کہ حدیث کے کون سے لفظ کا یہ مطلب ہے اے عزیز یہ تو بالبداہۃ باطل کہ زمانہ صحابہ و تابعین میں شر مطلقًا نہ تھا نہ ان کے بعد خیر مطلقًا رہی ہاں اس قدر میں شک نہیں کہ سلف میں اکثر لوگ خدا ترس متقی پرہیزگار تھے بعد کو فتنے فساد پھیلتے گئے پھر یہ کن میں یہ انہیں لوگوں میں جو علم و محبت اکابر سے بہرہ نہیں رکھتے ورنہ علمائے دین ہر طبقہ اور ہر زمانہ میں منبع و مجمع خیر رہے ہیں مگر ہوا یہ کہ ان زمانوں میں علم بکثرت تھا، کم لوگ جاہل رہتے تھے اور جو جاہل تھے وہ علماء کے فرمانبردار اس لئے شر و فساد کو کم دخل ملتا کہ دین متین دامن علم سے وابستہ ہے اس کے بعد علم کم ہوتا گیا جہل نے فروغ پایا جاہلوں نے سرکشی و خودسری اختیار کی لاجرم فتنوں نے سر اٹھایا اب یہیں نہ دیکھ لیجئے کہ صدہا سال سے علمائے دین مجلس و قیام کو مستحب و مستحسن کہتے چلے آتے ہیں تم لوگ ان کا حکم نہیں ملتے انہیں سرتابیوں نے اس زمانے کو زمانہ شر بنا دیا تو یہ جس قدر مذمتیں ہیں اس زمانہ ما بعد کے جہال کی طرف راجع ہیں ان سے کون استدلال کرتا ہے نہ ہمارا یہ عقیدہ کہ جس زمانہ کے جاہل جو بات چاہیں اپنی طرف سے نکال لیں وہ مطلقًا محمود ہو جائے گی کلام علماء میں ہے کہ جس امر کو یہ اکابر امت مستحب و مستحسن کہیں وہ بے شک مستحب و مستحسن ہے چاہے کبھی واقع ہو کہ علمائے دین کسی وقت میں مصدر و مظہر شر نہیں ہوتے۔ والحمد للہ رب العٰلمین۝

نکتہ ۶۔ اگر کسی زمانے کی تعریف اور اس کے مابعد کا نقصان احادیث میں مذکور ہونا اسی کو مستلزم ہو کہ اس زمانہ کے محدثات خیر ٹھہریں اور مابعد کے شر تو اکثر زمانہ صحابہ و تابعین سے بھی ہاتھ اٹھا رکھئے۔ اخرج الحاکم وصححہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا سل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی من ندفع صدقاتنا بعدک فقال الی ابی بکر قال فان حدث بابی بکر حدث فالی من فقال الی عمر قالوا

ب نکتہ ۶۔ حدیث خیر القرون کی دوسری طرح سے بحث۔

فان حدث بعمر حدث فقال لی الی عثمٰن قالوا فان حدث بعثمٰن حدث فتبا لکم الدھر تبا اھ ملخصًا۔ ترجمہ: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے بنی مصطلق نے حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ حضور سے پوچھوں حضور کے بعد ہم اپنے اموال کی زکوٰۃ کسے دیں فرمایا ابوبکر کو عرض کی اگر ابوبکر کو کوئی حادثہ پیش آئے فرمایا عمر کو عرض کی اگر عمر کو کچھ حادثہ پیش آئے فرمایا عثمان کو عرض کی اگر عثمان کو کوئی حادثہ منہ دکھائے فرمایا اگر عثمان کا بھی واقعہ ہو تو فرمایا خرابی ہو تمہارے لئے ہمیشہ پھر خرابی ہے۔ واخرج ابونعیم فی الحلیۃ والطبرانی عن سھل بن ابی حثمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتی علی ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ وعثمٰن اجلہ فان استطعت ان تموت فمت۔ ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب انتقال کریں ـــــ ابوبکر و عمر و عثمٰن تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ مرجائے تو مرجانا" اخرج الطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویحک اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس جب عمر مرجائیں تو اگر مر سکے تو مرجانا۔ حسنہ الامام جلال الدین وفی الحدیث قصۃ" اب تمہارے طور پر چاہیئے کہ زمانۂ پاک حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ صرف زمانۂ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک خیر رہے پھر جو کچھ حادث ہو اگرچہ عین خلافت حقہ راشدہ سیدنا و مولٰینا امیر المومنین علی مرتضٰے کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں وہ معاذ اللہ سب شر و قبیح و مذموم و بدعت ضلالت قرار پائے خدا ایسی بری سمجھ سے اپنی پناہ میں رکھے اور مزہ یہ ہے کہ ان احادیث کے مقابل حدیث خیر القرون بھی نہیں لا سکتے کہ تمہارے امام اکبر مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی انہیں احادیث اور ان کے امثال پر نظر کر کے حدیث خیر القرون کے معنٰی ہی کچھ اور بتا گئے ہیں۔ دیکھئے ازالۃ الخفاء میں کیا کچھ فرمایا ہے حدیث خیر القرون ذکر کر کے لکھتے ہیں بنائے استدلال بر توجیہ صحیح ست کہ اکثر احادیث شاہد آنست کہ قرن اول از زمانۂ ہجرت آنحضرت ست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا زمانۂ وفات وی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قرن ثانی از ابتدائے خلافت حضرت صدیق تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما و قرن ثالث قرن حضرت عثمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ہر قرنے قریب بہ دوازدہ سال بودہ است قرن در لغت قوم متقدمین فی السن بعد ازاں قومے را کہ در ریاست و خلافت مقترن باشد قرن گفتہ شد چوں خلیفہ دیگر باشد و وزرائے حضور دیگر امرائے امصار دیگر رؤسائے جیوش دیگر و سپاہیان دیگر و حربیان دیگر و ندیمان دیگر تفاوت قرن بہم می رسد۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ قرن اوّل زمانِ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود از ہجرت تا وفات و قرن ثانی زمان شیخین و قرن ثالث زمان ذی النورین

بعد ازاں اختلافہا پدید آمد و فتنہا ظاہر گردیدند بالجملہ اس قدر میں تو شک نہیں کہ یہ معنٰی بھی حدیث میں صاف محتمل اور بعد احتمال کے تمہارا استدلال یقینًا ساقط۔ والحمد للہ رب العالمین۔

نکتہ ۷: اگر کسی زمانہ کی تعریف حدیث میں آنا اسی کا موجب ہو کہ اس کے محدثات خیر قرار پائیں تو بسم اللہ وہ حدیث ملاحظہ ہو کہ امام ترمذی نے بسند حسن حضرت انس اور امام احمد نے حضرت عمار بن یاسر اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عمار بن یاسر و سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی اور محقق دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بنظر کثرت طرق اس کی صحت پر حکم دیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ۔ ترجمہ: میری اُمت کی کہاوت ایسی ہے جیسے مینہ کہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کا اگلا بہتر ہے یا پچھلا شیخ محقق شرح میں لکھتے ہیں۔ کنایہ است از بودن ہمہ اُمت خیر چنانکہ مطر ہمہ نافع ست امام مسلم اپنی صحیح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی ہے لاتزال طائفۃ امتی من امتی قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم او خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم ظاھرون علی الناس۔ ترجمہ: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ خدا کے حکم پر قائم رہے گا انہیں نقصان نہ پہنچائے گا جو انہیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آئے گا اس حال میں کہ وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء میں لکھتے ہیں۔ گمان مبر کہ در زمان شرور ہمہ کس شریر بودہ اند و عنایت ہائے الٰہی در تہذیب نفوس بیکار افتاد بلکہ اینجا اسرار عجیب ست ؎

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند

در ہر زمانہ طائفہ را مہبط انوار و برکات ساختہ اند کہئے اب کدھر گئی ان قرون کی تخصیص اور کیوں نہ خیر ٹھہریں گے وہ امور جو علماء و عرفائے مابعد میں بلحاظ اصول عموم و اطلاق شائع ہوئے والحمد للہ۔

نکتہ ۸: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے محاورات و مکالمات دیکھئے تو وہ خود صاف صاف ارشاد فرما رہے ہیں کہ کچھ ہمارے زمانے میں ہوتے نہ ہونے پر مدار خیریت نہیں۔ دیکھئے بہت سی باتیں کہ زمانۂ پاک حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھیں ان کے زمانہ میں پیدا ہوئیں اور وہ انہیں بُرا کہتے اور بنہایت تشدد انکار فرماتے اور بہت تازہ باتیں حادث ہوتیں کہ ان کو بدعت و محدثات مانکر خود کرتے اور لوگوں کو اجازت دیتے اور خیر و حسن بتاتے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں "نعمت البدعۃ ہذہ" ترجمہ: کیا اچھی بدعت ہے یہ سیدنا عبداللہ بن

نکتہ ۸ ، چوتھا جواب۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز چاشت کی نسبت فرماتے ہیں "انہا لبدعۃ ونعمت البدعۃ وانہا لمن احسن ما احدث الناس"۔ ترجمہ: بے شک وہ بدعت ہے اور کیا ہی عمدہ بدعت ہے اور بیشک وہ ان بہتر چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی نکالیں، سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "احدثتم قیام رمضان فدوموا علی ما فعلتم ولا تترکوا"۔ ترجمہ: تم لوگوں نے قیام رمضان نیا نکالا تواب جو نکالا ہے تو ہمیشہ کئے جاؤ اور کبھی نہ چھوڑنا۔" دیکھو یہاں تو صحابۂ کرام نے ان افعال کو بدعت کہکر حسن کہا اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد میں ایک شخص کو تثویب کہتے سن کر اپنے غلام سے فرمایا۔ اخرج بنا من عند ھذا المتبدع۔ ترجمہ: نکل چل ہمارے ساتھ اس بدعتی کے پاس سے، سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو نماز میں بسم اللہ باآواز پڑھتے سنا فرمایا۔ اے بنی محدث ایاک والحدث۔ ترجمہ: اے میرے بیٹے یہ نو پیدا بات ہے۔ جو نئی باتوں سے یہ فعل بھی اس زمانہ میں واقع ہوتے تھے انہیں بدعت سیئہ مذمومہ ٹھہرایا تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی اپنے زمانہ میں ہونے نہ ہونے پر مدار نہ تھا بلکہ نفس فعل کو دیکھتے اگر اس میں کوئی محذور شرعی نہ ہوتا اجازت دیتے ورنہ منع فرماتے اور یہی طریقہ بعینہٖ زمانہ تابعین و تبع تابعین میں رائج رہا ہے۔ اپنے زمانہ کے بعض نو پیدا چیزوں کو منع کرتے بعض کو جائز رکھتے اور اس منع و اجازت کے لئے آخر کوئی معیار تھی اور وہ نہ تھی مگر نفس فعل کی بھلائی برائی تو باتفاق صحابہ و تابعین و تبع تابعین قاعدہ شرعیہ وہی قرار پایا کہ حسن حسن ہے اگرچہ نیا ہو اور قبیح قبیح ہے اگرچہ پرانا ہو پھر ان کے بعد یہ اصل کیوں کر بدل سکتی ہے ہماری شرع بحمداللہ ابدی ہے۔ جو قاعدہ اس کے پہلے تھے قیامت تک رہیں گے معاذ اللہ زید و عمرو کا قانون تو ہے ہی نہیں کہ تیسرے سال بدل جائے۔

نکتہ ۹: یہ اعتراض کہ پیشوائے دین نے تو یہ فعل کیا ہی نہیں ہم کیونکر کریں زمانہ صحابہ میں پیش ہو کر رد ہو چکا اور بفرمان جلیل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سیدنا فاروق اعظم وغیرہما صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرار پا چکا کہ بات فی نفسہٖ اچھی ہونا چاہیئے اگرچہ پیشوائے دین نے نہ کی ہو صحیح بخاری شریف میں ہے۔ عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ارسل الی ابو بکر مقتل اھل الیمامۃ فاذا عمر ابن الخطاب عندہٗ قال ابو بکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقراء القرآن وانی اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذھب کثیرا من القرآن وانی اری ان تامر بجمع القرآن قلت لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال عمر ھذا واللہ خیر فلم یزل

نکتہ ۹: حدیث قرون کا پانچواں جواب اور اس کا رد کہ پیشواؤں نے نہ کیا تم کیسے کرتے ہو اور زمانہ صدیق میں وہاببیت پر صحابہ کبار کا اتفاق۔

عمر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذلک ورایت فی ذلک الذی رای عمر قال زید قال ابو بکر انک رجل شاب عاقل لا نتھمک وقد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتتبع القرآن واجمعہ فواللہ لو کلفونی نقل جبل من الجبال ما کان اثقل علی مما امرنی بہ من جمع القرآن قال قلت لابی بکر کیف تفعلون شیئا لم یفعلہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ھو واللہ خیر فلم یزل ابو بکر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری للذی شرح لہ صدر ابو بکر وعمر فتتبعت القرآن واجمعہ الحدیث۔ ترجمہ: جب جنگ یمامہ میں بہت صحابہ حاملان قرآن شہید ہوئے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یمامہ میں بہت حفاظ قرآن شہید ہوگئے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر حاملان قرآن تیزی سے شہید ہوگئے تو قرآن کا ایک حصہ ختم ہوجائیگا۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے جمع کرنے اور ایک جگہ لکھنے کا حکم دیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ کام کیا ہی نہیں تم کیوں کر کروگے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگرچہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر خدا کی قسم کام تو خیر ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے اس معاملہ میں بحث کرتے رہے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے میرا سینہ اس امر کے لئے کھول دیا اور میری رائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے موافق ہوگئی۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر جمع قرآن کا حکم دیا انہیں بھی وہی شبہ گزرا اور عرض کی بھلا آپ ایسی بات کیوں کر کرتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کی صدیق اکبر نے وہی جواب دیا کہ خدا کی قسم بات تو بھلائی کی ہے پھر دونوں صاحبوں میں بحث ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ ان کی رائے بھی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے کے ساتھ موافق ہوئی اور انہوں نے قرآن عظیم جمع کیا۔ دیکھو زید بن ثابت نے صدیق اکبر اور صدیق اکبر نے فاروق اعظم پر اعتراض کیا تو ان حضرات نے یہ جواب نہ دیا کہ یہ نئی بات نکالنے کی اجازت نہ ہوتا تو پچھلے زمانہ میں ہوگا ہم صحابہ ہیں ہمارا زمانہ خیر القرون سے ہے بلکہ یہی جواب فرمایا کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا پر وہ کام تو اپنی ذات میں بھلائی کا ہے پس کیونکر ممنوع ہوسکتا ہے اور اسی پر صحابہ کرام کی رائے متفق ہوئی اور قرآن عظیم باتفاق حضرات صحابہ جمع ہوا۔ اب غضب کی بات ہے ان حضرات کو سودا اچھلے اور جو بات کہ صحابہ کرام میں طے ہوچکی پھر اکھیڑیں۔

نکتہ ۱۰: جو اعتراض ہم پر کرتے ہیں کہ تم کیا صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے محبت و تعظیم

نکتہ ۱۰: اس کا رد کہ تم کیا اگلوں سے محبت وغیرہ میں زیادہ ہو۔

میں زیادہ ہو کہ جو کچھ انہوں نے کیا تم کرتے ہو لطف یہ ہے کہ بعینہ وہی اعتراض اگر قابل تسلیم ہو تو تبع تابعین پر باعتبار تابعین اور تابعین پر باعتبار صحابہ اور صحابہ پر باعتبار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وارد مثلاً جس فعل کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین کسی نے نہ کیا اور تبع تابعین کے زمانہ میں پیدا ہوا تو تم اسے بدعت نہیں کہتے ہم کہتے ہیں اس کام میں بھلائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین ہی کرتے تبع تابعین کیا ان سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے ہیں جو انہوں نے نہ کیا یہ کریں گے اسی طرح تابعین کے زمانہ میں جو کچھ پیدا ہوا اس پر وارد ہوگا کہ بہتر ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کیوں نہ کرتے تابعین کچھ ان سے بڑھ کر ٹھہرے علیٰ ہذا القیاس جو نئی باتیں صحابہ نے کیں انہیں بھی تمہاری طرح کہا جائے گا۔

بزہد و ورع کوش وصدق وصفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ان کی خوبی نہ معلوم ہوتی یا صحابہ کو افعال خیر کی طرف زیادہ توجہ تھی۔ غرض یہ بات ان مدہوشوں نے ایسی کہی جس کی بنا پر عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ تمام صحابہ وتابعین بھی بدعتی ٹھہرے جاتے ہیں مگر اصل وہی ہے کہ نہ کرنا اور بات ہے اور منع کرنا اور چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر ایک کام نہ کیا اور اس کو منع بھی نہ فرمایا تو صحابہ کو کون مانع ہے کہ اسے نہ کریں اور صحابہ نہ کریں تو تابعین کو کون عائق وہ نہ کریں تو تبع پہ الزام نہیں وہ نہ کریں تو ہم پر مضائقہ نہیں بس اتنا ہونا چاہئے کہ شرع کے نزدیک وہ کام برا نہ ہو۔ عجب لطف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین کا قطعاً نہ کرنا تو حجت نہ ہو اور تبع کو باوجود ان سب کے نہ کرنے کے اجازت ملی مگر تبع میں وہ خوبی ہے کہ جب وہ بھی نہ کریں تو اب پچھلوں کے لئے راستہ بند ہوگیا اس بے عقلی کی کچھ بھی حد ہے اس سے تو اپنے یہاں کے ایک بڑے امام نواب صدیق حسن خاں شوہر ریاست بھوپال ہی کا مذہب اختیار کرلو تو بہت اعتراضوں سے بچو کہ انہوں نے بے دھڑک فرمادیا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا سب بدعت وگمراہی ہے اب چاہے صحابہ کریں خواہ تابعین کوئی ہو بدعتی ہے یہاں تک کہ بوجہ ترویج تراویح امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ گمراہ ٹھہرایا اور اعدائے دین کے پیرو مرشد عبد اللہ بن سبا کی روح مقبوح کو بہت خوش کیا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ؕ

مجلس وقیام کا انکار کرتے کرتے کہاں تک نوبت پہونچی اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے محفوظ رکھے آمین

نکتہ ۱۱ر امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔

نکتہ ۱۱ر نکرنا اور ہے اور منع کرنا اور۔

"الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لا یدل علی المنع" ترجمہ: کرنے سے تو جواز سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں۔ "نکردن چیزے دیگرست ومنع فرمودن چیزے دیگر اھ ملخصاً" تمہاری جہالت کہ تم نے کسی فعل کے نہ کرنے کو اس فعل سے ممانعت سمجھ رکھا ہے۔

نکتہ ۱۲ر سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست، حقیقۃ الامر یہ ہے کہ صحابہ وتابعین کو اعلاء کلمۃ اللہ و حفظ بیضۂ اسلام ونشر دین متین وقتل قہر کافرین و اصلاح بلاد وعباد و اطفائے آتش فساد و اشاعت فرائض وحدود الٰہیہ و اصلاح ذات البین ومحافظت اصول ایمان وحفظ روایت حدیث وغیرہا امور کلیہ مہمہ سے فرصت نہ تھی لہذا یہ امور جزئیہ مستحبہ تو کیا معنی بلکہ تاسیس قواعد واصول وتفریع جزئیات وفروع وتصنیف وتدوین علوم ونظم دلائل حق ورد شبہات اہل بدعت وغیرہا امور عظیمہ کی طرف بھی توجہ کامل نہ فرماسکے۔ جب بفضل اللہ تعالیٰ ان کے زور بازو نے دین الٰہی کی بنیاد مستحکم کردی، اور مشارق ومغارب میں ملت حنیفیہ کی جڑ جم گئی۔ اس وقت ائمہ وعلمائے مابعد نے تخت وبخت سازگار پاکر بیج دین جمانے والوں کی ہمت بلند کے قدم تھمے اور باغبان حقیقی کے فضل پر تکیہ کرکے اہم فالاہم کاموں میں مشغول ہوئے اب تو بے خلش صرصر واندیشۂ سموم اور ہی آبیاریاں ہونے لگیں۔ فکر صائب نے زمین تدقیق میں نہریں کھودیں۔ ذہن رواں نے زلال تحقیق کی ندیاں بہائیں۔ علماء واولیاء کی آنکھیں ان پاک مبارک نونہالوں کے لئے تھالے بنیں ہواخواہان دین وملت کی نسیم انفاس متبرکہ نے عطر باریاں فرمائیں یہاں تک کہ یہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باغ ہرا بھرا پھلا پھولا لہلہایا اور اس کے بھینے بھینے پھولوں سہانے پتوں نے چشم وکام ودماغ پر عجب ناز سے احسان فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اب اگر کوئی جاہل اعتراض کرے یہ کیاریاں جو اب پھوٹیں جب کہاں تھیں۔ یہ پتیاں جو اب نکلیں پہلے کیوں نہاں تھیں یہ پتلی پتلی ڈالیاں جو اب جھومتی ہیں تو پیدا ہیں یہ ننھی ننھی کلیاں جو اب جھکتی ہیں تازہ جلوہ نما ہیں اگر ان میں کوئی خوبی پاتے تو اگلے کیوں چھوڑ جاتے تو اس کی حماقت پر اس الٰہی باغ کا ایک ایک پھول قہقہہ لگائے گا کہ او جاہل اگلوں کو جڑ جمانے کی فکر تھی۔ وہ فرصت پاتے تو یہ سب کچھ کر دکھاتے آخر اس سفاہت کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ وہ نادان اس باغ کے پھل پھول سے محروم رہے گا۔ بھلا غور کرنے کی بات ہے ایک حکیم فرزانہ کے گھر آگ لگی اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھولے بھالے اندر مکان کے گھر گئے اور لاکھوں روپوں کا مال واسباب بھی تھا اس دانشمند نے مال کی طرف مطلق خیال نہ کیا اپنی جان پر کھیل کر بچوں کو سلامت نکال لیا۔ یہ واقعہ چند بے خرد بھی دیکھ رہے تھے۔ اتفاقاً ان کے یہاں بھی آگ لگی یہاں نرا مال ہی مال تھا۔

نکتہ ۱۲ر اصل بات اور اگلے لوگوں میں نہ ہونے کی وجہ۔

کھڑے ہوئے دیکھتے رہے اور سارا مال خاکستر ہو گیا۔ کسی نے اعتراض کیا تو بولے تم احمق ہو ہم اس حکیم دانشور کی آنکھیں دیکھے ہوتے ہیں اس کے گھر آگ لگی تھی تو اس نے مال کب نکالا تھا جو ہم نکالتے مگر بے وقوف اتنا نہ سمجھے کہ اس اولوالعزم حکیم کو بچوں کے بچانے سے فرصت کہاں تھی کہ مال نکالتا نہ یہ کہ اس نے مال نکالنا برا جانکر چھوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اوندھی سمجھ نہ دے آمین۔

نکتہ ۱۴۳ ہم نے مانا کہ جو کچھ قرون ثلثہ میں نہ تھا سب منع ہے۔ اب ذرا حضرات مانعین اپنی خبر لیں یہ مدرسے جاری کرنا اور لوگوں سے چندہ لینا اور طلباء کے لئے مطبع نولکشور سے فیصدی دس روپیہ کمیشن لیکر کتابیں منگانا اور بتخصیص روز جمعہ بعد نماز جمعہ وعظ کا التزام کرنا جہاں وعظ کہنے جائیں نذرانہ لینا دعوتیں اڑانا مناظروں کے لئے جلسے اور پنچ مقرر کرنا مخالفین کی رد میں کتابیں لکھوانا چھپوانا واعظوں کا شہر بشہر گشت لگانا صحاح کے دو دو ورق پڑھکر محدثی کی سند لینا اور ان کے سوا ہزاروں باتیں کہ اکابر و اصاغر طائفہ میں بلانکیر رائج ہیں قرون ثلثہ میں کب تھیں اور ان پیشوایان فرقۂ جدیدہ کا تو ذکر ہی کیا ہے جو ڈیڑھ ڈیڑھ روپے نذرانہ لیکر مسئلوں پر مہر ثبت کریں مدعی مدعا علیہ دونوں کے ہاتھ میں حضرت کا فتویٰ حج کو جائیں تو کمشنر دہلی و بمبئی کی چٹھیاں ضرور ہوں۔ شاید یہ باتیں قرون ثلثہ میں تھیں یا تمہارے لئے پروانۂ معافی آگیا ہے کہ جو چاہو کرو تم پر کچھ مواخذہ نہیں یا یہ نکتہ چینیاں انہیں باتوں میں ہیں جنہیں تعظیم و محبت حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علاقہ ہو باقی سب حلال و شیر مادر۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی الاکبر۔

نکتہ ۱۴۴ واجب الحفظ افسوس کیا الٹا زمانہ ہے اور امور تعظیم و ادب میں سلف صالحین سے آج تک برابر ائمہ دین کا یہی داب رہا کہ ورود و عدم ورود خصوصیات پر نظر نہ کی بلکہ تصریحاً قاعدہ کلیہ بنایا "کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسناً" ترجمہ، جس بات کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم میں زیادہ دخل ہو وہ بہتر ہے، کما صرح بہ الامام المحقق علی الاطلاق فقیہ النفس سیدی کمال الملۃ والدین محمد فی فتح القدیر وتلمیذہ الشیخ رحمہ اللہ السندی فی المنسک المتوسط واقرہ الفاضل القاری فی المسلک المتقسط واثرہ فی العالمگیریہ وغیرہا۔ اور امام ابن حجر کا قول گزرا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہر طرح بہتر ہے جب تک کہ الوہیت اللہ میں شریک نہ ہو اسی لئے سلفاء و خلفاء جس مسلمان نے کسی نئے طریقہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب کیا اس ایجاد کو علماء نے اس کے مدائح میں شمار کیا نہ یہ کہ معاذ اللہ بدعتی گمراہ ٹھہرایا یہ بلا انہیں مدعیانِ دین و ادب میں پھیلی کہ ہر بات پر پوچھتے

نکتہ ۱۴۳ مسئلہ قرون کا چھٹا جواب وہابیہ کی ہٹ دھرمی۔ نکتہ ۱۴۴ تعظیم محبوبان خدا میں قاعدہ یہ ہے کہ جس قدر چاہو نئے طریقے نکالو سب حسن ہیں جبتک کسی خاص طریقے کی شرع میں ممانعت نہ ہو۔

ہیں فلاں نے کب کیں فلاں نے کب کیں حالانکہ خود ہزاروں باتیں کرتے ہیں جو فلاں نے کیں نہ فلاں نے کیں مگر یہ بھی طرفہ کہ تعظیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹاتے مٹانے کیلئے ایک حیلہ نکال کر زبان سے کہتے جائیں ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور بلطائف الحیل جہاں تک بن پڑے اور محبت و تعظیم میں کلام کرتے جائیں آخر ان کا امام اکبر تقویۃ الایمان میں تصریح کر چکا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف ایسے کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس میں سے کمی کرو یہ ایمان ہے یہ دین اور دعویٰ ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم خیر بات بڑھتی ہے مطلب پر آئیے۔ ہاں تو اگر میں ان امور کا استیعاب کروں جو دربارۂ آداب و تعظیم حادث ہوتے گئے اور اس احداث کو علماء نے موجد کے مدائح سے گنا تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے لہذا چند مثالوں پر اقتصار کر رہا ہوں۔

مثال سیدنا امام مالک صاحب المذہب عالم المدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تا آنکہ مثل سیدنا عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ————

اتباع سلف و صحابہ کرام کا احداث میں نہایت ہی اہتمام رکھتے تھے۔ اس پر ان کے ایمان و محبت کا تقاضا ہوا کہ ادب و حدیث خوانی میں وہ باتیں علماء کے نزدیک امام مالک کے فضائل جلیلہ سے ٹھہرا اور ان کی غایت ادب و محبت پر دلیل قرار پایا۔ امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں لکھتے ہیں، "قال مطرف کان اذا اتی الناس مالکا خرجت الیہم جاریتہ فتقول لہم یقول لکم الشیخ تریدون الحدیث او المسائل فان قالوا المسائل خرج الیہم وان قالوا الحدیث دخل مغتسلہ واغتسل وتطیب ولبس ثیابا جدیدۃ ولبس ساجۃ وتعمم ووضع علی راسہ رداءہ وتلقی لہ منصۃ فیخرج ویجلس علیہا وعلیہ الخشوع یبخر بالعود حتی یفرغ من حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال غیرہ ولم یکن یجلس علی تلک المنصۃ الا اذا حدث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابن ابی اویس فقیل لمالک فی ذلک فقال احب ان اعظم حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا احدث بہ الا علی طہارۃ متمکنا" ترجمہ، یعنی جب لوگ مالک بن انس کے پاس علم حاصل کرنے آتے ایک کنیز آکر پوچھتی شیخ تم سے فرماتے ہیں تم حدیث سیکھنے آئے ہو یا فقہ و مسائل اگر انہوں نے جواب دیا فقہ و مسائل جب تو آپ تشریف لاتے اور اگر کہا کہ حدیث ———— تو پہلے غسل فرماتے خوشبو لگاتے نئے کپڑے پہنتے طیلسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے چادر سر مبارک پر رکھتے ان کے لئے ایک تخت

مثل تخت عروس بچھایا جاتا اس وقت باہر تشریف لاتے اور نہایت خشوع اس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے تھے اگربتی سلگاتے اور اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے تھے جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنا ہوتی۔ حضرت سے اس کا سبب پوچھا فرمایا میں دوست رکھتا ہوں کہ حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کروں اور میں حدیث بیان نہیں کرتا جب تک وضو کرکے خوب سکون ووقار کے ساتھ نہ بیٹھوں۔

مثال ۲: اسی میں ہے کان ملک رضی اللہ عنہ لا یرکب دابۃ بالمدینۃ وکان یقول استحی من اللہ تعالیٰ ان اطأتر بۃ فیھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحافر دابۃ۔ ترجمہ: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے تھے مجھے شرم آتی ہے خدائے تعالیٰ سے کہ جس زمین میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوں اسے جانور کے سُم سے روندوں۔

مثال ۳: اسی میں ہے قد حکی عبد الرحمٰن السلمی عن احمد بن فضلویہ الزاھدی وکان من الغزاۃ الرماۃ انہ قال مامسستُ القوس بیدی الا علی طھارۃ منذ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہٖ۔ ترجمہ: امام عبد الرحمٰن سلمی احمد بن فضلویہ زاہدی غازی تیرانداز سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کمان بے وضو ہاتھ سے نہ چھوئی۔ جب سے سنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کمان دست اقدس میں لی ہے۔

مثال ۴: امام ابن حاج مالکی کہ متندین مالکیین سے ہیں اور احداث کی ممانعت میں نہایت تصلب رکھتے ہیں۔ مدخل میں فرماتے ہیں۔ وتقدمت حکایۃ بعضھم انہ جاور مکۃ اربعین سنۃ ولم یبل فی مکۃ المکرمۃ ولم یضطجع فمثل ھذا یستحب لہ المجاورۃ او یؤمربھا۔ ترجمہ: بعض صالحین چالیس برس مکہ معظمہ کے مجاور رہے اور کبھی مکہ معظمہ میں پیشاب نہ کیا اور نہ لیٹے ابن حاج کہتے ہیں ایسے شخص کو مجاورت مستحب یا یوں کہئے کہ اسے مجاورت کا حکم دیا جائے گا۔

مثال ۵: اسی میں ہے۔ وقد جاء بعضھم الی زیارتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یدخل المدینۃ بل زار من خارجھا ادبا منہ رحمہ اللہ تعالیٰ مع نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیل لہ الا تدخل فقال امثلی تدخل بلد سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا اجد نفسی تقدر علی ذالک اوکما قال۔ ترجمہ: یعنی بعض صالحین زیارت نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہوئے تو شہر میں نہ گئے بلکہ باہر سے زیارت کرلی اور یہ ادب تھا اس مرحوم کا اپنے نبی صلی اللہ تعالےٰ

علیہ وسلم کے ساتھ اس پر کسی نے کہا اندر نہیں چلتے کہا کیا مجھ سا داخل ہو سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر میں۔ میں اپنے میں اتنی قدرت نہیں پاتا ہوں۔

مثال ۶: اسی میں ہے قال لی سیدی ابو محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لما دخلت مسجد المدینۃ ما جلست فی المسجد الا الجلوس فی الصلاۃ اوکلاما ھذا معناہ ومازلت واقفا ھنالک حتی دخل الرکب۔ یعنی مجھ سے میرے سردار ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جب مسجد مدینہ طیبہ میں داخل ہوا جب تک رہا مسجد شریف میں قعدۂ نماز کے سوا نہ بیٹھا اور برابر حضور میں کھڑا رہا جب تک قافلہ نے کوچ کیا۔

مثال ۷: اس کے متصل انہیں امام سے نقل کرتے ہیں۔ ولم اخرج الی بقیع ولا غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکان قد خطر لی ان اخرج الی بقیع الغرقد فقلت الی این اذھب ھذا باب اللہ تعالیٰ المفتوح للسائلین والطالبین والمنکسرین والمضطرین والفقراء والمساکین ولیس ثم من یقصد مثلہ فمن عمل علی ھذا ظفر ونجح بالمامول والمطلوب اوکما قال۔ ترجمہ: میں حضوری چھوڑ کر نہ بقیع کو گیا نہ کہیں اور گیا نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی کی زیارت کی اور ایک دفعہ میرے دل میں آیا تھا کہ زیارت بقیع کو جاؤں پھر میں نے کہا کہاں جاؤں گا یہ ہے ـــــ اللہ کا دروازہ کھلا ہوا سائلوں اور مانگنے والوں اور دل شکستوں اور بیچاروں اور مسکینوں کے لئے اور وہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کون ہے جس کا قصد کیا جائے۔ فرماتے ہیں پس جو کوئی اس پر عمل کرے گا ظفر پائے گا اور مراد ومطلب ہاتھ آئے گا۔

اب فقیر سرکار قادریہ غفر اللہ تعالیٰ لہ بھی اس فتوے کو انہیں مبارک لفظوں پر ختم کرتا ہے کہ جو کوئی اس پر عمل کرے گا ظفر پائے گا اور مراد ومطلب ہاتھ آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور اپنے رب کریم تبارک وتعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہے کہ یہ فتویٰ نہ صرف قیام ہی میں بیان کافی و برہان شافی ہو بلکہ بحول اللہ تعالیٰ اکثر مسائل نزاعیہ میں قول فیصل پرمشعل ہدایت ہوجائے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وسراج افقہ سیدنا مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ آمین ـ آمین ـ آمین

کتبہ عَبدہٗ المذنب احمد رضا البریلوی

محمدی حنفی سنی قادری
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں

نقل عبارات و مواهیر فضلائے بدایوں و علمائے رامپور وغیرهم

ذلك الجواب العجاب هو الصواب لاریب فیه و لاارتیاب۔ فلله در المجیب المثاب حیث اتی بالتحقیق الحق فیما اجاب۔

العبد محمد گوهر علی عفی عنه

۱۲۹۹
مہر مولوی گوہر علی مذکور

الحمد لله ما اجاب به مولینا
المحقق واستاذنا المدقق دام
فضله ومد ظله فهو الحق
فلا فریه وخلافت باطل بلامریه
والله تعالیٰ اعلم

۱۲۹۹
عبدالله عفی عنه

لله در المجیب
المثاب حیث افاد واطاب واجاد
واباد اهل الجحود المستحقین للعقاب

۱۲۸۱
محمد ارشاد حسین احمدی

اصاب من اجاب حرره الفقیر
عبدالقادر انصاری

محمد عبدالقادر محب رسول قادری

المجیب مصیب ومثاب والجواب
صحیح وصواب حرره الفقیر الحقیر
المظفر مطیع رسول الله القادر
المدعو بمحمد عبدالمقتدر
العثمانی القادری الحنفی غفر
الله تعالیٰ بجاه نبیه الکریم
علیه افضل الصلاة والتسلیم

مہر مولوی عبدالمقتدر صاحب

الجواب صواب

۱۲۸۵
امداد حسین

قد اصاب من اجاب

۱۳۰۲
حافظ بخش محمد

صح الجواب بلا ارتیاب

۱۲۹۸
عبدالرزاق بن عبد الصمد

نعم الجواب وجد التحقیق للتصدیق والصواب ولعمری النهار لعروة وثقی لطالب الرشد وتستغنی بها عما سوی کیف لا ومن له ادنی بصیرة وروی فانه بریها احدی من تفاریق العصا ویهتدی بها الی صراط مستقیم وطریق السوی ومن جعل الله له نورا او نور عین بصیرة یکحل الانصات والتقی فانه لاحمد رضا الفاضل المجیب الذی بذل جهده للحق وسعیٰ وجمع الادلة واوفی واتی بتحقیق مرضی و استقصی حتی صار بمقابلة اهل الضلال ومصداقا للقول الدائر المثل السائر لکل فرعون موسیٰ وکذلك یحق الله الحق ویقذفه علی الباطل فیه معه فاذا هو زاهق واهوی ومن کان فی هذه الوریقة اعمیٰ فهو فی الاخرة اعمیٰ واضل سبیلا وربکم اعلم۔

العبد محمد سلامت الله

۱۲۹۶
محمد سلامت الله
ابوالذکا سراج الدین

صح الجواب واصاب
من اجاب
کتبه عبده الاواه
محمد شاه عفی عنه

الجواب صحیح و
المجیب نجیح
کتبه
محمد سلطان احمد عفی عنه

مہر محمد شاہ ۱۳۰۴

مہر سلطان احمد

نہ دے گی۔ ردالمحتار میں ہے۔ اعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح۔ غرض ہر عاقل جانتا ہے کہ تمام افعال میں اصلی نیت مقارنہ ہے۔ نماز سے پہلے خدا کے لیے نیت تھی تکبیر کہتے وقت دکھاوے کے لیے پڑھی۔ قطعاً مرتکب کبیرہ ہوا۔ اور نماز ناقابلِ قبول اور اگر دکھاوے کے لیے اٹھا تھا۔ نیت باندھتے وقت تک یہی قصد تھا، جب نیت باندھی قصد خالص ربِ جلّ و علا کے لیے کر لیا تو بلاشبہہ وہ نماز پاک وصاف وصالح قبول ہوگئی تو ذبح سے پہلے کی شہرت، پکار کا کچھ اعتبار نہیں نہ نافع، نفع دے نہ مضر ضرر۔ خصوصاً جبکہ پکارنے والا غیر ذابح ہو کہ اسے تو اس باب میں کچھ دخل ہی نہیں۔ کما قد علمت وھذا کلہ ظاھر جدا لا یصلح ان یتناطح فیہ عنزان۔ وجماء پھر اضافت معنی عبادت میں منحصر نہیں کہ خواہی نہ خواہی مدار کے مُرغ یا چہل تن کی گائے کے معنی ٹھہرا لیے جائیں کہ وہ مرغ و گاؤ جس سے ان حضرات کی عبادت کی جائے گی، جس کی جان ان کے لیے دی جائے گی۔ اضافت کو ادنیٰ علاقہ کافی ہوتا ہے۔ ظہر کی نماز، جنازہ کی نماز، امام کی نماز، مقتدی کی نماز، بیمار کی نماز، پیر کا روزہ، اونٹوں کی زکوٰۃ، کعبہ کا حج، جب ان اضافتوں سے نماز وغیرہ میں کفر و شرک و حرمت درکنار نام کو کراہت بھی نہیں آتی۔ تو حضرت مدار کے مرغ حضرت احمد کبیر کی گائے، فلاں کی بکری کہنے سے یہ خدا کے لیے حلال کیے ہوئے جانور کیوں جیتے جی مردار اور سور ہوگئے کہ اب کسی صورت حلال نہیں ہوسکتے۔ یہ شرعِ مطہر پر سخت جرأت ہے۔ خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اَحَبَّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی صِیَامُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ۔ بے شک سب روزوں میں پیارے اللہ تعالیٰ کو داؤد کے روزے ہیں اور سب نمازوں میں پیاری داؤد کی نماز ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ رواہ الائمۃ احمد والستۃ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما الا الترمذی فعندہ فضل الصیام وحدہ۔ علما فرماتے ہیں مستحب نمازوں میں صلاۃ الوالدین یعنی ماں باپ کی نماز ہے فی رد المحتار عن الشیخ اسمٰعیل عن شرعۃ الاسلام من المندوبات صلوٰۃ التوبۃ وصلاۃ الوالدین۔ سبحان اللہ داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کی نماز (داؤد علیہ السلام) کے روزے ماں باپ کی نماز کہنا صواب پڑھنا ثواب اور جانور کی اضافت وہ سخت آفت کہ قائلین کفار۔ جانور مردار۔ کیا ذبح نماز روزے سے بڑھ کر عبادت خدا ہے یا اس میں شرک حرام ان میں روا ہے۔ خود اضافاتِ ذبح کا فرق سنیے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ خدا کی لعنت ہے اس پر جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے۔ رواہ[1] مسلم والنسائی عن امیر المومنین علی ونحوہ احمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من ذبح لضیفہ ذبیحۃ کانت فداءہ من النار جو اپنے مہمان کے لیے ذبح کرے وہ اس کا فدیہ ہو جائے آتشِ دوزخ سے رواہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما تو معلوم ہوا کہ ذبیحہ میں غیر خدا کی نیت اور اس کی طرف نسبت مطلقاً کفر کیا حرام بھی نہیں بلکہ موجب ثواب ہے تو ایک حکم عام کفر و حرام کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔

---

[1] درست صحیح ۲ ۲ے روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم اور نسائی نے امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اسی کے مثل امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے۔ ۱۲ ت

سُبُلُ الْاَصْفِیَا فِیْ حُکْمِ الذَّبْحِ لِلْاَوْلِیَا

بلاشبہہ وہ جانور حلال ہے جسے اللہ کا نام لے کر شرعی طریقہ پر ذبح کیا جائے، اگرچہ اس کا ثواب اولیاء اللہ کو ہدیہ کرنا مقصود ہو۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ در رد فتوائے بعض معاصرین۔ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ نیز از لشکر گوالیار ڈاک دربار بجواب سوال مولوی نور الدین صاحب اوائل ذی القعدہ ۱۳۱۵ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ زید نے ایک بکرا میاں کا اور عمرو نے ایک گائے چہل تن کی اور مُرغ مدار کا پالا، اور پال کر ان کو بتکبیر ذبح کیا یا کرایا اس کا کھانا مسلمانوں کو عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

اَلْجَوَاب

حَامِدًا لِلّٰہِ وَمُصَلِّیًا وَمُسَلِّمًا عَلٰی حَبِیْبِکَ وَاٰلِہٖ یَا وَھَّابُ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ **اقول** وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔ حق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حلت وحرمت ذبیحہ میں حال وقول ونیتِ ذابح کا اعتبار ہے۔ نہ مالک کا۔ مثلاً مسلمان کا جانور کوئی مجوسی ذبح کرے تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک مسلم تھا اور مجوسی کا جانور مسلمان ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک مشرک تھا یا زید کا جانور عمرو ذبح کرے اور قصداً تکبیر نہ کہے حرام ہوگیا اگرچہ مالک برابر کھڑا سو بار بسم اللہ اللہ اکبر کہتا ہے۔ اور ذابح تکبیر سے ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک ایک بار بھی نہ کہے۔ ذابح کلمہ گو نے غیر خدا کی عبادت و تعظیم مخصوص کی نیت سے ذبح کیا تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک کی نیت خاص اللہ عزوجل کے لیے ذبح کی تھی۔ یوں ہی ذابح نے خاص اللہ عزوجل کے لیے ذبح کیا تو حلال اگرچہ مالک کی نیت کسی کے واسطے تھی۔ تمام صورتوں میں حال ذابح کا اعتبار ماننا اور اس خاص شکل میں انکار کر جانا محض تحکم باطل ہے جس پر شرع مطہر سے اصلاً دلیل نہیں۔ ولہٰذا فقہائے کرام خاص اس جزئیہ کی تصریح فرماتے ہیں کہ مثلاً مجوسی نے اپنے آتشکدے یا مشرک نے اپنے بتوں کے لیے مسلمان سے بکری ذبح کرائی اور اس نے تکبیر کہہ کر ذبح کی۔ حلال ہے۔ کھائی جائے۔ اگرچہ یہ بات مسلم کے حق میں مکروہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری وفتاویٰ تاتارخانیہ وجامع الفتاویٰ میں ہے۔ مُسْلِمٌ ذَبَحَ شَاۃَ الْمَجُوْسِیِّ لِبَیْتِ نَارِھِمْ اَوِ الْکَافِرِ لِاٰلِھَتِھِمْ تُؤْکَلُ لِاَنَّہٗ سَمَّی اللّٰہَ تَعَالٰی وَیُکْرَہُ لِلْمُسْلِمِ۔ پھر مسلمان ذابح کی نیت بھی وقتِ ذبح کی معتبر ہے اس سے قبل و بعد کا اعتبار نہیں۔ ذبح سے ایک آن پہلے تک خاص اللہ عزوجل کے لیے نیت تھی ذبح کرتے وقت غیر خدا کے لیے اس کی جان دی ذبیحہ حرام ہوگیا وہ پہلی نیت کچھ نفع نہ دے گی۔ یوں ہی اگر ذبح سے پہلے غیر خدا کے لیے ارادہ تھا ذبح کے وقت اس سے تائب ہوکر مولیٰ تبارک وتعالیٰ کے لیے اراقتِ دم کی تو حلال ہوگیا۔ یہاں وہ پہلی نیت کچھ نقصان

وہند علماء فرماتے ہیں ' مطلقاً نیتِ غیر کو موجبِ حرمت جاننے والا سخت جاہل اور قرآن وحدیث وعقل کا مخالف ہے۔ آخر قصاب کی نیت تحصیلِ نفعِ دنیا اور ذبائحِ شادی کا مقصود برات کو کھانا دینا ہے۔ نیتِ غیر تو یہ بھی ہوئی۔ کیا یہ سب ذبیحے حرام ہو جائیں گے۔ یوں ہی مہمان کے واسطے ذبیحہ کرنا درست وبجا ہے کہ مہمان کا اکرام عینِ اکرامِ خدا ہے۔ درمختار میں ہے۔ [1]لو ذبح لضیف لایحرم لانہ سنۃ الخلیل واکرام الضیف اکرام اللہ تعالٰی۔ ردالمحتار میں ہے۔ [2]قال البزازی ومن ظن انہ لایحل لانہ ذبح لاکرام ابن ادم فیکون اھل بہ لغیر اللہ تعالٰی فقد خالف القرآن والحدیث والعقل فانہ لاریب ان القصاب یذبح للربح ولو علم انہ یبخس لایذبح فیلزم ھذا الجاھل ان لایاکل ماذبحہ القصاب وما ذبح للولائم والاعراس والعقیقۃ۔ دیکھو علمائے کرام صراحۃً ارشاد فرماتے ہیں کہ مطلقاً نیت ونسبتِ غیر کو موجبِ حرمت جاننا اور وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں داخل ماننا صرف جہالت بلکہ جنون ودیوانگی اور شرع وعقل دونوں سے بیگانگی ہے۔ جب نفعِ دنیا کی نیت مخل نہ ہوئی تو فاتحہ وایصالِ ثواب کیا زہر مل گیا۔ اور جب اکرامِ مہمان عینِ اکرامِ خدا ٹھہرا تو اکرامِ اولیا بدرجۂ اولیٰ۔ ہاں اگر کوئی جاہل اجہل یہ نسبت واضافت بقصدِ عبادتِ غیر ہی کرتا ہے تو اس کے کفر میں شک نہیں۔ پھر بھی اگر ذابح اس نیت سے بری ہے تو جانور حلال ہو جائے گا کہ نیتِ غیر اس پر اثر نہیں ڈالتی۔ کما حققناہ اتقاناً۔ مگر جب کہ ہم حدیثاً وفقہاً دلائلِ قاہرہ سے ثابت کر چکے کہ اضافت معنیٔ عبادت ہی میں منحصر نہیں تو صرف اس بنا پر حکمِ کفر محض جہالت وجرأت وحرامِ قطعی اور مسلمانوں پر ناحق بدگمانی ہے۔ تم سے کس نے کہہ دیا کہ وہ آدمیوں کا جانور کہنے سے عبادتِ آدمیاں کا ارادہ کرتے اور انھیں اپنا معبود وخدا بنانا چاہتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ[3] اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو۔ بے شک کچھ گمان گناہ ہیں۔ اور فرماتا ہے۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا[4] بے یقین بات کے پیچھے نہ پڑ۔ بیشک کان آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ رواہ الائمۃ مالک والشیخان وابوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افلا شققت عن قلبہ حتی تعلم اقالھا ام لا۔ تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ دل کے عقیدے پر اطلاع پاتا۔ رواہ مسلم عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنھما۔ امام عارف باللہ سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] اگر مہمان کے لیے جانور ذبح کیا تو حرام نہیں۔ اس لیے کہ یہ حضرت خلیل علیہ السلام کی سنت ہے اور مہمان کا اکرام خدا کا اکرام ہے۔ ۱۲

[2] بزازی نے کہا اور جس نے گمان کیا کہ "یہ حلال نہیں اس لیے کہ ابنِ آدم کے اکرام کے لیے ذبح کیا گیا ہے تو یہ اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے" ایسا کہنے والے نے قرآن وحدیث اور عقل کی مخالفت کی، اس لیے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قصاب نفع کے لیے ذبح کرتا ہے اور اگر جانے کہ اس کو گھاٹا ہوگا تو نہ ذبح کرے۔ تو اس جاہل کو لازم ہے کہ قصاب کے ذبیحہ کو نہ کھائے اور ایسے ہی ولیمہ شادی اور عقیقہ کے لیے جو ذبح ہو اس کو بھی نہ کھائے۔ ۱۲ ن

[3] پ۲۶ رکوع ۱۴ الحجرات [4] پ۱۵ رکوع ۴ بنی اسرائیل۔ ۱۲ ن

اِنَّمَا ینشا الظن الخبیث عن القلب الخبیث۔ بدگمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔ نقلہ سیدی عبد الغنی النابلسی فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ والہندیۃ وذخیرہ وشرح وہبانیہ ودرمختار وغیرہ میں ارشاد فرمایا۔ افلا نسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بھذا النحر ہم مسلمان پر بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح سے آدمی کی طرف تقرب چاہتا ہو۔ ردالمحتار میں ہے۔ ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر وھذا بعید من حال المسلم یعنی اس تقرب سے تقرب بروجہِ عبادت مراد ہے کہ اسی میں کفر ہے اور اس کا خیال مسلمان کے حال سے دور ہے۔ بلکہ علماء یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر خود ذابح خاص وقتِ ذبح تکبیر میں یوں کہے بسم اللہ بنامِ خدائے بنامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ کہنا مکروہ تو بیشک ہے، مگر کفر کیسا۔ جانور حرام بھی نہ ہوگا۔ جبکہ اس لفظ سے اس کی نیت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو صرف تعظیم ہو۔ نہ معاذ اللہ حضور کو ربِ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ امام اجل فقیہ النفس قاضی خاں اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ [1]رجل ضحی وذبح وقال بسم اللہ بنام خدائے بنام محمد علیہ السلام۔ قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ تعالٰی ان اراد الرجل بذکر اسم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بتبجیلہ وتعظیمہ جاز ولاباس وان اراد بہ الشرکۃ مع اللہ تعالٰی لاتحل الذبیحۃ بلکہ اس سے بھی زائد خاص صورتِ عطف میں مثلاً "بنامِ خدا وبنامِ فلاں" جس سے صاف معنیٔ شرکت ظاہر ہے۔ اگرچہ مذہبِ صحیح حرمتِ جانور ہے مگر حکمِ کفر نہیں دیتے کہ وہ امرِ باطنی ہے کیا معلوم کہ اس کی نیت کیا ہے۔ درمختار میں ہے۔ [2]ان عطف حرمت نحو باسم اللہ واسم فلان۔ ردالمحتار میں ہے۔ [3]ھو الصحیح وقال ابن سلمۃ لاتصیر میتۃ لانھا لو صارت میتۃ یصیر الرجل کافرا خانیۃ قلت تمنع الملازمۃ بان الکفر امر باطنی والحکم بہ صعب فیفرق کذا فی شرح المقدسی شرنبلالیہ۔ اللہ اکبر خود ذابح خاص تکبیرِ ذبح میں نامِ خدا کے ساتھ نامِ غیر ملا کر پکارے اور کافر نہ ہو۔ جب تک معنیٔ شرک کا ارادہ نہ کرے بلکہ بے حرفِ عطف "بنامِ خدا بنامِ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم" کہے اور اس نامِ پاک کے لینے سے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہی چاہے حضور کی عظمت ہی کے لیے خاص وقتِ ذبح بنامِ خدا کے ساتھ بنامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہے تو جانور میں اصلاً حرمت وکراہت بھی نہیں۔ مگر پیش از ذبح اگر کسی نے یوں پکار دیا کہ فلاں کا بکرا فلاں کی گائے، تو پکارنے والا مشرک اور اس کے ساتھ یہ لفظ منہ سے نکلتے ہی جانور کی بھی کایا پلٹ ہو کر فوراً بکری سے کتا، گائے سے سور۔ اگرچہ وہ منادی غیرِ ذابح ہو اگرچہ ابھی نہ وقتِ ذبح نہ دمِ تکبیر۔ معاذ اللہ۔ وہ لفظ کیا تھے جادو کے انچھر تھے کہ

---

[1] کسی شخص نے قربانی کی اور ذبح کرتے وقت کہا: "بسم اللہ بنامِ خدائے بنامِ محمد علیہ السلام" تو اس کے بارے میں شیخ امام ابوبکر محمد بن فضل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اس شخص نے حضور کے اسمِ گرامی سے آپ کی تعظیم کا قصد تو جائز ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور اگر اس سے خدا کے ساتھ شرکت کا ارادہ کیا تو ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ ۱۲۔ تعالٰی [2] اگر خدا کے ساتھ دوسرے کا نام عطف کیا تو ذبیحہ حرام ہوگا جیسے باسم اللہ واسم فلاں ۱۲۔ [3] یہی صحیح ہے اور ابن سلمہ نے کہا کہ اس سے ذبیحہ مردار نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اگر مردار ہو جائے تو ایسا ذبیحہ کرنے والا کافر ہو جائے گا (بحوالہ حاشیہ) میں کہتا ہوں اس سے کفر کا لازم ماننا صحیح نہیں۔ اس لیے کہ کفر ایک امرِ باطنی ہے اور اس پر حکم لگانا مشکل ہے تو حکم میں تفریق کی جائے گی۔ ۱۲ ن

چھوتے ہی جانور کی ماہیت بدل گئی۔ ایسے زبردستی کے احکام شرعِ مطہر سے بالکل بیگانہ ہیں۔ بڑی دلیل ان کی قصد عبادتِ غیر ومعنیٔ شرک پر یہ پیش کی جاتی ہے کہ اس شرک کے بدلے گوشت خرید کر تصدق کرنا ان کے نزدیک کافی نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب مقصود نہیں بلکہ خاص ذبح للغیر وشرکِ صریح مُراد ہے۔ اگرچہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہمارا مطلب صرف ایصالِ ثواب ہی ہے۔ **اقول**۔ اس سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ خاص ذبح مراد ہے ذبح للغیر کہاں سے نکلا۔ کیا ثواب ذبح کوئی چیز نہیں یا گوشت دینے میں وہ بھی خاص ہوجاتا ہے۔ عنایہ میں ہے التضحیۃ[1] فیہا افضل من التصدق بثمن الاضحیۃ لان فیہا جمعا بین التقرب باراقۃ الدم والتصدق والجمع بین القربتین افضل اھ ملخصاً۔ معہذا عوام ایسی اشیا میں مطلقاً تبدیل پر راضی نہیں ہوتے مثلاً جو آٹے کی چٹکی روزانہ اپنے گھر کے خرچ سے نکالتے اور ہر ماہ اسے پکا کر حضور پُر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دِلا کر محتاج کو کھلاتے ہیں۔ اگر ان سے کہیے کہ یہ آٹا جو جمع ہوا ہے اپنے خرچ میں لائیے اور اس کے عوض اور پکائیے کبھی نہ مانیں گے۔ حالاں کہ آٹے میں کوئی ذبح کا محل نہیں اور ذبح میں بھی اگر اس جانور کے بدلے دوسرا جانور دیجیے ہرگز نہ لیں گے۔ حالاں کہ ادائے ذبح میں دونوں ایک سے۔ تو اُس کا کافی نہ سمجھنا۔ اسی خیالِ تعیین وتخصیص کی بنا پر ہے۔ نہ معاذ اللہ اس توہّمِ باطل پر خصوصاً جبکہ وہ بیچارے صراحۃً کہہ رہے ہیں کہ حاشا للہ ہم عبادتِ غیر نہیں چاہتے صرف ایصالِ ثواب مقصود ہے اور اگر انصاف کیجیے تو دربارۂ عدمِ تبدیل ان کا وہ خیال بے اصل بھی نہیں۔ اگرچہ انھوں نے اس میں تشدّد زیادہ سمجھ لیا ہو جن چیزوں پر نیتِ قربت کرلی گئی۔ شرعِ مطہر بھی بلاوجہ ان کا بدلنا پسند نہیں فرماتی۔ لاسیما[2] اذا کان النزول الی الناقص کما ھھنا وکل ذلک ظاھر جدا۔ ولہٰذا اگر غنی قربانی کے لیے جانور خریدے اور اس معیّن کی نذر نہ ہو تو جانور متعین نہیں ہوجاتا اسے اختیار ہے کہ اس کے بدلے دوسرا جانور قربانی کرے پھر بھی بدلنا مکروہ ہے کہ جب اس پر قربت کی نیت کرلی تو بلاوجہ تبدیل نہ چاہیے۔ ہدایہ میں ہے۔ باشتراء[3] للتضحیۃ لا یمتنع البیع۔ اُسی میں ہے۔ ویکرہ ان یبدل بہا غیرھا اسی تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے۔ بالجملہ مسلمانوں پر بدگمانی حرام اور حتی الامکان اس کے قول وفعل کو وجہِ صحیح پر حمل واجب اور یہاں ارادۂ قلب پر بے تصریحِ قائل حکم لگانے کی اصلاً راہ نہیں اور حکم بھی کیسا کفر وشرک کا۔ جس میں اعلیٰ درجہ کی احتیاط فرض یہاں تک کہ ضعیف سے ضعیف احتمال بچاؤ کا نکلتا ہو تو اسی پر اعتماد لازم۔ کما حقق کل ذالک الائمۃ المحققون فی تصانیفہم الجلیلۃ۔ اور اگر بالفرض بعض کوں احمقوں پر بہ ثبوتِ شرعی ثابت بھی ہو کہ ان کا مقصود معاذ اللہ عبادتِ غیر ہے تو حکمِ کفر صرف انھیں پر صحیح ہوگا ان کے سبب حکمِ عام لگا دینا اور باقی لوگوں کی بھی یہی نیت سمجھ لینا محض باطل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ لَا تَزِرُ[4] وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخریٰ ۔ پس حق یہ ہے کہ نہ مطلقاً اس نام پکارنے پر حکمِ شرک صحیح نہ اس کی وجہ سے جانور کو مردار مان لینا درست بلکہ حکمِ شرک کے لیے قائل کی نیت پوچھیں گے۔ اگر اقرار کرے کہ اس کی مُراد عبادت ہے تو بیشک مشرک کہیں گے ورنہ ہرگز نہیں اور حکمِ حرمت میں صرف قول وفعل ونیتِ ذابح خاص وقتِ ذبح پر مدار رکھیں گے۔ اگر مالک خواہ غیرِ مالک کسی کلمہ گو نے معاذ اللہ اسی نیتِ شرک کے ساتھ ذبح کیا تو بے شک حرام کہ وہ اس نیت سے مرتد ہوگیا اور مُرتد کا ذبیحہ نہیں اور اگر اللہ عزّوجل کے لیے جان دی اور قصداً تکبیر ترک نہ کی تو بے شک حلال اگرچہ اس پر باعثِ ایصالِ ثواب یا اکرامِ اولیا یا نفعِ دنیا وغیرہا مقاصد ہوں اگرچہ مالک غیرِ ذابح کی نیت معاذ اللہ وہی عبادتِ غیر ہو۔ اگرچہ پیش از ذبح یا غیرِ ذابح نے وقتِ ذبح کسی کا نام پکارا ہو۔ اور وہ مالک سے وہ نیتِ ناپاک ثابت ہونا بھی ذابح پر کچھ موثر نہیں۔ جب تک خود اس سے بھی اسی نیت پر جان دینا ثابت نہ ہو کہ جب اس سے وہ نیت ثابت نہیں اور مسلمان اپنے ربِ عزّوجل کا نام لے کر ذبح کر رہا ہے تو اس پر بدگمانی حرام وناروا ہے۔ اوہامِ تراشیدہ پر مسلمان کو معاذ اللہ مرتکبِ کفر سمجھنا حلالِ خدا کو حرام کہہ دینا۔ نامِ الٰہی عزّوجل جو وقتِ تکبیر لیا گیا باطل وبے اثر ٹھہرانا ہرگز وجہ صحت نہیں رکھتا۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے۔ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۔ تمہیں کیا ہوا کہ نہ کھاؤ اس جانور سے جس کے ذبح میں اللہ کا نام یاد کیا گیا۔ امام فخر الدین رازی تفسیرِ کبیر میں فرماتے ہیں کہ انما کلفنا بالظاھر لا بالباطن فاذا ذبحہ علی اسم اللہ وجب ان یحل ولا سبیل لنا الی الباطن۔ (یعنی ہمیں شرعِ مطہّر نے ظاہر پر عمل کا حکم فرمایا ہے۔ باطن کی تکلیف نہ دی جب اس نے اللہ عزّوجل کا نام پاک لے کر ذبح کیا۔ جانور حلال ہوجانا واجب ہوا کہ دل کا ارادہ جان لینے کی طرف ہمیں کوئی راہ نہیں)

یہ چند نفیس وجلیل فائدے حفظ کے قابل ہیں کہ بہت ابنائے زمان ان میں سخت خطا کرتے ہیں۔ وباللہ العصمۃ والتوفیق وبہ الوصول الی التحقیق واللہ سبحٰنہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

---

[1] قربانی کرنا اس میں قیمت کے صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ اس لیے کہ اس میں دونوں تقرب کا جمع کرنا ہے۔ ایک اراقتِ دم یعنی خون بہانا دوسرے صدقہ کرنا اور دونوں قربتوں کا جمع کرنا افضل ہے۔ ۱۲ ن

[2] خاص کر جب ناقص کی طرف نزول ہو جیسا کہ یہاں ہے (یعنی محض صرف گوشت اراقتِ دم سے ناقص ہے) اور یہ سب خوب واضح ہے۔ ۱۲ ن

[3] قربانی کے لیے کسی جانور کا خریدنا اس کی بیع سے مانع نہیں ہے اور مکروہ ہے کہ اس جانور کی جگہ دوسرا جانور ذبح کیا جائے۔ ن

[4] پ ٨ ع ، الانعام، ترجمہ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گی۔ (کنز الایمان)

انوار الانتباہ

فی حلّ نداء یارسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید موحّد مسلمان جو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بکلمۂ یا ندا کرتا اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ یا اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ یَارَسُوْلَ اللہِ، کہا کرتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمہ کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں ان کا کیا حکم ہے؟ بَیِّنُوْا بِالْکِتَابِ تُوْجَرُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْمُصْطَفٰی
وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُولِی الصِّدْقِ وَالصَّفَا

الجواب

کلماتِ مذکورہ بے شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفیہ جاہل یا ضالّ مضلّ، جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل دیکھنی ہو شفاء السقام، امام علام بقیۃ المجتہدین الکرام تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی سبکی و مواہبِ لدنیّہ امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری و شرح مواہب علامہ زرقانی و مطالع المسرات علامہ فاسی و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، علامہ علی قاری و لمعات و اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ و جذب القلوب الی دیار المحبوب و مدارج النبوۃ، تصانیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی و افضل القریٰ شرح ام القریٰ امام ابن حجر مکی وغیرہا کتب و کلام علمائے کرام و فضلائے عظام علیہم رحمۃ اللہ السلام کی طرف رجوع لائے یا فقیر کا رسالہ اَلْاِهْلَالُ بِفَیْضِ الْاَوْلِیَاءِ بَعْدَ الْوِصَالِ مطالعہ کرے۔

یہاں فقیر بقدرِ ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے۔ حدیث صحیح مذیّل بطراز گرانبہائے تصحیح جسے امام نسائی و امام ترمذی و ابنِ ماجہ و حاکم و بیہقی و امام الائمہ ابن خزیمہ و امام ابوالقاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری و مسلم جس میں حضورِ اقدس سیدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ [1]

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

امام طبرانی کی معجم میں یوں ہے۔

اِنَّ رَجُلًا کَانَ یَخْتَلِفُ اِلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فِیْ حَاجَةٍ لَّهٗ وَکَانَ عُثْمَانُ لَا یَلْتَفِتُ اِلَیْهِ وَلَا یَنْظُرُ فِیْ حَاجَتِهٖ فَلَقِیَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَشَکٰی ذٰلِكَ اِلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ بْنُ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِئْتِ الْمِیْضَاةَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِیْهِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فَیَقْضِیْ حَاجَتِیْ وَتَذْکُرُ حَاجَتَكَ وَرُحْ اِلَیَّ حَتّٰی اَرُوْحَ مَعَكَ۔

فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهٗ ثُمَّ اَتٰی بَابَ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتّٰی اَخَذَهٗ بِیَدِهٖ فَاَدْخَلَهٗ عَلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَاَجْلَسَهٗ مَعَهٗ عَلَی الطِّنْفَسَةِ وَقَالَ حَاجَتُكَ؟ فَذَکَرَ حَاجَتَهٗ فَقَضَاهَا ثُمَّ قَالَ مَا ذَکَرْتَ حَاجَتَكَ حَتّٰی کَانَتْ هٰذِهِ السَّاعَةُ وَقَالَ مَا کَانَ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَائْتِنَا ثُمَّ اِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَقِیَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقَالَ لَهٗ جَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا مَا کَانَ یَنْظُرُ فِیْ حَاجَتِیْ وَلَا یَلْتَفِتُ اِلَیَّ حَتّٰی کَلَّمْتَهٗ فِیَّ فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَاللّٰهِ مَا کَلَّمْتُهٗ وَلٰکِنْ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَتَاهُ رَجُلٌ ضَرِیْرٌ فَشَکَا اِلَیْهِ ذَهَابَ بَصَرِهٖ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِئْتِ الْمِیْضَاةَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ ادْعُ بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ

---

[1] ابوعیسے ترمذی : ترمذی شریف ، مطبع ایچ ایم سعید کمپنی اردو بازار دہلی ج ۲ ص ۱۹۷ ، محمد بن یزید قزوینی : ابن ماجہ شریف ، احیاء التراث العربی ، ج ۱ ص ۴۴۱ ، امام حاکم : مستدرک ، دار الفکر بیروت ، ج ۱ ص ۵۱۹ ، ابوبکر محمد ابن اسحاق صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۲۲۶۔

حَنِیْفٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَوَاللہِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِیْثُ حَتّٰی دَخَلَ
عَلَیْنَا الرَّجُلُ کَاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ بِہٖ ضُرٌّ قَطُّ [1]

یعنی ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لیے امیر المؤمنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المؤمنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا وضو کرکے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں یا رسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے اور اپنی حاجت ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔

حاجت مند نے (کہ وہ بھی صحابی یا لااقل کبار تابعین سے تھے) یوہیں کیا، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا، امیر المؤمنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا، مطلب پوچھا عرض کیا، فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا۔ اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کہا اللہ تعالےٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ امیر المؤمنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملہ میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور بینائی کی شکایت کی، حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کرکے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے، خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا نہ تھا۔

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں والحدیث صحیح، امام بخاری کتاب الادب المفرد میں اور امام ابن السنی و امام ابنِ بشکوال روایت کرتے ہیں۔

اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا خَدِرَتْ رِجْلُہٗ فَقِیْلَ لَہٗ اُذْکُرْ اَحَبَّ
النَّاسِ اِلَیْکَ فَصَاحَ یَا مُحَمَّدَاہُ فَانْتَشَرَتْ [مه]

"یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا انہیں یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں، حضرت نے بآوازِ بلند کہا یا محمداہ! فوراً پاؤں کھل گیا۔"

امام نووی شارح صحیح مسلم رحمہ اللہ تعالےٰ نے کتاب الاذکار میں اس کا مثل حضرت عبداللہ بن عباس

---

[1] محمد بن اسماعیل بخاری : کتاب الادب المفرد مطبوعہ مکتبہ ص ۲۵۰

[مه] ولفظ البخاری ص۱۴۲ خدرت رجل ابن عمر فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد ۱۲ منہ

رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا تو اس شخص کو یاد کر جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے، تو اس نے یا محمداہ کہا، اچھا ہو گیا[1] اور یہ امران دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہل مدینہ میں قدیم سے اس یا محمداہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

ھٰذَا مِمَّا تَعَاھَدَہٗ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ [2]

حضرتِ بلال بن الحارث مُزَنی سے قحطِ عام الرمادہ میں کہ بعد خلافتِ فاروقی ۱۸ھ میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں، کوئی بکری ذبح کیجیے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے۔ انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی یا محمداہ! پھر حضورِ اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر بشارت دی ذَکَرَہٗ فِی الْکَامِلِ [3]

امام مجتہد فقیہ اجل عبدالرحمٰن ہذلی کوفی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجلہ تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں، سر پر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا محمد یا منصور! اور ظاہر ہے کہ اَلْقَلَمُ اَحَدُ اللِّسَانَیْنِ [عه] ہیثم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں، انہیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں

رَاَیْتُہٗ وَعَلٰی رَاْسِہٖ قَلَنْسُوَۃٌ اَطْوَلُ مِنْ ذِرَاعٍ مَکْتُوْبٌ فِیْھَا مُحَمَّدٌ یَا مَنْصُوْرُ
ذَکَرَہٗ فِیْ تَھْذِیْبِ التَّھْذِیْبِ وَغَیْرِہٖ [3][مه]

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاوےٰ میں ہے۔

سُئِلَ عَمَّا یَقَعُ مِنَ الْعَامَّۃِ مِنْ قَوْلِھِمْ عِنْدَ الشَّدَآئِدِ یَا شَیْخُ فُلَانٍ وَنَحْوَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِسْتِغَاثَۃِ بِالْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ وَھَلْ لِلْمَشَائِخِ اِغَاثَۃٌ بَعْدَ مَوْتِھِمْ اَمْ لَا؟ فَاَجَابَ بِمَا نَصُّہٗ اَنَّ الْاِسْتِغَاثَۃَ بِالْاَنْبِیَآءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَالْاَوْلِیَآءِ وَالْعُلَمَآءِ الصَّالِحِیْنَ جَائِزَۃٌ وَلِلْاَنْبِیَآءِ وَالرُّسُلِ وَ الْاَوْلِیَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ اِغَاثَۃٌ بَعْدَ مَوْتِھِمْ اِلَخ [عه]

---

[1] امام نووی : کتاب الاذکار۔ مطبع مکتبہ دار التعاون، مکہ ص ۱۳۵۔ [2] شہاب الدین خفاجی : نسیم الریاض۔ دار الفکر بیروت ج ۲ ص ۳۵۵۶ [3] ابنِ اثیر : تاریخ کامل۔ دار الصادر، بیروت ج ۲ ص ۵۵۶۔

[عه] (ترجمہ) یا محمداہ کہنا اہلِ مدینہ کا معمول تھا۔ [عه] قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔

[3] ابو عبداللہ محمد بن احمد : میزان الاعتدال۔ دار المعرفۃ للطباعۃ، بیروت ج ۲ ص ۵۷۴

[مه] (ترجمہ) میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ بھرسے لمبی ٹوپی رکھتے تھے جس میں لکھا تھا "محمد یا منصور"

[عه] الشیخ حسن العدوی الحمزاوی : مشارق الانوار۔ المکتبۃ اشرفیہ، مصر ص ۵۹

یعنی ان سے استفتار ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیار و مرسلین و اولیار و صالحین سے فریاد کرتے اور یارسول اللہ، یاعلی، یاشیخ عبدالقادر جیلانی اور ان کے مثل کلمات کہتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں اور اولیار بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیار و مرسلین و اولیار و علما سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔"

علاّمہ خیرالدین رملی، استاذ صاحب دُرِّ مختار فتاویٰ خیریہ میں فرماتے ہیں۔

قَوْلُہُمْ یَا شَیْخُ عَبْدَ الْقَادِرِ نِدَآءٌ فَمَا الْمُوْجِبُ لِحُرْمَتِہٖ [1]

"لوگوں کا کہنا کہ یاشیخ عبدالقادر یہ ایک ندار ہے پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے؟"

سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

سُئِلْتُ عَمَّنْ یَقُوْلُ فِیْ حَالِ الشَّدَآئِدِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْ یَا عَلِیُّ اَوْ یَا شَیْخُ عَبْدَ الْقَادِرِ مَثَلًا ھَلْ ھُوَ جَائِزٌ شَرْعًا اَمْ لَا؟ اَجَبْتُ نَعَمْ اَلْاِسْتِغَاثَۃُ بِالْاَوْلِیَآءِ وَنِدَآؤُھُمْ وَالتَّوَسُّلُ بِھِمْ اَمْرٌ مَّشْرُوْعٌ وَّشَیْءٌ مَّرْغُوْبٌ لَا یُنْکِرُہٗ اِلَّا مُکَابِرٌ اَوْ مُعَانِدٌ وَّقَدْ حُرِمَ بَرَکَۃَ الْاَوْلِیَآءِ الْکِرَامِ۔ الخ

یعنی "مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہوں یارسول اللہ یا، یاعلی یا، یاشیخ عبدالقادر مثلاً، آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا ہاں، اولیار سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا صاحب عناد اور بے شک وہ اولیارِ کرام کی برکت سے محروم ہے۔"

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیارِ عظام کا عظیم الشان واقعہ بسندِ مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کرتے۔

فَاَسَرَہُ الرُّوْمُ مَرَّۃً فَقَالَ لَہُمُ الْمَلِکُ اِنِّیْ اَجْعَلُ فِیْکُمُ الْمُلْکَ وَاُزَوِّجُکُمْ بَنَاتِیْ وَتَدْخُلُوْنَ فِی النَّصْرَانِیَّۃِ فَاَبَوْا وَقَالُوْا یَا مُحَمَّدَاہُ۔

یعنی "ایک بار نصارائے روم انہیں قید کر کے لے گئے، بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا، تم نصرانی ہو جاؤ، انہوں نے نہ مانا اور ندار کی یا محمداہ۔"

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا تیسرے کو اللہ تعالےٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچا لیا، وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے، انہوں نے حال پوچھا، فرمایا۔

---

[1] علامہ خیرالدین رملی : فتاوےٰ خیریہ (مطبوعہ ارگ بازار قندھار، افغانستان) ج ۲ ص ۲۸۲

مَا کَانَتْ اِلَّا الْغَطْسَۃَ الَّتِیْ رَاَیْتَ حَتّٰی خَرَجْنَا فِی الْفِرْدَوْسِ۔

"بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا، اس کے بعد ہم جنتِ اعلےٰ میں تھے۔"

امام فرماتے ہیں۔

کَانُوْا مَشْھُوْرِیْنَ بِذٰلِکَ مَعْرُوْفِیْنَ بِالشَّامِ فِی الزَّمَنِ الْاَوَّلِ

"یہ حضرات زمانۂ سلف میں مشہور تھے اور ان کا یہ واقعہ معروف"

پھر فرمایا شعرار نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے، از انجملہ یہ بیت ہے ؎

سَیُعْطِی الصَّادِقِیْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ   نَجَاۃً فِی الْحَیٰوۃِ وَفِی الْمَمَاتِ [1]

"قریب ہے کہ اللہ تعالےٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کی برکت سے حیات و موت میں نجات بخشے گا۔"

یہ واقعہ عجیب، نفیس و روح پرور ہے، میں بخیالِ تطویل اسے مختصر کر گیا، تمام و کمال امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے، مَنْ شَآءَ فَلْیَرْجِعْ اِلَیْہِ، یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں یا رسول اللہ! کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی مغفرت و شہادت کیسی اور جنت الفردوس میں جگہ پائی کیا معنے اور ان کی شادی میں فرشتوں کو بھیجنا کیونکر معقول! اور ان ائمۂ دین نے یہ روایت کیونکر مقبول اور ان کی شہادت و ولایت کس وجہ سے مسلّم رکھی اور وہ مردانِ خدا خود بھی سلفِ صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طرسوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کَمَا ذَکَرَہٗ فِی الرِّوَایَۃِ نَفْسِھَا اور طرسوس ایک ثغر ہے یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا کَمَا ذَکَرَہُ الْاِمَامُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ تَارِیْخِ الْخُلَفَآءِ [2] ہارون رشید کا زمانہ زمانۂ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لااقل تبع تابعین سے تھے وَاللّٰہُ الْھَادِیْ۔

حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کُشِفَتْ عَنْہُ وَمَنْ نَادٰی بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ فُرِّجَتْ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِیْ حَاجَۃٍ قُضِیَتْ لَہٗ وَمَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ یَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ بَعْدَ الْفَاتِحَۃِ سُوْرَۃَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ مَرَّۃً ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَیُسَلِّمُ عَلَیْہِ وَیَذْکُرُنِیْ ثُمَّ یَخْطُوْ اِلٰی جِھَۃِ الْعِرَاقِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ خُطْوَۃً یَذْکُرُ فِیْھَا اِسْمِیْ وَیَذْکُرُ حَاجَتَہٗ فَاِنَّھَا تُقْضٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ [1]

یعنی "جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے

---

[1] علامہ سیوطی فرماتے ہیں طرسوس کی تعبیر بوسلم نے کی۔ شرح الصدور، عربی، ص ۸۹، ۲، قادری

وہ سختی دور ہوا اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے، پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے، ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے، اس کی وہ حاجت روا ہو اللہ کے اذن سے۔"

اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی و امام عبد اللہ بن اسعد یافعی مکی، مولانا علی قاری مکی صاحبِ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مولانا ابو المعالی محمد مسلمی قادری و شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیفِ جلیلہ بہجۃ الاسرار و خلاصۃ المفاخر و نزہۃ الخاطر و تحفۂ قادریہ و زبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔

یہ امام ابو الحسن نور الدین علی مصنفِ بہجۃ الاسرار شریف، اعاظمِ علماء و ائمۂ قرأت و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں، حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں، امام اجل حضرت ابو صالح نصر قدس سرہ سے فیض حاصل کیا، انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابو بکر تاج الدین عبد الرزاق نور اللہ مرقدہٗ سے، انہوں نے اپنے والد ماجد حضور پُر نور سید السادات غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں۔ یہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قرأت سے عالم معروف و مشہور اور ان کے احوالِ[1] شریفہ کتابوں میں مذکور و مسطور[2]

امام شمس الدین ذہبی کہ علم حدیث و اسماء الرجال میں جن کی جلالت شان عالم آشکار اس جناب کی مجلسِ درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں ان کے مدائح لکھے۔

امام محدث محمد بن محمد بن محمد ابن الجزری مصنفِ حصنِ حصین اس جناب کے سلسلۂ تلامذہ میں ہیں، انہوں نے یہ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی[3]

ان سب باتوں کی تفصیل اور اس نمازِ مبارک کا دلائلِ شرعیہ و اقوال و افعالِ علمائے و اولیاء سے ثبوتِ جلیل فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے رسالہ "اَنْہَارُ الْاَنْوَار مِنْ یَمِّ صَلٰوۃِ الْاَسْرَار" میں ہے فَعَلَیْکَ بِہَا تَجِدُ فِیْہَا مَا یَشْفِی الصُّدُوْرَ وَیَکْشِفُ الْعَمٰی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار میں فرماتے ہیں۔

سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لئے جاتے تھے، ان کے جانور کا پاؤں

---

[1] امام جلال الدین سیوطی نے ان جناب کو الامام الاوحد لکھا، یعنی امام یکتا بے نظیر ۱۲ منہ۔ [2] عبد الحق محدث دہلوی شیخ محقق، زبدۃ الآثار، فارسی (بکسلنگ کمپنی، بمبئی ۱۳۰۴ھ) ص ۲۔ [3] ایضاً ص ۳

پھسلا، باآواز پکارا یا سیدی محمد یا غمری، اُدھر ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کئے لئے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا ندا کرنا سنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ، کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں یَا سَیِّدِیْ یَا غَمْرِیُّ لَاحِظْنِیْ اے میرے سردار اے محمد غمری مجھ پر نظرِ عنایت کرو، ان کا یہ کہنا کہ حضرت سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دیکر رخصت کیا[1]"

اسی میں ہے۔

سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرۂ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہو گئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی، دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے، جب تک وہ پہلی واپس آئے۔ ایک مدت کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے، جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا، میں نے اپنے دل میں کہا یا سیدی محمد یا حنفی! اسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا اور مجھے بہ برکت حضرت اللہ عزوجل نے نجات بخشی[2]

اسی میں ہے۔

"ولیِ ممدوح قدس سرہ کی زوجۂ مقدسہ بیماری سے قریبِ مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں۔ یا سیدی اَحْمَدُ یَا بَدَوِیُّ خَاطِرُکَ مَعِیَ اے میرے سردار! اے احمد بدوی حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے، ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کب تک مجھے پکارے گی، اور مجھ سے فریاد کرے گی، تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحبِ تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے اور جو کسی ولیِ کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یا سیدی محمد یا حنفی! کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔ ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو خاصی تندرست اٹھیں گویا کبھی مرض نہ تھا[3]

اسی میں ہے حضرتِ ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرضِ موت میں فرماتے تھے۔

مَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ فَلْيَأْتِ اِلٰى قَبْرِيْ وَيَطْلُبْ حَاجَتَهٗ اَقْضِهَا لَهٗ فَاِنَّ مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ غَيْرُ ذِرَاعٍ مِّنْ تُرَابٍ وَكُلُّ رَجُلٍ يَحْجُبُهٗ عَنْ اَصْحَابِهٖ ذِرَاعٌ مِّنْ تُرَابٍ فَلَيْسَ بِرَجُلٍ[4]

---

[1] عبد الوہاب شعرانی امام ، طبقات الکبریٰ ، مطبوعہ مکتبہ مصطفیٰ البابی ، مصر ج ۲ ص ۹۴
[2] 〃 〃 〃 〃 ص ۹۴
[3] 〃 〃 〃 〃 ص ۹۶
[4] 〃 〃 〃 〃 ص ۱۰۵

جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت مانگے، مَیں روا فرما دوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے وہ مرد کاہے کا!"

اسی طرح حضرت سیدی محمد بن احمد فرغل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے احوال شریف میں لکھا۔

كَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ اَنَا مِنَ الْمُتَصَرِّفِيْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَمَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ فَلْيَأْتِ اِلٰى قُبَالَةِ وَجْهِيْ وَيَذْكُرُهَا لِيْ اَقْضِهَا لَهٗ [1]

"فرمایا کرتے تھے میں اُن میں ہوں جو اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس میرے چہرۂ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے، مَیں روا فرما دوں گا۔"

اسی میں ہے۔

"مروی ہوا ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وضو فرماتے میں ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی، انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدوضع نے ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیر و مرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا، یوں ندا کی یَا شَیْخَ اَبِیْ لَاحِظْنِیْ! اے میرے باپ کے پیر مجھے بچائیے۔ یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی، لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے [2]

اسی میں سیدی موسےٰ ابو عمران رحمہ اللہ تعالےٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں۔

كَانَ اِذَا نَادَاهُ مُرِيْدُهٗ اَجَابَهٗ مِنْ مَسِيْرَةِ سَنَةٍ اَوْ اَكْثَرَ [3]

"جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں ندا کرتا، جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے بھی زائد"

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی "اخبار الاخیار شریف" میں ذکر مبارک حضرت سید اجل شیخ بہاء الحق والدین بن ابراہیم عطاء اللہ الانصاری القادری الشطاری الحسینی رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں حضرت ممدوح کے رسالہ مبارکہ شطاریہ سے نقل فرماتے ہیں۔

"ذکر کشفِ ارواح یا احمد یا محمد، در دو طریق ست، یک طریق آنست یا احمد را در راست بگوید و یا محمد را در چپ بگوید و در دل ضرب کند یا رسول اللہ، طریق دوم آنست کہ یا احمد را در راست گوید و چپ یا محمد و در دل وہم کند یا مصطفی۔ دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے ملائکہ مقرب ہیں تاثیر دارند یا جبرئیل، یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل چہار ضربی، دیگر ذکر اسم شیخ یعنی بگوید یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرفِ ندا را از دل بکشد طرف راست ببرد و لفظ شیخ را در دل ضرب کند" [1]

---

[1] عبدالوھاب شعرانی، امام : طبقات الکبرےٰ ج ۲ ص ۱۰۲

[2] ایضاً " " ج ۲ ص ۲۱

حضرت سیدی نور الدین عبدالرحمٰن مولانا جامی قدس سرہ السامی "نفحات الانس شریف" میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا روح اللہ روحہ نے قریب انتقال ارشاد فرمایا۔

"از رفتنِ من غمناک مشوید کہ نور منصور رحمہ اللہ تعالےٰ بعد از صد و پنجاہ سال بر روحِ شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالےٰ تجلی کردہ مرشد او شد"

اور فرمایا۔

"در ہر حالے کہ باشید مرا یاد کنید تا من شما را ممد باشم در ہر لباسے کہ باشم"

اور فرمایا۔ "در عالم مارا دو تعلق ست یکے بہ بدن و یکے بشما و چوں بعنایتِ حق سبحانہ و تعالےٰ فرد و مجرد شوم و عالم تجرید و تفرید روئے نماید آں تعلق نیز از آں شما خواہد بود" [2]

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی "اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم" میں لکھتے ہیں۔

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهٖ   وَيَا خَيْرَ مَأْمُوْلٍ وَّيَا خَيْرَ وَاهِبٍ
وَيَا خَيْرَ مَنْ يُّرْجٰى لِكَشْفِ رَزِيَّةٍ   وَمَنْ جُوْدُهٗ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ
وَاَنْتَ مُجِيْرِيْ مِنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ   اِذَا اَنْشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

اور خود اس کی شرح و ترجمہ میں کہتے ہیں۔

(فصل یازدہم، در ابتہال بجناب آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) رحمت فرستد بر تو خدائے تعالےٰ اے بہترینِ خلقِ خدا! و اے بہترینِ کسیکہ امید داشتہ شود! اے بہترین عطا کنندہ و اے بہترین کسیکہ امید داشتہ باشد برائے ازالۂ مصیبتے و اے بہترین کسیکہ سخاوت او زیادہ است از باراں! بارہا گواہی میدہم کہ تو پناہ دہندۂ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقتے کہ بخلاند در دل بدترین چنگال ہا۔ اھ ملخصًا [3]

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں۔

"ذکر بعض حوادثِ زماں کہ دراں حوادث لابدست از استمداد بروحِ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" [4]

اسی کی فصلِ اول میں لکھتے ہیں۔

"بہ نظر نمے آید مرا مگر آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوہگین ست در ہر شدتے"

یہی شاہ صاحب "مدحیہ ہمزیہ" میں لکھتے ہیں۔

---

[1] شاہ عبدالحق محدث دھلوی : اخبار الاخیار مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند ص ۲۰۵

[2] عبدالرحمٰن جامی، مولینا : نفحات الانس (اردو) مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ص ۴۰۲

[3] ولی اللہ محدث دھلوی، شاہ : اطیب النغم (مجتبائی دہلی) ص ۲۲

[4] ایضاً " " " ص ۲

يُنَادِيْ ضَارِعًا بِخُضُوْعِ قَلْبٍ　　وَذُلٍّ وَابْتِهَالٍ وَّالْتِجَاءٍ !
رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا خَيْرَ الْبَرَايَا　　نَوَالَكَ اَبْتَغِيْ يَوْمَ الْقَضَاءِ
اِذَا مَا حَلَّ خَطْبٌ مُّدْلَهِمٌّ　　فَاَنْتَ الْحِصْنُ مِنْ كُلِّ الْبَلَاءِ
اِلَيْكَ تَوَجُّهِيْ وَبِكَ اسْتِنَادِيْ　　وَفِيْكَ مَطَامِعِيْ وَبِكَ ارْتِجَائِيْ

اور خود ہی اس کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں ۔

"فصل ششم، در مخاطبہ جنابِ عالی علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات و التسلیمات ندا کند زار و خوار شدہ بشکستگیٔ دل و اظہارِ بے قدری خود و باخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اے رسولِ خدا اے بہترینِ مخلوقات عطائے نے خواہم روزِ فیصل کردن، وقتے کہ فرود آید کارِ عظیم در غایتِ تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا، بسوئے تست رُو آوردنِ من و بہ تست پناہ گرفتنِ من و در تست امید داشتنِ من اھ ملخصاً"[1]

یہی شاہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں قضائے حاجت کے لئے ایک ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں ۔

"اوّل دو رکعت نفل بعد ازاں یکصد و یازدہ بار درود بعد ازاں یکصد و یازدہ بار کلمۂ تمجید و یک صد و یازدہ بار شَیْئًا لِلّٰہِ یَا شَیْخُ عَبْدَ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ"

اسی انتباہ سے ثابت کہ یہی شاہ صاحب اور ان کے شیخ و استاذِ حدیث مولانا طاہر مدنی جن کی خدمت میں مدتوں رہ کر شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و استاذ و والد مولینا ابراہیم کردی اور ان کے استاذ مولینا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولینا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولینا احمد نخلی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر سلاسلِ حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پیر و مرشد شیخ محمد سعید لاہوری جنہیں انتباہ میں "شیخ معمر ثقہ" کہا اور اعیانِ مشائخ طریقت سے گنا اور ان کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولینا عبد الملک اور ان کے مرشد شیخ بایزید ثانی اور شیخ شناوی کے پیر حضرت سید صبغۃ اللہ بروجی اور ان دونوں صاحبوں کے پیر و مرشد مولانا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہم رحمۃ الملک الباری۔

یہ سب اکابر نادِ علی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے وللّٰہ الحجۃ السّامیہ، جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسالہ انہار الانوار و حَیَاۃُ الْمَوَاتُ فِیْ بَیَانِ سِمَاعِ

---

[1] شاہ ولی اللہ محدث دھلوی، اطیب النغم مطبوعہ مجتبائی، دھلی ص ۲۳

[2] نوٹ: الانتباہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں سلاسلِ طریقت بیان کئے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں فقہ و حدیث کی سندیں بیان کی گئی ہیں، دوسرا حصہ مکتبہ سلفیہ لاہور نے وضاف النبیہ کے نام سے شائع کیا تھا، ناشر نے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ اس حصہ کا ایک باب نہیں مل سکا اور وہ کچھ ضروری بھی نہ تھا۔ غالباً یہ حوالہ اسی "غیر ضروری" حصہ میں قلم زد ہو گیا ہے "شرف قادری"

الْاَمْوَاتُ کی طرف رجوع کرے۔

شاہ عبد العزیز صاحب نے بستان المحدثین میں حضرتِ ارفع و اعلیٰ امام العلماء نظام الاولیاء حضرت سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاذ امام شمس الدین لقانی و امام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری کی مدح عظیم لکھی کہ وہ جنابِ ابدالِ سبعہ و محققین صوفیہ سے ہیں، شریعت و حقیقت کے جامع، باوصف علو باطن ان کی تصانیف علومِ ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں، اکابر علماء فخر کرتے ہیں کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم عارف کے شاگرد ہیں یہاں تک کہ لکھا۔

"بالجملہ مردے جلیل القدرے ست کہ مرتبۂ کمالِ او فوق الذکر است"

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام پاک سے دو بیتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں ؎

اَنَا لِمُرِيْدِيْ جَامِعٌ لِشَتَاتِهٖ　　اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَةٍ
وَاِنْ كُنْتَ فِيْ ضِيْقٍ وَّكَرْبٍ وَّوَحْشَةٍ　　فَنَادِ بِيَا زَرُّوْقُ اٰتِ بِسُرْعَةٍ[1]

یعنی میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے اور اگر تو تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں ندا کر یا زروق! میں فوراً آموجود ہوں گا"

علامہ زیادی پھر علامہ اجہوری صاحب تصانیفِ کثیرہ مشہورہ پھر علامہ داؤدی محشی شرح منہج پھر علامہ شامی صاحب رد المحتار حاشیہ در مختار گم شدہ چیز ملنے کے لئے فرماتے ہیں کہ بلندی پر جا کر حضرت سیدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہ کے لئے فاتحہ پڑھے پھر انہیں ندا کرے کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان۔ شامی مشہور و معروف کتاب ہے، فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات کے ہامشِ تکملہ پر ذکر کی۔[2]

غرض یہ صحابۂ کرام سے اس وقت تک کے اس قدر ائمہ و اولیاء و علماء ہیں جن کے اقوال فقیر نے ایک ساعتِ قلیلہ میں جمع کئے۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہئے کہ عثمان بن حنیف و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے لیکر شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ ہدایت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے دھڑک ان سب پر کفر و شرک کا فتوے جاری کریں تو ان سے اتنا کہئے کہ اللہ تمہیں ہدایت کرے۔ ذرا آنکھیں کھولکر دیکھو تو کسے کہا اور کیا کچھ کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور جان لیجئے کہ مذہب کی بنا پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذ اللہ مشرک و کافر ٹھہریں وہ مذہب خدا و رسول کو کس قدر دشمن ہو گا۔

---

[1] شاہ عبد العزیز محدث دھلوی؛ بستان المحدثین مطبوعہ سعید کمپنی، کراچی ص ۳۲۵

[2] ابن عابدین الشامی، علامہ؛ ردّ المحتار مطبوعہ مطبع دار الکتب العربیۃ الکبری، مصر ج ۲ ص ۳۵۵

صحیح حدیثوں میں آیا کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے اور بہت ائمہ دین نے مطلقاً اس پر فتوے دیا جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ اَلنَّہْیُ الْاَکِیْدُ عَنِ الصَّلٰوۃِ وَرَاءَ عِدَی التَّقْلِیْدِ میں ذکر کی۔ ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ ایک گروہِ ائمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یارسول اللہ و یاعلی و یاحسین و یاغوث الثقلین کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرکین کہتے ہیں، خود کافر ہیں تو ان پر لازم کہ نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھیں، اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔ دُرِّ مختار میں ہے مَافِیْہِ خِلَافٌ یُؤْمَرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَۃِ وَتَجْدِیْدِ النِّکَاحِ۔

فائدہ: حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ندا کرنے کے عمدہ دلائل سے "التحیات" ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اگر ندا معاذ اللہ شرک ہے تو یہ عجیب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانۂ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لفظوں کی ادا ہے نہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ندا، حاشا وکلا شریعتِ مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنے مراد نہ ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ سے حمدِ الٰہی کا قصد رکھے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں کہ سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ فتاوے عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے۔

لَا بُدَّ اَنْ یَّقْصِدَ بِاَلْفَاظِ التَّشَہُّدِ مَعَانِیْہَا الَّتِیْ وُضِعَتْ لَہَا مِنْ عِنْدِہٖ
کَاَنَّہٗ یُحَیِّی اللّٰہَ تَعَالٰی وَیُسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَعَلٰی نَفْسِہٖ وَعَلٰی اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی [1]

تنویر الابصار اور اس کی شرح دُرِّ مختار میں ہے۔

(وَیَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَہُّدِ) مَعَانِیْہَا مُرَادَۃً لَہٗ عَلٰی وَجْہِ (الْاِنْشَاءِ) کَاَنَّہٗ
یُحَیِّی اللّٰہَ تَعَالٰی وَیُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی نَفْسِہٖ وَاَوْلِیَائِہٖ (لَا الْاِخْبَارِ) عَنْ

---

[1] فتاوے عالمگیری ، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور ج ۱، ص ۷۲

ذٰلِکَ ذَکَرَہٗ فِی الْمُجْتَبٰی [1]

علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں۔

یَقْصِدُ مَعَانِیَہٗ مُرَادَۃً لَہٗ عَلٰی اَنَّہٗ یُنْشِئُہَا تَحِیَّۃً وَّسَلَامًا مِّنْہُ [2]

اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی، اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر گڑھتے ہیں کہ صلوٰۃ وسلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں ندا رجائز اور ان کے ماورا میں ناجائز حالانکہ یہ سخت جہالت بے مزہ ہے، قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں، ان ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود وسلام ہی نہیں بلکہ امت کے تمام اقوال و افعال و اعمال روزانہ دو وقت سرکارِ عرش وقار حضور سید الابرار صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں عرض کئے جاتے ہیں۔ احادیثِ کثیرہ میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمال حسنہ وسیئہ سب حضورِ اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور یونہی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور والدین و اعزا و اقارب سب پر عرضِ اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الورٰی میں وہ سب حدیثیں جمع کیں، یہاں اسی قدر بس ہے کہ امام اجل عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی۔

لَیْسَ مِنْ یَّوْمٍ اِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْمَالُ
اُمَّتِہٖ غُدْوَۃً وَّعَشِیًّا فَیَعْرِفُہُمْ بِسِیْمَاہُمْ وَاَعْمَالِہِمْ [3]

یعنی "کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر اعمالِ امت ہر صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں تو حضور کا اپنے امتیوں کو پہچاننا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں وجہ سے ہے" (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وشرف وکرم)

فقیر غفر اللہ تعالےٰ لہ بتوفیق اللہ عزوجل اس مسئلے میں ایک کتاب مبسوط لکھ سکتا ہے مگر منصف کے لئے اسی قدر وافی اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔

اَلْیَنَاسُ الْمُصْلِحِیْ یَا کَافِیْ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِ نِ الشَّافِعِ وَ
اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ حُمَاۃِ الدِّیْنِ الصَّافِیْ اٰمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدِ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

---

[1] محمد عبدالباقی زرقانی، امام ، شرح مواہب اللدنیہ (دارالمعرفۃ، بیروت) ج ۵ ص ۳۳۷

تجوید

مسئلہ: ۔ از بندۂ درماندہ فدوی محمد عمر ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۱ھ

آیۂ کریمہ و من دونہما جنتٰن ہ فبای الاء ربکما تکذبٰن لا مدھا متٰن ج فبای الاء ربکما تکذبٰن کیا فرماتے ہیں قراء شریعت اس میں کہ آیہ مذکورہ بالا میں جو آیت "لا" ہے اس پر ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور اس کے متعلق کیا اختلافات ہیں؟

الجواب: ۔ ہر آیت لا پر وقف جائز ہے یوں بھی سنت سے ثابت ہے۔ قراء میں بھی دونوں طریقے ہیں۔ اور سب قراتیں حق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۔ مرسلہ سید اشرف علی صاحب محلہ ذخیرہ بریلی ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ

بخدمت شریف جناب اعلیٰ حضرت صاحب قبلہ سلامت۔ عرض یہ ہے کہ سورۂ ناس میں خَنَّاسِ ہ اَلَّذِی ہے یا خَنَّاسِ ہ اَلَّذِی۔ کس طرح پڑھنا چاہیے۔ حضور دیگر عرض یہ ہے خناس الذی میں الف آگیا یا نہیں؟

الجواب: ۔ دونوں طرح جائز ہے۔ اور اصل وہی ہے کہ خناس کا سین الذی کے لام میں ملاکر پڑھیں۔ اس میں الف گر جائے گا۔ اور بحالتِ وصل اس کے گرانے کا ہی حکم ہے۔ اور "س" پر وقف کرکے "الذی" مع "الف" پڑھے جب بھی کچھ حرج نہیں، دونوں طریقے سنت سے ثابت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۔ از کانپور محلہ بانس منڈی مدرسہ امداد العلوم مسئولہ ابوالہادی محمد عبد الکافی روز یکشنبہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

دربارہ اس مسئلہ میں کہ وقتِ ختمِ قرآن تراویح میں تین بار سورۂ اخلاص شریف کا پڑھنا مکروہ ہے یا مستحسن؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ۔ مستحسن ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے قرأۃ قل ھو اللہ احد ثلاث مرات عقیب الختم یستحسنہا بعض المشائخ بجبر نقصان دخل فی قرأۃ البعض۔ الا ان یکون ختم القراٰن فی الصلوٰۃ المکتوبۃ فلا یزید علی مرۃ۔ عقود الدریہ میں ہے والعمل بما علیہ الاکثر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسم القرآن

مسئلہ: ۔ مسئولہ حافظ میر عبد الجلیل صاحب مارہروی ۲۵ صفر مظفر ۱۳۲۲ھ

الفاظ جمع مذکر سالم مانند خاسئین، قانتون، کرھین، خیر الفاتحین و امثالہا

۱۔ جن کو منشی اشرف علی نے اپنے مصحف میں محذوف الالف لکھا ہے۔ اور اکثر جگہ حوالہ شمع قرأت اور خلاصۃ الرسوم وغیرہ کا دیا ہے اور مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری نے الفاظ موصوفہ کو باثباتِ الف اپنے مصحف میں لکھا ہے بلکہ ایسے الفاظ قلیل الدور کی ایک فہرست اپنے مصحف کے ابتدا میں لکھ دی ہے کہ وہ باثباتِ الف ہیں۔ ان کی بابت آپ کا کیا حکم ہے؟

۲۔ لفظ "کلام" ملک اعلام میں صرف چار جگہ ہے۔ ایک جگہ سورۂ بقرہ میں یسمعون کلٰم اللہ۔ دوم سورۂ اعراف میں قال یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسلٰتی و بکلامی۔ سوم سورۂ توبہ میں فاجرہ حتی یسمع کلٰم اللہ۔ چہارم سورۃ الفتح میں ہے یریدون ان یبدلوا کلٰم اللہ۔ ان سب کو بعض مصاحف و کتب رسم الخط میں باثباتِ الف لکھا ہے اور بعض میں محذوف الالف اور بعض نے بعض کو مع الالف اور بعض کو بغیر الف لکھا ہے۔ آپ کی ان کے باب میں کیا رائے ہے؟

۳۔ لفظِ قیام دو مقام پر سورۂ نساء میں اوّلاً ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیٰما دوم فاذکروا اللہ قیٰما و قعودا و علی جنوبکم سوم سورۃ المائدہ میں جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیٰما للناس چہارم سورۂ فرقان والذین یبیتون لربہم سجدا و قیاما پنجم سورۂ زمر میں ثم نفخ فیہ اخریٰ فاذا ہم قیام ینظرون ششم سورۂ ذاریات میں فما استطاعوا من قیام وما کانوا منتصرین۔ عام مصاحف میں یعنی مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری اور ان کے مقلدین نے سورۂ نساء کے پہلے اور سورۂ مائدہ والے کو بدوں الف لکھا ہے۔ اور باقی سب جگہ مع الف۔ اور یہی رسالہ مرقع الغزلان سے ثابت ہے مگر منشی اشرف علی نے صرف آخر کے تینوں کو باثباتِ الف اور اوّل کے تینوں کو بدوں الف لکھا ہے۔

۴۔ للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر اور لکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان الآیہ سب مصاحف مروجہ ہندی میں الف اول موجود اور ثانی مفقود ہے مگر مؤلف خلاصۃ الرسوم دونوں کا حذف فرماتے ہیں۔ اور والدین یا دونوں سے سب جگہ مع الالف ہے۔

۵۔ لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکٰریٰ سورۂ نساء میں وتری الناس سکٰریٰ وما ہم بسکٰریٰ تینوں کو منشی اشرف علی

اور مولوی ہادی علی صاحب نے اپنے مکتوب مصاحف میں محذوف الالف لکھا ہے۔ اور عام مصاحف میں خاص سورۂ نسا میں بدون الف اور باقی دونوں کو مع الالف۔ خلاصۃ الرسوم اور رسالہ نور سرمدی سے قولِ اوّل ثابت ہے بگر مرتع القرآن میں لکھا ہے کہ گیرا رج دو جا سکڑی یا دیعنی محذوفات میں دو کا ذکر کیا۔ تیسرے سے کچھ تعرض نہ کیا۔

۱۲ علامہ ابو عمرو الدانی ارشاد کرتے ہیں کذالك سوءة و سوءتکم و سیئ و سیئت و بریئون و ھنیئا مریئا و بریئا و شبہہ یعنی ان سب کا ہمزہ بدول مرکز ہے لیکن کل مصاحف ہندی میں سوأتکم الف سے مرقوم ہے۔ بالاتفاق کسی نے اس میں خلاف بھی بیان نہیں کیا۔

۱۳ ومن خزی یومئذ سورۂ ہود میں قرأت مفتوح المیم کو کتاب تیسیر میں نافع اور ابن عامر کے نام سے لکھا ہے اور خلاصۃ الرسوم میں مرقوم ہے بکسر میم ست بقرأت غیر سوسی۔

۱۴ اعوذ باللہ کے باب میں روایت کتاب تحفۂ نذریہ مؤلفہ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم مختار جمیع قرا است۔ آگے بیان کرتے ہیں کہ اگر کسے لفظ دیگر در تعوذ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازاں لفظ منع فرمود۔ پھر لکھتے ہیں با وجود ایں منع و تعلیم الفاظ دیگر ہم مروی شدہ اند۔ پس تلفظ تعوذ بآں الفاظ ہم جائز است اگرچہ مختار نیست۔ انتہی عبارتہ، بقدر ضرورت۔ اس کے باب میں آپ کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اوّل: یہ علم سمعی ہے نہ قیاس۔ کلماتِ علمائے کرام سے یہاں صرف دو ضابطے ملتے ہیں۔ اوّل مطردہ کہ ہر جمع مذکر سالم کثیر الدور محذوف الالف ہے جبکہ اس الف پر مد نہ ہو۔ دوم اکثری یہ کہ الف پر مد ہو یعنی اس کے بعد ہمزہ یا حرفِ مشدد آئے تو ثابت الالف ہے، مگر ذوات الہمزہ میں حذف بھی بکثرت پایا گیا ہے۔ اور جمع مؤنث سالم تو مطلق محذوف الالف والالفین ہے اگرچہ قلیل الدور ہو، اگرچہ الف ممدود ہو۔ مگر گنتی کے حروف جیسے سورۂ شوریٰ میں روضٰت الجنّٰت۔ یونس میں اٰیٰتنا بیّنٰت اسی میں مکرفی اٰیاتنا۔ حم سجدہ میں سمٰوٰت، فاطر میں علیٰ بیّنات علی الخلاف الی غیر ذلک من حروف قلائل۔

امام ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ مقنع میں فرماتے ہیں:

اتفقوا علی حذف الالف من جمع السالم الکثیر الدور من المذکر والمؤنث جمیعا الصٰبرین و الصٰدقین والقٰنتین والشیٰطین والظٰلمون والسٰحرون والطیٰبت والخبیٰثت والمتصدقٰت وثیبٰت والغرفٰت وما کان مثلہ۔ فان جاء بعد الالف ہمزۃ او حرف مضعف نحو السائلین والقائمین والطائفین و العادین وحافین و شبہہ اثبت الالف علی انی	تمام لوگوں نے جمع مذکر و مؤنث سالم کثیر الدور سے الف کے حذف کرنے پر اتفاق کیا۔ جیسے صٰبرین، صٰدقین، قٰنتین، شیٰطین، ظٰلمون، سٰحرون، طیٰبت، خبیٰثت، متصدقٰت، ثیبٰت، تثبٰت، غرفٰت اور جو اس کے مثل ہو۔ اور الف کے بعد ہمزہ یا حرف مشدد آئے جیسے سآئلین، قآئمین، طآئفین، عادین، حافین اور اس کے مشابہ۔ مگر میں نے اہلِ مدینہ اور اہلِ عراق کے قدیم مصاحف کا تتبع کیا تو

تتبعت مصاحف اھل المدینۃ واھل العراق القدیمۃ فوجدت فیہا مواضع کثیرۃ مما بعد الالف فیہ ہمزۃ قد حذف الالف منہا واکثر ما وجدتہ فی جمع المؤنث لثقلہ والاثبات فی المذکر اکثر قال ابو عمرو وما اجتمع فیہ الفان من جمع المؤنث السالم فان الرسم فی اکثر المصاحف بحذفہما جمیعا سواء کان بعد الالف حرف مضعف او ہمزۃ نحو الحٰفظٰت والصٰدقٰت والنّٰزعٰت والصّٰفّٰت والعٰدیٰت والصٰمٰت وغیٰبٰت وسٰئحٰت و شبہہ قد امعنت النظر فی ذلك فی مصاحف اھل العراق الاصلیۃ اذ عدمت النص فی ذلک فلم ارھا مختلف فی حذف ذلك۔	بہت سے مقامات پر جہاں الف کے بعد ہمزہ تھا وہاں سے بھی الف حذف کر دیا ہے اور ایسا اکثر جمع مؤنث میں اس کے ثقل کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور مذکر میں زیادہ طور پر الف کا اثبات ہے۔ امام ابو عمرو فرماتے ہیں جہاں جمع مؤنث سالم میں دو الف جمع ہو جائیں وہاں عام طور سے دونوں الف کو حذف کر دیتے ہیں اس کے بعد ہمزہ اور حرف مشدد ہو یا نہ ہو۔ جیسے حٰفظٰت، صٰدقٰت، نٰزعٰت، صٰفّٰت، عٰدیٰت، صٰمٰت، غیٰبٰت، سٰئحٰت اور اس کے اشباہ۔ میں نے اہلِ عراق کے اصلی مصاحف میں غور سے دیکھا جہاں مجھے کوئی تصریح نہ ملی تو ہر جگہ انھیں کو محذوف پایا۔
وقال محمد بن عیسٰی اصفہانی فی کتابہ ھجاء المصاحف قوم طاغون فی والذاریٰت والطور و فی روضات الجنّٰت فی عسق مرسومہ بالالف	محمد بن عیسٰی اصفہانی اپنی کتاب "ہجاء المصاحف" میں فرماتے ہیں کچھ ذاریات اور طور میں طاغون کو اور روضات الجنت الف سے لکھتے ہیں۔
وقال ابو عمرو وکذا رأیتہا انا فی مصاحف اھل العراق ورأیت فی بعضہا کرامًا کاتبین بالالف فی بعضہا بغیر الالف اھ مختصرا	ابو عمرو فرماتے ہیں مصاحف اہلِ عراق میں کرامًا کاتبین کو الف اور بغیر الف دونوں طرح تحریر پایا۔ (انتہی مختصرا)

اس کے سوا جمع مذکر سالم قلیل الدور عدیم المد کے لیے کوئی ضابطہ نہیں۔ اور خاص خاص الفاظ میں اختلافِ مصاحف ثابت مقنع میں ہے:

فی بعضہا فارھین وفی بعضہا فرھین بغیر الالف وکذلك حاذرون وحذرون	بعض مصاحف میں فارھین بالالف اور بعض بغیر الف۔ اسی طرح حاذرون بھی دونوں طرح تحریر پایا گیا۔

اسی طرح دخان و طور و مطففین فٰکھین اور یٰس کے فاکھون سب کو فرمایا کہ فی بعضہا بالف وفی بعضہا بغیر الف تو مطلقاً، ایک حکمِ کلی اثبات خواہ حذف کا لگا دینا ہرگز صحیح نہیں۔ بلکہ ہر کلمہ میں رجوع بنقل پھر بحالت اتفاق اس کا اتباع لازم، اور بحالتِ اختلاف اکثر و اشہر کی تقلید کی جائے۔ اور تساوی ہو تو حذف و اثبات میں اختیار ہے۔ اور احسن یہ کہ جہاں اختلافِ قرأت بھی ہو جیسے فٰکھین اور فاکھین وہاں حذف معمول بہ رکھیں، لیحتمل القرأتین۔ اور اگر نقل اصلاً نہ ملے تو ناچار رجوع بہ اصل ضرور، اور وہ اثبات ہے کہ اصل کتابت میں اتباع ہجا ہے۔ علامہ علم الدین

سخاوی شرح عقیلہ میں زیر قول مصنف قدس سرہ ع وبالذی غافر عن بعضہ الف فرماتے ہیں :

اصل ما جهل اصله ان يكتب بالالف على ما ينطق والله تعالیٰ اعلم۔	جس کی اصل نہ معلوم تو قاعدہ یہ ہے کہ جس طرح باالف پڑھا جاتا ہے اسی طرح لکھا جائے۔

جواب سوال دوم : امام الاقاصی والادانی فی الرسم القرآنی ابو عمرو دانی فرماتے ہیں:

قال الغازی بن قیس العذاب والعقاب والحساب والبیان والغفار والجبار والساعة والنهار بالالف یعنی فی المصاحف وذلك على اللفظ	غازی بن قیس فرماتے ہیں کہ عذاب، عقاب، حساب، بیان، غفار، جبار، ساعۃ، نہار مصاحف میں الف کے ساتھ مرقوم ہے جیسا کہ لفظ ہے۔
قال ابو عمرو كذلك رسموا كل ما كان على وزن فعال وفعال بفتح الفاء وكسرها وعلى وزن فاعل نحو ظالم و فعال نحو خوار وفعلان نحو بنيان وفعلان نحو رضوان وكذلك الميعاد والميقات والميزان وما اشبهه هما الله زائد البناء وكذلك ان كانت منقلبة من ياء او واو حيث وقعت اه باختصار الامثله	ابو عمرو فرماتے ہیں یوں ہی تحریر کیا ہر وہ لفظ جو فَعال اور فِعال کے وزن پر ہو یا فاعل کے وزن پر ہو جیسے ظالم یا فُعال کے وزن پر ہو جیسے خوار اور فعلان کے وزن پر ہو جیسے بنیان اور فُعلان کے وزن پر ہو جیسے صنوان اور ایسے ہی میعاد، میقات، میزان اور اس کے مشابہ الفاظ جس میں الف زائد بناء کے لیے ہو۔ ایسے ہی یا اور واو سے بدلا ہوا بھی جہاں کہیں ہو۔ مثالوں میں اختصار کر دیا ہے۔

یہ مبارک کلام مفید عام کل سے ابتدا اور حیث وقعت پر انتہا ہو کر تاکید افادۂ عموم لایا۔ اگرچہ بحکم

ما من عام الا وقد خص منه البعض حتى هذه القضية لنفسها بمثل قوله سبحنه وهو بكل شئ عليم كما لا يخفى على ذى عقل سليم	کوئی عام نہیں کہ اس سے بعض کی تخصیص نہ ہو خاص اس قضیہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے قول هو بكل شئ عليم کی طرح جیسا کہ عقل سلیم پر ظاہر ہے۔

بعض مستثنیات رکھتا ہے جنھیں خود امام ممدوح نے مقنع میں مواضع متفرقہ پر افادہ فرمایا ہے۔ مثل علم الغیب البلغ وبلغوا الضلل وضلل ومن خلله وظلله وغیرھا ولہذا "مرتع الغزلان فی رسم خط القرآن" میں فرمایا:

وزن فعّال وفاعل وفَعلان	فعّال اور فاعل اور فِعلان کا وزن
ہم فَعال وفِعال وہم فعلان	فُعال اور فِعال اور فَعلان کا وزن
نیز فُعلان ومفعل وفعّال	فُعلان اور مفعل اور فعّال بھی
ہم فُعال ومفاعل وافعال	فُعال اور مفاعل اور افعال بھی
ہم مفاعیل ومفعل ومفعال	مفاعیل اور مفعل اور مفعال بھی
باغی لی فواعل وفِعال	فعالی فواعل اور فِعال
جملگی فعلہا ومصدرہا	اور افعال اور تمام مصادر

الف منقلب ز واو وزیا	جن کا الف واو سے بدلا ہو یا یاء سے بدلا ہو
ہمہ گی ثابت است در ہمہ جا	تمام مقامات میں ایسا الف باقی اور ثابت رہے گا
جز حروفے کہ گشتہ مستثنیٰ	البتہ چند حروف اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں

مگر شک نہیں کہ وہ ہمیں ایک ضابطہ نافعہ بتاتا ہے کہ مستثنیات کے سوا ایسے سب کلمے ثابتات الالف ہیں۔ تو جب تک بالخصوص نقل معتمد سے خلاف ثابت نہ ہو، ثابت ہی رکھیں گے کہ وہی اصل اور وہی خود اصل رسم میں آل خلاصۃ الرسوم سے بکلی اور یبدلوا کلم اللہ باحذف مترشح ہے۔ اخیر کی وجہ ظاہر ہے کہ امام حمزہ و امام کسائی نے یہاں کَلِمَ بروزن کَتِف پڑھا ہے مگر کلامی میں مثل دو باقی فقیر کے نزدیک اثبات ارجح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال سوم :۔ یہ کلمہ سات جگہ آیا ہے۔ سب میں پہلے سورۂ آل عمران میں لایت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم عام مصاحف میں یہاں بھی مع الالف ہے۔ صاحب خلاصۃ الرسوم علامہ عثمان طالقانی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف مائدہ کو ذکر کیا کہ قیٰما بحذف الف مرسوم است از جہت احتمال بر ہر دو قرأت یا بنام اختصار۔ اور حرف اول نساء کو اگرچہ لفظاً نہ بتایا مگر رسماً بحذف لکھا جس سے ظاہر باقی پانچ میں ثبات ہے۔ اور یہی قول مرتع ع ہم قیٰما ز ابتدا نساء و ع آخر مائدہ قیٰما وال کا مفاد ہے، اور اس کی وجہ واضح ہے کہ امام نافع اور امام اجل ابن عامر نے حرف نساء جعل اللہ لکم قیٰما اور ابن عامر نے حرف مائدہ قیٰما للناس کو بے الف پڑھا فی التیسیر باقی سب میں اثبات الف ہے باتفاق قراء سبعہ والرسم یتبع اللفظ لاسیما وھو قتال کما مر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال چہارم : مصحف کریم میں والدِ، والدین، والدیه، والدیك، والدتی، والدۃ، والدتی والدتك سب بالف بعد واو مرسوم ہیں۔ اور یہی مقتضائے قاعدۂ فاعل ہے حتی کہ والدات بآنکہ جمع مؤنث سالم ہے، حذف الف میں مختلف فیہ ہے۔ والدٰن میں حذف الف تثنیہ تو حسب قاعدہ مطردہ ضرور ہے۔ حذف الف اول کی کوئی وجہ ظاہر نہیں اور عبارت خلاصۃ الرسوم اس نسخۂ سقیمہ میں یوں مرسوم "الوالدٰن ہر دو بحذف الف تثنیہ مکتوب است بعد از واو و دال ہمہ جا" عبارت نے تو حذف الف تثنیہ بتایا ہے اور ہر دو سے مراد دونوں لفظ الوالدٰن کہ اس آیت کریمہ میں واقع ہیں۔ اور بعد از واو الف تثنیہ کے کوئی معنی نہیں۔ ظاہر الفظ واو زیادت قلم ناسخ سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال پنجم:۔ فعالی کا قاعدہ مرتع سے گزرا۔ اور بعینہٖ یہی تخصیص موضعین ج مفاد مقنع ہے۔ مخذوفات نافع بیان کر کے فرماتے ہیں :

فهذا جميع ما فى رواية عبد الله بن عيسى عن قالون عن نافع مما حذفت منه الالف الرسم وحدثنا ابو الحسن بن غلبون قراءة منى عليه	یہ سب عبد اللہ ابن عیسیٰ کی روایت قالون سے ہے اور انھوں نے نافع سے روایت کی جہاں جہاں سے رسم میں الف محذوف ہوا۔ ابو الحسن ابن غلبون نے مجھ سے بیان کیا جب میں ان پر پڑھ

حدثنا ابی حدثنا محمد ابن جعفر حدثنا اسمعیل ابن اسحق القاضی القالون عن نافع بعامة هذه الحروف وزاد فی الکهف فلا تصحبنی وفی الحج سکری وماهم بسکری الخ

رہا تھا۔ انھوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے ان سے محمد ابن جعفر نے ان سے اسمٰعیل ابن اسحٰق قاضی نے انھوں نے قالون سے اور انھوں نے امام نافع سے یہ سب روایت کی۔ اور سورۂ کہف میں فلا تصحبنی اور حج میں سکری وماھم بسکری کا اضافہ کیا۔

اور وہ واضح اوجہ ہے کہ حرفین حج کو امام حمزہ اور امام کسائی نے سکْرٰی بروزن سلمٰی پڑھا ہے بخلاف حرف نساء کہ قراءت سبعہ میں بالاتفاق سکاریٰ بروزن فُعَالیٰ ہے تو قول مرتع ہی اوضح اور اوجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال ششم: مصاحفِ ہند نے اتباع ”خلاصۃ الرسوم“ کیا۔ مگر کلام الامام امام الکلام ولا اقل دونوں مجوز ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال ہفتم: تیسیر میں ھود و معارج کے خزی یومئذ اور عذاب یومئذ میں فتح میم کو نافع اور کسائی کی طرف نسبت فرمایا۔ اور اسی طرح دیگر ائمہ نے تصریح فرمائی۔ تیسیر میں ہے:

نافع والکسائی ومن خزی یومئذ وفی المعارج من عذاب یومئذ ببنیه بفتح المیم والباقون بکسرها

نافع اور کسائی نے من خزی یومئذ اور سورۂ معارج میں من عذاب یومئذ ببنیه کو میم کے فتحہ کے ساتھ اور باقیوں نے کسرہ کے ساتھ پڑھا۔

شاطبیہ میں ہے:

ے ویومئذ مع سال فافتح (ا) تی (ر) ضا
وفی النمل (حصن) قبله النون (ث) ملا

شرح میں ہے:

امر بفتح المیم فی قوله تعالی ومن خزی یومئذ ومن عذاب یومئذ ببنیه فی المعارج المشار الیهما بالهمز والراء فی قوله اتی رضا وهما نافع والکسائی۔ ثم اخبر ان المشار الیهم بحصن وهم الکوفیون ونافع قرؤا بالنمل وهم من فزع یومئذ یومئذ فتعین لمن لم یذکره فی الترجمتین القراءة بکسرها علی اصله وهو علی الحقیقة الخفض فی المواضع الخ

اللہ تعالیٰ کے قول من خزی یومئذ من عذاب یومئذ ببنیه میں جو سورۂ معارج میں ہے، میم کے فتحہ کا حکم دیا۔ اور ہمزہ اور راء سے مصنف کے قول ”اتی رضا“ میں نافع اور کسائی کی طرف اشارہ ہے۔ پھر یہ بتایا کہ لفظ حصن سے کوفیوں اور نافع کی طرف اشارہ ہے۔ ان لوگوں نے سورۂ نمل کے من فزع یومئذ کو یومئذ پڑھا۔ تو یہ ثابت ہو گئی کہ دونوں ترجموں میں جن لوگوں کا ذکر نہیں ہے وہ اصل حقیقی پر تینوں جگہ مکسور پڑھتے ہیں۔

غیث النفع میں ہے:

خزی یومئذ قرأ نافع وعلی بفتح المیم والباقون بالکسر

خزی یومئذ کو نافع اور علی نے بفتح میم اور باقی قراء نے بالکسر پڑھا۔

بعینہ اسی طرح اس کی سورۂ سال میں ہے۔ ان اجلہ اکابر کی تصریحاتِ جلیلہ پر ہی اعتماد لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال ہشتم: تعوذ میں یہ صیغہ مختار قراء کرام ہونا ضرور صحیح ہے۔ امام ابو عمر دانی تیسیر میں فرماتے ہیں:

المستعمل عند القراء الحذاق من اهل الاداء فی لفظها اعوذ بالله من الشیطن الرجیم دون غیره وذلك لموافقة الكتاب والسنة فاما الكتاب ماجاء فی تنزیل العظیم قوله عزوجل لنبیه الکریم صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وهو اصدق القائلین ”فاذا قرأت القران فاستعذ بالله من الشیطن الرجیم“ واما السنة فما رواه نافع ابن جبیر ابن مطعم عن ابیه رضی الله تعالیٰ عنهما عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه استعاذ قبل قرأة القران بهذا اللفظ بعینه وبذلك قرأت وبه اٰخذ۔

ادائے قرآن میں ماہر قاریوں میں استعاذہ کے لیے یہی الفاظ مستعمل ہیں۔ اور نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ قرآن و حدیث نبوی کے موافق ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے جب قرآن پڑھنا ہو تو اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو۔ اور حضرت نافع ابن جبیر ابن مطعم اپنے والد سے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلاوتِ قرآن سے قبل خاص انھیں الفاظ میں اعوذ باللہ پڑھتے۔ یہ حدیث سے ثبوت ہوا۔ امام ابو عمرو فرماتے ہیں میں ایسا ہی پڑھتا ہوں اور یہی میرا مذہب ہے۔

غیث النفع میں ہے:

اما صیغتها فالمختار عند جمیع القراء اعوذ بالله من الشیطن الرجیم وکلهم یجیز غیر هذه الصیغة من الصیغ الواردة نحو اعوذ بالله السمیع العلیم من الشیطن الرجیم واعوذ بالله العظیم من الشیطن الرجیم واعوذ بالله من الشیطن الرجیم انه هو السمیع العلیم واعوذ بالله السمیع العلیم من الشیطن الرجیم

صیغہ استعاذہ کے لیے تمام قاریوں کا مختار اور پسندیدہ لفظ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ہے۔ اس کے باوجود ان دوسرے صیغوں کو بھی سبھی جائز قرار دیتے ہیں جو اس باب میں وارد ہیں جیسے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم وغیرہ الخ

حرز الامانی امام محمد قاسم شاطبی قدس سرہ میں ہے:

ے اذا ما اردت الدهر تقرأ فاستعذ
جهارا من الشیطن بالله مُسْجَلا
علی ما اتی فی النحل یسرا وان تزد
لربك تنزیها فلست مُجهّلا

زمانہ میں جب بھی قرآن شریف پڑھنا چاہو تو اعوذ باللہ علی الاعلان پڑھو، یہ سب قاریوں کا مسلک ہے۔ جیسا کہ سورۂ نحل شریف میں وارد جو آسان ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی کچھ تنزیہ بھی بڑھا دو تو تم جاہل نہ ہو گے۔

سراج القاری میں ہے:

قولہ مُسْتَجلاً ای مطلقا لجمیع القراء فی جمیع القرآن (علی ما اتی فی النحل) ای استعذ علی اللفظ الذی نزل فی سورۃ النحل جاعلا مکان استعذ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ومعنی یسرًا ای میسرًا وتیسیرہ قلۃ کلماتہ وزیادۃ التنزیہ ان تقول اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم انہ ھو السمیع العلیم و اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم ونحو ذلک وقولہ فلست مجھلا ای لست منسوبا الی الجھل لان ذلک کلہ صواب ومروی۔

ماتن کا قول مُسْتَجلاً کا مطلب یہ ہے کہ تمام قراء قرآن کی قرأت میں ہر جگہ اسی کو راجح قرار دیتے ہیں علی ما اتی فی النحل کا مطلب یہ ہے کہ سورۂ نحل شریف میں استعاذہ کے جو الفاظ وارد ہیں انھیں پڑھو اور یسرًا کے معنی یہ ہیں کہ چونکہ اس تعوذ میں کلمات کم ہیں اس لیے ان کا پڑھنا آسان ہے اور تنزیہ کے اضافہ کا مطلب یہ ہے کہ اور روایتوں میں جو سمیع العلیم وغیرہ تعریفِ الٰہی کے کلمات وارد ہیں ان کا اضافہ کرو فلست مجھلا کا مطلب یہ کہ ایسا کرنے پر تم جاہل نہ قرار دیئے جاؤ گے کیونکہ وہ زائد کلمات بھی درست اور مروی ہیں۔

مگر دیگر الفاظِ مرویہ سے بھی منع ہرگز نہیں۔ وہ سب بھی باجماع قرار جائز ہیں جیسا کہ شاطبیہ و شروح کی عبارات ابھی گزریں۔ امام جلال الدین سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں:

قال الحلوانی فی جامعۃ لیس الاستعاذۃ حد تنتھی الیہ من شاء زاد ومن شاء نقص

حلوانی نے اپنے جامع میں لکھا کہ استعاذہ کی کوئی حد نہیں ہے کہ اسی پر بس ہے۔ تو جو چاہے اضافہ کرے اور جو چاہے کم کرے۔

حضور پُرنور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیگر الفاظ سے منع فرمانا ہرگز ثابت نہ ہوا۔ اور اگر ثابت ہو جاتا تو کیا معنی تھے کہ بعدِ منعِ اقدس پھر بھی دیگر الفاظ جائز رہتے، قاری صاحب نے یہاں عجیب بین المتنافیین کیا ہے کہ اور الفاظ سے منع فرمانا بالجزم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہا۔ حالانکہ وہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف کی بہ صیغۂ جزم نسبت روا نہیں۔ پھر ان الفاظ کو بھی جائز رکھا حالانکہ بعدِ ممانعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواز کی طرف راہ اصلا نہیں۔ بلکہ جواز یہی ہے کہ منع ثابت نہ ہوا۔ امام شاطبی بعدِ کلام مذکور فرماتے ہیں:

سہ وقد ذکروا لفظ الرسول فلم یزد
وصحح ھذا النقل لم یبق مجملا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں استعاذہ میں اضافہ نہیں ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو حکمِ قرآنی مجمل نہ ہوتا۔

شرح علامہ ابن قاصح میں ہے:

اشار الی قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ قرأت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم فقال لی قل یا ابن ام عبد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم وروی نافع عن جبیر ابن مطعم عن ابیہ رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان یقول قبل القرأۃ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم وکلا الحدیثین ضعیف واشار بقولہ ولو صح ھذا النقل الی عدم صحۃ الحدیثین وقولہ لم یبق مجملا ای لو صح نقل ترک الزیادۃ لذھب اجمال الآیۃ واتضح معناھا وتعین لفظ النحل دون غیرہ ولکنہ لم یصح فبقی اللفظ مجملا ومع ذلک فالمختار ان یقال اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم لموافقۃ لفظ الآیۃ وان کان مجملا لورود الحدیث بہ علی الجملۃ وان لم یصح لاحتمال الصحۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مصنف نے اپنے قول سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کی طرف اشارہ کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور تلاوت کی تو اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم کہا تو مجھ سے آپ نے فرمایا اے ام عبد کے لڑکے صرف اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کہو۔ اور نافع نے جبیر ابن مطعم سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلاوت سے قبل اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھتے تھے اور یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ اور مصنف نے اپنے قول ولو صح ھذا النقل سے دونوں ہی حدیثوں کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے اور مصنف کے قول مجمل نہ رہتی کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ روایت صحیح ہوتی کہ زیادتی کو ترک کیا تو آیتِ قرآنی کا اجمال ختم ہو جاتا اور اس کے معنی واضح ہو جاتے اور سورۂ نحل میں وارد الفاظ ہی متعین ہو جاتے لیکن جب حدیث صحیح نہیں تو آیت مجمل ہی رہی اس کے باوجود راجح اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ہی ہے کیونکہ یہ قرآنی الفاظ کے موافق بھی ہے اور حدیث بھی ان الفاظ کے ساتھ وارد ہے تو اگر روایت صحیح ثابت نہ ہو احتمالِ صحت تو ہے۔

مسئلہ:- از دھرم پور ضلع بلند شہر مرسلہ سید پرورش علی صاحب ۸ رشعبان ۱۳۲۳ھ

چہ می فرمایند عالمان کتاب مبین کہ الف ذاقا، واستبقا الباب اور دعوا اللہ اور قالا الحمد خواندہ شود یا نہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب:- در سجاوندی ایں چہار فتحہ را بقدر خفیف کہ تا الف تام نہ رسد اشباع فرمودہ است، سجاوندی کتاب معتبر ست۔ و در دیگر کتب اگر تصریح بداں نیست خلافش نیز نیست، و وجہش موجہ است کہ تمیز تثنیہ از مفرد است۔ پس عمل بداں محذورے ندارد و نظیرش فصل خفیف در قال اللہ تعالیٰ علی نقول وکیل۔ وقال النار مثوٰکم و اشباہہا است تا ابتدا بفاعل ملتبس نہ شود۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فوائدِ فقہیہ

مسئلہ: ۱۷ر ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارا ایمان ہے کہ ائمہ اربعہ برحق ہیں۔ پھر ایک چیز معین پر انھیں اماموں نے فرمایا ہے کہ حلال ہے اور حرام ہے۔ مثلاً کچھوا کہ ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حلال ہے۔ اور یہ محال ہے کہ ایک ہی چیز حرام بھی ہو اور حلال بھی ہو۔ اور ہم دونوں کو برحق کہیں۔ بینوا بالدلیل و توجروا من الجلیل۔

الجواب: سائل نے کچھوے کی مثال صحیح نہیں لکھی۔ کچھوا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحیح مذہب میں بھی حرام ہے ہاں اور اشیاء ہیں کہ ان کے نزدیک حلال ہمارے نزدیک حرام ہیں۔ جیسے متروک التسمیہ عمداً اور ضب، اور بعض شافعیہ کے نزدیک کچھوا بھی۔ بہرحال دونوں برحق ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ہر امام مجتہد کا اجتہاد جس طرف مودی ہو اس کے اور اس کے مقلدوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کا وہی حکم ہے۔ شافعی المذہب اگر متروک التسمیہ عمداً کھائے گا اس کی عدالت میں فرق نہ آئے گا نہ دنیا میں اسے تعزیر دی جائے نہ آخرت میں اس سے اس کا مواخذہ ہو۔ اور حنفی المذہب کہ اسے حرام جانتا ہے اور اس کا ارتکاب کرے گا تو اس کی عدالت بھی ساقط ہوگی اور دنیا میں مستحق تعزیر اور آخرت میں قابل مواخذہ ہوگا۔ یوں ہی بالعکس جو چیز ہمارے نزدیک حلال ہے اور ان کے نزدیک حرام۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کل مجتہد مصیب والحق عند اللہ واحد وقد یصیبہ وقد لا۔ ہر مجتہد مصیب ہے۔ لیکن عنداللہ حق ایک ہی ہے جس کو مجتہد کبھی پہنچتا ہے اور کبھی نہیں پہنچتا۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں احد بہ واقبل شہادتہ یرید شارب المثلث نقلہا فی فواتح الرحموت میں مثلث پینے والے پر حد بھی جاری کروں گا اور گواہی دے تو اس کی گواہی بھی قبول کروں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دینیات

مسئلہ: مسئولہ مولوی احمد شاہ ساکن موضع سادات

شب قدر میں تمام چیزیں مثل درخت و پتھر وغیرہ کے سجدہ کرتی ہیں یا نہیں؟

الجواب: ہاں ہر چیز سجدہ کرتی ہے۔ اولیاء نے اسے مشاہدہ کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از اودے پور میواڑ راجپوتانہ مدرسہ اسلامیہ مسئولہ مولانا مولوی سید احمد صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ ۱۵ر ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ

قدوۃ العلماء زبدۃ الفقہاء حضرت مولانا صاحب دام فیوضہم۔ بعد سلام مسنون نیاز مشحون معروض خدمت بندگان والا ہوں۔ آپ کا مکرمت نامہ جس روز پہنچا اسی روز مولوی ظہیر حسن صاحب بھی پہنچے اور بخیریت ہیں۔ کار درس و تدریس انجام دے رہے ہیں۔ حضور نے یاد آوری بزرگانہ سے مشکور فرمایا۔ کار خدمت سے یاد فرمائیں۔

دیگر مکلف ہوں کہ مولوی عبدالرحیم صاحب احمدآبادی مع مولوی علاؤ الدین صاحب سندھی، سادات عظام و فقراء ذوالاحترام کے پیچھے بلاوجہ پڑ رہے ہیں اور طرح طرح کے الزام ان کے ذمہ لگا کر تکفیر کے فتوے منگالیے ہیں۔ اسی طرح سے فقراء سے۔ غرضیکہ ایسی فضول باتیں کرکے بزرگان دین کا دل دکھاتے ہیں۔ وجہ خاص اس کی یہ ہے کہ ان کو احمدآباد کے لوگ پہلے نہیں مانتے تھے۔ سادات اور فقراء کی حقارت کرنے میں اب پہنچ گئے۔ اس بارہ میں حضور کو اشارہ کافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسے معاملہ میں جب تک فریقین کی جانب سے تحقیق نہ ہو تکفیر وغیرہ کا حکم نہ بخشا جائے۔ اور بلاوجہ سادات و فقراء کے پیچھے پڑنا اور جز بنیاد حقارت کے واسطے الکھیڑ نا شرعاً جائز ہے۔ چنانچہ حضرت فرید میاں صاحب سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں۔ اور اسی طرف سے قاضی احمد میاں قادر میاں صاحب قادری کی نسبت سادات نہ ہونے کی دعظ وغیرہ کہہ کر دل دکھا جاتے ہیں۔ سو اب بطور فتوی ارقام فرمادیں کہ حضرت شاہ فرید میاں صاحب اور قادر میاں صاحب اور احمد میاں صاحب سادات کا دل دکھانا اور کسر شان سادات و فقراء کی کرنا اور ان سے سند طلب کرنا اور نہ ملنے پر برا کہنا کہاں تک جائز ہے اور ایسا کہنے والے کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ سو برائے کرم اس کا فتوی صاف تحریر فرمائیں۔ زیادہ حد ادب۔ فقیر کو بھی بوجہ غلامان سادات ہونے کے سخت رنج ہے۔

الجواب: بگرامی ملاحظہ مکرم ذی المجد والکرم جناب مولانا مولوی سید قاضی احمد علی صاحب مدنی دام مجدہم

بعد ادائے ہدیۂ سنت ملتمس۔ نوازش نامہ تشریف لایا، ممنون یاد آوری فرمایا۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نے ایک شخص کی نسبت مجھ سے دو بار فتوی لیا۔ ایک اس بارہ میں کہ اس نے حضرات ائمہ اطہار کو نبی و رسول بتایا۔ اس کے بابت

میں میں نے "جزاء اللہ عدوہ" لکھی جس کو طبع ہوئے بارہ برس گزرے۔ دوسرا اس بارے میں کہ وہ موذنین کو قرآن نہیں مانتے۔ اس پر میرا فتوی نذیر المنافقین میں چھپا جسے سال ہوئے۔ ان کے سوا میں نے ان کو کوئی فتوی کسی کے کفر پر لکھ کر نہ بھیجا۔ ہاں ایک شخص کے کچھ اشعار کی نسبت سوال تھا جس میں اس نے اپنے پیر کی تعریف میں بہت غلو و افراط کیا۔ اس پر میں نے صریح کفر ہونے کا فتوی نہ دیا بلکہ اس میں تاویلات کی طرف اشارہ کیا۔ اور یہ دو نام جو آپ نے تحریر فرمائے ان کی بابت مجھے اصلا یاد نہیں کہ کسی امر کا کوئی فتوی کیسا ہی لکھا گیا ہو۔ ہاں زید و عمر کے کوئی سوال انھوں نے بھیجا اور میں نے جواب لکھا ہو تو معلوم نہیں۔ مگر کفر کا فتوی صرف انھیں باتوں پر لکھا نہیں بلکہ چھاپ کر بھیجا ہے جسے ۱۲ اور ۷ برس ہوئے۔ اور اشعار والا فتوی بھی غالباً وہیں طبع ہو گیا ہے۔

یہ فقیر ذلیل بحمدہ تعالیٰ حضرات سادات کرام کا ادنیٰ غلام و خاکپا ہے۔ ان کی محبت و عظمت ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بدمذہب بھی ہو جائے اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچے ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی، پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی فقیر بارہا فتوی دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لیے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں۔ جو لوگ سید کہلائے جاتے ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے۔ ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں۔ نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے۔ اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو برا کہنا مطعون کرنا ہرگز جائز نہیں الناس امناء علی انسابھم (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں) ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اسے سید کہیں گے۔ اور مناسب ہوگا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کر دیا جائے۔ میرے خیال میں ایک حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سید سے الجھا، انھوں نے فرمایا میں سید ہوں۔ کہا کیا سند ہے تمہارے سید ہونے کی۔ رات کو زیارت اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکہ حشر ہے۔ یہ شفاعت خواہ ہوا۔ اعراض فرمایا۔ اس نے عرض کی میں بھی حضور کا امتی ہوں فرمایا کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی ——— میں مولوی عبد الرحیم صاحب کو اس بارے میں لکھوں گا۔ اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو منع کر دوں گا۔ امید ہے کہ وہ میری گزارش قبول کریں گے۔ آپ فقیر کی اسی تحریر کو فتوی تصور فرمائیں۔

فقیر احمد رضا غفرلہ از بریلی ۲۵ر ذوالحجہ ۲۹ھ

مسئلہ:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الرؤف الرحیم

امابعد! سوال از فاضل اجل عالم بے بدل حضرت مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب ساکن بریلی عم فیضہ الصوری والمعنوی۔

مخدومی مکرمی معظمی مفخمی حضرت حامی دین متین مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب دام مجدکم، بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ واضح رائے عالی ہو کہ ہمارے یہاں شہر احمد آباد میں ایک رسالہ آٹھ صفحہ کا مطبع حمیدی پریس واقع احمد آباد بازار کالوپور میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ اس کے مشتہر مولوی شیر محمد بن شاہ محمد ساکن احمد آباد محلہ مرزاپور متصل قصابان

گاڑی ہیں۔ اور اس میں رسالہ کی اشاعت کی تاریخ یہ لکھی ہے "مورخہ ۲ر جمادی الآخرہ ۱۳۳۰ھ روز دوشنبہ" اور اس رسالہ کے صفحہ ۵ سے صفحہ ۸ تک ایک فتوی ہے اور وہ فتوی تاریخ ۱۱ر جمادی الاولیٰ یوم الاربعاء ۱۳۲۴ھ کو لکھا گیا ہے۔

جناب مولانا صاحب دست بستہ خدمت میں عرض یہ ہے کہ چھپا ہوا فتوی آپ کی خدمت میں رجسٹرڈ حاضر کیا جاتا ہے۔ یہ فتوی آپ نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں۔ یہاں بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہ فتوی نہیں لکھا، یہ فتوی مولانا صاحب کی طرف منسوب کر دیا ہے، مولانا اس فتوی کے لکھنے سے انکار فرماتے ہیں۔ یہ فرمانا ان حضرات کا صحیح ہے یا غلط ہے۔ اور یہ فتوی آپ نے چھ سال پہلے لکھا ہے یا نہیں۔ اور ہم نے آپ کا قلمی مہر کیا ہوا فتوی بھی مولوی شیر محمد صاحب کے پاس دیکھا ہے۔ اس کو ہم سچا سمجھیں یا نہیں۔ آپ ہم کو سمجھا دیجیے۔ رب العلمین آپ کو اجر عظیم و ثواب جزیل عطا فرمائے گا۔ رقیمہ آپ کا خادم مہرباز خاں بن محمد خاں ساکن احمد آباد محلہ جمال پور کھاڑیہ متصل مسجد دادی بی مورخہ ۲۵ر جمادی الثانی ۳۰ھ چہارشنبہ۔

الجواب:- فقیر غفرلہ المولی القدیر رجب جمادی الاولی ۱۳۲۴ھ میں بعد سفر مدینہ طیبہ کراچی آیا اور وہاں سے احباب احمد آباد لانے پر مصر ہوئے۔ یہاں میرے معظم محبت حامی سنت ماحی بدعت مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب مرحوم مغفور کے دو معزز شاگردوں مولوی عبد الرحیم صاحب و مولوی علاؤ الدین صاحب سلمہما اللہ تعالیٰ میں نزاع تھی، دو فریق ہو رہے تھے۔ اور اس سے پہلے مولوی علاؤ الدین صاحب غریب خانہ پر تشریف لائے تھے اور ایک رسالہ پیش کیا جس میں مولوی عبد الرحیم صاحب پر سخت الزام قائم کرنے چاہے حتی کہ نوبت بہ تکفیر پہنچ لی تھی، فقیر نے انھیں سمجھایا اور اس رسالہ کی اشاعت سے باز رکھا اور ان الزامات کی غلطی پر دوستانہ متنبہ کیا۔ الحمد للہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے گزارش فقیر کو قبول کیا۔ مگر باہم فریق بندی اس وقت تک تھی کہ فقیر حج سے واپس آیا۔ اُس وقت مولوی عبد الرحیم صاحب نے یہ سوال پیش کیا جس کا میں نے وہ جواب لکھا، وہ جواب میرا ہی ہے۔ مگر اس وقت کی حالت سے متعلق تھا۔ میں نے اس جواب ہی میں بتا دیا تھا کہ مولوی علاؤ الدین صاحب نے مولوی عبد الرحیم صاحب کی تکفیر عناداً نہ کی تھی بلکہ مسئلہ ان کی سمجھ میں یوں ہی آیا تھا جس سے انھوں نے بعد تفہیم فقیر رجوع کی تو ان پر کوئی حکم سخت نہیں۔ ہاں اگر وہ بعد اس کے کہ حق سمجھ لیے پھر بلا وجہ شرعی تکفیر کی طرف رجوع کریں تو اس وقت حکم سخت ہونا لازم ہے۔ اس کے بعد وہیں ایام اقامت فقیر میں فریقین فیصلۂ فقیر پر راضی ہوئے اور بحمد اللہ تعالیٰ باہم صلح کرا دی گئی میں نے اس وقت تک کوئی امر فریقین سے صلح شکن نہ دیا بلکہ قریب زمانہ میں جبکہ بعض فساد پسندوں نے تکفیر مولوی عبد الرحیم صاحب کا باطل و بے معنی غلغلہ پھر اٹھایا اور پرانا مبہم اشتہار مولوی قندھاری نے دوبارہ کسی شخص قمر الدین کے نام سے چھاپا۔ اور مولوی عبد الرحیم صاحب کو دفع فتنہ کے لیے یہاں کے فتوی کی ضرورت ہوئی اور اس پر ان سے واقعات پوچھے گئے جس کا مفصل جواب انھوں نے ہفتم ذی الحجہ ۲۹ھ کو بھیجا۔ اُس خط میں بھی یہ لفظ موجود ہیں" احمد آباد میں آپ کے قدم مبارک کراچی سے رونق افروز ہوئے تھے اور آپ نے صلح بندے کی اور مولوی علاؤ الدین صاحب کی کرائی تھی جب سے اب تک بحمد اللہ تعالیٰ صلح ہے وہ میرے موافق ہیں انتہی بلفظہ" اُس کے بعد میرا یہی فتوی جواب شیر محمد صاحب نے چھاپا مولوی عبد الرحیم صاحب نے اس کی نقل مجھے بھیجی تھی اور اُس میں سے اُن تمام سطروں پر کہ مولوی علاؤ الدین صاحب

کے متعلق تھیں سرخی سے قلم پھیر دیا کہ اب ان کی ضرورت نہیں۔ مولوی علاؤ الدین صاحب کا جو خط فقیر کے نام آیا اس میں وہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ ہم اس وقت تک بدستور صلح پر قائم ہیں۔ یوں ہی اس سے بھی تازہ تر عنایت نامہ جناب شاہ صاحب وجیہی علوی میں ہے۔ پھر فقیر نہیں کہہ سکتا کہ اس فتوے کے چھپنے کی کیا ضرورت ہوئی اور اس سے کیا نفع ہو سکتا ہے۔ اس میں تو مولوی علاؤ الدین صاحب پر حکم سخت ہونا اسی شرط سے مشروط تھا کہ وہ بعد کشف شبہہ تکفیر مسلم کی طرف معاذ اللہ پھر عود کریں۔ جب یہ شرط نہیں تو ہرگز اس فتوے سے نہ مولوی علاؤ الدین صاحب کو ضرر نہ چھاپنے والے کو نفع۔ اور خدانخواستہ شرط متحقق ہوئی تو اس کا حال اللہ جانتا ہے۔ بالجملہ یہ امر دین ہے اور دین میں کسی کی رعایت نہیں۔ دونوں صاحب میرے دوست ہیں اور دونوں صاحب ذی علم اور ایک استاد کے شاگرد ہیں میں امید کرتا ہوں کہ بدستور صلح پر قائم ہوں گے جیسا کہ دونوں صاحبوں کی تحریر سے مجھے معلوم ہوا۔ ورنہ جس طرف سے نقض عہد واقع ہو وہ ضرور اپنے حکم شرعی کا مستحق ہوگا کائنا من کان۔ فریقین اس آیۂ کریمہ کو پیش نظر رکھیں وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن ان الشیطن ینزغ بینھم ان الشیطن کان للانسان عدوا مبینا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

"تحریر بجواب طلب تقریظ رسالہ حافظ مولوی عنایت اللہ خاں صاحب رامپوری درسلوک مجددیہ" ۳۰ ذوالحجہ ۲۹ھ

والاحضرت، حامی سنت، ماحی بدعت، عظیم البرکت، حضرت مولانا مولوی شاہ محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری نور اللہ مرقدہ النوری کے صاحبزادے مولانا معوان حسین صاحب سلمہ کے ساتھ مولوی ہدایت اللہ خاں صاحب خلف حافظ عنایت اللہ خاں صاحب اپنے والد ماجد کا ایک قلمی رسالہ دربارہ سلوک بعض مصطلحات و تذکرہ حضرت مولانا ممدوح رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ ذی الحجہ کو قریب مغرب فقیر کے پاس بغرض تقریظ لائے اور عذر بے فرصتی نہ مانا کہ رسالہ چھپ رہا ہے ص۳۹ تک طبع ہو چکا ہے تھوڑا باقی ہے۔ جلد چند مواقع سے دیکھ کر تقریظ لکھ دی جائے۔ فقیر نے کہا کیا بنظر مخالفانہ دیکھنے کی اجازت ہے۔ کہا بہت ضروری اور یہی مقصود و منظور کہ غیروں کے اعتراض سے پہلے آپس میں بات منقح ہو جانا ہی مناسب۔ فقیر نے رسالہ لے کر رکھ لیا۔ اور بعد مغرب معمولات سے فارغ ہو کر اسے کھولا پہلی نظر ایک عبارت پر پڑی کہ مذاق فقیر پر سخت گراں تھی، پھر کچھ ورق پلٹ کر دیکھا۔ چار بار ایسا ہی کیا۔ شان الٰہی کہ ہر بار ایسی ہی عبارت زیر نظر آئی اور دقت یہ تھی کہ یہ سب عبارات ص۳۹ کے اندر ہیں جہاں تک طبع ہو چکنا انھوں نے بیان کیا۔ فقیر نے کتاب بند کر دی اور زیادہ دیکھنے کی حاجت نہ جانی۔ میری رائے قاصر میں ایسی عبارات کی اشاعت حق عامہ ناظرین میں مضر ہوگی۔ زمانہ وہ آگیا ہے کہ خود اصول دین میں فتنہ اندازوں کی گھٹائیں چاروں طرف گھنگھور چھائی ہوئی ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کو اس کی حاجت ہے کہ انھیں الٰہیات و نبوات کے عقائد سکھائے جائیں۔ اللہ کو اللہ، رسول کو رسول جاننے اور ماننے کے معنی بتائے جائیں۔ ان کا ایمان سنبھالا جائے نہ کہ اور اضطراب میں ڈالا جائے۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید بیان کرتا ہے کہ فخر عالم سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور ذاتی سے پیدا کیا۔ اور وہ نور مقدس قدیم ہے۔ اور بکر بیان کرتا ہے اپنے نور پاک سے نور قدرت اس کی کا ہے۔ اور وہ نور حادث ہے۔

اور مسئلہ دیگر یہ کہ زید بیان کرتا ہے کہ ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ۵ سے مراد قرب اللہ تعالیٰ کا ہے کہ معراج شریف میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے قریب ہوئے اللہ سے کہ درمیان فرق دو کمان کا رہ گیا۔ اور اکثر یہ بیان مولود شریف میں ذکر ہوتا ہے۔ اور بکر بیان کرتا ہے کہ یہ قریب ہونا رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس مقام پر مراد جبرئیل علیہ السلام سے ہے نہ خدائے تعالیٰ سے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: عوام مسلمین کو نماز، روزے، وضو، غسل، قرأت کی تصحیح فرض ہے جس سے روز قیامت ان پر مطالبہ مواخذہ ہوگا۔ اپنے مرتبہ سے اونچی باتوں میں کچہریاں جمانا اور کھچڑیاں پکانا اور رائیں لگانا گمراہی کا پھاٹک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از لاہور انجمن نعمانیہ مرسلہ مولانا شاہ محرم علی صاحب چشتی صدر ثانی انجمن ۱۵ جمادی الاخری سنہ ۳۰ھ

جناب مخدوم معظم من حضرت مولانا صاحب ادام اللہ فیوضکم۔ بعد ہدیۂ سلام سنت الاسلام گزارش۔ والا نامہ رجسٹری شدہ پہنچا۔ مولانا مولوی حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب وہ افتخار نامہ لے کر غریب خانہ پر تشریف لائے۔ باوجودیکہ حضرت مولانا مولوی محمد اکرام الدین صاحب بخاری کی طبیعت پندرہ بیس روز سے سخت ناساز ہے، اسی وقت ان کو تکلیف دی گئی، اور وہ بھی تشریف لائے۔ عریضہ ہذا لکھنے کے وقت پر دو صاحبان غریب خانہ پر موجود ہیں۔ جناب نے جس روشن ضمیری اور امداد باطنی سے قلم برداشتہ اس قدر عجلت میں ایسا بے نظیر و مستند فتویٰ[ـه] بنصوص صحیحہ رقم فرمایا ہے، اس کو دیکھ کر میرے دونوں ہم جلیس حاضر وقت تا حال حالت وجد میں ہیں۔ اور بار بار اللھم بارک فی عمرھم واقبالھم ومجدھم وایمانھم وعوشنھم فی الدارین کا وظیفہ کر رہے ہیں۔ مجھے تا حال بغور مطالعہ کا موقع نہ ملا۔ کیونکہ دونوں حضرات اس کو حرز جان بنائے ہوئے ہیں۔ اور دو دن تک اپنے پاس رکھنے کا اصرار کر رہے ہیں۔ اب آنجناب براہ عنایت میرے سوالات کا جواب بھی ارشاد فرمائیں۔

(۱) کیا اس مسئلہ میں جو غلطی فتویٰ دینے والوں کو ہوئی وہ بہت کھلی اور فاش ہے یا بہت باریک قسم کی غلطی ہے جہاں اعلیٰ درجہ کے علماء بھی مغالطہ میں پڑ سکتے ہیں؟

(۲) بریلی، بدایوں اور پیلی بھیت وغیرہ کے مستند علماء اور ان کے فیض یافتوں پر کس حد تک آنکھیں بند کر کے اعتماد کرنا چاہیے۔ یہ سوال ان بے چارے حنفی مسلمانوں کی طرف سے ہے جو میری طرح علم کی آنکھیں نہیں رکھتے اور جن کی تعداد کثیر ہے۔

(۳) ہمارے ہم اعتقاد حنفیوں کے مدرسہ کے علماء و مدرسین کا مصالحہ ہمیں کہاں سے فراہم کرنا چاہیے؟

(۴) یہ کہ انجمن نعمانیہ کو تا حال جناب کی خدمت میں اس قدر خصوصیت حاصل نہیں ہوئی کہ کم از کم آنجناب کی تصانیف مبارکہ طبع شدہ انجمن کے کتب خانہ کے لیے باوجود متواتر تحریری تقاضوں، اور خود جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب کی

[ـه] یعنی فتویٰ مسمی بہ "الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اخی اللبن" کہ کتاب النکاح میں ہے۔

زبانی تقاضوں کے بھی ارسال کی جاتیں۔ حالانکہ انجمن ان کا ہدیہ ادا کرنے پر بھی ہمیشہ تیار رہی ہے۔ اگر اس فتوی کے وقت "سیف المصطفی علی ادیان الافتراء" اور "نقد البیان لحرمۃ ابنۃ اخی اللبان" و "کاسر السفیہ الواہم" کتب خانہ میں موجود ہوتیں تو یہی خاکساران کو نکال کے...... کی خدمت میں پیش کر دیتا۔

(۵) کیا جناب کی رائے میں حنیف حنفیوں کا کوئی مجموعی مرکز بنانے اور ان کو تقویت دینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کی کیا تدبیر اور سامان جناب کے خیال میں ہیں؟

(۶) لامذہبوں کے پنجاب میں بالخصوص اور بد مذہبوں کے بالعموم حملوں کی مدافعت کی کیا تدابیر جناب کے خیالِ مبارک میں ہیں؟

(۷) عقائدِ حنفیہ کے متعلق جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں بالمشافہ گفتگو ہو کر قرارداد ہونے کے بعد بھی مسودۂ عقائدِ حنفیہ آنجناب کی طرف سے نہ بھیجا۔ اور اس کے نہ پہنچنے پر مجبوراً یہاں سے مسودہ تیار کر کے آنجناب کی خدمت میں بھیجا گیا جس کی کوئی ترمیم و اصلاح یا تصدیق تو درکنار اس کی رسید بھی مرحمت نہ ہوئی۔ اس کم توجہی کی اصلی وجہ کیا ہے؟ اب عقائدِ حنفیہ جو حسبِ مشورۂ علماء ہم لوگوں نے شائع کیے ہیں، ارسالِ خدمت ہیں۔ وہ بھی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو اس پر دستخط تصدیق فرما کر واپس فرمائیں دوسری زائد کاپی اپنے پاس رکھیں۔ ورنہ اصلاح فرما کر واپس فرمائیں۔

(۸) لامذہبوں یا بدمذہبوں کے ساتھ اگر زبانی مباحثہ کی ضرورت پڑے تو آنجناب کون کون سے علماء کو اس قابل سمجھتے ہیں جو علاوہ قابلیت کے تکلیف سفر وغیرہ بھی خالصاً لِلّٰہ اٹھانے کے لیے آمادہ ہوں۔

(۹) ایک فہرست ایسے علماء اسلام کی جو بالکل آپ کے ہم خیال اور مستند ہوں، مع ان کے پورے پتہ کے کس لیے تا حال باوجود جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں گزارش کرنے کے نہیں پہنچی۔ اور کب تک وہ بہم پہنچ سکتی ہے؟

(۱۰) باوجود انجمن نعمانیہ کی آنجناب کے ساتھ تمام ہندوستان میں خصوصیات مشہور ہو جانے اور ارکین انجمن کو آنجناب کے ساتھ ایسا دلی خلوص اور نیاز ہونے کے، جناب کی طرف سے کسی خاص التفات کا اس کی نسبت ظاہر نہ ہونا، کونسی وجوہات پر مبنی ہے اگر انجمن میں کوئی امور قابلِ اصلاح ہیں تو وہ کیا ہیں؟

الجواب

(۱) نظر بحالِ زمانہ تو یہ غلطی نہایت دقیق و عمیق بات میں خطہ دنی الکفر کے قبیل سے ہونی چاہیے۔ کہ مولوی اسحٰق صاحب دہلوی کے شاگرد رشید مولوی عالم صاحب مراد آبادی نے کھائی۔ پھر غیر مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل مجتہد العصر نذیر حسین صاحب نے کھائی۔ پھر ایک بڑے مدعیِ اناولاغیری مولوی بردوانی صاحب نے کھائی، اور ایک طویل تحریر بزعم خود اس کے اثبات میں لکھی۔ پھر زمانۂ حال میں ان حضرات کے آڑے آئی۔ مگر نظر بواقع وہ بہت کھلی فاحش جس میں ہمارے سُنی ذی علم حضرات کا وقوع صرف وہی جواب رکھتا ہے جو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جبکہ اس جناب سے سوال ہوا۔ ایزنی العارف دیر تک سر بگریباں رہے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا وکان امر اللہ قدرا مقدورا

(اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہو کر رہے گا) چونکہ قضا آید طبیب ابلہ شود۔ اذا جاء القدر عمی البصر واذا جاء القضاء ضاق الفضا (حکم تقدیر آتا ہے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور حکم ربانی کے وقت فضا تنگ ہو جاتی ہے) نسأل اللہ العفو والعافیۃ، انا للہ وانا الیہ راجعون، لا عاصم الیوم الا من رحم ربی (آج وہی بچے گا جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے) لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

____ مولانا اس فتوائے باطلہ کا ابقاء ہرگز ٹھیک نہیں۔ باطل کا اعدام و فنا چاہیے نہ کہ تحفظ و ابقاء۔ بدمذہبوں گمراہوں سے جو اباطیل خارج از مسائل مذہب واقع ہوں ان کی اشاعت مصلحتِ شرعیہ ہے کہ مسلمانوں کا ان پر سے اعتبار اٹھے۔ ان کی ضلالات میں بھی اتباع نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے:

اترعبون عن ذکر الفاجر حتی یعرفہ الناس اذکروا للفاجر بما فیہ یحذرہ الناس	کیا فاجر کی برائیاں بیان کرنے سے پرہیز کرتے ہو۔ لوگ اسے کب پہچانیں گے۔ فاجر میں جو برائیاں ہیں بیان کرو کہ لوگ اس سے حذر کریں۔

اور اہل سنت سے بتقدیر الٰہی جو ایسی لغزش فحش واقع ہو، اس کا اظہار واجب ہے کہ معاذ اللہ لوگ ان سے بداعتقاد ہوں گے۔ تو جو نفع ان کی تقریر و تحریر سے اسلام و سنت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہوگا۔ اس کی اشاعت اشاعتِ فاحشہ ہے۔ اور اشاعتِ فاحشہ بنصِ قطعی قرآنِ عظیم حرام۔ قال اللہ تعالیٰ

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاٰخرۃ	جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں فاحشہ کی اشاعت ہو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

خصوصاً جبکہ وہ بندگانِ خدا حق کی طرف بے کسی عذر و تامل کے رجوع فرما چکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ قال ابن المنیع وغیرہ المراد ذنب تاب عنہ قلت وقد جاء کذا مقیدا فی الروایۃ کما فی الشرعۃ" ثم فی الحدیقۃ الندیۃ"	جس نے اپنے بھائی کو کسی گناہ کی وجہ سے عار دلایا، وہ مرنے سے قبل اسی گناہ میں ضرور مبتلا ہوگا۔ ابن منیع کہتے ہیں کہ گناہ سے مراد وہ ہے کہ اس سے توبہ کر لی گئی ہو میں کہتا ہوں شرعہ اور حدیقہ میں روایت میں ہی توبہ کی قید لگی ہوتی ہے۔

ولہذا بتاکید اکید گزارش کہ عمائد و مشاہیر علمائے اہل سنت و جماعت جس امر میں متفق ہیں یعنی عقائد مشہورہ متداولہ ان میں ہمارے عام بھائی بلا دغدغہ ان کے ارشادات پر عامل ہوں۔ یوں ہی وہ فرعیات جو اہل سنت اور ان کے مخالفین میں مابہ الامتیاز ہو رہے ہیں جیسے مجلس مبارک و فاتحہ و عرس و استمداد و ندا و امثالہا باقی رہیں فرعیاتِ فقہیہ جن میں وہ مختلف ہو سکتے ہیں خواہ بسببِ اختلاف روایات، خواہ بوجہِ خطاء فی الفکر یا بسببِ عجلت و قلتِ تدبر یا بوجہ کمی ممارست و مزاولت فقہ۔ ان میں فقیر کیا عرض کرے۔

مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ... وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

آہ آہ، آہ آہ! ہندوستان میں میرے زمانۂ ہوش میں دو بندۂ خدا تھے جن پر اصول و فروع و عقائد و فقہ سب میں اعتمادِ کلی کی اجازت تھی۔ اول اقدس حضرت خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد حاش للہ نہ اس لیے کہ وہ میرے والد و والی ولی

نعمت تھے۔ بلکہ اس لیے کہ الحق والحق اقول، الصدق واللہ یحب الصدق میں نے اس طبیبِ صادق کا رسول مطلب پایا اور وہ دیکھا کہ عرب و عجم میں جس کا نظیر نظر نہ آیا۔ اس جناب رفیع قدس اللہ سرہ البدیع کو اصولِ حنفی سے استنباطِ فروع کا ملکہ حاصل تھا۔ اگرچہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے، مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر و دقیق و معضل مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا پتہ نہیں۔ خادم کمینہ کو مراجعت کتب و استخراج جزئیہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے "تمہارا حکم یوں ہونا چاہیے"، جو وہ فرماتے وہی نکلتا۔ یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکلتا تو زیادتِ مطالعہ نے واضح کر دیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔ عجم کی حالت تو آپ ملاحظہ ہی فرماتے ہیں، عرب کا حال یہ ہے کہ اس جناب قدس سرہ کا یہ ادنیٰ خوشہ چیں و زلہ ربا جو مکہ معظمہ میں اس بار حاضر ہوا۔ وہاں کے اعلم العلماء و افقہ الفقہاء سے ۹، ۱۰ گھنٹے مذاکرۂ علمیہ کی مجلس گرم رہتی۔ جب انھوں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ فقہ حنفی کے دو حرف جانتا ہے، اپنے زمانہ کے عہدِ افتاء کے مسائلِ کثیرہ جن میں وہاں کے علماء سے اختلاف پڑا یا اشتباہ رہا، اس ہیچ میرز پر پیش فرمانا شروع کیے جس مسئلہ و حکم میں اس احقر نے ان کی موافقت عرض کی آثارِ بشاشت ان کے چہرۂ نورانی پر ظاہر ہوئے۔ اور جس میں عرض کر دیا کہ فقیر کی رائے میں حکم اس کے خلاف ہے، سماعِ دلیل سے پہلے آثارِ حزن نمایاں ہوئے۔ اور خیال فرما لیتے کہ ہم سے اس حکم میں لغزش واقع ہوئی۔ یہ اسی طبیبِ حاذق کی کفش برداری کا صدقہ ہے۔

دوم والاحضرت تاج الفحول محب رسول مولانا مولوی عبدالقادر صاحب قادری بدایونی قدس سرہ الشریف پچیس برس فقیر کو اس جناب سے بھی صحبت رہی، ان کی سی وسعتِ نظر و قوتِ حفظ و تحقیقِ انیق ان کے بعد کسی میں نظر نہ آئی۔ ان دونوں آفتاب و ماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کہ آنکھیں بند کر کے اس کے فتویٰ پر عمل ہو۔

فقیر نے جواب میں عمائد و مشاہیر علمائے اہلِ سنت کی تخصیص کی اور جناب نے فیض یافتوں سے بھی سوال فرمایا ہے فیض کے لیے عرض عریض ہے میں یہاں مطلقاً اتنا بھی عرض نہیں کر سکتا جو حضرات عمائد کی نسبت گزارش کیا۔

مولانا اس تقریرِ فقیر کو اصول کے ایک اختلافی مسئلہ میں اس قول پر محمول نہ فرمائیں کہ متکلم اپنے عموم کلام میں داخل نہیں ہوتا۔ حاشا فقیر تو ایک ناقص، قاصر، ادنیٰ طالب علم ہے کبھی خواب میں بھی اپنے لیے کوئی مرتبۂ علم قائم نہ کیا — اور بحمدہ تعالیٰ بظاہر اسباب یہی ایک وجہ ہے کہ رحمتِ الٰہی میری دستگیری فرماتی ہے۔ میں اپنی بے بضاعتی جانتا ہوں۔ اس لیے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے اور مجھ پر علمِ حق کا افاضہ فرماتے ہیں۔ اور انھیں کے رب کریم کے لیے حمد ہے۔ اور ان پر ابدی صلوٰۃ و سلام۔

(۳) مدرس کے لیے ذی علم، ذی فہم، سنی صحیح العقیدہ ہونا کافی ہے صحتِ عقیدہ کی جانچ کی نسبت جواب نمبر ہفتم میں گزارش ہو گی۔ اور یہ لوگ خود معروف نہ ہوں تو اہالی نمبر نہم کی معرفت لیے جائیں۔ اور ان سے عرض کی جائے کہ حضرات کسی سفارش، خوشامد، رعایت پر کار بندی نہ فرمائیں، المستشار مؤتمن پر۔

(۴) نیاز مند کی چار سو تصانیف سے صرف کچھ اوپر سو اب تک مطبوع ہوئیں اور ہزاروں کی تعداد میں بلا معاوضہ تقسیم ہوئیں۔

جس کے سبب جو رسالہ چھپا جلد ختم ہو گیا بعض تین تین چار چار بار چھپے۔ انجمن نعمانیہ میں غالباً رمضان مبارک سنہ ۲۰ھ میں اس وقت تک کے تمام موجودہ رسائل میں نے خود حاضر کیے ہیں اور انجمن سے رسید بھی آ گئی۔ ان کی فہرست اب فقیر کو یاد نہیں غالباً دفترِ انجمن میں ہو۔ اگر وہ معلوم ہو جائے تو بقیہ رسائل جو ادھر چھپے اور مطبع میں ان کے نسخے رہے، بالراس والعین نذرِ انجمن بلا معاوضہ ہوں گے — دو برس سے عنانِ مطبع ایک انجمن نے اپنے ہاتھ میں لی ہے جس نے طریقۂ فقیر تقسیم کثیر بلا عوض کو منسوخ کر دیا۔ پھر بھی انجمن نعمانیہ کے لیے ہدیہ حاضر کرنے سے اس انجمن کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

(۵) خالص اہلِ سنت کی ایک قوتِ اجتماعی کی ضرور ضرورت ہے۔ مگر اس کے لیے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے ۱ علماء کا اتفاق ۲ تحمل شاق قدر بالطاقت ۳ امراء کا اتفاق لوجہ الخلاق۔ یہاں یہ سب مفقود ہیں فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے اغنیاء نام چاہتے ہیں معصیت بلکہ صریح ضلالت میں ہزاروں اڑا دیں، خزانوں کے منہ کھول دیں۔ یونیورسٹی کے لیے کتنی جلد تیس لاکھ جمع ہو گیا۔ مدرسہ دیوبند کو ایک عورت نے پچاس ہزار دے دیا مگر کسی سنی مدرسہ کو بھی یہ دن نصیب ہوا۔ اول تو تائیدِ دین و مذہب حق کا نام لیے گھبرائیں گے۔ میاں یہ ان مولویوں کے جھگڑے ہیں۔ اور شرماشرمی خفیف و ذلیل چندہ بھی مقرر کیا تو لا یؤدہ الیک الا مادمت علیہ قائما (جب تک سر پر سوار رہو دیں گے) بلکہ تقاضا کیجیے تو بگڑیں۔ اور ڈھیل دیجیے تو سو رہیں، ادھر ہمارے کارکنوں کو وہ چال وہ جال معلوم نہیں جس سے وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ بندگانِ خدا کو چھل کر نہ صرف اپنے ہم مذہبوں بلکہ اپنے ہم مشربوں سے روپیہ اینٹھتے ہیں۔ اس کے لیے ریا و نفاق و مکر و خداع و بے حیائی و بے عزتی لازم ہے، وہ نہ آپ میں ہے نہ آپ کی شریعت اس کی اجازت دے۔ پھر کیسے کام کیونکر چلے۔ ابھی ایک نمبری وہابی ایک با اثر صوفی کے یہاں چندہ لینے گیا۔ انھوں نے فرمایا سنا ہے تم احمد رضا کے مخالف ہو، کہا حاشا میں تو اسی در کا کتا ہوں، کتا بن کر پانچ سو لے آیا — علماء کی یہ حالت ہے کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں، حمایتِ مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں۔ جو بندۂ خدا اپنی جان اس پر وقف کرے اسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں۔ مداہنت ان کے دلوں میں پیری ہوئی ہے۔ ایام ندوہ میں ہندوستان بھر کا تجربہ ہوا۔ عباراتِ ندوہ سن کر ضلالات ضلالات کی رٹ لگا دیں، اور جب کہیے حضرت لکھ دیجیے۔ بھائی لکھواؤ نہیں۔ ہمارے فلاں دوست برا مانیں گے۔ ہمارے فلاں استاذ کو برا لگے گا۔ بہت کو یہ خیال کہ مفت اوکھلی میں سر دے کر موسل کون کھائے۔ بد مذہب دشمن ہو جائیں گے۔ دانتوں پر رکھ لیں گے، گالیاں، پھبتیاں اخباروں اشتہاروں میں چھاپیں گے۔ طرح طرح کے بہتان، افترا اچھالیں گے۔ اچھی بھلی جان کو کون جنجال میں ڈالے بعض کو یہ کد کہ حمایتِ مذہب کی تو صلح کلی نہ رہے گی۔ ہر دل عزیزی جا کر پلاؤ، قورمے، نذرانہ میں فرق آئے گا، یا کم از کم آؤ بھگت تو عام نہ رہے گی۔

اتفاقِ علماء کا یہ حال کہ حسد کا بازار گرم، ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہوا تو بہتیرے سچے اس کے مخالف ہو گئے۔ اس کی توہین تشنیع میں گمراہوں کے ہم زبان بنے، کہ "ہیں" لوگ اسے پوچھتے ہیں اور ہمیں نہیں پوچھتے۔ اب فرمائیں کہ وہ قوم کہ اپنے میں کسی ذی فضل کو نہ دیکھ سکے، اپنے ناقصوں کو کامل، قاصروں کو ذی فضل بنانے

کی کیا کوشش کرے گی۔ حاشا یہ کلیہ نہیں مگر للاکثر حکم الکل۔ الحمد للہ یہاں متکلم عموم کلام سے ضرور خارج ہے ولوجہ ربی الحمد ابدا۔ فقیر میں لاکھوں عیب ہیں مگر بحمدہ تعالیٰ میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے۔ اپنے سے جسے زیادہ پایا، اگر دنیا کے مال و منال میں زیادہ ہے، قلب نے اندر سے اسے حقیر جانا۔ پھر حسد کیا حقارت پر؟ اور اگر دینی شرف و افضال میں زیادہ ہے، اس کی دست بوسی و قدم بوسی کو اپنا فخر جانا۔ پھر حسد کیا؟ اپنے معظم پر برکت پر، اپنے میں جسے حمایت دین پر دیکھا، اس کے نشر فضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریراً و تقریراً ساعی رہا۔ اس کے لیے عمدہ القاب وضع کرکے شائع کیے جس پر میری کتاب 'معتمد المستند' وغیرہ شاہد ہیں۔ حسد شہرت طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے رب کریم کے وجہ کریم کے لیے حمد ہے کہ میں نے کبھی اس کے لیے خواہش نہ کی۔ بلکہ ہمیشہ اس سے نفور اور گوشہ گزینی کا دلدادہ رہا۔ جلسوں انجمنوں کے دور دراز سے دور رہنا انھیں دو وجہ پر تھا۔ اول حب خمول۔ دوم سے زمانہ می تخر و عیب و غیر ازینم نیست   کجا برم خبر خود درایں کساد متاع

اور اب تو بہت سال سے شدت ہجوم کار و انعدام کلی فرصت و غلبۂ ضعف و نقاہت نے بالکل ہی بٹھا دیا ہے۔ جسے میرے احباب نے نازک مزاجی بلکہ بعض حضرات نے غرور و تکبر پر حمل کیا۔ اور اللہ اپنے بندہ کی نیت جانتا ہے۔ بالجملہ اہل سنت سے امور ثلثہ مفقود ہیں۔ پھر فرمائیں صورت کیا ہو۔

دفع مکر ہاں میں جو کچھ اس حقیر ہیچ میرز سے بن پڑتا ہے بحمد اللہ تعالیٰ ۱۴ برس کی عمر سے اس میں مشغول ہے۔ اور میرے رب کریم کے وجہ کریم کو حمد کہ اس نے میری لب دا، میرے جیسے، میرے کاموں سے ہزاروں درجہ زائد اس سے نفع بخشا۔ باقی جو آپ چاہتے ہیں اسی قوت متفقہ پر موقوف ہے جس کا حال اوپر گزارش ہوا۔ بڑی کمی امداد کی بے توجہی اور روپے کی ناداری ہے۔ حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ "وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دین کا کام بھی بے روپیہ کے نہ چلے گا"۔ کوئی باقاعدہ عالی شان مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ کوئی اخبار پرچہ آپ کے یہاں نہیں۔ مدرسین، واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدر حاجت آپ کے پاس نہیں۔ جو کچھ کر سکتے ہیں فارغ البال نہیں۔ جو فارغ البال ہیں وہ اہل نہیں۔ بعض نے خون جگر کھا کر تصانیف کیں تو چھپیں کہاں سے۔ کسی طرح سے کچھ چھپا تو اشاعت کیونکر ہو۔ دیوان نہیں، ناداں نہیں کہ ہمارے بھائی دو آنے کی چیز کا ایک روپیہ دے کر شوق سے خریدیں۔ یہاں تو سر پیٹنا ہے۔ روپیہ وافر ہو تو ممکن کہ یہ سب شکایات رفع ہوں۔ اول عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔ ثانیاً طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں۔ ثالثاً مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔ رابعاً طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔ یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو۔ کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔ خامساً ان میں جو تیار ہوتے جائیں، تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً وعظاً و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں۔ مولانا! اس گئی گزری حالت میں تو کوئی بفضلہ تعالیٰ آپ کے سامنے آ نہیں سکتا۔ دور سے غل مچاتے اور وقت پر دم دباتے ہیں۔ جب آپ کے اہل علم یوں ملک میں پھیلیں اس وقت کون ان

کی قوت کا سامنا کر سکتا ہے۔ سادساً حمایت (مذہب) و رد بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔ سابعاً تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کیے جائیں۔ ثامناً شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبی اعداء کے لیے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔ تاسعاً جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کرکے فارغ البال بنائے جائیں۔ اور جس کام میں انھیں مہارت ہو، لگائے جائیں۔ عاشراً آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔ میرے خیال میں تو یہ تدابیر ہیں۔ آپ اور جو کچھ بہتر سمجھیں افادہ فرمائیں۔ بلکہ مولانا! روپیہ ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی ان شاء اللہ العزیز آسان ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے بہت   صرف تنخواہوں کی لالچ سے زہر اگلتے پھرتے ہیں۔ ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیجیے، اب آپ کی سی کہے گا۔ یا کم از کم بلقمہ دوختہ تو ہوگا۔ دیکھیے حدیث کا ارشاد کیسا صادق ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درہم و دینار سے چلے گا"۔ اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر ہے۔

(۷) مسودہ عقائد حنفیہ کہ یہاں بنظر استصواب آیا تھا بعد بعض ترمیمات ضروریہ گیا بھی۔ اور انجمن کو پہنچا بھی۔ اور انجمن نے اس میں اکثر ترمیمات کو قبول فرمایا بھی۔ اس پر گواہ خود یہ مسودہ تازہ ہے کہ جناب نے اب ارسال فرمایا ہے۔ یہ اکثر انھیں ترمیمات پر مشتمل ہے جو فقیر نے ایک نہایت سرسری نگاہ میں عرض کی تھیں۔ مگر جناب کا یہ فرمانا بھی کہ ترمیم یا تصدیق درکنار تو نے رسید بھی نہ بھیجی بجائے خود ہے۔ واقعی فقیر ترمیم کر کے بھیج چکا اور واقعی ترمیم کر کے فقیر نے نہ بھیجا۔ اس معمہ کا حل یہ ہے کہ فقیر بے حد عدیم الفرصت ہے۔ خاطر خواہ ترمیمیں (مگر دفترے دیگر املا کند) کی مصداق ہوتیں۔ اس کے لیے وقت نہ ملتا تھا ——— ایک ضرورت شدیدہ سے پیلی بھیت جانا ہوا۔ حضرت مولانا محدث سورتی دامت برکاتہم نے اس کا ذکر فرمایا۔ فقیر نے عرض کی وقت فرصت سن لوں گا۔ نصف شب کے قریب وہاں کی ضروریات اور احباب کی ملاقات سے فارغ ہوا۔ اسی وقت وہ مسودہ فقیر کو سنایا گیا۔ جا بجا تبدیلات و نقص و زیادت و محو و اثبات عرض کرتا گیا اور حضرت ممدوح تحریر فرماتے گئے۔ ۱۰ صفحہ تک اس وقت ہوا۔ پھر صبح بعد فراغ وظائف جبکہ ریل کا وقت قریب تھا، بقیہ بعجلت تمام کیا۔ مولوی ابو العلاء امجد علی صاحب سلمہ بھی ہمراہ تھے۔ ان سے گزارش کی کہ آپ کے پاس بھی ایک مسودہ آیا ہوا ہے یہی ترمیمات آپ بھی لکھ بھیجیں۔ اور اتفاق رائے فقیر سے بھی انجمن مبارک کو اطلاع دیں۔ مگر بریلی آکر مولوی صاحب کو کثرت کار سے یاد نہ رہا یا یوں وہ اصلاحات فقیر کی طرف سے پہنچیں بھی اور نہیں بھی۔

اب اولاً اس مسودۂ ثانیہ میں بعض تو اغلاط کاتب ہیں۔ انھیں فقیر نے بنا دیا ہے۔ ان میں بعض بہت ضروری اللحاظ ہیں۔ ثانیاً بعض نئی ترمیمات اور خیال میں آئی ہیں خواہ عبارت سابقہ پر، یا اب جو مسودۂ ثانیہ میں خود انجمن نے محو و اثبات کیا اس پر۔ ثالثاً اصلاحات سابقہ میں سے اکثر تو قبول فرمائی گئیں مگر بعض وہ بھی ہیں کہ اس مسودۂ

ثانیہ میں بھی متروک ہوں یا نظر سے رہ گئیں خصوصًا ان میں بعض کا نہ پانا زیادہ مشوش خیال ہو سکتا ہے کہ بحال عمر الاقل رعایت و مداہنت کا سخت پہلو نکلتا ہے۔ ہاں سہوًا ترک ہوا تو رفع عن امتی الخطاء والنسیان ارشاد والا ہے۔ رابعًا ان سب کے بعد بھی بحکم المستشار مؤتمن مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ یہ سب مقاصد اجمالاً یہاں گوش گزار کروں۔

ترمیماتُ جدیدۃٌ یا ترمیمات جدیدہ مع بیان وجہ

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۳	۹	کوئی لطف جزئی یا اصلاح جزئی	کوئی لطف یا اصلاح یا کوئی شے	قید جزئی احترازی نہ سمجھی جائے کہ وجوب کلی متوہم ہو حالانکہ لا یجب علی اللہ شئ
۴	۴	کئی	بہت	کئی ترجمہ چند کا ہے
۶	۷	ختم نبوت	ختم نبوت و افضلیت مطلقہ و خلافت کبریٰ و اولیت فی الشفاعۃ و فی دخول الجنۃ و اصالت فی کل فضل و وساطۃ فی کل نعمۃ و غیرہا صفاتِ کثیرۃ ناممکنۃ الاشتراک	اعلائے شان اقدس و تفریح خاطر مومنین و رغم انف عدو
۶	۲۲	علم الٰہی غیر متناہی	علم الٰہی غیر متناہی بالفعل	بیان تمایز
//	//	آپ کا علم متناہی	حضور کا علم متناہی بالفعل و غیر متناہی بالقوہ	عوام متناہی کو بمعنی منتہی و منقطع نہ سمجھ لیں
۷	۲۰	زندہ بحیات خاصہ ہیں	زندہ بحیات حقیقیہ دنیاویہ جسمانیہ ہیں	حیات خاصہ حیات برزخیہ روحانیہ بھی ہے کہ ہر شخص کو حاصل
۸	۱۱ و ۱۲	تمام روئے زمین کی مخلوقات عاجز ہے	تمام مخلوقات عاجز ہے	تحدی اگرچہ دانس سے ہوئی مگر عجز سب کو شامل ہے
عہ ج ۹	۲۱	حضرت مہدی علیہ السلام	حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	صلوٰۃ و سلام بالاستقلال مخصوص بانبیاء و ملائکہ ہے
۱۱	۹ تا ۱۱	مختلف اقوال امام میں ترجیح کے لیے	مختلف اقوال امام میں بحضور امام خلاف قول مستقر امام کو ترجیح کے لیے	مجتہدین فی الفتوی سے امتیاز
۱۱	۱۴	ان کا کام صرف بعض کو ترجیح دینا	ان کا کام صرف بعض کو بحضور امام قول مستقر امام پر ترجیح دینا اور اصول امام کے موافق تازہ	حصر کی تصحیح اور مجتہدین فی الفتوی و مجتہدین فی المسائل سے امتیاز
۱۱	۱۵	ان کے بعد رحمت کا ظہور ہوا	ان کے بعد رحمت کا اور ظہور ہوا	یہ رحمت جدید ہے نہ کہ رحمت جدید ہے
ج ۱۱	۲۱	امام فخر الدین رازی	امام ابوبکر احمد ابن علی رازی	پہلے مسودہ میں صرف رازی تھا، اور وہ صحیح تھا، اس مسودہ میں فخر الدین بڑھایا گیا، اور یہ بھاری غلطی ہے۔ امام فخر الدین رازی حنفی نہیں شافعی ہیں۔

عہ (ج) علامت جدید ترمیم کی ہے ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ترمیمات سابقہ متروکہ (یہ دو قسم ہیں)

"قسم اوّل"

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۱	۱۱	باقی صفات فعلیہ میں ان سب سے ازلاً متصف تھا	ان سب سے ازلاً متصف ہے باقی صفات فعلیہ و نفسیہ سب سے یا اضافیہ ہیں	باقی سب فعلیہ نہیں نہ سب باقیات ازلیہ
۳	۱۵	عدل کی چھ صورتیں ہیں	عدل و فضل کی الخ	ان میں یہ بھی محدود ہوا کہ کسی کے اعمال حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا، یہ عدل ہو تو اس کا خلاف ظلم ہوا اور ظلم محال ہے تو ثابت و جب ہو حالانکہ لا یجب علی اللہ شئ بلکہ یہ محض فضل ہے
۳	۱۹	اپنے بندوں میں سے کسی کو بغیر مصلحت یا اجر جزیل کوئی مصیبت نہیں دیتا	اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی ان کے لیے اجر رکھتا ہے	مسودہ سابقہ میں بغیر غرض صحیح کا لفظ تھا، وہ تو بہت ہی بے جا تھا۔ اب اسے مصلحت سے بدلا، مصلحت راجع الی العبد ہے یا الی اللہ، ثانی محال ہے، بر تقدیر اول کافر کہ شاہی جیل یا جزیرۂ بعیدہ میں رہتا ہو جس سے مسلمانوں کو کوئی ضرر نہ ہو بلکہ ذمی مطیع خدمت گار اسلام جس سے مسلمانوں کو منافع ملتے ہوں اس پر مصائب ڈالنے میں کس کی مصلحت یا کون اجر ہے، ایلام بلا عوض کو خلاف عدل ماننا معتزلہ کا مسلک ہے۔ اہل سنت کے نزدیک یفعل اللہ ما یشاء۔ ہاں اس کا فضل ہے کہ مومن کو مصیبت پر بھی ماجور فرماتا ہے وللہ الحمد
۸	۲۲	ہر دو وحی سے جو اخبار و معارف قطعاً مفہوم ہوتے	ہر دو وحی سے جو معنی قطعاً ثابت ہیں حق ہیں کوئی شبہ نہیں	انتفائے شبہ قطعیت دلالت و ثبوت دونوں سے ہے۔ مجرد قطعاً مفہوم ہونا کافی نہیں۔

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
		ہیں حق ہیں کوئی شبہ نہیں		
۹	۱۵	سوال منکر ونکیر ضرور ہونے والا ہے	سوال منکر نکیر جیسے خدا چاہے ضرور ہونے والا ہے	روئے سخن سوئے عوام ہے۔ اور اطلاق میں عموم کا ایہام تو تصریح اوضح وامکن فی الافہام
۱۲	۱۳	ثقاہت	ثقہ ہونا	ثقۃٌ علۃٌ ہے نہ فِعلٌ
۱۳	۱۰	حضرت امام حسن و امام حسین قطعی جنتی ہیں	حضرت امام حسن و امام حسین و اصحاب بدر و بیعۃ الرضوان قطعی جنتی ہیں	ان کا قطعی جنتی ہونا بھی نصوص سے ثابت اور کتب میں مصرح ہے
۱۴	۱۵	خوش آوازی سے سن کر محبت بھڑکانا مستحسن ہے	مستحسن ہے جبکہ مزامیر وغیرہا منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو	علما فرماتے ہیں الاطلاق فی محل التقیید غیر سدید خصوصًا جہاں عوام و خواص کالعوام اطلاق سے عموم تک پہنچتے ہوں۔ صرف اتنا ہی رہتا کہ جب منکراتِ شرعیہ سے پاک ہو جب بھی سد اطلاق کرتا۔ ورنہ خوش آوازی میں غنائے زناں بھی داخل۔ اور بعض متصوفہ زمانہ اس پر عامل۔
۱۵	۲۲	بصورت انکار صریح مطلقًا کافر ہے	فقہاء کے نزدیک مطلقًا کفر ہے	متکلمین صرف انکار ضروریاتِ دین کو کفر جانتے ہیں وھو الاحوط۔ اور انکار اجماع میں نزاع طویل ہے

”قسم دوم“

صفحہ	سطر	مبدل	بدل	وجہ
۱	۸	تدبیر کائنات جزئی وکلی اسی کی ذات سے مختص	باختیارِ خود تدبیر کائنات الخ	اس کے دو محل تھے تخصیص تعمیم و تعمیم تخصیص۔ اول یہ کہ تدبیر کا ہر فرد کائنات کو عام و شامل ہوتا مختص بحضرت الوہیت ہے۔ دوم یہ کہ کسی فرد میں کیسی ہی تدبیر مطلقًا مختص بذاتِ احدیت ہے۔ اول پر غیر خدا سے سلب عموم ہوگا۔ اور ثانی پر عموم سلب۔ ثانی میں جب تک بالاستقلال یا باختیارِ خود کی قید نہ لگائیں عین مسلک وہابیت و مخالف کریمہ والمدبرات امرا وغیرہا نصوص قاطعہ ہے۔ بلکہ اہل حقیقت کے نزدیک اول بھی کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیہ مدبرۃ الکل ہے بالخلافۃ المطلقۃ عن حضرۃ الاحدیہ تو اس قید کا ترک وہابیہ کو گنجائش دے گا۔
۲	۱۰	ذاتِ حق ان سے منزہ ہے	ذاتِ حق پر سب محال بالذات ہیں	لفظ تنزیہ استحالۂ ذاتیہ کی تعیین نہیں کرتا۔ اور بعد گزارش پھر وہی نگارش معلوم نہیں کس بنا پر ہے۔ کیا جہل و کذب وغیرہ وغیرہ میں کوئی عیب باری عزوجل کے لیے ممکن ہے یا اس زمانۂ فتن میں کہ امکانِ کذب پر مکذبین جان دیتے ہیں۔ تصریح استحالہ سے پہلو تہی چاہیے۔
۵	۲۱	ان میں باتباع سلف جو وجوہ مباح تعظیم مروجہ ہر ملک ہوں	مسلمانوں میں جو الخ	کلام قابلِ تاویل ضرور تھا کہ غیر محل منع میں اطلاق تجویز ہی اتباعِ سلف ہے۔ مگر وہابیہ کے لیے گنجائش تھی کہ فلاں فلاں امور سلف میں کب تھے۔ تو ان میں اتباعِ سلف کہاں؟
۱۰	۳	عامۃ الناس احکام غیر منصوصہ میں تقلید پر مامور ہیں	عامۃ الناس احکام غیر منصوصہ قطعیہ میں الخ	غیر مقلد کہہ سکتے ہیں کہ رفع یدین و قراءت خلف الامام و جہر آمین و امثالہا منصوصہ ہیں تو ائمہ مجتہدین کی تقلید نہیں یہی بات ہے کہ حدیث کے ہوتے ہوئے قولِ امام کی کیا حاجت؟
۱۶	۱۴	قوائے انسانیہ کو ملائکہ قوت نظریہ ہی کو جبریل ماننا خلاف نص و اجماع ہے	خلاف نص اجماع اور کفر قطعی ہے کہ ضروریاتِ دین کا انکار ہے	اس اضافہ کے اسقاط میں مصلحت سمجھ میں آئی۔ کیا یہ کفر قطعی نہیں، کیا یہ انکار ضروریاتِ دین نہیں۔ یا کافر کو کافر کہنا خلافِ تہذیب ہے؟
۱۶	۷	بعد بعثت اقدس بعثت نبی کا قائل ہونا کفر ہے	بعد بعثت اقدس بعثت نبی کو جائز ماننا یا اس کو ختم نبوت میں مخل نہ جاننا کفر ہے	اس سے عدول کی مصلحت بھی مفہوم نہ ہوئی۔ کیا صرف قائل ہونا کفر ہے؟ جائز ماننا کفر نہیں؟ یا اسے ختم نبوت میں مخل نہ جاننا کفر نہیں؟ یا کفار کی رعایت کرنی چاہیے۔ واغلظ علیہم اور ولیجدوا فیکم غلظۃ اور لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ اور لا یخافون لومۃ لائم اور کونوا قوامین بالقسط شہداء اللہ ولو علی انفسکم اور لا تاخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ وغیرہا آیات کا حکم؟ اور اس پر عمل فرض قطعی ہے یا نہیں؟

عرضِ اخیر

خوں شدم زاندیشۂ انجام ایں معیارِ حق — کایں ہمہ اصلاحہا گر ہست حاصل شد چہ شد
ہر کہ چوں من آزماید روشناسہ ہمچو من — ورنہ گر ابلیس آدم روے شامل شد چہ شد

من جرّب بتجربتی عرف معرفتی — جس نے میری طرح آزمایا وہ میری طرح جان لے گا

مولانا! اس مسودہ سے بعض عقائدِ اہلِ سنت پر عوام کو صرف اطلاع دینا مقصود نہیں بلکہ ایک معیارِ سنّیت قائم فرمانا ہے، کہ جو اس پر تصدیق کردے ہمارا ہے۔ ع چشم و دل را از دوست تو بسر در۔ اور جو نہ مانے بیگانہ ہے۔ ع سایہ اش دور باد از ما دور۔ مگر بہ ہزار افسوس یہ گزارش کہ یہ غرض اس مسودہ سے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی جب تک وہ ضلالتیں کہ آج کل مدعیانِ اسلام بلکہ مدعیانِ سنیت میں پھیلی ہوئی ہیں، تصریحاً ان کا ذکر اور ان سے تبریہ نہ ہو۔

مولانا! مجھے تجربہ ہوا ہے، ایک دو نہیں صدہا ایسے ابلیس آدم رو ملیں گے کہ ان مسائل پر دستخط کردیں گے۔ اور وہ نہ صرف سنیت بلکہ اسلام کے کٹر دشمن اور آپ کے جرگۂ حق میں شامل ہو کر آپکے مذہب کے بیخ کن ہوں گے۔ اسی لیے تو ائمہ کرام نے ایسوں کے اسلام کو کلمۂ شہادت ہرگز کافی نہ جانا، جب تک اپنے مسلکِ خبیثہ سے صراحۃً برارت نہ کریں۔

جامع الفصولین و وجیز کردری و بحر الرائق و درمختار وغیرہا میں ہے:

ولواتی بھما ای بالشھادتین علی وجہ العادۃ — عادۃً کلمۂ شہادت کا پڑھنا گمراہ کو مفید نہیں جب تک وہ اپنی
لم ینفعہ ما لم یتبرأ — ضلالتوں سے برارت نہ کرے۔

چند سال ہوئے ایک مولوی صاحب، شاہ صاحب، واعظ صاحب نے فقیر سے اپنی سنیت کی سند تحریری مانگی۔ فقیر نے انھیں لکھا حضرت! تصریح نفیِ فتن دائرہ چاہیے۔ الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون ۝ (کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آمنا کہنے سے چھٹی مل جائے گی اور وہ آزمائے نہ جائیں گے) پھر امورِ عشرین لکھ کر بھیجے، انھوں نے بے تکلف دستخط فرمادی۔ فقیر نے سندِ سنیت انھیں بھیج دی۔ وہ امور بعض اضافاتِ جدیدہ (کہ ان برسوں میں ان کی حاجت ہوئی کہ فتن روزانہ متجدد ہیں) عرض کروں انھیں غور فرمائیں۔ انجمن اگر ان کی اشاعت پسند فرمائے اور ان پر بلا دغدغہ تصدیق کو معیارِ سنیت ٹھہرائے تو ان شاء اللہ العزیز یہی کافی و وافی ہے۔ زیادہ کی ضرورت نہیں اور یہ نہ ہوں تو شرحِ عقائد و مقاصد و مواقف کے ترجمے چھاپ کر اس پر دستخط لیجیے ہرگز کفایت نہیں ــــــ مولانا! بحمد اللہ میں نے آپ کے رنگِ تحریر سے سمجھا کہ آپ صاف گو ہیں اور امرِ حق میں اسی کو پسند فرماتے ہیں اور الحق گو یہی پسند حق ہے:

فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین — جس کا حکم دیا گیا علی الاعلان فرمادیں اور مشرکین سے اعراض فرمائیں

بحمدہٖ سبحٰنہٗ یہی طریقہ فقیر کا ہے۔ ؎

فاش میگویم و از گفتۂ خود دلشادم — بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم

اب یہاں پانچ صورتیں ہیں:

(الف) اقوالِ ضلال کے قائلین اور کتب کی صریح تصریح
(ب) صرف نام کتب
(ج) متن میں صرف اقوال، اور حاشیہ پر نام قائل و کتاب
(د) حاشیہ پر صرف نام کتب
(ہ) مجرد اقوال بے اشعارِ نام قائل و کتاب

حاشا للہ طریقۂ خامسہ میں کفایت نہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے متعدد بار متعدد شہروں میں وہ دیکھے ہیں کہ ان عبارات کی نسبت ان سے سوال ہوا۔ صاف صاف حکمِ کفر و ضلال لکھ دیا۔ جب کہا گیا کہ یہ قول فلاں شخص یا فلاں کتاب کا ہے، فوراً پلٹ گئے کہ ان کو تو ہرگز نہ کہوں گا۔

مولانا! آج کل تو یہ حالتِ ایمان رہ گئی ہے۔ اللہ و رسول کو گالی دینا ضرور کفر ہے مگر زید گالی دے تو معاف ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۝ بہرحال میں یہاں طریق اوسط اختیار کرتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں کہ مبارک انجمن کونسا پسند فرماتی ہے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

میں نے قصد کیا تھا کہ امورِ عشرین سے وہ باتیں کہ مسودہ میں آگئی ہیں ساقط اور بعض جدید اضافہ کردوں۔ اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ تمام پہلے سے نفیس تر پیرایہ میں مع زیاداتِ کثیرہ جلیلہ جزیلہ ذکر کروں کہ انجمن پسند فرمائے تو یہی بس ہے۔ ورنہ یادگار رہے گی اور حق سبحانہٗ تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا کام دے گی۔ وباللہ التوفیق

یہاں اسے لکھنا چاہا تھا مگر بفضلہ تعالیٰ ایک کافی وافی نفیس مستقل رسالہ ہوگیا جس کا نام "نور الفرقان بین جند الالٰہ واحباب الشیطن" رکھا گیا۔ بعد تبییض ان شاء اللہ العزیز اگر انجمن مبارک کی خواہش ہوئی جداگانہ مرسل ہوگا۔ وللہ الحمد۔

(۸ و ۹) کے جوابات اس فہرست سے واضح ہوں گے جسے لکھنے کے لیے فقیر نے مولانا ابو العلا امجد علی صاحب سے گزارش کردی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسی نیاز نامہ کے ساتھ مرسل ہوگی۔ وہ امور کہ بعض جواباتِ سابقہ میں گزرے ضرور ملحوظِ خاطر رہیں۔

(۱۰) تلک عشق کاملۃ۔ اللہ عزوجل انجمن کو مبارک تر کرے۔ اور اہلِ سنت کو اس سے نفع عظیم پہنچائے کئی سال سے بحمدہٖ تعالیٰ فقیر اسے خالص انجمن اہلِ سنت و جماعت سمجھتا ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ کوئی امر قابلِ شکایت معلوم نہ ہوا۔ مگر مولانا اس فقیر حقیر کے ذمہ کاموں کی بے انتہا کثرت ہے۔ اور اس پر نقاہت و ضعف کی قوت، اور

اس پر محض تنہائی و وحدت۔ ایسے امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے سے مجبورانہ باز رکھتے ہیں خود اپنے مدرسہ میں قدم رکھنے تک کی فرصت نہیں ملتی۔ یہ خدمت کہ فقیر سراپا تقصیر سے میرے مولائے اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محض اپنے کرم سے لے رہے ہیں، بکل سنت و مذہب اہلِ سنت ہی کی خدمت ہے۔ جو صاحب چاہیں جتنے دن چاہیں فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں۔ مہینہ دو مہینہ سال دو سال۔ اور فقیر کا جو منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں اسی وقت مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرا کام کر سکتا تھا ـــــ اور جب بحمدہ تعالیٰ سارا وقت آپ ہی کے مذہب کی خدمت گاری میں گزرتا ہے تو اب یہ کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے۔ ورنہ فقیر کا عذر قابل قبول ہے۔

مولوی سید دیدار علی صاحب و مولوی ابو الفرح عبد الحمید صاحب نے فقیر سے ایک انجمن قائم کر کے اس کی خدمات انجام دینے کو فرمایا۔ فقیر نے گزارش کی کہ جو کام اللہ عزوجل یہاں سے لے رہا ہے ضروری ہے یا نہیں؟ فرمایا سخت ضروری۔ فقیر نے عرض کی دوسرے کوئی صاحب اس پر مقرر فرما دیجیے اور مجھ سے کوئی اور خدمتِ اہلِ سنت لیجیے۔ فرمایا نہ دوسرا کوئی یہ کر سکتا ہے نہ دس آدمی مل کر انجام دے سکتے ہیں۔ فقیر نے گزارش کی پھر عذر واضح ہے۔

غرض انجمن اہلِ سنت جو جو مقصد جب ان میں سے ایک نیرے مقصد و رہبر بالفعل موجود ہے تو اسی کو خدمتِ انجمن تصور فرمائیے میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں مذہب اہلِ سنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سنی بھائیوں کا خیرخواہ و دعاگو ہوں۔ البتہ وجوہِ مذکورہ بالا سے نہ کہیں آنے جانے کی فرصت نہ طاقت، نہ اپنا کام چھوڑ کر دوسرا کام لینے کی لیاقت وحسبنا اللہ ونعم الوکیل واللہ یقول الحق ویھدی السبیل۔ اس نیاز نامہ میں جو امور معروض ہوئے ہیں، جہاں کہیں مشورۂ خیر ہو ضرور مطلع فرمائیں۔ فقیر کی یہ حقیقت ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانۂ خلافتِ راشدہ میں فرماتے: لاخیر فیکم مالم تقولوا ولاخیر فی مالم اسمع تم مشورۂ خیر نہ دو تو تم میں بھلائی نہیں اور میں اس کو نہ سنوں تو مجھ میں بھلائی نہیں وفقنا اللہ تعالیٰ وایاکم وسائر اخواننا لکل خیر وحفظنا وایاکم من کل ضیر وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین وبارک وسلم امین۔ ۲۰ جمادی الآخرہ ۳۳ھ ہجری

مسئلہ: از ضلع میرٹھ مسئولہ محمد فضل الرحمن صاحب۔ ۲۴ ربیع الاول ۳۲ھ

ایک قطعہ اشتہار پروانۂ خداوندی مجھے اس قصبہ میں دستیاب ہوا ہے۔ لہٰذا ارسالِ حضور ہے۔ امید کہ مفصل مطلع فرمایا جائے کہ یہ اشتہار کہاں تک صحیح ہے۔

"پروانۂ خداوندی"

بسم اللہ الرحمن الرحیم صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔ یہ وصیت حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شیخ احمد خادم روضۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ہے کہ انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کی رات کو خواب میں قرآن شریف کی تلاوت فرماتے ہوئے دیکھا، اور فرمایا: اے شیخ احمد یہ دوسری وصیت تیری طرف ہے علاوہ اس پہلی وصیت کے۔ وہ یہ ہے کہ تم جملہ مسلمین کو رب العالمین کی طرف سے خبر کر دو کہ میں ان کے بابت ان کے

کثرتِ گناہ و معاصی کے سخت بیزار ہوں جس کا سبب یہ ہے کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک (کلمہ گو) نوے ہزار اموات ہوئی ہیں۔ جن میں ستر ہزار اسلام باقی تمام غیر اسلام، یعنی کفر پر مرے ہیں جس وقت ملائکہ نے یہ بات سنی تو انھوں نے کہا یا محمد آپ کی امت گناہوں کی طرف بہت مائل ہو گئی ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دی ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کی صورتوں کی تبدیلی کا حکم فرما دیا۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے رب ان پر تھوڑا صبر کر اور ان کو مہلت دے۔ جب تک یہ خبر میں ان کو پہنچا دوں پس اگر وہ تائب نہ ہوئے تو حکم تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ دائمی گناہوں یا کبیرہ گناہوں، زنا کاری، کم تولنے، کم میزان رکھنے، سود کھانے، شراب کے پینے کی طرف بہت مائل ہو گئے ہیں۔ اور فقراء و مساکین کو خیرات نہیں دیتے۔ اور دنیا کی محبت آخرت کی نسبت زیادہ کرتے ہیں۔ اور نماز کو ترک کر بیٹھے ہیں۔ اور زکوٰۃ نہیں دیتے پس اے شیخ احمد تو ان کو اس بات کی خبر دے۔ ان کو کہو کہ قیامت قریب ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہم نے اس سے پہلے بھی وصیت پہنچائی تھی لیکن یہ لوگ بے فرمانی اور غرور میں زیادہ دلیر ہو گئے۔ اور یہ آخری وصیت ہے۔ شیخ احمد خادم حجرہ شریف نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی اس کو پڑھے اور اس کی نقل کر کے ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچا دے وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا اور اس کی میں شفاعت کروں گا دنِ قیامت کے۔ اور جو اس کو پڑھے اور اس کی نقل نہ کرے وہ قیامت کو میرا دشمن ہوگا۔

اور کہا شیخ احمد نے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تین مرتبہ قسم کھاتا ہوں کہ یہ بالکل سچی بات ہے۔ اور میں اس میں جھوٹا ہوں تو خدا مجھ کو دنیا سے کافر کر کے نکالے۔ اور جو اس کی تصدیق کرے گا وہ دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا۔ صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

الجواب: جن باتوں کی اس میں ہدایت ہے وہ باتیں اچھی ہیں۔ ان کے احکام قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ ان پر عمل ضرور ہے۔ باقی یہ تمہید جو اشتہار میں لکھی گئی ہے بے اصل ہے۔ بارہا اس قسم کے اشتہار شائع ہوئے ہیں کسی میں خادم روضۂ انور کا نام صالح ہے، کسی میں شیخ احمد ہے۔ اور ایسے ہی بے ہودگی کے کلمات لکھے ہیں کہ اتنے مسلمان مرے ان میں سے صرف اتنے ایمان کے ساتھ گئے۔ اور باقی معاذ اللہ بے ایمان مرے۔ اس اشتہار میں تو اتنی رعایت ہے کہ نوے ہزار اموات میں صرف بیس ہزار معاذ اللہ کافر لکھے ہیں اور اشتہاروں میں تو گنتی کے مسلمان رکھے۔ رب عزوجل سے جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عرض نسبت کی ہے کس قدر بے معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۱۷ ربیع الثانی ۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ایک جاہل نے کوئی گناہ کیا جس کو قطعی نہ جانتا تھا کہ حلال ہے یا حرام۔ اور اسی یہ دوسرے گناہ کو عالم نے کیا۔ تو ان دونوں کے لیے از جانبِ شریعت حکم مختلف ہے یا نہیں۔ اگر مختلف ہے تو کیوں اور اگر مختلف نہیں ہے تو کیوں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ذنب العالم ذنب واحد وذنب الجاهل ذنبان عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ دوہرا گناہ۔ عرض کی یا

قیل ولم یا رسول اللہ قال العالم یعذب علی رکوبہ الذنب والجاھل یعذب علی رکوبہ الذنب وترک التعلم۔

رسول اللہ کس لیے، فرمایا عالم پر گناہ کرنے کا عذاب ہے اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کرنے کا ہے اور ایک عذاب نہ سیکھنے کا۔

مسئلہ: از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ سرکار کلاں مرسلہ حضرت سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم۔

۲۴ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ دوشنبہ

مولانا المعظم ذو المجد والکرم معظم و مکرم دام مجدہم بس از سلام مسنون عارضِ خدمت ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ جناب کی صحت و عافیت کا مستدعی بخیر ہوں۔ میں نے جناب سے سید ظہور حید رصاحب مرحوم کے لیے جو اُن کے نام سے ایک عدد کم کر کے تاریخِ وفات ان کی کر دینے کو کہہ آیا تھا اور جناب نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب اگر ہو گئی ہو تو روانہ فرمائیں۔ تقریظات الحدوث والقدوم اور التناسخ بھی روانہ ہوں جو بدایونی رسائل ہیں۔ اور اگر کوئی جدید رسالہ مبحث اذان میں شائع ہوا ہو تو روانہ ہو۔ کنز الآخرۃ جو چودھری صاحب سہاروی کی ہے وہ جدید الطبع سنا ہے کہ جناب کی نظر و اصلاح سے تمام گزری ہے، آیا یہ درست ہے؟ اور اس میں جو مسئلے پر امامت کے مسائل ہیں۔ قبروں پر چادریں چڑھانے کو بدعت سیئہ کے قسم اعتقادیہ اور باب زیارۃ القبور میں قبروں پر کچھ چڑھانے یا چومنے کو جو حرام اور بدعت لکھ دیا ہے۔ آیا یہ بھی جناب کے نزدیک صحیح ہے؟ اس سے مطلع فرمائیے۔ والسلام۔

الجواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بشرف ملاحظہ عالیہ حضرت صاحبزادہ والاقدر بالافخر حضرت جناب مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم۔ بعد تسلیم مع التکریم ملتمس، والاحضرت سید ننشاہ مہدی میاں صاحب قبلہ کے حکم سے ان عظیم بے فرصتیوں میں یہ کتاب فقیر نے بنائی۔ اغلاطِ شدیدہ کثیرہ عظیمہ شرعیہ کا نکالنا تو لازم و واجب ہی تھا، حکم یہ ہوا کہ اشعار کی بھی اصلاح کر۔ جس سے بلا مبالغہ اتنی بڑی کتاب نظم اور اتنے کثیر حواشی از سرِ نو تصنیف کرنی ہوئی۔ بلکہ تصنیفِ جدید میں اس کی نصف محنت بھی نہ ہوتی جو اس کے بنانے میں ہوئی۔ طبع اول کے صفحہ ۱۲۳ تک کہ طبع جدید کے صفحہ ۱۳۲ ہے، تمام اصلاحات کی نقل میں نے اپنے پاس رکھی، اور جناب چودھری صاحب کی خدمت میں گزارش کی کہ بعد تبییض یہاں پھر دیکھنے کو بھیج دیا کریں۔ جناب موصوف نے کچھ اجزا کاپی شدہ دیکھنے کو بھیجے۔ اس کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ اصلاح میں شدید تبدیلیں فرما دی ہیں۔ اس کے بعد مجھے چاہیے تھا کہ باقی کتاب واپس کرتا، مگر حکمِ حاکم سے چارہ نہ تھا۔ باقی کی بھی اسی محنت سے اصلاح کی اور چودھری صاحب سے عرض کر بھیجی کہ اب مبیضہ یہاں بھیجنے کی حاجت نہیں —— یہ مسئلہ چادر وغیرہ کا جو حضرت نے دریافت فرمایا ہے الحمد للہ کہ اسی صفحہ ۱۲۳ تک تھا۔ جس میں یہ دکھا سکتا ہوں کہ میری اصلاح یہ تھی: اور یہ حضرت خود ملاحظہ فرمالیں گے کہ طبع جدید میں اس کی کیا گت ہو گئی ہے۔

طبع اول کے صفحہ ۸۵ و ۸۶ پر کہ اب صفحہ ۹۲ تا ۹۴ ہے، اس میں یہ شعر "کچھ چڑھانا قبر پر یا چومنا الخ" کاٹ کر یہ بنایا تھا ؎

سجدۂ قبر اور طوافِ باخضوع　　　ان کے آگے جھکنا تا حدِ رکوع

طبع دوم میں وہی اپنا شعر رہا یہیں میں نے یہ اشعار اضافہ کیے تھے ؎

اولیاء سے استعانت ہے روا　　　وہ وسائل ہیں ترے پیشِ خدا
معطی و مالک فقط اللہ ہے　　　واسطہ اپنا ولی اللہ ہے
ہے توسل کی طلب قرآن میں　　　وابتغوا آیا ہے اس کی شان میں
دیکھ تفسیرِ عزیزی پارہ عم　　　لکھتے ہیں یوں شاہ صاحب محترم
اولیاء کرتے ہیں امدادِ بشر　　　چارہ رہیں بہر امدادِ بشر
اہلِ حاجت آج حاجت مانگ کر　　　اپنی مشکل کرتے ہیں حل سر بسر
یہ بھی فرمایا کہ نذرِ اولیاء　　　ہے تمام امت میں رائج بے خطا
ہے یہ مقصودِ شہ عبد العزیز　　　نذر عرفی ہے نہ شرعی اے عزیز
تحفہ جو لے جائیں شاہوں کے حضور　　　نذر کہتے ہیں اسے اہلِ شعور
فرقِ عرف و شرع سے غافل نہ ہو　　　کہہ نہ مشرک اہلِ الا اللہ کو
امتِ احمد کو جو مشرک کہے　　　خود ہے وہ نزدیک شرک و کفر سے
اور سماع و علم موتیٰ مطلقاً　　　اہلِ سنت کا ہے اجماع اے فتیٰ
مُردے مومن ہوں کہ کافر لاکلام　　　دیکھتے سنتے سمجھتے ہیں مدام
اس پہ ناطق ہے تواتر سے حدیث　　　ہے فنائے روح تو قولِ خبیث
وہ نہیں سنتے تو کیوں ان پر سلام　　　کیا شریعت چاہے پتھر سے کلام
عام کے یہ دھرم نہیں سنتے ضرور　　　ہیں یہی موتیٰ یہی من فی القبور

یہ بھی جب حق چاہے سنتے ہیں ندا
کیونکہ ان اللہ یسمع من یشاء

ملاحظہ ہو طبعِ دوم میں ان کی کیا تبدیلی ہوئی ہے۔ سب سے زیادہ سخت افسوس مجھے ان اشعار کا ہوا کہ نعت شریف میں میں نے اضافہ کیے تھے۔ وہ یہ ہیں ؎

حضرت علامِ کل بے شک رب　　　بخشتا ہے انبیاء کو علمِ غیب
ان کو کرتا ہے مسلط غیب پر　　　اوروں کو ان کے توسط سے خبر
ان پہ کر دیتا ہے روشن لاکلام　　　ختم تک دنیا و ما فیہا تمام
مصطفیٰ کو سب سے بخشا ہے سوا　　　ما یکون و ما کان جس کا جز ہوا
علم مانے شہ سے شیطاں کا وسیع　　　کس سے جز شیطاں ہو یہ کفرِ شنیع
علمِ غیب ان کا سا جو ثابت کرے　　　بچے پاگل جانور کے واسطے
وہ شقی مرتد عدو اللہ ہے　　　کافروں سے بھی سوا گمراہ ہے

جو کریں تنقیصِ شانِ شاہِ دیں　　لعنۃ اللہ علیہم اجمعین
مصطفیٰ ہی ہیں قیامت میں شفیع　　ہے انھیں کا حصہ یہ شانِ رفیع
فاتحِ بابِ شفاعت ہیں وہی　　کہفِ اربابِ شفاعت ہیں وہی
جو کبائر والے بے توبہ مریں　　وہ کریم ان کی شفاعت بھی کریں
جو کہے اس دن کے وہ شافع نہیں　　وہ ہے گمراہ و خبیث اے اہلِ دیں
فضلہ خوارانِ سگانِ اعتزال　　بکتے ہیں ایسے بد اقوالِ ضلال
ان کی گمراہی سے تم منہ موڑنا　　اپنے مولا کا نہ دامن چھوڑنا
وہ نہ ہوں شافع ہمارے گر وہاں　　کہیے ہم سوں کا ٹھکانہ پھر کہاں

ملاحظہ ہو کہ اس میں کتنا اور کیا باقی رہا۔ ان تمام اضافات پر حواشی تھے جن میں ہر لفظ کا آفتاب سے زیادہ ثبوت تھا وہ بھی اکثر حذف ہو گئے۔

اب حضرت اپنی مسئول عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ اشاعتِ اولیٰ میں اس حاشیہ کی عبارت یہ تھی:

صہ ہوتی ہے مکروہ الخ یعنی فاسق فاجر اور نابینا اور اہلِ بدعت اور جاہل کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے ولیکن بعض کے پیچھے مکروہِ تحریمہ اور بعض کے پیچھے مکروہِ تنزیہی یعنی اہلِ بدعت اور وہ جاہل جو قرأت توڑے اور ادھ کٹے حرفوں سے پڑھے۔ ان کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمہ ہوتی ہے۔ اور نابینا و فاسق کے پیچھے اگر وہ اہلِ بدعت اور جاہل نہ ہوں تو نماز مکروہِ تنزیہہ ہوتی ہے۔ اہلِ بدعت کے پیچھے اس لیے کہ حضرت نے فرمایا من احدث فی امرنا لیس منه فهو رد (ترجمہ: یعنی جس شخص نے نئی بات نکالی اپنی طرف سے بیچ دین ہمارے کے جو کہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے (مراد اس سے بدعتِ سیئہ ہے) پس وہ شخص یعنی بدعتی مردود ہے۔ اور ایک جگہ فرمایا کل بدعة ضلالة (ترجمہ) یعنی بدعت گمراہی کا راستہ ہے) پس جو شخص مرتکب ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنا چاہیے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمہ ادا ہوگی۔

واضح ہو کہ قبروں کے سجدہ کرنے والے اور اہلِ قبور سے منت ماننے والے اور فرقہائے باطلہ مثل خوارج و جبریہ و قدریہ کے۔ اور وہ ان پڑھ جاہل جو کہ کتاب و سنت سے بالکل ناواقف و بے بہرہ ہیں اور پھر ترکِ تقلید کرتے ہیں، یہ لوگ اہلِ بدعت ہیں۔ ان کی صحبت سے بچنا چاہیے۔ غرضیکہ جن باتوں پر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع ہو چکا ہے ان کے خلاف عقیدہ رکھنا یہی بدعت ہے۔

اس فقیر نے یوں بنایا تھا:

شہ پچھلے دو میں الخ یعنی جاہل اور نابینا اور ولد الزنا اور غلام، فاسق اور اہلِ بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن اگلے چار کے پیچھے مکروہِ تنزیہی، اور پچھلے دو کے پیچھے مکروہِ تحریمی ہوتی ہے جبکہ وہ فاسق معلن ہو یعنی اس کا فسق ظاہر اور مشہور ہو، ورنہ اس کے پیچھے بھی مکروہِ تنزیہی ہوگی۔ اور جبکہ اس مبتدع کی بدعت و بدمذہبی حدِ کفر تک

نہ پہنچی ہو، ورنہ اس کے پیچھے باطل محض ہوگی، جیسے آج کل کے روافض و وہابی و نیچری و قادیانی و چکڑالوی کہ اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہتے ہیں۔ اور غیر مقلد۔ حدیث میں فرمایا کل بدعة ضلالة ترجمہ: یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور اس سے مراد بدعتِ سیئہ ہے۔ پس جو شخص مرتکب ایسی بدعت کا ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھنا چاہیے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ادا ہوگی۔

واضح ہو کہ بدعتِ سیئہ دو قسم ہے عملی اور اعتقادی۔ عملی جیسے عَلَم، تعزیے اور قبروں کو سجدہ۔ اور اعتقادی جیسے تفضیلیہ و خوارج و جبریہ و قدریہ وغیرہ۔ یہ لوگ اہلِ بدعت ہیں۔ ان کی صحبت سے بچنا چاہیے۔ غرض جن باتوں پر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع ہو چکا ہے اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بدعت ہے۔ پھر ان میں جن کی بدعت حدِ کفر کو نہ پہنچی جیسے تفضیلیہ اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے ورنہ باطل محض ۱۲ منہ

اب اشاعتِ ثانیہ میں جس طرح کر لیا گیا ہے وہ پیشِ نظر ہے۔ اسی طرح بے شمار تبدیلات ہیں۔ اشعار میں بھی پھر اسی قسم کی اغلاط نے عود کیا ہے۔ صفحہ ۱۲۳ کے بعد کی اصلاحات یہاں نہ رہیں اگر وہ بھی ہوں، اور یہ کتاب مطابق اصلاحِ فقیر کوئی صاحب چھاپیں تو کتاب ثالث ہوگی۔ اور بفضلہ تعالیٰ اغلاطِ شرعیہ و شعریہ سے پاک۔

حضرت سیّد ظہور حیدر میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخِ وصال جبھی خیال میں آ گئی تھی، معروض ہے ؎

نحو لقاء جدہٖ　　اَمَّ ظهور حیدر
حن الی الجنان اذ　　تَمَّ ظهور حیدر
قیل متی هذا السفر　　هَمَّ ظهور حیدر
قلت لان بقّی السنة　　تَمَّ ظهور حیدر

۱۳۳۲　　۱۳۳۳

بدایوں کے رسالہ تناسخ اور رسالہ حدوث و قدم پر جو الفاظ نیاز مند نے لکھے تھے، ان کی نقل حاضر ہے۔ مولانا کے خط کی نقل گر بدایوں سے مل گئی ہو تو میں بھی دیکھتا۔

بو الاخدمت حضرت جناب سیدنا شاہ ابو القاسم حاج سید اسماعیل حسن میاں صاحب قبلہ تسلیم معروض۔

رسالہ "ہزار ضرب اقوی" جس میں مولوی عبد الغفار خاں صاحب کے چوتھے رسالہ "آثار المبتدعین" پر کامل ایک ہزار رد ہیں، تین چار روز میں ان شاء اللہ تعالیٰ طبع ہو جائے گا۔ بعونہ تعالیٰ حاضر کیا جائے گا۔ کلکتہ والوں کا رد حاضر ہے جسبِ تحریر اسمار تقسیم فرما دیا جائے۔ فقط

مسئلہ: مسئولہ احمد علی معمار محلہ ان محلہ برہی۔ روز پنجشنبہ۔ تاریخ ۹ محرم ۳۴ھ

ـہ بقی یبقی؛ سمع اور ضرب دونوں سے آتا ہے۔ علاوہ ازیں ضرب سے بمعنی انتظار لغتِ معروف ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد شیرینی اور کھانے کی چیزوں پر فاتحہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے اور عذر پیش کرتا ہے کہ فاتحہ دی ہوئی چیز کا اگر کچھ حصہ زمین پر گر گیا یا اور کسی قسم کی بے ادبی ہوئی تو فاتحہ دینے والا گنہگار ہوگا۔ ایسے شخص پر شرعاً کوئی عذاب یا ثواب ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ اس کا یہ خیال باطل اور یہ عذر لاطائل ہے۔ زمین پر بلا قصد گر جانے میں کچھ گناہ کسی کے ذمہ نہیں۔ اور اگر کوئی وہابی یا رافضی معاذ اللہ قصداً بے ادبی کرے تو اس کا گناہ اس کے سر کیوں باندھا جائے قال اللہ تعالیٰ لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ ہاں اگر دینے والا جان کر وہابی یا رافضی یا اور کسی کافر کو دے تو وہ بے ادبی کہ یہ لوگ کریں اس دینے والے کی طرف عائد ہوگی۔ شخص مذکور اگر واقعی یہ عقیدہ رکھتا ہے جو زبان سے کہا تو قرآن مجید کا مخالف ہے۔ کما تلونا۔ ورنہ ظاہر یہ ہے کہ وہ باطن میں فاتحہ اولیاء کرام کا منکر ہے۔ اور براہ تقیہ یہ عذر بیہودہ گڑھتا ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ شخص مستحقِ عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسائلِ شتی

تصوّف

"نہ وہ باتیں" خیال میں ہیں نہ یہی یاد کہ میں نے کیا بتائے تھے۔ مگر اس وقت جو نظر کی اب بھی بہ نگاہِ اوّلیں تین ہی مطلب ذہن میں آئے۔ عجب نہیں کہ یہ وہی مطالب ہوں جو اُس وقت فکر میں آئے تھے، یا غیر ہوں۔

شاعر "اربابِ تمکین" سے نہیں جو ایک حال پر مستقیم و مستقر رہے بلکہ "اصحابِ تلوین" میں سے ہے جن پر واردات مختلفہ مقتضی قضایائے مختلفہ وارد ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ان احوالِ گونہ گوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

"میخواہم" تو ظاہر ہے کہ عشق میں "اہلِ ہدایت" کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ اپنی خواہش کے پابند ہوتے ہیں۔ اور ان کی خواہش یہی کہ حبیب کو دیکھیں اور رقیب کو نہ دیکھیں۔

اور "نمی خواہم" تین مقاماتِ مختلفہ سے ناشی ہے، جن میں ایک دوسرے سے اعلیٰ ہیں۔

مقامِ اوّل: ۔ ادنیٰ مقام "جوششِ عشق و رشک ہے" یعنی دل کی خواہش تو یہی ہے کہ حبیب بے خلشِ رقیب جلوہ گر ہو۔ مگر "حبیب و رقیب" شدتِ مصاحبت سے متلازم ہیں کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے دیکھنے اور ایک کا نہ دیکھنا دوسرے کے نہ دیکھنے کو مستلزم ہے۔ نظر براں جب رشک جوش کرتا ہے، حبیب کو دیکھنا نہیں چاہتا کہ اس کی رویت بے رویتِ رقیب نہ ہوگی۔ اور رویتِ رقیب ہرگز منظور نہیں۔ اور جب عشق جوش زن ہوتا ہے، رقیب کو دیکھنا نہیں چاہتا کہ اس کا نہ دیکھنا حبیب کے نہ دیکھنے کو مستلزم ہوگا۔ اور دیدارِ حبیب سے محرومی گوارا نہیں۔

مقامِ دوم: ۔ اوسط "مقامِ فنائے ارادہ در ارادہ محبوب" یعنی خواہشِ دل تو وہی کہ حبیب بے رقیب متجلی ہو، مگر حبیب کا ارادہ اس کا عکس ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میں اسے نہ دیکھوں اور رقیب کو دیکھوں کہ غیظ پاؤں اور مُراد نہ پاؤں۔ جب فنائے ارادہ فی ارادۃ الحبیب کا مقام وارد ہوتا ہے میں اپنی اُس خواہشِ دلی سے در گزر کرتا ہوں۔

ے میل من سوئے وصال و قصد او سوئے فراق
ترک کام خود گرفتم تا بر آید کام دوست

ے فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے

مقامِ سوم: علیٰ "المقام فنا فی المحبوب" کہ خود اپنی ذات ہی باقی نہ رہے۔ غیر، و اضافات، و نسبت و تعلقات کہاں سے آئیں۔ رقیب کا غیر ہونا ظاہر، اور رویت حبیب کا تصوّر بھی تصوّرِ غیر ہے۔ کہ رویت تین چیزوں کو چاہتی ہے، رائی، مرئی، اور وہ تعلق کہ ان دونوں میں ہوتا ہے۔ بلکہ حبیب کو جاننا بھی بے تصوّرِ نفس ممکن نہیں کہ حبیب وہ جس سے محبت ہو۔ اور محبت کو ہر دو حاشیہ محب و محبوب و اضافت بینہما سے چارہ نہیں۔ جب میں ہمہ تن فنا فی المحبوب ہوں تو رقیب، حبیب و رویت و عدم رویت کو کون سمجھے؟ اور ارادہ و خواست کدھر سے آئے؟ لاجرم اُس وقت ان میں سے کچھ خواہش نہیں رہتی۔

اللّٰھم ارزقنا ھذا المقام فی رضاك، وصل وسلم وبارك علی مصطفاك وآلہ واولیائہ وکل من والاك۔ آمین واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ: از تریا ضلع بریلی مسئولہ امداد حسین صاحب ۹ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مدار صاحب کا سلسلہ بیعت کرنے کا ہے یا نہیں؟ تھا یا توڑ دیا۔ کیا ان کے خاندان میں بیعت ہونا روا ہے یا نہیں؟ کل وجہ تسمیہ اس سلسلہ کی تحریر فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ الشریف اکابر اولیائے عظام سے ہیں۔ مگر ولی ہونے کو یہ ضرور نہیں کہ اس سے سلسلۂ بیعت بھی جاری ہو۔ ہزاروں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں صرف چند صاحبوں سے سلسلہ بیعت ہے، باقی کسی صحابی سے نہیں۔ پھر ان کی ولایت کو کس کی ولایت پہنچ سکتی ہے۔ اس خاندان کا جو سلسلہ اکابر میں چلا آیا ہے وہ محض تبرک کے لیے ہے۔ جیسے حدیث شریف کا سلسلہ۔ باقی افاضہ کا اجرا اس سے نہ ہوا۔ جیسا کہ حضرت سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی نے سبع سنابل شریف میں ارشاد فرمایا۔ تو جسے بیعتِ صحیحہ سلاسلِ نافذہ متفقہ میں ہو وہ اپنے مشائخ سے تبرکاً اس سلسلہ کی بھی سند لے تو حرج نہیں۔ اور اسی پر اکتفا، اور خصوصاً اہلِ فسق، جو اکثر اس سلسلہ کا غلط نام بدنام کرنے والے ہیں ان سے رجوع، یہ باطل اور ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: محمد جعفر خاں الملقب بہ عارف ابو الحسینی قادری۔ محلہ چودھری بدایوں۔ ۱۹ صفر ۱۳۲۸ھ

اس مسئلہ میں علمائے دین و طریقت کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ کہ مثلاً زید نے خاندانِ قادریہ میں بیعت کی اور چند روز کے بعد پیر نے خلافت بھی مرحمت فرمائی، پھر بعد چند روز کے جامۂ طریقت بھی پہنایا یعنی فقیر بنایا۔ مگر اس کے بزرگ خاندانِ مداریہ سے بیعت کرتے چلے آئے ہیں اور نیز زید کا باپ سرگروہ بھی تھا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زید کو خاندانِ مداریہ کا طالب ہونا ضروری ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ زید کو اپنے بزرگوں کے خاندان کے طالب ہونے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ دوم۔ طالب اور مرید میں کیا فرق ہے؟

الجواب: اوّل۔ ان سے طالب ہونا ہرگز کچھ ضرور نہیں۔ بلکہ جب افضل السلاسل سلسلہ علیہ، عالیہ، صحیحہ، متصلہ، قادریہ، طیبہ، مبارکہ میں شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر فخرِ بیعت نصیب ہو چکا ہے تو اسے دوسری طرف اصلاً توجہ و پریشاں نظر ہی نہ چاہیے۔

دوم۔ مرید غلام ہے۔ اور طالب وہ کہ غیبتِ شیخ میں بضرورت یا باوجودِ شیخ کسی مصلحت سے جسے شیخ جانتا ہے یا مرید شیخ غیر شیخ ...... سے استفادہ کرے۔ اسے جو کچھ اس سے حاصل ہو وہ بھی فیضِ شیخ ہی جانے۔ ورنہ دو در کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں لا یفلح مرید بین شیخین۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ضرب اللّٰہ مثلا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون ورجلا سلما لرجل ھل یستویٰن مثلا الحمد للّٰہ بل اکثرھم لا یعلمون ہ نسأل اللّٰہ العفو والعافیۃ۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از کیمپ صدر بازار بریلی، مسئولہ امام علی شاہ صاحب۔ ۲ ربیع الاوّل شریف ۱۳۳۱ھ

بخدمت شریف جناب مخدوم و مکرم بندہ مولوی صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد ادائے آداب و تسلیمات کے عرض رسا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ ایک جگہ ایسا جھگڑا آپڑا ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ خاندانِ غوثیہ والے ایک صاحب یعنی خاندانِ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب نے مداریہ خاندان والوں سے کہا کہ ہمارا خاندان بڑا ہے، تم لوگ ہمارے یہاں بیعت ہو۔ انھوں نے کہا یعنی مداریہ والوں نے جواب دیا کہ ہمارا خاندان تمھارے خاندان سے اچھا نہیں ہے۔ اور اچھا بھی ہے تو خدا کے یہاں خاندان نہ پوچھا جائے گا بلکہ عمل پوچھے جاگا۔ خاندانِ غوثیہ والوں نے ثبوت پیش کیا کہ حضرت غوث پاک کے بارے میں جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔ مداریوں نے دریافت کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گردن پر بھی۔ اور حضرت حسنین علیہما السلام خواجہ حسن کی گردن پر بھی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ حبیب عجمی اور مدار صاحب کی گردن پر تھا یا نہیں؟ خاندانِ غوثیہ والوں نے جواب دیا کہ مدار صاحب کی گردن پر قدم تھا۔ اور جو صاحبان پہلے گزر چکے ہیں ان پر نہیں۔ خاندانِ مداریہ والوں نے جواب دیا، ہمارا خانوادہ طیفوریہ دوم اور تمھارا خانوادہ طوسیہ ہفتم ہے۔ ہمارے خاندان سے تمھارا خاندان بعد میں ہوا۔ اور مداریہ کہتے ہیں کہ مدار کا رتبہ غوث سے اعلیٰ ہے جناب کو تکلیف دے کر عرض ہے کہ مدار کے کیا معنی ہیں؟ اور جو درجہ مداریہ ہے اس کی کیا تشریح ہے؟ ان دونوں خاندان والے صاحبان میں کون حق پر ہیں اور کون سے نہیں؟ سوا آپ کے اور کوئی عالم صاحب اس مرحلہ کو طے نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہاں تک نوبت ہوگئی ہر دو جانب سے آمادہ فساد پر ہو جاویں تو عجب نہیں۔ ماشاء اللہ آپ عالم باعمل ہیں اور جملہ خاندانِ عالیہ سے سند یافتہ ہیں۔ اہلِ علم میں فساد ہونا موجب سبکی کا ہے۔ اور دونوں خاندان والے جناب کے قول کو صادق ہونے پر مضبوط ہیں اور کہتے ہیں کہ جو مولوی صاحب فرمائیں گے وہ ہم دونوں صاحبان کو منظور ہے۔ اللہ پاک جناب کو ہم سیہ کاروں پر ہمیشہ ہمیشہ سلامت اور قائم رکھے حضور کے ہونے سے جملہ صاحبان اہلِ آلام کو ہر طرح کی تقویت حاصل ہے۔ زیادہ حدِ ادب۔

الجواب: عوام کو ایسے امور میں بحث کرنا سخت مضرت کا باعث ہوتا ہے۔ مبادا کسی طرف گستاخی ہو جائے تو عیاذاً باللہ سخت تباہی و بربادی، بلکہ اس کی شامت سے زوالِ ایمان اندیشہ ہے۔ حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس اللہ سرہا العزیز ضرور اکابر اولیا سے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا رتبہ بہت اعلیٰ و افضل ہے۔ غوث اپنے دور میں تمام اولیائے عالم کا سردار ہوتا ہے۔ اور ہمارے حضور امام حسن عسکری

رضی اللہ عنہ کے بعد سے سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تک تمام عالم کے غوث اور سب غوثوں کے غوث اور سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں، اور ان سب کی گردن پر ان کا قدم پاک ہے۔

امام ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی بن شنطوفی قدس اللہ سرہ العزیز کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں بسند مسلسل دو اکابر اولیاء اللہ معاصرین حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدی احمد ابن ابی بکر حریری وحضرت ابو عمر عثمان ابن صریفینی قدس اللہ اسرارہما سے دو حدیثیں روایت فرمائیں پہلی کی سند یہ ہے: اخبرنا ابو المعالی صح ابن احمد علی البغدادی المالکی سنۃ احدی وسبعین وستمائۃ قال اخبرنا الشیخ ابو الحسن البغدادی المعروف بالخفاف قال اخبرنا شیخنا الشیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر ن الحریمی بہ سنۃ ثمانین وخمسمائۃ۔ اور دوسری سند یہ ہے: اخبرنا ابو المعالی قال اخبرنا شیخ ابو محمد عبد اللطیف البغدادی المعروف بالمطرز ببغداد سنۃ خمس وعشرین وسنۃ مائۃ قال اخبرنا شیخنا ابو عمر عثمان الصریفینی۔ وان دونوں حدیثوں کا متن یہ ہے کہ دونوں حضرات کرام نے فرمایا:

وَاللہ ما اظہر اللہ تعالیٰ وَلا یظہر الی الوجود مثل الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند نہ کوئی ولی عالم میں ظاہر کیا نہ ظاہر کرے۔

نیز امام ممدوح کتاب موصوف میں حضرت سیدی ابو محمد بن عبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو فرماتے سنا:

ما اوصل اللہ تعالیٰ ولیا الی مقام الا وکان الشیخ عبد القادر اعلاہ، ولا یبقی اللہ حبیبا کاسا من حبہ الا وکان الشیخ عبد القادر اھناہ، ولا وھب اللہ لمقدس حالا الا وکان الشیخ عبد القادر اجلہ، وقد اودعہ اللہ تعالیٰ سرا من اسرارہ سبق بہ جمہور الاولیاء، وما اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متادب معہ الی یوم القیامۃ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا شیخ عبد القادر کا مقام اس سے اعلیٰ ہے۔ اور جس پیارے کو اپنی محبت کا جام پلایا شیخ عبد القادر کے لیے اس سے بڑھ کر خوشگوار جام ہے۔ اور جس مقرب کو کوئی حال عطا فرمایا شیخ عبد القادر کا حال اس سے اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرار سے وہ راز ان میں رکھا ہے جس کے سبب ان کو جمہور اولیاء پر سبقت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جتنے ولی ہوگئے یا ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبد القادر کا ادب کریں گے۔

یہ شہادتیں ہیں حضرت خضر اور حضرات اولیاء کرام کی علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم — کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے — سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ احکم

مسئلہ: از کانپور محلہ پرانی سبزی منڈی کی مسجد متصل چوک مرسلہ عبد الرشید ۸ شعبان ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی درویش کہتا ہے کہ پیر کی شکل پر متشکل ہو کر خداوند تعالیٰ مرید سے ملاقات کرتا ہے اور دلیل کتاب "انتباہ" شاہ ولی اللہ صاحب کی لاتا ہے مضمون کتاب ہذا یہ ہے کہ "حضرت سلطان الموحدین برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الحق مخدوم مولانا قاضی خاں صاحب یوسف ناصحی قدس سرہ العزیز چنیں میفرمود کہ صورت مرشد کہ بظاہر ادیدہ میشود مشاہدۂ حق سبحانہ وتعالیٰ است بے پردۂ آب وگل کہ ان اللہ خلق آدم علیٰ صورۃ الرحمٰن۔ ومن رآنی فقد رأ الحق۔ اگر تجلی ذات خواہی صورت انسان بیں ذات حق را آشکارا اندرو خندہ بیں" اکثر علما دریں عبارت مذکور را مخالف ہستند۔ با دلیل معتبرہ عند الشرع شریفہ ہر چہ حق باشد بینوا توجروا۔

الجواب: قول مذکور گستاخی اور دریدہ دہنی ہے۔ اور عبارت انتباہ سے اس پر استدلال غلط فہمی۔ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ لو بقضّہ وقضیضہ، مظاہر ومجالی حضرت خالق عز وجلالہ ہے۔ فی الافق وانفسکم افلا تبصرون ہ ما رأیت شیئا الا ورأیت اللہ فیہ۔ مظہر اول واعظم، واجل واتم واکمل کہ مظہر ذات ہے۔ ذات اقدس حضور پر نور سید الکائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات ہے۔ باقی تمام عالم حسب استعداد اس پرتو حسن کا پرتو در پرتو بواسطہ ووسائط ہے۔ شیخ جس میں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور بصفت ہدایت وارشاد وتربیت متجلی ہے، اور عالم ملکوت عالم ملک سے ازکیٰ واصفیٰ، واجلیٰ وابہیٰ واحلیٰ ہے، تو اس سے مشاہدہ ایک زیادہ صاف ومجلی آئینہ سے مشاہدہ ہے۔ ورنہ متجلی شکل وتشکل سے منزہ ومتعالی ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

عہ کل کالکل "منجز" عبدالمنان اعظمی

مسئلہ: از مقام موضع سرنیاں ضلع بریلی۔ بتاریخ ۱۰ شوال ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سائل دریافت کرتا ہے، پیر ومرشد کا کیا حق ہے مرید کے روپیہ واسباب میں کتنا مرشد کو دیوے اور کتنا مرید اپنے خرچ میں لاوے۔ وہ بات تحریر فرمائی جاوے جس سبب سے پیر کے حق سے چھوٹے، تاکہ قیامت میں مواخذہ نہ ہو۔ اور پیر ومرشد کی حکم عدولی کرے اور جیسا کہ مرید کو حکم ہوا اس پر عمل نہ کرے ایسے مرید کے لیے کیا حکم ہے۔ اور قیامت میں مواخذہ ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الجواب: پیر واجبی پیر ہو، چاروں شرائط کا جامع ہو۔ وہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ اس کے حقوق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے پرتو ہیں جس سے پورے طور پر عہدہ برا ہونا محال ہے۔ مگر اتنا فرض ولازم ہے کہ اپنی حد قدرت تک ان کے ادا کرنے میں عمر بھر ساعی رہے۔ پیر کی جو تقصیر رہے گی اللہ ورسول معاف فرماتے ہیں یہ پیر صادق کہ ان کا نائب ہے یہ بھی معاف کرے گا کہ یہ تو ان کی رحمت کے ساتھ ہے۔ ائمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ مرشد کے حق باپ کے حق سے زائد ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے، اور پیر روح کا باپ ہے۔ اور فرمایا ہے کہ کوئی کام اس کے خلاف مرضی کرنا مرید کو جائز نہیں۔ اس کے سامنے ہنسنا منع ہے، اس کی بغیر اجازت بات کرنا منع ہے، اس کی مجلس میں دوسرے کی طرف متوجہ ہونا منع ہے، اس کی غیبت میں اس کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھنا منع ہے۔ اس کی اولاد کی تعظیم فرض ہے، اگرچہ بے جا حال پر ہوں۔ اس کے کپڑوں کی تعظیم فرض ہے۔ اس کے بچھونے کی تعظیم فرض ہے۔ اس کی چوکھٹ کی تعظیم فرض ہے۔ اس سے اپنا کوئی حال چھپانے کی اجازت نہیں۔ اپنے جان ومال کو اسی کا سمجھے۔

پیر کو نہ چاہیے کہ بلاضرورتِ شرعی مریدوں کو مالی تکلیف دے۔ انھیں جائز نہیں کہ اگر اسے حاجت میں دیکھیں تو اس سے اپنا مال دریغ رکھیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس کی ملک اور بندۂ بے دام سمجھے، اس کے احکام کو جہاں تک بلا تاویلِ صریح خلافِ حکمِ خدا نہ ہوں، حکمِ خدا و رسول جانے۔ وباللہ التوفیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از موضع نیشٹھ ضلع امرتسر ڈاک خانہ خاص متصل اسٹیشن اٹاری۔ مسئولہ سید رشید الدین صاحب عرف سید محمد عبد الرشید بریلوی۔ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ عظامِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ صاحبِ ارشاد مرفوع الاجازت شیخ کا اپنی زوجہ کو بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص کہے کہ اپنی منکوحہ کو بیعت کرنا جائز نہیں بلکہ حرام بتاتا ہے، کیونکہ زوجہ بیٹی بن جاتی ہے اور نکاح نہیں رہتا بلکہ فسخ ہو جاتا ہے۔ اور نیز یہ دلیل بھی بیان کرتا ہے کہ یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ اور نہ کسی نے خلفائے راشدین میں سے ایسا کیا۔ اور نہ کسی سلف صالح نے سلف صالحین میں سے اپنی زوجہ کو بیعت کیا ہے۔ پس یہ قول اس شخص کا صحیح ہے یا غلط و مردود۔ بیّنوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب: زوجہ کو مرید کرنا جائز ہے۔ تمام امتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مرید ہی ہوتی ہے۔ پھر وہ انھیں میں سے تزوج فرماتے ہیں۔ مرید حقیقۃً اولاد نہیں ہوتا۔ وہ ایک دینی علاقہ ہے جو نہ صرف پیر بلکہ استاذِ علمِ دین کو بھی شاگرد پر حاصل ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم اور زوجہ کو مسائلِ دینی تعلیم کرنے کا زوج کو حکم ہے۔ قال تعالیٰ قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ محمد تقی صاحب از رندیر ضلع خاندیس شرقی بر مکان قاضی صاحب ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۳ھ

کرامت اور فیض میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

الجواب: کرامت خرقِ عادت ہے کہ ولی سے صادر ہو۔ اور فیض و برکات اور نورانیت کا دوسرے پر القا فرمانا ہے۔ یہ القا اگر بر خلافِ عادت ہو تو فیض بھی ہے اور کرامت بھی۔ جیسے حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک نصرانی کے گھر تشریف لے جا کر، اسے سوتے سے جگا کر کلمہ پڑھنے کا حکم دیا۔ اس نے فوراً پڑھ لیا۔ فرمایا فلاں جگہ کا قطب مر گیا ہے ہم نے تجھے قطب کیا نیز ایک بار ایک نصرانی کو کلمہ پڑھا کر اسی وقت ابدال میں سے کر دیا۔ اور اگر موافقِ عادت تربیت و ریاضات و مجاہدات سے ہو تو فیض ہے، کرامت نہیں۔ اور اگر خلافِ عادت غیرِ القائے مذکور ہو جیسے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا مُردے کو زندہ، زندہ کو مردہ فرما دیا، تو کرامت ہے فیض نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از کوہ شملہ لکڑ بازار، کوٹھی دوری۔ مرسلہ عبد الرحیم خاں ۸ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ

مخدوم و مکرم اعلیٰ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب زِید مجدہٗ سلام مسنون نیاز مندانہ کے بعد عرضِ خدمت ہے زید کہتا ہے بیعتِ غائبانہ کوئی شے نہیں اور زید جنابِ والا معتقد ہے۔ لہٰذا بیعتِ غائبانہ جس حدیث شریف سے ثابت ہو جنابِ والا تحریر فرما کر اور مُہر سے مزین فرما کر مشکور فرما دیں تاکہ زید کی تسلی کر دی جاوے۔ اور وہ اگر حاضری سے معذور ہے تو آنحضرت سے غائبانہ بیعت کا شرف حاصل کرے۔ اس کا جواب اس پتہ پر روانہ فرمائیے۔

کوہ شملہ بمعرفت امام جامع مسجد عبد الرحیم کو ملے۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم	وہ جو تم سے بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

اور فرماتا ہے:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ	بے شک اللہ راضی ہوا مسلمانوں سے جب وہ تم سے بیعت کرتے ہیں درخت کے نیچے۔

صحیح بخاری شریف میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے، جب یہ بیعت ہوئی ہے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب تھے۔ بیعت حدیبیہ میں ہوئی اور وہ مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہنے ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر اسے اپنے دوسرے دستِ مبارک پر مار کر ان کی طرف سے بیعت فرمائی اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ لفظ حدیث یہ ہیں:

واما تغیبہ عن بیعۃ الرضوان فلو کان احد اعز ببطن مکۃ من عثمان لبعثہ فبعث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عثمان وکانت بیعۃ الرضوان بعد ما ذھب عثمان الی مکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدہ الیمنی ھذہ ید عثمان فضرب بھا علی یدہ وقال ھذہ لعثمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از موضع لچھمی پور ڈاک خانہ سگرام پور تحصیل بسولی ضلع بدایوں مسئولہ احمد حسین محررہ روز دو شنبہ ۱۵ ذوالحجہ ۳۳ھ

جنابِ فیض مآب، فیض بخش، فیاضِ زماں مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام افضالہ۔ بعد سلام علیک دست بستہ کے عرضِ خدمت میں یہ ہے (۱) کہ جیسا اور خاندانوں میں سلسلۂ پیری مریدی جاری ہے، اسی طرح سے جناب حضرت "شاہ مدار" صاحب کا ہے یا نہیں؟ (۲) خدام زیارت مکنپوری اپنے تین خاندان خف، وجدی "شاہ مدار" صاحب سے بتلاتے ہیں۔ لہٰذا ان سے بیعت ہونا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ فی زمانہ چار ہی خاندان کی بیعت سُنی اور خاندان کی نہیں سُنی، اور نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ مرید حضرت شاہ مدار صاحب مرید حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث اعظم سے زیادہ ہیں۔ یہ امر تصدیق طلب ہے۔ لہٰذا تصدیعہ دہ کہ براہ غربا پروری و بندہ نوازی حکم سے اطلاع بخشی جاوے۔

الجواب: حضور سیدنا غوث الاعظم علیہ الرضوان سید الاولیاء ہیں حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ کو ان سے افضل کہنا جہل و طغیان و افترا و بہتان ہے۔ بیعت کے لیے لازم ہے کہ پیر چار شرطوں کا جامع ہو (۱) سُنّی صحیح العقیدہ (۲) صاحبِ سلسلہ (۳) غیر فاسق معلن (۴) اتنا علمِ دین رکھنے والا کہ اپنی ضروریات کا حکم کتاب سے نکال سکے۔ جہاں ان شرطوں میں سے کوئی شرط کم ہے، بیعت جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از بنارس چھاؤنی محلہ ڈیوڑی تھانہ سکرور مسئولہ مولوی عبد الوہاب۔ سہ شنبہ ۲۰ صفر ۱۳۳۲ھ

کسی کو جبراً مرید کرنا اور نابالغوں کو بغیر ان کے والدین کی اجازت کے دستِ بیع کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ فقط

الجواب: مریدی اور جبر دونوں متباین ہیں جمع نہیں ہو سکتے۔ مریدی اپنے دل کی ارادت سے ہے نہ کہ دوسرے کے جبر سے۔ ایسا جبر وہ کرتے ہیں جنھیں مریدوں سے کچھ تحصیل کرنا ہوتا ہے یا کثرت مریدین سے اپنی شہرت۔ نابالغ اگر ناسمجھ ہے تو بے اجازتِ ولی اُسے مرید کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ ہاں تعلیقِ ارادت ممکن ہے جس کا قبول اس کے عقل و بلوغ پر موقوف رہے گا۔ اگر کسی میں رشد کے آثار پائے اور گمان کرے کہ اس کے زمانۂ عقل تک شاید اپنی عمر وفا نہ کرے اور اسے شیخ کی حاجت ہو۔ اور زمانہ کی حالت یہ ہے کہ ع اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ٭ پس بہر دستے نہ باید داد دست۔ ولہذا اسے اپنا کرلے، اور وہ زمانۂ عقل تک پہنچ کر اسے قبول کرلے تو بیعت کی تکمیل ہوجائے گی۔ اور اگر عاقل ہے اور اس کی رغبت دیکھے تو مرید کرسکتا ہے، اجازتِ والدین کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از کلکتہ بڑا بازار، سوناپٹی گنیش بھگت کا کٹرہ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ

۱۔ ایک شخص ایک آدمی سے مرید ہے پہلے وہ کچھ نہیں جانتا تھا اور علم بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ علم بخشا تو وہ دیکھتا ہے کہ جو پیر ہمارا ہے وہ ہم سے بھی بدتر ہے افعال میں، اور صرف اردو قرآن شریف کے کچھ نہیں جانتا ہے۔ اور قرآن شریف بھی دیکھ کر پڑھتا ہے اور کچھ نہیں جانتا۔ اور کھانا کپڑا بھی مانگ کے چلاتا ہے اور رات دنیا کے کاموں میں مشغول رہتا ہے۔ اب وہ شخص جو مرید ہوا ہے اس کا سوال ہے کہ میں دوسرے سے پھر مرید ہوجاؤں تو اچھا۔ تو آپ کی کیا رائے ہے۔ اور جس شخص سے پہلے مرید ہے وہ خاندانی سید ہے۔ اور اس خط کے شامل شجرہ بھی ان کا جاتا ہے۔

۲۔ ایک شخص گویا کلکتہ میں ہے اور اس کے دل میں ہے کہ میں مرید ہوجاؤں تو اچھا۔ مگر وہ جس سے مرید ہونا چاہتا ہے وہ دوسرے ملک میں ہے۔ پھر وہ کس طرح سے مرید ہو سکتا ہے؟

الجواب: حسبِ تصریح ائمہ کرام پیر میں چار شرطیں لازم ہیں۔ اول سنی صحیح العقیدہ، دوم علمِ دین بقدر کافی رکھتا ہو، سوم کوئی فسق علانیہ نہ کرتا ہو، چہارم اس کا سلسلہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک صحیح اتصال سے ملا ہو۔ اگر کسی شخص میں ان چاروں میں سے کوئی شرط کم ہے اور ناواقفی سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا بعد کو ظاہر ہوا کہ وہ بدمذہب یا جاہل یا فاسق یا منقطع السلسلہ ہے تو وہ بیعت صحیح نہیں۔ اسے دوسری جگہ مرید ہونا چاہیے جہاں یہ چاروں شرطیں جمع ہوں۔

(۲) بیعت بذریعہ خط و کتابت بھی ممکن ہے۔ یہ اسے درخواست لکھے وہ قبول کرے اور اپنے قبول کی اس درخواست دہندہ کو اطلاع دے اور اس کے نام کا شجرہ بھی بھیج دے۔ مرید ہوگیا۔ کہ اصل ارادت فعلِ قلب ہے والقلم احد اللسانین۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ مولانا سید دیدار علی صاحب الوری اواخر شعبان ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین دربارہ ایسے شخص کے جو فتویٰ دے ایسا کہ جو کوئی خاندانِ عالیہ قادریہ کو اور خاندانوں سے افضل و اعلیٰ نہ جانے اور باوجود افضلیت کے پھر دوسرے خاندانوں میں بیعت حاصل کرے وہ ضال اور مضل اور ذریتِ شیطانِ لعین میں سے ہے۔ ایسا کہنے والا یا فتویٰ دینے والا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: بلاشبہہ خاندانِ اقدس قادری تمام خاندانوں سے افضل ہے کہ حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاولیاء و امام العرفاء و سید الافراد و قطبِ ارشاد ہیں۔ مگر حاشاللہ کہ دیگر سلاسل حقہ راشدہ باطل ہوں یا ان میں بیعت ناجائز و حرام ہو۔ اس کی نظیر بعینہٖ مذاہبِ اربعہ اہلِ حق ہیں۔ ہمارے نزدیک مذہبِ مہذب حنفی افضل المذاہب و اوضح المذاہب و اوہا بالحق ہے مگر حاشا کہ متبعانِ مذاہبِ ثلٰثہ باقیہ عیاذاً باللہ ضال و مضل ہیں۔ ایسا کہنا خود صریح باطل و غلو ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

از کانپور، مرسلہ مولوی آصف صاحب از کتاب وقف ۲۲۲/۲۹۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو پتہ یا درخت بوجہ غفلتِ تسبیح گر جاتا ہے، یا جانور ذبح کردیا جاتا ہے تو پھر بعد از سزائے غفلت اس کا تسبیح میں مشغول ہونا ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب: رب عزوجل فرماتا ہے یسبح لہ السموٰت السبع والارض ومن فیھن وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔ اس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ یہ کلیہ عامہ جمیع اشیاءِ عالم کو شامل ہے۔ ذی روح ہو یا بے روح۔ اجسامِ محضہ جن کے ساتھ کوئی روحِ نباتی بھی متعلق نہیں، دائم التسبیح ہیں کہ "ان من شیء" کے دائرے سے خارج نہیں۔ مگر ان کی تسبیح بے منصبِ ولایت نہ مسموع نہ مفہوم۔ اور وہ اجسام جن سے روحِ انسی یا ملکی یا جنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہے ان کی دو تسبیحیں ہیں۔ ایک تسبیحِ جسم، کہ اس روحِ متعلق کے اختیار میں نہیں وہی ان من شیء کے عموم میں اس کی اپنی ذاتی تسبیح ہے۔ دوسری تسبیحِ روح، یہ ارادی اختیاری ہے اور برزخ میں ہر مسلمان کو مسموع و مفہوم۔ اس تسبیحِ ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نبات کو قتل و قطع سے دی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد یا جب جانور مر جائے یا نبات خشک ہوجائے منقطع ہوجاتی ہے۔ ولہذا ائمۂ دین نے فرمایا کہ تر گھاس مقابر سے نہ اکھیڑیں فانہ مادام رطبا یسبح للہ فیؤنس المیت کہ جب تک وہ تر ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو میت کا دل بہلتا ہے۔ مگر قتل و قطع، و موت و یبس کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفسِ جسم کی تھی جب تک اس کا ایک جزء لایتجزیٰ باقی رہے گا منقطع نہ ہوگی کہ "ان من شیء الا یسبح بحمدہ"، اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلقِ روح نہ رہنے سے منقطع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اورادووظائف

مسئلہ: ۔ از صاحب گنج گیا ۔ مسئولہ چراغ علی صاحب ۔ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۵۱ھ

سوال چہارم یہ ہے " السلام علیکم یا خواجہ عبدالکریم ۔ جانب مشرق ، السلام علیک یا خواجہ عبدالرحیم ۔ جانب شمال ، السلام علیک یا خواجہ عبدالرشید ۔ اور جانب جنوب السلام علیک یا خواجہ عبدالجلیل ۔ بعدہٗ یہ پڑھنا اللھم انت قدیم ازلی تتزیل العلل ولم تزل ولا تزال ارحمنی برحمتك یا ارحم الراحمین ۔ اللھم اغفر لامة سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ارحم امة سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ بعدہٗ پڑھنا درود شریف کا بعد و طاق جائز ہے یا نہیں ؟ اس کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں بھی لکھا ہے اور نیز کیمیائے سعادت میں ہے ۔

الجواب: ۔ دعائے مذکور جائز ہے اور اس میں بہت برکات ہیں ۔ یہ چاروں حضرات جہات اربعہ میں اوتاد اربعہ ہیں ۔ یہ اسمائے طیبہ ان کے اشخاص کے نہیں بلکہ عہدہ کے ہیں جس طرح ہر غوث کا نام عبداللہ اور اس کے دونوں وزیروں کے نام عبدالملک اور عبدالرب ہیں ۔ جو اس عہدہ پر مقرر ہوگا ظاہر میں کچھ نام رکھتا ہو یا باطن میں اس کا یہ نام رکھا جائے گا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ: ۔ از سہسوان محلہ مستولی ٹولہ مرسلہ پرورش علی صاحب

نسیان کا مجرب علاج کیا ہے ؟

الجواب: ۔ دفع نسیان کو ، بار سورۃ الم نشرح ہر شب سوتے وقت پڑھ کر سینہ پر دم کرنا ۔ اور صبح ، ا بار پانی پر دم کرکے قدرے پینا ۔ اور چینی کی رکابی پر یہ حروف اھ ط م ف ش ذ لکھ کر پلانا نافع ہے ۔ اور چالیس روز سفید چینی پر مشک و زعفران و گلاب سے لکھ کر آب تازہ سے محو کرکے پئیں ۔ تسمیہ اس کے بعد فسهل یا الٰھی کل صعب بحرمة سید الابرار سهل ۔ یا محی الدین اجب ، یا جبرئیل بحق یا بدوح ۔ والسلام ۔

مسئلہ: ۔ از مقام سورول ضلع ایٹہ ۔ اللہ دیا و چندو منہار ۔ روز دوشنبہ تاریخ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

رہنمائے دین متین مرشد راہ یقین بندہ دام فیضہ ۔ بعد اظہار لوازم کے یہ عاصی پر معاصی بندہ خاکسار حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہے ، آج کل مجھ کو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوں ۔ اور حضور مجھ کو ذکر قلبی بتلا دیجیے ۔ آپ حضور لکھ دیں فوراً خدمت میں حاضر ہوں ۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا اسم شریف کیا ہے ، وہ مجھ کو تحریر کر دیجئے گا ۔ اور ایک حافظ آئے تھے " سرائے ترین " ، سوداگر کنگھی والے ، وہ مجھ کو ایک حاضرات بتلا گئے ہیں حضور

اجازت دیں تو عمل میں لاؤں سورۂ رحمٰن کے دوسرے رکوع میں ہے یا معشر الجن ۔ حضور اس کا جواب بہت جلد دیجیے گا ۔ اور خان حمید الدین شاہ صاحب مجھ کو ایک عمل ہمزاد تجربہ کار دے گئے ہیں ۔ وہ اب تک اجازت حضور کے نہیں کیا ۔

الجواب: ۔ حاضرات جن سے جنوں کو بلانا اور ان سے صحبت و ملاقات مقصود ہو محمود نہیں ۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ فرماتے ہیں ، کم سے کم وہ ضرر کہ جن کی ملاقات سے ہوتا ہے " یہ کہ آدمی متکبر ہو جاتا ہے " یہ کتنا بڑا ضرر ہے جسے قرآن عظیم میں فرمایا ۔ کیا متکبروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ۔ ذکر کے طریقے کثیر ہیں ۔ تلاوت قرآن عظیم و کلمۂ طیبہ اور درود شریف کی کثرت رکھیے ۔ اور جو اذکار بطریقۂ اشغال ہیں وہ بالمشافہ سیکھنے سے خوب آتے ہیں ۔ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا اسم شریف یُوحَانِذ ہے ۔ وہو تعالیٰ اعلم ۔

فوائدِ حدیثیہ

مسئلہ: ۔ از ریاست عثمان پور ضلع بارہ بنکی مرسلہ مولوی محمد مظہر الحق صاحب نعمانی ردولوی نائب ریاست مذکور ہر ربیع الآخر شریف سنہ ۱۳۲۱ھ

"سوال اصل میں مذکور نہیں"

الجواب: ۔ مولانا المکرم اکرمکم اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فقیر حقیر حاشا للہ اس لفظِ گراں مایہ مہین پایہ کے ہزارویں لاکھویں حصے کے لائق نہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ حضرات علمائے کرام اہل سنت اپنے کرم سے جن الفاظِ عالیہ سے چاہتے ہیں نوازتے ہیں ــــــ مگر تحقیقِ لفظ کے لیے گزارش ہے کہ حدیث میں رأس حسب محاورۂ عرب ضرور بمعنی آخر ہے۔ ولہٰذا علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں مجدد کے لیے ضروری ہے ان تمضی علیہ المائۃ وھو عالم مشھور مفید لیکن ایسی اشیائے متوالیہ میں حدِ فصل ایک آن مشترک ہوتی ہے کہ وہ جس طرح اول کے آخر ہے یوں ہی آخر کے اول، اور عمر تجدید مجدد ہرگز ختم صدی سے ختم و منتہی نہیں ہوجاتا بلکہ وہ آخر اول و اول آخر دونوں میں ہوتا ہے۔ تمضی علیہ المائۃ وھو کذا ہی اس پر دلیل ہے اور تمام مجددین معدودین للمائۃ کو ملاحظہ فرمائیں کہ آخر صدی ماضی و اول صدی حاضر دونوں میں ان کی تجدیدِ اسلام و مسلمین کو مفید رہی تو بحالِ حیاتِ مجدد جبکہ ایک صدی کا آخر گزر گیا اور دوسری کا اول موجود اور وہ حی ہو مجدد مائۃ ماضیہ کہنا مناسب ہوگا جو موت یا انقطاعِ تجدید کا موہم ہو، یا مجدد مائۃ حاضرہ کہ اس کی حیات اور فیض و تجدید کے استمرار پر دلیل ہو۔ والسلام۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۔ مرسلہ جناب خلیل صاحب سوداگر۔ کٹرہ مانسرائے بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کو رمضان المبارک میں کوئی ہیبت بات آنے والی ہے جس کی نسبت حضور کی طرف بعض آدمیوں نے کی ہے کہ مولوی صاحب نے ایسا فرمایا کہ جمعہ کی رات کو ایک ہیبتناک آواز آوے گی۔ بینوا توجروا۔

الجواب: ۔ آئے گی، مگر یہ نہ کہا تھا کہ اسی رمضان میں آئے گی، جب آئے گی تو وہ رمضان ہی ہوگا جس کی پندرھویں جمعہ کو ہوگی۔ اس سال زلزلے کثرت سے ہوں گے، اولے کثرت سے پڑیں گے۔ پندرھویں شب رمضان شب جمعہ ایک دھماکا ہوگا، صبح کی نماز کے بعد ایک چنگھاڑ سنائی دے گی۔ حدیث میں آیا کہ اس تاریخ کو نماز صبح پڑھ کر گھروں کے اندر داخل ہوجاؤ اور کواڑ بند کرلو، گھر میں جتنے روزن ہوں بند کرلو، کپڑے اوڑھ لو، کان بند کرلو۔ پھر آواز سنو تو فوراً اللہ عزوجل کے لیے سجدہ میں گرو اور یہ کہو "سبحن القدوس سبحن القدوس ربنا القدوس" جو ایسا کرے گا نجات پائے گا

جو نہ کرے گا ہلاک ہوگا۔ یہ حدیث کا مضمون ہے۔ اس میں یہ تعیین نہیں کہ کس سنہ میں ایسا ہوگا۔ بہت رمضان مبارک گزر گئے جن کی پہلی جمعہ کو تھی اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی گزریں گے۔ ہاں جو خبر دی ہے ہونے والی ضرور ہے جب کبھی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے خوف و امید ہر وقت رکھنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ حاجی شاہ محمد عرف کمال اللہ شاہ ساکن بریلی شریف محلہ براہم پورہ ۱۴ ربیع الآخر شریف سنہ ۱۳۲۷ھ

"ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ" اور حضور سے یہ عرض ہے۔ یہ حدیث ہے یا قول ہے؟

الجواب: ۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اضافتِ شرف کے لیے ہے جیسے بیتی اور ناقۃ اللہ یا ضمیر آدم کی طرف ہے یعنی آدم کو ان کی کامل صورت پر بنایا، طولہ ستون ذراعا۔ ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا۔ بخلاف اولادِ آدم کہ بچہ چھوٹا پیدا ہوتا ہے پھر بڑھ کر اپنے کامل قد کو پہنچتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۔ از ملک بنگال ضلع فرید پور موضع پٹوراکاندے۔ مرسلہ شمس الدین صاحب

عبادلہ ثلثہ محققین کی اصطلاح میں کن کو کہتے ہیں؟

الجواب: ۔ ابنائے عمر و عباس و عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم لاشتراکھم فی الزمان واقترابھم فی الاسنان اما افضل العبادلۃ عبداللہ ابن مسعود فوق الکل وشیخ الکل رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔ ہاں ہماری اصطلاح فقہی میں بجائے ثالث یہ اول الکل ہیں کما فی فتح القدیر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۔ از صاحب گنج مسئولہ چراغ علی صاحب ۲۵ ربیع الاول شریف سنہ ۱۳۳۱ھ

کس حدیث یا اقوالِ مشائخ وغیرہ سے ثابت ہے کہ چہار شنبہ کو عصر کے وقت عربی کتاب جو شروع کرتے ہیں یا نہیں؟ اکثر لوگ چہار شنبہ کو عصر کے بعد نماز عربی کی کتاب اور جمعہ کے دن کو کسی وقت میں فارسی کی کتاب شروع کرنے کی عادت رکھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

الجواب: ۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مامن شئ بدأ یوم الاربعاء الا تم جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اتمام کو پہنچتی ہے، مگر بعد نمازِ عصر کی تخصیص ثابت نہیں۔ بلکہ ظہر و عصر کے درمیان مناسب ہے کہ بدھ کے دن یہ وقت ساعتِ اجابت ہے کما فی حدیث احمد عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ ابتدائِ فارسی کے لیے جمعہ کی تخصیص بے اصل ہے اور نہ اس بارے میں کچھ وارد، بلکہ صدرِ اول میں تو فارسی سے مخالفت تھی کہ وہ اس وقت کفار کی زبان تھی۔ امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایاکم ورطانۃ الاعاجم فانہ یورث النفاق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۔ مسئولہ مولوی عبدالحمید صاحب از بنارس محلہ پترکنڈہ متصل تالاب۔ ۱۸ ربیع الاول شریف سنہ ۱۳۳۲ھ

ہمارے سنی حنفی علماء اکثرہم اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں کہ کتاب مستطاب دلائل الخیرات مطبوع مطبع نظامی سنہ ۱۲۶۹ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے شریفہ کے اخیر میں ایک اسم شریف "کریم المتخرج" بھی لکھا ہے۔ ان کے متعلق حاشیہ پر یہ عبارت لکھی ہے قال الشیخ ھذا زائد لیس بداخل لکتاب لکن جرت العادۃ بقرائۃ لانہ موافق

للحدیث الخ پس وہ حدیث شریف جس کے یہ موافق ہے کونسی ہے اور کس کتاب میں ہے؟ اور اس اسم شریف کا مفصل مطلب کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ نام نامی دلائل الخیرات کی بعض روایت میں داخل ہے اور اس کا بلفظہ کسی حدیث میں آنا معلوم نہیں مطالع المسرات میں اس پر کوئی حدیث نہ لکھی۔ مواہب لدنیہ وسیرت شامی وزرقانی میں اس نام کا ذکر نہیں معنی واضح ہیں مخرج جائز طور کہ نسب ومولد ومحل اشتہار وغلبہ یعنی حرمین طیبین کو شامل ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بہمہ وجوہ کریم ہیں خود کریم، نسب کریم، مولد کریم، مہاجر کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

؎ فی الاصل ھکذا "الطبعۃ" عربی" عبدالمنان اعظمی

مسئلہ:

۲۸ ذوالقعدہ ۱۳۲۱ھ

ذیل میں جو حدیث تحریر کی جاتی ہے اس کی صحت اور غیر صحت کی نسبت اختلاف ہے۔ لہٰذا علمائے دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر حدیث مذکور صحیح ہے تو اپنے مہر ودستخط فرمائیں۔ اور جو شخص منکر اس حدیث کا ہو اس کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ (رواہ ابن ابی ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان)

الجواب: یہ حدیث ابن ماجہ نے اپنی سنن ابواب الوصایا باب الحیف فی الوصیۃ میں یوں روایت کی:

حدثنا سوید ابن سعید ثنا عبدالرحیم ابن زید العمی عن ابیہ عن انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من فر من میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ	سوید ابن سعید عبدالرحیم ابن زید سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے باپ سے وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنے وارث کی میراث سے بھاگے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث کاٹے۔

اور دیلمی نے مسند الفردوس میں انھیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بایں الفاظ روایت کی:

من زوی میراثا عن وارثہ زوی اللہ عنہ میراثہ من الجنۃ	جو اپنے وارث کی میراث سمیٹے تو اللہ جنت سے اس کی میراث سمیٹ لے گا۔

بطور محدثین اس کی سند میں کلام ہے

فزید یضعف وابنہ شدید الضعف لاجرم ان قال السخاوی للحدیث بعد ایرادہ فی المقاصد الحسنۃ ھو ضعیف جدا وقال المناوی فی التیسیر والحریری فی السراج المنیر ضعفہ المنذری	زید ضعیف ہیں اور ان کے لڑکے اور ضعیف۔ اسی لیے امام سخاوی نے اس حدیث کو مقاصد حسنہ میں نقل کرنے کے بعد فرمایا یہ حدیث بڑی ضعیف ہے۔ اور مناوی نے تیسیر میں اور حریری نے سراج منیر میں منذری کے حوالے سے اس کو ضعیف کہا۔

مگر اس کے معنی عند العلماء مقبول ہیں مشکوۃ میں اسے بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنن ابن ماجہ اور

بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعب ایمان سے "مذکور فی السوال کا لفظ نقل کیا" اور شراح نے اس کی توجیہات لکھیں۔ اور ابن عادل نے اپنی تفسیر میں اسے بصیغۂ جزم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرکے اس سے تحریم اضرار فی الوصیۃ پر استدلال کیا۔ اور آیتِ کریمہ سے اس کی تاکید کی۔ حیث قال

الاضرار فی الوصیۃ علی وجوہ۔ ان یوصی باکثر من الثلث او یقر بمالہ لاجنبی، او علی نفسہ بدین لاحقیقۃ لہ او بان الدین الذی کان لہ علی فلان استوفاہ۔ او یبیع بثمن رخیص، او یشتری بغال، کل ذلک لان لا یصل المال الی الورثۃ. او یوصی للثلث لا لوجہ اللہ لکن لتنقیص الورثۃ. فھذا ھو الاضرار فی الوصیۃ وقال علیہ افضل الصلوۃ والسلام من قطع میراثا فرضہ اللہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ ویدل علی ذلک قولہ تعالیٰ بعد ھذہ الایۃ تلک حدود اللہ اھ ملخصا	اضرار وصیت میں چند طریقہ پر ہوتا ہے (۱) ثلث سے زائد وصیت کرے (۲) اجنبی کے لیے مال کا اقرار کرے (۳) یا فرضی قرض کا اقرار کرے (۴) وہ قرض جو دوسرے پر تھا اس کو وصول کرچکا ہو (۵) کسی چیز کو سستا بیچ دے (۶) مہنگا خرید لے (۷) ثلث کی وصیت کرے مگر رضائے الٰہی کے لیے نہیں ورثاء کو ضرر دینے کے لیے کہ میرے بعد مال انھیں نہ ملے تو یہ سب وصیت میں اضرار کی صورتیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصہ کو قطع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا حصہ جنت سے قطع کردے گا۔ اس کے بعد والی آیت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ اللہ کے حدود ہیں۔

امام ابن حجر مکی نے زواجر عن اقتراف الکبائر میں اسی تمسک وتائید کو مقرر رکھا۔ اور قصد حرمان ورثہ کو حرام بتایا۔

نیز تیسیر میں زیر حدیث فرمایا:

افاد ان حرمان الوارث حرام وعدہ بعضھم من الکبائر	پتہ چلا کہ وارث کو محروم کرنا حرام ہے اور بعض علماء نے اس کو گناہ کبیرہ بتایا۔

عزیزی میں ہے: فاذن حرمان الوارث وارث کو محروم کرنا حرام ہے۔

مناہ حدیث مذکور اگر ذی علم ہے اور بوجہ ضعف سند کلام کرتا ہے، فی نفسہ اس میں حرج نہیں مگر عوام کے سامنے ایسی جگہ تضعیفِ سند کا ذکر ابطالِ حق کی طرف منجر ہوتا ہے اور انھیں مخالفتِ شرع پر جری کردیتا ہے۔ اور حقیقۃً "قبول عماد" کے لیے شانِ عظیم ہے کہ اس کے بعد ضعفِ اصلاً مضر نہیں جیسا کما حققناہ فی الھاد الکاف فی حکم الضعاف:

اور اگر جاہل ہے بطور خود جاہلانہ برسرپیکار ہے تو قابلِ تادیب وزجر وانکار ہے کہ جہال کو حدیث میں گفتگو کیا سزاوار ہے۔ وعیدِ حدیث اپنی اخوات کی طرح زجر وتہدید یا حرمانِ دخولِ جنت مع السابقین یا صورت قصد مضارت بمضادت شریعت پر محمول ہے والاخر احب الی والاوسط وسطا والاول لا یعجبنی یطلع علی ذلک من راجع کلام الامام البزاری فی الوجیز فیما یذکر الفقہاء من الکفار۔

اقول: یا یہ کہ وہ قصور جناں کہ بر تقدیر اسلام کفار کو ملتے اور ان سے خالی رہ کر مومنین کو بطور مزید عطا ہو لے گئے ان سے حرمان مراد ہو۔ وھذا ان شاء اللہ تعالیٰ احسن وامکن وابین وازین۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

شرح کلام علماء

مسئلہ ۔ از پٹنہ عظیم آباد۔ لودھی کٹرہ ۔ مرسلہ قاضی عبدالوحید صاحب ۲۷ رمضان ۱۳۲۱ھ

مخدومی و مولائی قبلہ مدظلہ العالی التسلیم ۔ امورمفصلہ ذیل کا از راہ کرم مکمل جواب دیجئے کہ فقیر کو سخت تردد ہے دوسرے بعض علماء سے بھی گفتگو آئی مگر تنقیح امور نہ ہو پائی۔ لہذا فقیر کو بھی شک ہے۔ للہ دفع فرمائیے اور اجر عظیم پائیے۔ (۱) زیارت قبور للنساء کو مولانا فضل رسول بدایونی رضی اللہ عنہ بضمن تردید الحق وہابی دہلوی جائز فرماتے ہیں۔ نیز علامہ عینی بھی جواب مکمل عطا ہوکر رفع شبہ ہو۔ (۲) تحفۂ رجب میں مختلط خطبہ کو آپ غیر مناسب بوجہ عدم توارث بتاتے ہیں حالانکہ تاج الفحول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اسے درست وجائز بتاتے ہیں، یہ شبہ بھی رفع ہو۔ (۳) جزاء اللہ عدوہ کے آخر میں جناب حضرت سادات کرام کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان پر طریان کفر ناممکن نہ یہ نیچری وغیرہ ہوسکیں۔ حالانکہ مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔ دوسرے جملہ سادات کے سیادت پر تیقن اٹھ جائیگا۔ استدلال جناب بعموم آیت و حدیث شریف مخالف تحقیقات دیگر علماء ہے۔ جواسے مخصوص بحضرت طیبین رضی اللہ تعالی عنہما بتاتے ہیں۔ تیسرے پھر سادات کرام بھی قطعی جنتی ہوئے انھیں اندیشۂ آخرت کیا باقی رہا۔ (۴) اسمائے ذیل مثل ضیاء الدین، منیرالدین وغیرہ کو جناب قطعاً ناجائز بتاتے ہیں جس شخص نے براہ تفاؤل خیر رکھا، کیا حرج ہے؟ ورنہ کسی کا نام سعید وغیرہ بھی نہیں رکھ سکتے۔ جواب مرحمت فرمایئے۔

الجواب ۔ حامی سنن، ماحی فتن، ندوہ شکن، ندوی فگن، مولانا وحید زمن، حصین عن الفتن و حوادث الزمن آمین یاذالمنن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جواب مسائل اجمالاً حاضر۔ تفصیل کا وقت کہاں، قرآن مجید سن کر اس وقت آیا ہوں۔ بارہ بجا چاہتے ہیں۔ گیارہ بجکر ساڑھے باون منٹ آئے ہیں کہ یہ نیازنامہ لکھ رہا ہوں۔ اور اگر کسی میں تفصیل طلب فرمائیں گے تو امتثال امر کیلئے ہوں۔ اور بارگاہ عزت سے امید تو ایسی ہی ہے کہ آپ کا ذہن سلیم بحمد اللہ تعالی اسی اجمال سے ہی بہت کچھ تفصیل پیدا فرمائے گا۔

مسئلہ زیارۃ القبور للنساء حبیبی اکرمکم اللہ تعالی۔ شے کے لئے حکم دو قسم ہے۔ ذاتی کہ اس کے نفس ذات کے لحاظ سے ہو۔ اور عرضی کہ بوجہ عروض عوارض خارجیہ ہو۔ تمام احکام کہ بنظر سد ذرائع دئے جاتے ہیں جو مذہب حنفی میں بالخصوص ایک اصل اصیل ہے اسی قسم دوم سے ہیں۔ یہ دونوں قسمیں باآنکہ نفی و اثبات میں مختلف ہوتی ہیں ہرگز متنافی نہیں کہ مناشی جدا جدا ہے۔ اس کی مثال حضور نساء فی المساجد ہے کہ نظر بذات ہرگز ممنوع نہیں بلکہ ان کا روکنا ممنوع ہے۔ صحیح حدیث میں ارشاد ہوا لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ (اللہ کی باندیوں کو اللہ تعالی کی مسجدوں سے نہ روکو) اور نظر بحال زماں ممنوع کما صرح بہ الفقہاء الکرام

وقد قالت ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالی عنہا لورأی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعھن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل۔ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عورتوں نے جو نئی باتیں پیدا کرلی ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں دیکھتے تو ان کو ایسا ہی مسجدوں سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روکی گئیں۔ یوں ہی دخول

نساء فی الحمام کہ پردہ و ستر و عدم فتنہ کے ساتھ ہو تو فی نفسہ اصلاً وجہ ممانعت نہیں رکھتا بلکہ طیب و نظافت میں داخل ہے جو اسلام میں مطلوب ہے بنی الاسلام علی النظافۃ۔ مگر نظر بحال کہ باہم کشف عورات کے عادی ہیں۔ امام ابن ہمام وغیرہ اعلام نے فرمایا کہ بسبیل اطلاق منع ہے یہ حکم اسی قسم دوم کا ہے۔ بعینہٖ یہی لفظ آپ نے اس حکم میں پائے ہوں گے جو فقیر نے مسئلہ زیارت میں اختیار کیا مجھے یاد نہیں کہ میں حرام لکھا ہو بلکہ غالباً تعلیم ادب کے ساتھ صحت کی طرف اشارہ کیا اور نظر بحال بسبیل اطلاق منع بتایا ہے۔ آپ میرے فتوی کو ملاحظہ فرمائیں۔ مجھے اس وقت کہ بارہ بجکر دس منٹ آگئے اپنے مجموعہ سے اسے نکالنے اور دیکھنے کی فرصت نہیں۔ فظھر ان لاتعارض وان الحکمین کلاھما صواب علی حدۃ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ خطبہ مختلطہ بوجہ عدم توارث نامناسب ہونے کی نہایت کراہت تنزیہی ہے کما نص علیہ فی حاشیۃ الطحطاویۃ ورد المحتار۔ اور کراہت تنزیہی قسم مباح سے ہے وہ منافی جواز و درستی و اباحت نہیں بلکہ اباحت کے ساتھ جمع ہوتی ہے کما حققہ العلامۃ الشامی ولنا فی تحقیقہ مقالۃ سمیناھا "جمل مجلیۃ ان المکروہۃ تنزیھا لیس بمعصیۃ" اقمنا فیھا الطامۃ الکبری علی مازعم اللکھنوی فی رسالتہ فی شرب الدخان ان المکروہ تنزیھا من الصغائر فاذا اعتید صار من الکبائر۔ وھذا جھل عظیم لایساعدہ نقل ولاعقل نسئل اللہ العفو والعافیۃ تو ان دونوں حکموں میں بھی اصلاً تنافی نہیں۔ ہاں فتوی لکھنویہ نے کہ خلط کو مکروہ تحریمی ٹھہرایا وہ ضرور حکم حضرت تاج الفحول قدس سرہ الشریف کے خلاف اور غلط و باطل عند الانصاف ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ حضرات سادات کرام فاش میگویم واز گفتہ خود دلشادم ٭ بندہ عشقم واز ہر دو جہاں آزادم سادات کرام (جعلنا اللہ تعالی فی الدنیا والاخرۃ من موالیھم فان مولی القوم منھم) پر عدم طریان کفر (کہ اسی قدر کا فقیر مدعی) نہ عدم امکان جس سے حبیبی آپ نے تعبیر کیا۔ اور رفض و نیچریت کی میں نے نفی کی تصریح کردی کہ اس سے وہی بدمذہبی مراد جس میں انکار بعض ضروریات دین ہو اس کا حاصل بھی وہی سلب کفر ہے نہ سلب بدعت غیر کفریہ جو آپ کی تعبیر میں عطف سے موہوم ہیں خصوصاً وغیرہ کی زیادت کہ اور توسیع کی راہ دے کما عبرتم کہ "ان پر طریان کفر ناممکن نہ یہ رافضی نیچری وغیرہ ہوسکیں" فقیر بحمدہ تعالی اس مسئلہ میں مبتدع نہیں متبع ہے۔ اس کا بیان جزاء اللہ عدوہ میں ضمناً آیا لہذا اختصار سے کام لیا ص۱۰۸ سے ص۱۱۶ تک جو کچھ کلمات مختصرہ معروض ہوئے ہیں ان پر دوبارہ نظر فرمائیں تو بعونہ تعالی ان تمام شبہات کا جواب ان میں پائیں۔ آیت و احادیث کہ فقیر نے ذکر کیں اس میں شک نہیں کہ ضرور عام و مطلق ہیں۔ اور شک نہیں کہ عام و مطلق ضرور اپنے عموم و اطلاق پر رہیں گے جب تک دلیل صحیح سے تخصیص و تقیید نہ ثابت ہو۔ اور شک نہیں کہ بلا دلیل محض اپنے خیال کے بنا پر ادعائے تخصیص و تقیید ہرگز تحقیق نہ قرار پاسکے گا۔ بلکہ تفسیق۔ اور شک نہیں کہ مسئلہ باب مناقب سے ہے نہ باب فقہ سے جو افعال مکلفین من حیث الحل والحرمۃ والصحۃ والسقام سے باحث ہو۔ اور جس میں بے معرفت دلیل اتباع لازم ہو۔ اور یہ بھی سہی تو اتباع ائمہ مذہب کا ہوگا نہ بعض متاخرین کا۔ بعض متاخرین کے کلام کو ان اکابر

ـه وفی الاصل "الصہام"

کے کلام پر کیا وجہ ترجیح ہے جن سے فقیر نے استناد کیا سوا اس کے کہ یہ اطلاق آیت و احادیث سے متمسک ہیں جو یقیناً دلیل شرعی ہے اور وہ بلا دلیل مدعی تخصیص و تقیید۔ یہ اور اس کے امثال بہت نکات اس تحاور میں زیر نظر آئے مگر فقیر دیکھ رہا ہے کہ جناب تک میں نے دعویٰ کیا ہے ان تجاذبات کے لئے مساغ ہی نہیں۔ جزاء اللہ پر نظر تازہ فرمائیے ص۱۰ پر اشارہ کردیا ہے کہ آیت کریمہ و احادیث مذکورہ کے دو محمل ہیں۔ نفی خلود و نفی دخول۔ ثانی کو ظاہر لفظ سے متبادر اور اسی طرف کلمات اہل تحقیق کو ناظر بتایا ہے مگر اپنا دعویٰ یعنی نفی کفر دونوں تقدیر پر ثابت ٹھہرایا ہے کلمات بعض دیگر علماء میں تخصیص سبطین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی ظاہر متبادر اعنی نفی دخول کی نظر سے ہے وہ یہاں مراد دعویٰ نہ تھا بلکہ دونوں احتمال گذارش کردئے تھے۔ اگرچہ ایک طرف تبادر و ظہور ہے اور اسی طرف میرا اور نہ صرف میرا بلکہ ان اکابر کا میلان قلوب اور اس میں ہمارا انشراح صدور ہے۔ رہی نفی خلود کیا کہیں کلمات دیگر علماء میں اس کی تصریح کہیں ملاحظہ فرمائی ہے کہ مخلد فی النار نہونے کی نفی حضرات ریحانتین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خاص ہے باقی سادات کرام کے لئے نہیں تو میرے دعویٰ کا رد اس تخصیص و تحقیق دیگر میں بھی نہیں۔ غایت [illegible] ہم اور رب نہ ذکر عدم۔ رہا وہ دوسرا پہلو جس کی طرف ہمارے قلوب ارکن و امیل ہیں اور ہمیں اپنے رب جل وعلا سے اس کی امید ہے اس میں حق ناصح یہ ہے کہ نظر علماء ایسے مواقع میں دو وجہ پر منشعب ہو جاتی ہے اور دونوں کیلئے شرع میں اصل اصیل ہے لکل وجہۃ ھو مولیھا ایک حفظ عامہ و سد ا [illegible] کہ اتکال نہ کر بیٹھیں جس طرح سیدنا امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہوا اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی یہی توجیہ فرمائی یہ تخصیص کرتے ہیں۔ اور اس کا حاصل خصوص جزم ہے نہ جزم خصوص کہ معاذ اللہ بلا دلیل تخصیص عموم شرع لازم آئے۔ یہ نفیس تفرقہ محفوظ رکھنے کا ہے کہ کثیر مغلطہ سے محفوظ رہنے کا ہے۔ جزم خصوص یہ کہ دعویٰ کردیا جائے کہ یہ حکم انھیں کے ساتھ خاص ہے ان کے ماوراء کے لئے ہرگز ثابت نہیں۔ اور خصوص جزم یہ کہ بالجزم والیقین اس کا حکم ماننا یہ انھیں کے ساتھ خاص ہے ان کے ماوراء میں اس کے ثبوت پر قطع و یقین نہیں۔ اگرچہ ظن و رجاء ہے۔

دوسرے بیان مفاد شرع و انطباع ما یعطی الدلیل و [illegible] کل ذی حق حقہ خصوصاً جہاں محل وسعت و رجاء ہے کہ حدث عن البحر ولا حرج خصوصاً محل مناقب جہاں مضاعف ہا۔ جارع مقبول خصوصاً اپنے سرکار میں محبت و بندگی و نیاز غلامی کا تقاضا کہ یہ سب پر بولے ہے یہ ظاہر و متبادر کا افادہ فرماتے ہیں اور جزم و قطع کو اس کے محل اور ظن و رجاء کو اس کے محل پر رکھتے ہیں۔ یہ مسلک تحقیق ہے اور وہ مسلک تثقیف اور دونوں صواب ہیں۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ لوگوں کو چھوڑ دیجئے کہ عمل کریں۔ فرمایا تو چھوڑ دو۔ امید کرتا ہوں کہ اس بیان سے ظاہر ہوگیا ہوگا کہ اس طریق میں جو امام ابن حجر عسقلانی اور امام ابن حجر مکی و علامہ محمد زرقانی و حضرت امام الطریقہ شیخ اکبر وغیرہم محققین رضی اللہ عنہم کا مختار ہے۔ اور اسے طریق تخصیص سے اصلاً تنافی نہیں۔ ہر ایک منشاء صحیح سے ناشی اور اپنے محل پر حق ہے و باللہ التوفیق۔

مخالفت مشاہدہ کا جواب جزاء اللہ میں ص۱۰ پر بالقصد مذکور تھا۔ وہ سارا صفحہ اسی بیان میں ہے۔ کیا مشاہدہ یہ ہوا کہ جو سید کہا جاتا تھا اس سے صدور ہوا تو ہمارے دعویٰ کے کب منافی۔ یا یہ مشاہدہ ہوا تھا کہ فلاں کہ فی الواقع سید ہے نہ انتساب میں کبھی

سہ فی الاصل ھکذا

ادعانہ اور پھر اس نے کفر کیا تو ایسا مشاہدہ روئے زمین پر نہ ملے گا پھر اس کے باعث جملہ سادات کی سیادت سے ارتفاع یقین میری فہم قاصر میں نہ آیا۔ یقین سے مراد یقین کلامی ہو تو وہ تو یوں ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ اللہ و رسول باتعیین کسی کا نام لے کر فرمائیں کہ یہ فلاں نسب کا ہے ایسا یقین آج کل کیونکر ممکن۔ اور یقین فقہی مقصود ہو کہ نسب میں شہرت مانی جائے گی والناس امناء علی انسابھم تو جس خاص سے معاذ اللہ صدور منافی ہوا اس سے ارتفاع یقینی ہوگا کہ دلیل اس کے خلاف پر پڑ گئی باقیوں سے کیوں ارتفاع ہو جائے گا حالانکہ دلیل اعنی شہرت موجود اور منافی اعنی صدور کفر مفقود۔

تیسرا شبہ کہ سادات کرام قطعی جنتی ٹھہریں گے جبھی اس قضیے کے موضوع و محمول دونوں میں دو احتمال ہیں۔ سادات کرام یعنی وہ جو عند اللہ سادات کرام یا وہ جو بنام سیادت مشہور ہیں عام ازیں کہ نفس الامر اور علم الٰہی میں کچھ ہو اور قطعی جنتی یعنی بسبقت عذاب جس سے دخول نار کی نفی ہو یا قطعی جنتی بعاقبت وانجام جس سے خلود نار کی نفی ہو۔ اب یہ چار محمل ہیں اور فقیر کے دعویٰ سے ایک کو بھی مس نہیں۔ پہلے عرض کر چکا کہ غیر حسنین میں نفی دخول بطور رجا بنظر ظہور و تبادر ہے پھر قطعیت کہاں؟ بلکہ نفی خلود بھی مسئلہ مسئلہ ظنیہ ہے اگرچہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ظن غالب۔ اکثر رائے متحقق بسر حد یقین ہے جسے فقہاء یقین ہی کے پلے میں رکھتے ہیں۔ مگر نہ یقین کلامی کہ مسئلہ عقائد قطعیہ سے قرار پائے اور اس میں ادنیٰ شک کو راہ دینے والا گمراہ و خارج از اہلسنت ٹھہر جائے۔ جزاء اللہ ص۱۱ میں امام ابن حجر کے الفاظ ملاحظہ فرمائے ہوں گے انی اکاد اجزم ان حقیقۃ الکفر لا تقع الخ اور بالفرض نفی خلود بلکہ بالفرض غلط نفی دخول ہی قطعی مان لی جائے تو کس کیلئے، ان کے لئے جو عند اللہ سادات کرام ہیں۔ نہ ہر اس شخص کے لئے جو سید کہلاتا ہو اگرچہ واقع میں نہ ہو اور اب کسی معین میں حصول وصف عنوانی پر قطع و یقین کی طرف راہ نہیں تو ثبوت وصف محمول کیونکر مقطوع بہ ہو جائے گا۔ اور کسی معین کو اندیشہ آخرت کیوں اٹھ جائے گا کہ ہر ایک میں عدم علم نفس الامر کے سبب احتمال لگا ہوا ہے۔ جزاء اللہ ص۱۱ میں عبارت اسعاف ملاحظہ ہو کہ من این تحقق ذلک لقیام احتمال الخ اور اندیشہ آخرت تو انھیں کبھی نہ اٹھ گیا جنھیں تعیین نام لے کر ارشاد ہوگیا کہ تم جنتی ہو۔ اعنی عشرہ مبشرہ و نظرائہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ نہ انھیں اٹھ گیا جن سے با تحقیق فرمایا گیا اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم اعنی اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ تسمیہ منیرالدین

حبیبی اکرم اللہ تعالیٰ۔ ہاں یہ مسئلہ فقہیہ ہے۔ اسمیں خواہی نخواہی وہی حکم ہے کہ یجب اتباع المنقول وان لم یظہر معقول کما فی رد المحتار وغیرہ من کتب الفحول اس میں منقول کا اتباع واجب ہے اگرچہ عقل پر اس کی وجہ ظاہر نہ ہو۔ ایسے ہی رد المحتار وغیرہ فحول علماء کی کتابوں میں لکھا ہے۔ فقیر نے اپنی رائے سے یہ حکم استنباط کیا ہوتا تو ضرور محل مواخذہ تھا۔ اب کہ علمائے کرام فقہائے اعلام تصریح فرما چکے اور ان کی عبارت فقیر نے فتویٰ میں نقل کردیں کہ اسی قدر عہدہ مفتی تھا تو اب سوائے اتباع چارہ کیا ہے۔ تفاؤل ضرور حسن ہے جبتک مخالفت شرعیہ نہ ہو اور بعد نہی عذر تفاؤل اصلاً مسموع نہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لا تزکوا انفسکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی شان کریم تھی کان یحب الفال الحسن برہ نام سے منع فرمایا اور اسے بدل کر جمیلہ کردیا۔ اور اس میں معذور شرعی وہی تزکیہ نفس ارشاد کیا کیا برہ کو تفاؤل پر حمل نہیں کر سکتے تھے۔ ضرور محمول ہو سکتا تھا مگر اس کا ظاہر تزکیہ نفس تھا۔ اور وہ حرام ہے لہٰذا منع فرمایا اور بدلا

دیا۔ پھر منیرالدین واشالہ میں بڑہ سے کہیں زیادہ تزکیہ ہے نکو کاری ایک عام بات ہے کہ فساق کے سوا سب کو حاصل ہے مگر اس مرتبہ عظیمہ پر پہنچا کہ دین ان صاحب کے نور سے منور ہو جائے سخت مشکل۔ تو ایسے شدید تزکیہ نفس کیوں کر جائز ہوگا۔ بخلاف سعید وامثالہ کہ ان کا حاصل صرف مسلم ہے ہر مسلمان سعید ہے اور ہر سعید مسلمان ہے آیۂ کریمہ فمنھم شقی وسعید میں دو ہی قسمیں ارشاد ہوئیں اور ان سے کافر و مومن مراد ہوئے تو سعید نام رکھنا ایسا ہی ہے جیسے مسلم اور اس میں تزکیہ نہیں نظر بحال بیان واقع ہے اور نظر بمآل تفاول واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از جزیرہ کلمبو مرسلہ حاجی محمود رئیس بوساطت سید حسین ابن سید عبداللہ بغدادی قادری۔ ۱۲ ر رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

فی حیاۃ الحیوان الکبریٰ للعلامۃ الدمیری رحمہ اللہ تعالیٰ۔ الجزء الثانی ص۱۳۱ باب العلق۔ اذا ذکر العبد ربّہ اوحمدہ لما ذکر اللہ الا اللہ ولاحمد اللہ الا اللہ۔ جب بندہ اپنے رب کا ذکر یا حمد کرتا ہے تو اللہ ذکر نہیں کرتا مگر اللہ اور اس کی حمد نہیں کرتا مگر وہی۔

الجواب ۔ اللھم لک الحمد لا یحصی احد ثناء علیک انت کما اثنیت نفسک فان حق الثناء بحق المعرفۃ ولا یحیط بکنہ اللہ وصفات اللہ وکمال اللہ وجمال اللہ وجلال اللہ الا اللہ ولذلک لما امرنا ان نصلی علی نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رددنا الامر الیہ وکان امتثال امرہ بقولنا اللھم صل وسلم علیہ اذلا نقی بقدرہ العظیم الا صلاۃ ربہ الکریم اعلم ان لکل فعل یصدر من العبد وجہتین وجھۃ الی خالقہ عزوجل اذلا وجود لہ الا بہ ولیس للعبد من خلقہ شیئ۔ و وجھتہ الی کاسبہ اذ منہ ظھر باظھار المولیٰ سبحانہ وتعالیٰ۔ وھذہ الاخری ھی مناط الاسناد العام لغۃ وعرفا وشرعا فلا یقال قام الا لمن قام بہ القیام لا لمن خلقہ لکن من الافعال ما یصح صدورہ من الخالق عزوجل فیسوغ اسنادھا الیہ لارتفاع الایھام والی العبد علی وجھہ العام۔ وذلک کحمد وشکر ووحد وذکر ذکر لکصلی وسجد وصام وعبد وقام وقعد لما تقدم والاول الحقیقۃ والاخر الصورۃ فاذا صحت الحقیقۃ غلبت واضمحلت عندہ الصورۃ فصح نفیہ عن کاسبہ وقصر اسنادہ علی خالقہ وذلک قولہ تعالیٰ فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی فاثبت ونفی صورۃ ومعنی وما توفیقی الا باللہ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ بل اذا نظرت بعین الحقیقۃ فلا وجود الا لہ عزجلالہ کل شیئ ھالک الا وجھہ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن۔ وھذا سیدنا سواد ابن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قائلا فیما عرضہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

فاشھد ان اللہ لا شیئ غیرہ   وانک مامون علی کل غائب

وصار کلمۃ التوحید لا وجود فلا الہ الا اللہ للناسکین لا معبود الا اللہ وللسالکین لا مقصود الا اللہ وللواصلین لا مشھود الا اللہ وللکاملین لا موجود الا اللہ والکل سدید والکل توحید من دون اتحاد فانہ الحاد نسئل اللہ سبیل الرشاد فافھم واللہ تعالیٰ اعلم۔

اے اللہ تیرے لئے تعریف ہے کوئی تیری تعریف کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ تو ایسا ہی ہے جیسا تونے اپنی تعریف کی۔ تعریف کا حق معرفت کے بعد ادا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی کنہ اور اس کے کمال، جمال، جلال کو سوائے خدا کے اور کون جان

سکتا ہے اسی لئے تو جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو کہا تو ہم نے بات اسی کی طرف لوٹا دی اور حکم کی بجاآوری یوں کی کہ یا اللہ تو ہی اپنے رسول پر درود بھیج۔ اس لئے کہ ان کے شایان درود تو ان کا رب کریم ہی بھیج سکتا ہے۔ جان لو کہ جو کام بھی بندے سے صادر ہوتا ہے اس کی دو وجہیں ہیں ایک رب تبارک وتعالیٰ کی طرف کہ ہر شئی کا خالق وہی ہے بندے کو خلق سے کوئی حصہ نہیں۔ اور ایک رخ کاسب کی طرف کیونکہ وہ فعل خدا کی قدرت سے اسی بندہ سے ظاہر ہوا۔ عام طور پر افعال کی نسبت کی بنیاد شریعت، لغت اور عرف عام میں یہی آخری وجہ یعنی اکتساب کی ہے۔ تو قیام کے خالق کے لئے قائم نہیں کہا جائے گا اس کے مباشر کے لئے کہا جائے گا۔ لیکن بعض افعال ایسے ہیں کہ ان کا صدور رب تبارک وتعالیٰ سے بھی ہوتا ہے تو اس کی نسبت رب اور بندے دونوں کی طرف ہوسکتی ہے جس کو ہم نے اسناد عام سے تعبیر کیا۔ کیونکہ یہاں کسی قسم کا ایہام پیدا نہیں ہوتا اس کی مثال حمد، شکر، توحید بیان کرنا، ذکر کرنا، ہدایت کرنا اور یاد دلانا۔ صلوٰۃ، سجدہ، روزہ، عبادت، قیام وقعود ان افعال سے نہیں۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے۔ پہلی نسبت حقیقی اور دوسری صوری ہے۔ تو جب اسناد حقیقی صحیح ہو تو وہی غالب ہوجاتی ہے۔ اور اسناد صوری مغلوب مضمحل۔ ایسی صورت میں کاسب سے اس فعل کی نفی کرکے خالق کی طرف نسبت کردی جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن عظیم میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا "کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا ہم نے قتل کیا" "یارسول اللہ آپ نے کنکری نہیں پھینکی ہم نے پھینکی"۔ پس نفی از روئے صورت ہے اور اثبات از روئے حقیقت ہے۔ اسی طرح ماتوفیقی الا باللہ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ہے۔ بلکہ نگاہ حقیقت بین سے دیکھوگے تو اللہ کے علاوہ کسی کا وجود ہی نہیں" اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے" وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن" ہمارے سردار سواد ابن قارب رضی اللہ عنہ سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ اللہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں اور ہر غائب پر امانت ہیں

غور کیجئے کلمہ کا نام کلمہ توحید ہے نہ کلمہ وجود تو اللہ کے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں تو عبادت کرنے والے کہتے ہیں لامعبود الا اللہ اور سالکین کہتے ہیں لامشھود الا اللہ اور کاملین کہتے ہیں لاموجود الا اللہ سب درست ہے اور سب توحید ہے اتحاد کے بغیر کیونکہ وہ توالحاد ہے۔ ہم اللہ سے ہدایت کا راستہ چاہتے ہیں پس غور کرو۔

تشریحُ افلاک وعلم توقیتُ

مسئلہ :۔ از ملک بنگالہ، ضلع فریدپور، موضع ٹھورا کاندے۔ مرسلہ محمد شمس الدین صاحب
کواکب خود بالطبع آسمان میں گھومتے ہیں یا بحرکت قسری بالتبع چکر کھاتے ہیں۔

الجواب :۔ ہمارے نزدیک کواکب کی حرکت نہ طبعیہ ہے نہ تبعیہ۔ بلکہ خود کواکب بامرالٰہی وتحریک ملائکہ آسمانوں میں دریا میں مچھلی کی طرح تیرتے ہیں۔ قال اللہ تعالٰی کل فی فلک یسبحون۔ وقال اللہ تعالٰی والشمس تجری لمستقرلھا۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم وقال تعالٰی سخرلکم الشمس والقمر دائبین و قال تعالٰی کل یجری لاجل مسمی۔ (اللہ تعالٰی فرماتا ہے "ہر ستارہ ایک آسمان میں تیرتا ہے"، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے "سورج اپنے مستقر کے لئے جاری ہے یہ غالب علم والے کا حساب ہے"، اور اللہ تعالٰی فرماتا ہے، "سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر فرمایا جو مسلسل چل رہے ہیں"، اور فرمایا "ایک مقررہ وقت کے لئے سب حرکت میں ہیں"،

ہمارے نزدیک نہ زمین متحرک ہے نہ آسمان۔ قال اللہ تعالٰی ان اللہ یمسک السموٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہٖ۔ "بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمینوں کو کہ ہٹ نہ جائیں اور جو وہ ہٹیں تو خدا کے سوا انھیں کون روکے"۔

سعید بن منصور اپنی سنن اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اپنی تفاسیر میں شقیق سے راوی۔

قال قیل لابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنھما ان کعبا یقول ان السماء تدور فی قطبۃ مثل قطبۃ الرحا فی عمود علی منکب ملک قال کذب کعب ان اللہ یمسک السموٰت والارض ان تزولا۔ وکفی بھا زوالا ان تدور

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ حضرت کعب کا کہنا ہے کہ آسمان چکی کے پاٹ کی طرح ایک کیل میں جو ایک فرشتہ کے کندھے پر ہے گھوم رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کعب غلط کہتے ہیں۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اس نے آسمان و زمین کے ٹلنے سے روک رکھا ہے اور حرکت کیلئے ٹلنا ضروری۔

عبد بن حمید قتادہ سے راوی

ان کعبا کان یقول ان السماء تدور علی نصب مثل نصب الرحا فقال حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنھما کذب کعب ان اللہ یمسک السموٰت والارض ان تزولا۔

حضرت کعب احبار فرماتے تھے کہ آسمان چکی کیطرح کیلے پر گھوم رہا۔ حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ وہ کہتے ہیں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے کہ ہم نے آسمان و زمین کو ٹلنے سے روک رکھا ہے۔

ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ حضرت افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود حضرت صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے عرض کیگئی کعب کہتے ہیں آسمان گھومتا ہے۔ دونوں حضرات نے کہا کعب غلط کہتے ہیں۔ اور وہی آیت کریمہ اس کے رد میں تلاوت فرمائی۔

اقول وان کان الزاعم ان یزعم ان الزوال بمعنی الحرکۃ الاینیۃ ولکن کبراء الصحابۃ رضی اللہ عنھم اعرف منا بتفسیر القرآن فلا یجوز الاستدراک علیھم عند من نور اللہ بصیرتہ جعلنا اللہ منھم بحرمتھم عندہ امین۔

میں کہتا ہوں کہ کوئی شخص یہ گمان کر سکتا ہے کہ زوال تو حرکت اینیہ کو کہتے ہیں لیکن بزرگ ترین صحابہ ہم سے زیادہ قرآن کی تفسیر کے جاننے والے تھے تو انکے کہے ہوئے کو رضی اللہ عنہم وہ شخص رد نہیں کریگا جسے خدا نے نور بصیرت دیا۔ اللہ انکے صدقہ میں ہمیں بھی انھیں کے ساتھ کرے

مسئلہ ایضًا

سبع سیارہ کا بیان کس آیت میں ہے

الجواب :۔ قال اللہ تعالٰی

والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہٖ

اللہ تعالٰی فرماتا ہے سورج، چاند اور ستارے سب اسی کے حکم کے فرمانبردار ہیں۔

اور کل فی فلک سے بھی اُس طرف اشارہ ہے کہ اس میں سات حرف ہیں اپنے نفس پر دائر اور یزین کا بیان تو بخرنت فرمایا خاص متحیرات خمسہ کا ذکر فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس میں ہے۔ میں قسم یاد فرماتا ہوں دبک جانے والوں، چلنے والوں کی یہ انکے وقوف، استقامت ورجعت کا بیان ہے کہ سیدھے چلتے ہیں۔ پھر ٹھہر جاتے ہیں۔ پھر پیچھے ہٹتے ہیں پھر ٹھہرتے ہیں، پھر سیدھے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے انکو متحیرہ کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم تفسیر میں امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے فلا اقسم بالخنس کی تفسیر میں راوی۔

قال خمسۃ انجم زحل وعطارد والمشتری وبھرام والزھرۃ لیس فی الکواکب شیئ یقطع المجرۃ غیرھا۔

وہ پانچ ستارے ہیں۔ زحل عطارد، مشتری، مریخ زہرہ کوئی ستارہ انکے سوا کہکشاں کو قطع نہیں کرتا۔

یعنی ثوابت میں جو کہکشاں پر ہیں وہ وہیں ہیں جو اس کے ادھر اُدھر ہیں۔ وہ وہیں ہیں انکی حرکت طبیۂ خفیفہ خفیہ ایسی نہیں کہ ابھی کہکشاں سے ادھر تھے چندہی مدت میں اُس پار چلے گئے یہ شان انھیں پانچ نجوم کی ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ :۔ از میرٹھ لال کرتی بازار مرسلہ جناب حاجی شیخ علاؤالدین صاحب ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۰ھ

قاعدہ استخراج تقویمات کواکب از المنیک

کوکب مطلوب کے صفحات میں سے ماہ مطلوبہ کے مقابل کے خانہ اپریٹ رائٹ اسنشن یعنی مطالع استوا سے رقم گھنٹہ منٹ سیکنڈ لیکر اُس کی تحویل اجزائے محیط میں بموجب جدول پنجم کی دوسرے حصّے کے کرلیں بعد تحویل کے جدول نمبر دوم یعنی جدول مطالع البروج بخط الاستواء المبتدأ من اول الحمل میں دیکھ مطالع کی تحویل طوالع میں کریں جو حاصل ہوگا وہ درجہ تقویمی کوکب یعنی درجہ منطقۃ البروج ہوگا اب اگر اس تقویم بروج یونانیہ کو ہندی بروج کی تقویم میں تحویل کرنا ہو تو یونانی تقویم میں سے (۲۲) درجہ (۱۰) دقیقہ گھٹا دو حقیقی تقویم حاصل ہو جائیگی یعنی مشاہدہ جس برج پر اور جس درجہ میں کوکب ہوگا وہ درجہ انکا آئیگا۔ اور یہ وہ فرق ہے۔ جو نقطہ حمل کے اپنے مرکز اصلی کے ہٹ جانے سے پیدا ہو گیا ہے۔

الجواب: - یہ قاعدہ محض باطل ہے واضع نے جزء عاشر کو جزء تقویمی سمجھ لیا۔ اس عمل سے فلک البروج کا وہ جزء حاصل ہوگا کہ بہنگام طلوع کوکب دائرہ نصف النہار پر ہو یہ عاشر ہے نہ کہ تقویم۔ فقیر غفرلہ نے المنک سے تقویمات کواکب نکالنے کے چار طریق لکھے ہیں۔ نیز اس سے استخراج طالع وقت کے چار طریق اور انکے بیان میں رسالہ **مسفر المطالع للتقویم والطالع** لکھا اس کے طریق سوم کا سب میں پہلا ابتدائی خفیف عمل یہ ہے جس کا نام واضع نے قاعدہ استخراج تقویم رکھا ہم اس مقام سے اپنے رسالہ کے چند سطور نقل کریں کہ حال واضح ہو۔

> طریق سوم استعلام تقویم کوکب از مطالع ممر و میل او اوّل (۱) ساعات مطالع ممر او در ۱۵ زدہ در جدول مطالع استوائیہ معکوس کنند تا عاشر بدست آید (واضع صاحب کا قاعدہ یہیں ختم ہو گیا اس کے بعد ملاحظہ ہو کیا کیا درکار ہے کہ تقویم حاصل ہو۔) (۲) میلش برآرند (۳) پس اگر موافق الجہۃ باشد با میل کوکب آنگاہ میل عاشر را بر تمام میل کوکب افزایند ورنہ کاہند واگر در فزودن از صد بیرون رود تمامش تا نصف گیرند ارتفاع عاشر باشد (۴) ظل تمامش گرفتہ منحط گردہ محفوظ دارند (۵) باز بر مطالع ممر معلوم ربع در فزودہ مجموع را درج سوا اعتبار کردہ جیب بعدش از اعتدال اقرب گیرند (۶) ایں جیب را در جیب میل کلی منحط زدہ حاصل را در محفوظ زنند ظل تعدیل طالع بدست آید (۷) در جدول ظل معکوس کنند کہ تعدیل است (۸) پس ہماں درج سوا از مطالع استوائیہ گیرند (۹) باز نظر کنند کہ میل کوکب شمالی ست یا جنوبی بحال شمالیت اگر عاشر در نصف جدوی اعنی از اول جدی تا آخر جوزا باشد تعدیل را بریں مطالع استوائیہ افزایند مگر آنکہ میل عاشر در ربع اول منطقہ ازید از میل کوکب باشد واگر در نصف سرطانی اعنی از اول سرطانی تا آخر قوس بود تعدیل را از مطالع مذکورہ کاہند مگر آنکہ عاشر زائد المیل در ربع دوم منطقہ بود بحال جنوبیت اگر عاشر در نصف سرطانی است تعدیل افزایند مگر آنکہ زائد المیل در ربع سوم باشد واگر در منطقہ بود بحال نصف جدوی ست کاہند مگر آنکہ با زیادت میل در ربع باشد (۱۰) **عمل معلوم حسب** حاجت کنند کہ تقویم است جدول مطالع استوائی زیج بہادرخانی بعینہ نقل کر دی ہے۔ ہم نے اپنے محاسبہ خاصہ سے اسکی تجدید کی ہے۔ تاہم یہ بھی تقریب کو کافی ہے۔ بروج یونانیہ و ہندیہ میں ۲۲

کا فرق بشدت غلط ہے بلکہ اسی سال کے آغاز یعنی یکم محرم ۱۳۳۰ھ کو مالت م م نومہ فرق تھا یعنی ۲۳، ۴۴، ۳۶، ۲ ہے کچھ زائد اور روزانہ ترقی پر ہے یہانتک کہ دنیا باقی رہی تو رجب ۱۷۹۲ھ میں پورے ایک برج کا تفاوت ہو جائیگا اس اشور سے ہندی سیکھ کی سنکرانت ہوگی۔ اس ہندی حساب کو حقیقی تقویم کہنا ٹھیک نہیں حقیقی تقویم وہی ہے جو محل تقاطع سے ہے اسی سے حساب فصول ہے اسی سے حساب کی بیشی روز و شب ہے اسی سے حساب مطالع ہے اسی سے حساب طلوع غروب و سائر اوقات ہے ہندی تقویم تقویم صوری ہے کہ صورت پرستوں نے صورت کواکب پر اس کی بنا رکھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از میرٹھ بازار لال کرتی مرسلہ حاجی شیخ علاؤ الدین صاحب ۱۱ شوال مکرم ۱۳۳۰ھ

حامی سنت ماحی بدعت مخدومی و معظمی حضرت مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب مدظلکم العالی۔ بعد تقدیم ہدیہ سلام و مراسم نیازمندی عرض ہے کہ مولوی عبد اللہ صاحب جنہوں نے قاعدہ استخراج تقویم کواکب از مطالع استوائیہ مرقومہ المینک کمترین کو بتایا تھا ان سے جب کمترین نے انکے قاعدہ کی غلطی کا اظہار کیا اور جناب والد کی تحریر دکھائی اس سے ان کا اطمینان نہ ہوا اور جناب والد کی تحریر کا مفہوم انکی سمجھ میں نہیں آیا۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ قاعدہ بالکل ٹھیک ہے اور میں اپنی ولائتی ستارہ بین میں مشاہدہ کواکب کو دکھ کر آپکا اطمینان کرا سکتا ہوں چنانچہ کمترین نے ان سے وعدہ لیا ہے کہ بعد رمضان المبارک چند روز کے واسطے مع ستارہ بین کے یہاں تشریف لاکر میرا اطمینان کردیں۔ لہذا اُمید کہ اس وقت تک رسالہ مسفر المطالع کے طبع کرانے میں توقف کیا جائے۔ زیادہ حد ادب

الجواب: - اُس قاعدہ تقویم کی نسبت گذارش ہے کہ (۱) ستارہ بین کے آنے پر کیوں محمول فرمائیے خود مینک ایک اعلیٰ ستارہ بین ہے اس سے ملاحظہ کیجئے جس وقت اس نے دو کوکبوں کا قران لکھا ہو اگر ان میں ایک قمر ہے تو اس کی تقویم وقت قران کے لئے تعدیل ما بین السطرین سے لیجئے اور دوسرے کی اس قاعدہ سے ملاحظہ ہو کہ دونوں میں کتنا فرق آتا ہے (۲) یہ بھی نہ ہی نہایت سہل امکان گذارش کروں قمر کی تقویم نصف النہار و نصف اللیل روزانہ مکتوب ہے اور ہر گھنٹے کے مطالع ممر بھی ان مطالع کو تحویل و تقویس کرکے دیکھ لیجئے کس قدر تفاوت پڑتا ہے مثلاً ایک مثال گذارش ۱ اس سال سوم اکتوبر ۱۲ بجے کے مطالع لکھے ہیں ۵/ ۵ ر ۵ ۵ ۴۵ ۵ ث درجات ہیں اس کی تحویل ہوئی۔ نح لح نث بطجدول مطالع استوائی میں اس کے طوالع ہوئے ۴۸ ۴۳ ۱۰۲ حالانکہ اُس وقت تقویم قمر ہے ۸ ۲ ۱۰۲ نصف درجہ کا فرق ہوا کہ ہرگز مخفی نہیں اور کہیں اس سے بھی زائد آئیگا کہیں کم کہیں قریب تطابق۔ یہ عقم قاعدہ کی دیں روشن ہے یہی حال ہر کوکب میں ہوگا مگر شمس اسمیں حاجت نہیں کہ اسکی جس وقت کے مطالع ممر لکھے اُسی وقت کی تقویم ضو بھی مکتوب ہے (۳) اہل ہیأت جدیدہ سہولت کے کمال حریص ہیں حتی کہ اس کے لئے مساہلت گوارا کرتے ہیں جیسا کہ انکے اعمال دقائق اعدائی کے مطالع پر مخفی نہیں یہاں بھی جو قواعد یہ بانیہ کے فقیر نے استنباط کئے ایسے نہ تھے انکی نگہ وہاں تک نہ پہونچتی مگر طول اعمال و کثرت عمل کے باعث اُن سہل انگاروں نے ان سے گریز کرکے یہ آسان قاعدہ رکھا جو میں نے آپ سے یہاں گذارش کیا تھا۔ اسی کی خاطر روزانہ ہر کواکب کا طول بفرض مرکزیت شمس اور عرض بفرض مذکور را در لوگارثم بُعد کے خانے دیئے اور اتنے اعمال گوارا کئے اگر وہ سہل سی بات کافی ہوتی تو اگیا ان کا سر پھرا تھا کہ تحقیق و تدقیق چھوڑ کر تطویل میں پڑتے (۴) صرف دو خط افق و نصف النہار تو کیا کام دے سکتے ہیں ہاں ایسے آلات میں ارتفاع بتانے کو

اور خطوط بھی ہوتے ہیں مگر مقنطرات دوائر عرضیہ میں یوں بعید ہے ہاں یہ کہ کوکب اول سُموت پر ہوا اور عرض اقلیم رویت منتفی وہ نادر ہے اور یہ بریلی و میرٹھ اور ان سے شمال میں آخر تک اور جنوب میں تقریباً ساڑھے تین سو میل تک عادۃً ناممکن ہے اگرچہ قدرت میں سب کچھ ہے (۵) ایک قول فیصل عرض کردوں۔ دو حال سے خالی نہیں ستارہ بین سے جو تقویم نظر آئی تقویم محسوب بقاعدہ مولوی صاحب سے مطابق ہوگی یا مخالف، اگر مخالف ہو جب تو صحت قاعدہ کا ثبوت ہی نہ ہوا اور مطابق ہو تو اور بٹی غلطی قاعدہ کا ثبوت ہوگیا کہ انکسار کدھر جائیگا اختلاف منظر کدھر جائیگا۔ تقویم مرئی بھی تقویم حقیقی کے مطابق نہیں ہوتی حتی کہ اس وقت بھی کہ کوکب دائرہ نصف النہار پر ہو مگر صرف اس حالت نادرہ میں کہ عین سمت الراس پر ہو۔ جناب نے طبع رسالہ ابھی ملتوی رکھنے کو فرمایا ہے وہ خود ملتوی ہے۔ رد وہابیہ خذلہم اللہ تعالی کے دس رسالہ زیر طبع ہیں۔ سل البثوت، ایجاب النکیر، سبحٰن السبوح، مزق تلبیس، الہیۃ الجباریہ، دامان باغ سبحٰن السبوح، پیکان جانگداز، القمع المبین، تعالی الشبوح، تازہ عطیہ۔ پھر ان کے بعد انشاء اللہ الکریم الدولۃ المکیہ، الفیوض المکیہ، حاسم المفتری، اقمع الناصم، الکاوی فی العاوی والغاوی، النجم الشوی، اشد الباس، ادخال سنان، قوام موانہ، نور الفرقان کی باری ہے۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ وہابیہ کی خدمت گذاری سے فرصت ہو تو ادھر توجہ ہو۔ لیکن اگر یہ فرمانا اس بنا پر ہے کہ شاید ستارہ بین قواعد رسالہ کی غلطی ثابت کرے تو کس سے اطمینان فرمائیں سوا اس قاعدہ کے جو میں نے جناب سے گذارش کیا اور معمول ہئیات جدیدہ ہے کہ تقرب قریب ہوتا ہے مگر تحقیق سے دقیقہ تک تفاوت لاتا ہے۔ قواعد کہ فقیر نے استنباط کیے مبرہن ببراہین ہندسیہ ہیں۔ اگر آلہ ان کے خلاف بتائے تو یقیناً آلہ غلط ہے نہ کہ براہین۔ بعض آلات خود ناقص ہوتے ہیں۔ بعض کو بنانے والا غلط بناتا ہے۔ بعض وقت صحیح آلہ غلط لگایا جاتا ہے بعض وقت مدلول آلہ کو لگانے والا غلط ادراک کرتا ہے۔ آلہ اپنے منتہائے کار کے بعد بھی حساب کا محتاج ہے اور حساب اکثر محتاج آلہ نہیں آلہ کیسا ہی دقیق ہو تدقیق حساب تک نہیں پہونچ سکتا۔ حساب ثوانی ثوالث بتاتا ہے۔ اور عام آلات صرف درجات یا غایت درجہ انصاف درجہ اگر دقائق بتائے تو الجوبہ دہر ہے مگر ثوانی ضرور نامقصود۔ آخر یہ تو قاعدہ کے متعلق سمع خراشی تھی اتنا فقیر کو مامول کہ اس ستارہ بین کی قیمت اور جائے۔ وجہ ان سے مطلع کیا جاؤں۔ جناب فرماتے ہیں بہت بیش قیمت ہے تو میں کہاں پا سکوں، مولوی صاحب نے کہاں سے حاصل فرمائی کس طرح ملی۔ جب ایسی بیش قیمت ہے تو زحل کے حلقے مشتری کے چاروں قمر جو دوسطا وغیرہما کواکب جدیدہ بھی دکھاتی ہوگی۔ والسلام مع الاکرام

مسئلہ: از میرٹھ محل مذکور ۱۴ر شوال ۱۳۳۰ھ

حامی دین متین، ناصر شرع مبین مدظلکم العالی۔ بعد تقدیم ہدیہ سلام و مراسم نیاز مندی۔ مطالع استوائیہ کواکب جو المنک میں مرقوم ہیں وہ صحیح اور حقیقی مطالع ہیں یا نہیں۔ اور باعتبار مرکز زمین استخراج کئے گئے ہیں یا نہیں امید کہ جواب سے جلد سرفراز بخشی جائے۔ نہایت مشکور امر باعث ہوگا۔ زیادہ نیاز۔ عریضہ کمترین علاؤ الدین۔

الجواب: رئیس دین پرور دامت معالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ المنک میں جو مطالع ممر شمس و قمر و ہر کوکب کے دیے ہیں سب بلحاظ مرکز زمین حقیقی اور بقدر کافی تحقیق و صحیح ہیں مگر ان سے طوالع حاصل کرنا شمس میں ہمیشہ تقویم سے

مطابقت لائیگا اور دیگر کواکب میں نادر۔ اکثر اختلاف دیگا جس کی مقدار نصف درجے سے بھی زائد تک ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ یہ مطالع حقیقۃً مطالع اجزاء منطقۃ البروج ہیں کہ انھیں کے میل و بعد عن الاعتدال الاقرب سے اخذ کیے جاتے ہیں۔ شمس دائماً ملازم منطقہ ہے تو اس کی تقویم ہمیشہ نفس منطقہ پر ہوتی ہے اور وہی طوالع مطالع ہیں۔ بخلاف دیگر کواکب کے کہ اپنے تمام دورہ میں صرف دو بار منطقہ پر آتے ہیں۔ جب کہ اپنے راس وذنب پر ہوں یا متحیرات رجعت کے باعث دو چار بار اور۔ اسی وقت تقویمی مطالع انکی تقویم ٹھیک بتائینگے یا اس وقت کہ کوکب مارہ بالاقطاب الاربعہ پر ہو کہ اب میلیہ وعرضیہ متحد ہو جائیں گے باقی اوقات اختلاف دیگی۔ والسلام

مسئلہ: از میرٹھ مرسلہ حاجی صاحب مذکور ۳۰ر شوال ۱۳۳۰ھ

کمترین کو فی الحال بعد ملاقات مولوی عبداللہ صاحب کے بیشک یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اس ستارہ بین کے مشاہدے سے مولوی صاحب ممدوح کے قاعدہ کی تصدیق ہو جاویگی تو اس صورت میں رسالہ معلوم کے قاعدہ میں کچھ سہو سمجھنا پڑے گا۔ مگر چونکہ حضور والا کی تحریر سے معلوم ہو گیا کہ رصدی آلہ کے مشاہدات سے براہین ہندسیہ کی تردید نہیں ہو سکتی لہذا ایسی صورت میں ستارہ بین کہ مشاہدات سے استدلال ہی فضول ہے۔ قبل ازیں کمترین کو یہ گمان تھا کہ آلہ رصد کے مشاہدات سے جو بات ثابت ہوئی اس میں غلطی کی گنجائش نہیں ہے اس وجہ سے کمترین نے رسالہ مسفر المطالع کے متعلق التوا کی درخواست کی تھی۔ مگر اب چونکہ حقیقت اس کے خلاف نکلی لہذا اس کے طبع کرانے میں التواء کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ صرف ایک بات دریافت طلب یہ رہ گئی ہے کہ تقویمی مطالع کواکب سے جو تقویم حاصل ہوتی ہے اس کا فرق تقویم اصلی سے زیادہ سے زیادہ کس قدر ہو سکتا ہے یعنی آیا ایک درجہ سے زیادہ فرق ہو سکتا ہے یا نہیں۔ امید کہ جواب سے سرفراز بخشی جائے۔ حضور کے دوسرے والا نامہ سے یہ بات بالکل تحقیق ہو گئی کہ تقویمی مطالع ممر سے دوسرے کواکب کی تقویم اصلی سوائے چند خاص نادر موقعوں کے نہیں نکل سکتی۔ اس قدر سمع خراشی اور تکلیف دہی کی جو ان تحریرات وغیرہ میں حضور والا کو ہوئی نہایت ادب سے معافی چاہتا ہوں۔ عریضہ کمترین علاؤ الدین عفی عنہ۔

الجواب: ہاں ایک نہیں ڈیڑھ درجے سے بھی زائد غلطی دیگا۔ مثال حاضر ۸ر رمضان مبارک ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۳ر اگست ۱۹۱۲ء کو عطارد کے مطالع استوائی یعنی مطالع ممر تقی ۵ ۲ نرما قوس میں اسکی تحویل نمط سالہ یہ جدول مطالع استوائی میں اس کی تقویس ۲ ماہ منہ یعنی برج اسد ۲۳ ۵۲ ۱۳ ۲۷ یہ تو وہ قاعدہ ہوا۔ اب اصل قاعدہ سے چلیے تقویم عطارد بمرکز شمس ۳۹ ۱۹ ۲۰ ۳ تقویم شمس ۲۲ ۵۹ ۸ ۴ نظیر ش ۴۴ ۵۹ = ۳۲۸ تقویم کب۔ نظیر تقویم شمس = ۵۷ ۹ ازاویۃ الشمس نصفہا ۵ ۹ ۰۰ ۹ - ۵۹ ۹ = ۱ ۵ ۹ ۸ محفوظ ظلہ ۲۷۲۷ ۵۳۷ ۱۲ عرض عطارد بمرکزیت شمس ۱ ۵ ۷ تمام ۹ ۳ ۸ جیبہ ۹۹۹۷۸۸۸۸، ۹ + لوبعد عطارد ۵۵۵ ۷ ۵۹۵ ، ۹ = ۳۴۴۳ ۳۳ ۵۹ ، ۹ مفروق از بعد شمس ۹ ۲۸۱۵ ۰۰ ، ۱۰ = ۱۷۲ ۱۶۱ ۴۴۱ ، ۱۰ قوسہ فی جدول الظل ۵ ۸ ۶ - ۴۵ = ۵۰ ۲۳ ظلہا ۳۴ ۷ ۴۵ ۴ ۹ + ظل محفوظ ۱۲۸ ۱۸ ۴۴۷۰ قوسہ فی الظل ۳۷ ۹ ۸ = محفوظ - ۳۷ ۹ ۸ = ۳ زاویۃ الارض = تقویم شمس ۱۳ = ۴۲ ۴۷

۸ ۵۹ یعنی یعنی۔ سد کے ۲۸ ۵۹ ۸ ملاحظہ ہوکر واقع میں تقویم پونے انتیس درجہ میں بھی زائد تھی اور اس قاعدہ نے ستائیس درجے سے بھی کم بتائی والسلام مع الاکرام فقیر غفرلہ از بریلی   شوال المکرم ۱۳۳۹ ہجریہ

مسئلہ: از شہر محلہ بہادر پور مرسلہ نواب سلطان احمد خاں صاحب ۷ رشوال ۱۳۳۹ھ

آجکل تیسرے درجہ کا سپیدہ کس وقت طالع ہوتا ہے

الجواب: آجکل درجہ سوم سپیدہ کا طلوع صبح کے آٹھ بجے بعد اس تفصیل سے ہے

یوم	تاریخ	تاریخ شمسی	وقت طلوع			انتہائے طلوع		
پنجشنبہ	۸ رشوال ۱۳۳۹ھ	۱۸ رجولائی ۱۹۲۱ء	گھنٹہ	منٹ	سکنڈ	گھنٹہ	منٹ	سکنڈ
جمعہ	۹	۱۹	۸	۲۸	۴۷	۸	۳۳	۲۳
شنبہ	۱۰	۲۰	۸ ۸	۲۴ ۲۰	۵۱ ۵۵	۸ ۸	۲۹ ۲۵	۲۷ ۳۱

وقت ریلوے دیا ہے جو آجکل گھڑیوں میں رائج ہے واللہ تعالیٰ اعلم

"اقتصادیات"

رسالہ تدبیر فلاح ونجات واصلاح

۱۳۳۱ھ

مسئلہ: از کلکتہ کولوٹولہ اسٹریٹ نمبر ۔ مسئولہ جناب حاجی منشی لعل خاں صاحب ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

قبلہ وکعبہ حضرت مرشدی ومولائی دام ظلکم العالی تمنائے قدم بوسی کے بعد مؤدبانہ گذارش المؤید کے پرچے برائے ملاحظہ مرسل ہیں۔ ارشاد ہو کہ آجکل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے اور امداد ترک کا کیا طریقہ ہو۔

الجواب: بملاحظہ مکرم ذی الکرم حامی سنت ماحی بدعت برادر طریقت حاجی منشی محمد لعل خاں صاحب دام مجدہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ المؤید کے ۷ پرچے آئے، انھیں بالاستیعاب دیکھا گمان یہ تھا کہ شاید کوئی خبر خوشی کی ہوگی مگر اس کے برعکس اس میں رنج وملال کی خبریں تھیں۔ بے گناہ مسلمانوں پر جو مظالم گذر رہے ہیں اور سلطنت انکی حمایت نہیں کرسکتی صدمہ کے لیے کیا کم تھے کہ اُس سے بھی بڑھکر ترکوں کی اُس تازہ تبدیل روشن کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کردی، ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم بے شک اللہ کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وہ خود اپنی اگلی حالت بدل ڈالیں وہ تقریباً پانچواں سال ہے کہ ایک حسیب جلیل سید کہ اجلہ سادات کرام واولاد امجاد حضور پرنور غوث الانام سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان عالی شان جیلانی سے تھے دمشق کے ساکن سید حبیب اللہ نام ایک سال سے زائد غریب خانہ پر تشریف فرما رہے تھے۔ انھوں نے ایک خواب دیکھا کہ ملک شام کے مناروں پر معاذ اللہ ناقوس بج رہے ہیں۔ عصر کے وقت مسجد میں مجھ سے

یہ خواب بیان کیا میں نے بقدر قدرت بعونہ تعالیٰ اُسے خیر کی طرف پھیر دیا۔ یہ تعبیر دی کہ ان شاء اللہ العزیز اسلام کو غلبہ ہوگا اور کفار پر سخت مشکلیں پڑینگی اس لیے کہ قرآن عظیم فرماتا ہے فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکفرین غیر یسیر۔ اس تعبیر پر وہ تو خوش ہوگئے مگر میرے دل میں اندیشہ رہا کہ خدا خیر کرے دیکھیے کیا ہوتا ہے اُس کے تھوڑی مدت بعد بعد مدینہ طیبہ سے خطوط آئے جس میں اس ناشدنی حریت ومساوات کا تذکرہ تھا کہ ترکوں نے بتقلید نصاریٰ پارلیمنٹ قائم کرکے یہود ونصاریٰ ومسلمین سب کو برابر ٹھہرانے کا نام مساوات رکھا اور شریعت مطہرہ سے آزادی کا نام حریت۔ پھر مکہ معظمہ کے بعض اجلہ علماء فقیر کے پاس تشریف لائے اور اُنھوں نے وہاں کا واقعہ آنکھ کا دیکھا بیان کیا کہ مسلمان حریت ماننے پر مجبور کئے جاتے تھے اور جنھوں نے نہ مانا فوج نے ان پر بندوقوں کے فیر کئے جس سے زیادہ غرض تخویف تھی۔ مجمع کو بچا کر فیر اس طرح فیر کئے جاتے تھے کہ گویاں خاص کر مکعبہ معظمہ پر لگی تھیں وہ دن تھا کہ تزلزل وتنزل ترکی کی بنا پڑی۔ جب طرابلس وبلقان کی لڑائیاں ہوئیں اور ان میں ناکامی کے تار پائے گئے، میں نے کہہ رہا تھا کہ یہ اسی حریت ومساوات کی سزا ہے۔ اللہ اکرم الاکرمین اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سے ہماری اور اسلامی بھائیوں کی آنکھیں کھولے اصلاح قلوب واحوال فرمائے خطاؤں سے درگذر کرے غیب سے اپنی مدد اتارے۔ اسلام ومسلمین کو غلبہ قاہرہ دے کفرہ کا فرین کو اپنے قہر کی تلوار سے مارے آمین یا الٰہ الحق آمین۔

میرے اس خیال کی تائید مؤید میں تھی اس میں صفحے کے صفحے ان حریت والوں کے خیالات بیدینی کے تذکرہ میں ہیں ان مضامین کا لکھنے والا نامہ نگار کہ خود اگرچہ ایک متعصم فی الدین ہے جس سے عجب نہیں کہ ان بیانات میں مبالغہ ہو مگر بعض کفار حرب کا جو بیان اس میں درج ہے وہ نہایت درد انگیز ہے۔ کافروں تک کو اس کا احساس ہوا کہ ترک پر یہ بلا۔ ترک شریعت وابتداع حریت سے آئی اور ان مسلمانوں کو حس نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مگر بے دلی نہ چاہیے لا تایئسوا من روح اللہ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکفرون۔ اللہ واحد قہار غالب علی کل غالب اس دین متین کا حافظ وناصر ہے وکان حقا علینا نصر المؤمنین۔ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذالک۔ غالباً یہاں امر اللہ وہ وعدہ صادقہ ہے جس میں سلطان اسلام شہید ہونگے اور روئے زمین پر اسلامی سلطنت کا نام نہ رہیگا۔ تمام دنیا میں نصاریٰ کی سلطنت ہوگی اگر معاذ اللہ وہ وقت آگیا ہے جب تو کوئی چارۂ کار نہیں شدنی ہوکر رہیگی مگر وہ چندہی روز کے واسطے ہے اُس کے متصل ہی حضرت امام کا ظہور ہوگا۔ پھر سیدنا روح اللہ عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول اجلال فرمائیں گے۔ اور کفر تمام دنیا سے کافور ہوگا تمام روئے زمین پر ملت ایک ملت اسلام ہوگی اور مذہب ایک مذہب اہلسنت۔ غیب کا علم اللہ عزوجل کو ہے پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مگر فقیر جہانتک نظر کرتا ہے ابھی ان شاء اللہ وہ وقت نہیں آیا اگر ایسا ہے تو ضرور نصرت الٰہیہ نزول فرمائیگی اور کفار ملاعنہ اپنے کیفر کردار کو پہونچیں گے۔ بہرحال بندگی بے چارگی دعا کے سوا کیا چارہ ہے وہی جو ہمارا رب ہے۔ ہماری حالت زار پر رحم فرمائے اور اپنی نصرت اتارے یہی جھٹکے جو پہنچ رہے ہیں انھیں پر زلزلوا

زلزالاشد مد کو ختم فرمادے اور الا ان نصر اللہ قریب کی بشارت سنادے۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل

آپ پوچھتے ہیں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے اس کا جواب میں کیا دے سکتا ہوں اللہ عزوجل نے تو مسلمانوں کی جان و مال جنت کے عوض خریدی ہیں ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ مگر ہم مسلمان ہیں کہ بیع دینے سے انکار اور دشمن کے خواستگار۔ ہندی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن و مال و اہل و عیال چھوڑ کر ہزاروں کوس جائیں اور میدان میں مسلمانوں کا ساتھ دیں مگر مال تو دے سکتے ہیں، اسکی بھی حالت سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ وہاں مسلمانوں پر یہ کچھ گذر رہی ہے اور یہاں وہی جیسے ہیں وہی رنگ وہی تھیٹر وہی امنگ وہی تماشے وہی بازیاں وہی غفلتیں فضول خرچیاں ایک بات کی بھی کمی نہیں۔ ابھی ایک شخص نے ایک دنیاوی خوشی کے نام سے پچاس ہزار دیئے۔ ایک عورت نے ایک جنیں وینان جرگہ کو پچاس ہزار دیئے۔ ایک رئیس نے ایک کالج کو ڈیڑھ لاکھ دیئے۔ اور یونیورسٹی کے لیئے تو تین لاکھ سے زائد جمع ہو گیا۔ ایک رات میں ہمارے اس مفلس شہر سے اس کے لیئے چھبیس ہزار کا چندہ ہوا۔ بمبئی میں ایک کم درجہ کے شخص نے صرف ایک کوٹھری چھبیس ہزار روپئے کو خریدی نقد اس کے لیئے کہ اس کے وسیع مکان سکونت سے ملحق تھی۔ جیسے میں بھی دیکھ آیا ہوں۔ اور مظلوم اسلام کی مدد کیلیئے جو جو کچھ جوش دکھائے جا رہے ہیں آسمان سے بھی اونچے ہیں اور جو عملی کاروائی ہو رہی ہے زمین کی تہ میں ہے پھر کس بات کی امید کیجائے بڑی ہمدردی نکالی ہے کہ یورپ کے مال کا بائیکاٹ ہو میں اسے پسند نہیں کرتا نہ ہرگز مسلمانوں کے حق میں کچھ نافع پاتا۔ اول تو یہ بھی کہنے ہی کے الفاظ ہیں نہ اس پر اتفاق کریں گے نہ ہرگز اس کو نباہیں گے۔ اس عہد کے پہلے توڑنے والے جنٹلمین حضرات ہی ہونگے جنکی گذر بغیر یورپین اشیاء کے نہیں۔ یہ تو سارا یورپ ہے پہلے صرف اٹلی کا بائیکاٹ ہوا تھا اس پر کتنوں نے عمل کیا۔ اور کے دن نباہا پھر اس سے یورپ کو ضرر بھی کتنا۔ اور ہو بھی تو کیا فائدہ کہ وہ سو ترکیبوں سے اس سے دہ گنا ضرر پہنچا سکتے ہیں لہذا ضرر رسانی کا ارادہ صرف وہی مثل ہے کہ کمزور اور پٹنے کی نشانی۔ بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں۔ ہاں اپنی حالت سنبھالنا چاہیئے تو ان لڑائیوں پر کیا موقوف تھا۔ ویسے ہی چاہیئے تھا کہ اولاً باستثناء ان معدود باتوں کے جن میں حکومت دست اندازی ہو اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے۔ یہ کروروں روپے جو اسٹامپ و وکالت میں گھسے جاتے اور گھر کے گھر تباہ ہو گئے، اور ہوئے جاتے ہیں محفوظ رہتے۔ ثانیاً اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا۔ اپنی حرفت و تجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے تو یہ نہ ہوتا کہ یورپ و امریکہ والے چھٹانک بھر تانبا صناعی کی گھڑت کرکے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپکو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں۔ ثالثاً بمبئی کلکتہ رنگون مدراس حیدرآباد وغیرہ کے تونگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لیئے بینک کھولتے۔ سود شرع نے حرام قطعی فرمایا ہے مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں جن کا بیان کتب فقہ میں مفصل ہے اور اس کا ایک نہایت آسان طریقہ کتاب کفل الفقیہ الفاہم میں چھپ چکا ہے ان جائز طریقوں پر نفع بھی لیتے کہ انھیں بھی فائدہ پہونچتا اور انکے بھائیوں کی بھی حاجت بر آتی اور آئے دن جو مسلمانوں کی جائدادیں بنیوں کی نذر ہوئی چلی جاتی ہیں۔ ان سے بھی محفوظ رہتے اگر مدیون کی جائداد ہی لے جاتی تو

تو مسلمان ہی کے پاس رہتی یہ تو نہ ہوتا کہ مسلمان ننگے اور بتے چنگے رابعاً۔ سب سے زیادہ اہم سب کی جان سب کی اصل اعظم وہ دین متین تھا جس کی رسی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو ان مدارج عالیہ پر پہونچایا چاردانگ عالم میں انکی ہیبت کا سکہ بٹھایا نان شبینہ کے محتاجوں کو بلند تاجوں کا مالک بنایا وہ اسی کے چھوڑنے نے پچھلوں کو یوں چاہ ذلت گرایا فانا للہ وانا الیہ راجعون، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم دین متین علم دین کے دامن سے وابستہ ہے علم دین سیکھنا پھر اس پر عمل کرنا اپنی دونوں جہاں کی زندگی جانتے وہ انھیں بتا دیتا کہ اندھو جسے ترقی سمجھ رہے ہو سخت تنزل ہے جسے عزت جانتے ہو اشد ذلت ہے۔ مسلمان اگر یہ چار باتیں کرلیں تو انشاء العزیز آج انکی حالت سنبھلی جاتی ہے آپکے سوال کا جواب تو یہ ہے۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ سوال و جواب سے حاصل کیا جب اس پر عمل کرنے والا نہ ہو۔ عمل کی حالت ملاحظہ ہو اولاً یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلے میں اپنے دعوی سے کچھ بھی کمی ہو تو منظور نہیں اور کچہری جاکر اگرچہ گھر کی بھی جائے ٹھنڈے دل سے پسند۔ گرہ گرہ بھر زمین پر طرفین سے دو دو ہزار بگڑ جاتے ہیں۔ کیا آپ یہ حالتیں بدل سکتے ہیں۔ فہل انتم منتھون ۔ دوم کی یہ کیفیت کہ اول تو خاندانی لوگ حرفت و تجارت کو عیب سمجھتے ہیں اور ذلت کی نوکریاں کرنے ٹھوکریں کھانے حرام کام کرنے حرام مال کھانے کو فخر و عزت۔ اور جو تجارت کریں بھی تو خریداروں کو اتنا احساس نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں اگرچہ ایک پیسہ زائد سہی کہ نفع ہے تو اپنے ہی بھائی کا ہے۔ اہل یورپ کو دیکھا ہے کہ دیسی مال اگر ولایتی کے مثل اور اس سے ارزاں بھی ہو۔ ہرگز نہ لیں گے اور ولایتی گراں خریدینگے۔ اُدھر بیچنے والوں کی حالت کہ ہندو آنہ روپیہ نفع لے تو مسلمان صاحب چونی سے کم پر راضی نہیں پھر لطف یہ کہ مال بھی اس سے ہلکا بلکہ خراب۔ ہندو تجارت کے اصول جانتا ہے کہ جتنا تھوڑا نفع رکھے اتنا ہی زیادہ ملتا ہے اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کریں ناچار خریدنے والے مجبور ہو کر ہندو سے خریدتے ہیں۔ کیا تم یہ عادتیں چھوڑ سکتے ہو فہل انتم منتھون ۔ سوم کی یہ حالت کہ اکثر امراء کو اپنے ناجائز عیش سے کام ہے ناچ رنگ وغیرہ بے حیائی یا بیہودگی کے کاموں میں ہزاروں لاکھوں اُڑادیں۔ وہ ناموری ہے ریاست ہے اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک خفیف رقم دینا ناگوار اور جنہوں نے بنیوں سے سیکھ کر لین دین شروع کیا وہ جائز نفع کی طرف توجہ کیوں کریں۔ دین سے کیا کام اللہ و رسول کے احکام سے کیا غرض۔ ختنہ نے انھیں مسلمان کیا اور گائے کے گوشت نے مسلمانی قائم رکھی اس سے زائد کیا ضرورت ہے۔ نہ انھیں مرنا ہے نہ اللہ واحد قہار کے حضور جانا نہ اعمال کا حساب دینا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر سود بھی لیں تو بنیا اگر بارہ آنے ملیگے یہ ڈیڑھ دونے سے کم پر راضی نہ ہوں ناچار حاجت مند بنیوں کے ہتھے چڑھتے اور جائدادیں انکی نذر کر بیٹھتے ہیں۔ کیا تم ان خصلتوں سے باز آؤ گے فہل انتم منتھون ۔ چہارم کا حال ناگفتہ بہ ہے انٹرنس پاس کو رزاق مطلق سمجھا ہے وہاں نوکری میں عمر کی شرط پاس کی شرط۔ پھر پڑھائی وہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آئے نہ اس نوکری میں اس کی حاجت پڑے۔ اپنی ابتدائی عمر کہ وہی تعلم کا زمانہ ہے یوں گنوائی اب پاس ہونے میں جھگڑا ہے تین تین بار فیل ہوتے ہیں۔ اور پھر پلٹے چلے جاتے ہیں اور قسمت کی خوبی کہ مسلمان ہی اکثر فیل کیئے جاتے ہیں پھر تقدیر سے پاس بھی مل گیا تو اب نوکری کا پتہ نہیں اور ملی بھی تو صریح ذلت کی۔ اور رفتہ رفتہ دنیوی عزت کی بھی پائی تو وہ کہ عند الشرع ہزار ذلت۔ کہیئے پھر علم دین سیکھنے اور دین حاصل کرنے اور نیک و بد میں تمیز آنے کا وقت کونسا آئیگا۔ لاجرم نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین کو مضحکہ سمجھتے

ہیں اپنے باپ دادا کو جنگلی وحشی بے تمیز گنوار نالائق بیہودہ احمق وغیرہ جاننے لگتے ہیں بغرض غلط۔ اگر یہ ترقی بھی ہوئی تو نہ ہونے سے کروڑ درجہ بدتر ہوئی۔ کیا تم علم دین سے غفلتیں ترک کرو گے فھل انتم منتھون ہ یہ وجوہ ہیں یہ اسباب ہیں مرض کا علاج چاہنا۔ اور سبب کا قائم رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے۔ اسی نے تمہیں ذلیل کر دیا۔ اسی نے غیر قوموں کو تم پر ستوایا اسی نے اس نے جو کچھ کیا وہ بس نے۔ اور آنکھوں کے اندھے ابھی تک اسی اندھی ترقی کا رونا روئے جاتے ہیں۔ ہائے قوم وائے قوم یعنی ہم تو اسلام کی رسی گردن سے نکال کر آزاد ہوگئے تم کیوں قلی بنے ہوئے ہو۔ حالانکہ حقیقۃً یہ آزادی ہی سخت ذلت کی قید ہے۔ جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا موجودہ واقعہ ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اہل ارائے ان وجوہ پر نظر فرمائیں اگر میرا خیال صحیح ہو تو ہر شہر و قصبہ میں جلسے کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کر دیں پھر آپکی حالت خوبی کی طرف نہ بدلے تو شکایت کیجئے۔ یہ خیال نہ کیجئے کہ ایک ہمارے کئے کیا ہوتا ہے ہر ایک نے یوہیں سمجھا تو کوئی کچھ نہ کرے گا بلکہ ہر شخص یہ تصور کرے کہ مجھی کو کرنا ہے۔ یوں ان شاء اللہ تعالیٰ سب کرینگے چند جگہ جاری تو کیجئے پھر خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے خدا نے چاہا تو عام بھی ہو جائیگا۔ اس وقت آپکو اس کی برکات نظر آئیں گی۔ وہی آیۂ کریمہ کہ ابتدائے سخن میں تلاوت ہوئی۔ ان اللہ لا یغیر الآیہ۔ جس طرح برے رویّہ کی طرف اپنی جہالت بدلنے پر تازیانہ ہے یوہیں نیک روش کی طرف تبدیل کی بشارت ہے کہ اپنے کو نیک چھوڑو گے تو ہم تمہاری اس ردی حالت کو بدل دینگے ذلت کے بدلے عزت دینگے۔ اے رب ہماری آنکھیں کھول اور اپنے پسندیدہ راستہ پر چلا، صدقہ رسولوں کے سورج مدینہ کے چاند کا صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وکرم۔ آمین

خیر یہ مرثیہ تو عمر بھر کا ہے مسلمان ان چار باتوں میں سے ایک کو بھی اختیار کرتے نہیں معلوم ہوتے مگر ضرورت امداد ترک کی نسبت کیسے مرثیے ہزاروں پڑھے گئے مگر سوائے بعض غرباء کے امراء و روسا بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں و والیان ملک نے بھی کوئی قابل قدر حصہ لیا۔ وہ جو فوجی مدد دے سکتے تھے۔ وہ جو لاکھوں پونڈ بھیج سکتے تھے وہ ہیں اور بے پرواہی گویا انھوں نے کچھ سنا ہی نہیں اُنھیں جانے دیجئے وہ جانیں اور انکی مصلحت۔ آپ ہی کہئے کتنا چندہ ہوا ہے جس پر ہمدردی اسلام کا دعویٰ ہے۔ مصارف جنگ کچھ ایسے ہلکے نہیں۔ جتنا چندہ جا چکا ہے ایک دن کی لڑائی میں اس سے زیادہ اُڑ جاتا ہے۔ اب بھی اگر تمام ہندوستان کے جملہ مسلمان امیر فقیر غریب رئیس اپنے سچے ایمان سے ہر شخص اپنی ایک مہینہ کی آمدنی دیدے تو گیارہ مہینے کی آمد میں بارہ مہینے گذر کر لینا کچھ دشوار نہ ہوا اور اللہ عزوجل چاہے تو لاکھوں پونڈ جمع ہو جائیں۔ یونیورسٹی کے لئے غریبوں کے پیٹ کاٹ کر تیس لاکھ سے زیادہ جوڑ لیا اور اس پر سود مل رہا ہے کہ اسکی مقدار بھی چالیس ہزار سے زائد ہو چکی ہے اور وہ بھی بھی نہیں یہ روپیہ تو گھر سے دینا نہیں اس کو اللہ واحد قہار کی راہ میں بھیجدیجئے۔ اسلام باقی ہے تو یونیورسٹی نہ بنا مر نہ دیگا اور اسلام نہ رہا تو یونیورسٹی کیا بخشوالیگی۔ بلکہ ہم کہے دیتے ہیں کہ وہ اس وقت ہرگز ہرگز بن بھی نہ سکے گی۔ اُسوقت جو گت ہوگی اس کا بیان بیش از وقت ہے اور یا مفرض تنگ دل اور بخیل برا یا مال بھی یوں دینے کو نہ ہو تو یہ تمام وکمال روپیہ سلطنت اسلام کو بقائے اسلام کے لئے بطور قرض حسن ہی دیجئے۔ اللہ توفیق دے اور زیادہ کیا کہوں وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

عروض

مسئلہ:۔ از سہارن پور ضلع ایٹہ مرسلہ جناب چودھری مولوی عبدالحمید خاں صاحب ۲۰/جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ عالی جناب مولوی مفتی احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ تعالیٰ ظلال افادۃ علی رأس الطالبین۔ پس از آداب عجز و نیاز و سلام مسنون۔ مارہرہ سے ایک صاحب نے کنز الآخرہ پر مندرجہ پرچہ باضافہ اعتراض و ترمیم کر کے بھیجا ہے جس کے جوابات ذیل بغرض ملاحظہ اعلیٰحضرت ارسال ہیں۔ بعد ملاحظہ اس امر کی تنقیح فرمائی جائے کہ اعتراض کس حد تک صحیح ہیں اور جوابات کس حد تک کافی تاکہ اسی کے مطابق عمل درآمد کیا جائے۔ معترض صاحب فن شاعری میں دستگاہ قادر رکھتے ہیں اور عروض وقوافی میں مہارت کامل۔

(۱) صفحہ ٹائیٹل محمد الرسول اللہ اعتراض: مضاف پر الف لام نہیں آتا۔ جواب: میں نے عنوان کتاب پر سوا نام کتاب کے کچھ تحریر نہ کیا۔ باقی سب عبارت تالیف کاتب ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔

(۲) ص ۲ وہ یگانہ ہے صفات و ذات میں ؞ نیز یکتا اس کے سب افعال ہیں

اعتراض: قافیہ صحیح نہیں۔ یوں ہو "نیز یکتا ہے وہ ہر اک بات میں"۔ جواب: اختلاف حرکت قافیہ میں اساتذہ کی سندیں حد تواتر پر ہیں۔ حضرت سعدیؒ ؎ چو خواہد کہ ویران کند عالمے ؞ نہد ملک در پنجۂ ظالمے

؎ برائے جہاندیدگان کار کن ! ؞ کہ صید آزمودست گرگ کہن
چو خدمت گذاریت گردد کہن ؞ حق سالیانش فرامش مکن
کنونت کہ دست است خاری بکن ؞ دگر کے بر آری تو دست از کفن
بخایدش از کینہ دنداں بزہر ؞ کہ دوں پرورست ایں خرد مایہ دہر

مثنوی شریف:۔ گفت پیغمبر بکن اے رائے زن ؞ مشورت کالمستشار مؤتمن۔ مؤتمن بکسر میم ثانی بمعنی امین ہے

کای خدا افغاں ازیں گرگ کہن ؞ گویدش نک وقت آمد صبر کن

کمال اسماعیل:۔ اے ز رایت ملک و دیں در نازش و در پرورش ؞ اے شہنشاہ فریدوں فر اسکندر منش
سایۂ حق ست و یارب سایہ اش پایندہ دار ؞ زانکہ فرض ست از میان بادعائے دولتش

نیش اور دولتش کا اختلاف اظہر من الشمس ہے۔ مولوی حافظ عزیز الدین جلیسری مؤلف نادر الترتیب جواب بھی حیات ہیں اور بڑے استاد اور پرانے تجربہ کار شاعر ہیں نادر الترتیب میں لکھتے ہیں:

حمد سو بارہ شعر تیرہ فصل دو باب اس میں ہیں ؞ تھوڑے تھوڑے حاشیہ پر ہیں لغت ہر باب میں

مہربان من اختلاف وکن قافیہ بے تکلف درست ہے۔

(۳) صـ ہے وہی خلاق مخلوقات کا ؛ ہے وہی رزاق حیوانات کا

اعتراض :۔ مخلوقات وحیوانات میں ایکار ہے یوں چاہئے" ہے وہی رزاق مرزوقات کا ۔ جواب جمع کے قوافی میں مفرد کا لحاظ نہ رکھا جائے گا مستحسن ضرور ہے لازم نہیں۔

مولنا روم :۔ یاکریم العفو ستار العیوب ! ؛ انتقام از ما مکش اندر ذنوب
پس پیمبر گفت استفت القلوب ؛ گرچہ مفتی شاں بروں گوید خطوب

عیوب و ذنوب میں علامت جمع واو ہے اس کو علیحدہ کرکے دیکھا جائے گا تو عیب و ذنب کا قافیہ نہ بنے گا۔ اسی طرح قلوب و خطوب

آتش گلزار نسیم :۔ حوا اس دیو کو کھلاؤ ؛ گرطے جو مرے تو زہر کیوں دو

یہاں بھی علامت جمع واو کے علیحدہ کرنے سے قافیہ مفرد کا صحیح نہیں رہتا۔ ایک استاد جن کا نام مجھ کو یاد نہیں فرماتے ہیں

تم درود اس نام پر پڑھتے رہو اے مومنیں ؛ چھوڑ دو سب ذکر جب ہو ذکر ختم المرسلیں

(۴) صـ وہ کسی کا بھی نہیں محتاج ہے ؛ اس کے سب محتاج ہیں چھوٹے بڑے

اعتراض :۔ قافیہ غلط۔ یوں چاہئے" اس کی ہی محتاج ہے ہر ایک شے ۔ جواب نمبر ۲ میں گزر چکا

(۵) صـ پاک ہے وہ جسم و جوہر عرض سے ؛ مادہ سے اور مکاں سے مرض سے

اعتراض :۔ جوہر کے مقابل عرض بفتحتین ہے اور نیز مرض۔ یوں چاہئے" ہے عرض اور جسم و جوہر سے وہ پاک
مادہ سے اور مرض اور گھر سے پاک

جواب :۔ یہ بضرورت جائز ہے اس کا نام تفریس ہے اگرچہ یہ تفریس قبیح ہے لیکن جائز ہونے میں شک نہیں۔ اکثر اہل فارس نے لغات عربی میں بموجب شہرت عام کی ہے مثلاً حرکت بفتحات ثلثہ۔

ملا فوقی :۔ ع زبس خوش حرکت و شیریں ادا بود۔ کفن بفتحتین۔ لیکن شفائی کہتا ہے ع از لۂ حیض خواہرش کفن کند۔ پس ایک زبان کے لغت کو دوسری میں تفریس کرکے لانا صحیح ۔ ہاں عربی کو عربی، فارسی کو فارسی میں تفریس کرے تو ضرور نا جائز۔ بایں ہمہ اس تفریس کو میں بھی پسند نہیں کرتا اور اب میں نے ان تمام متغیر الحرکات لغات کو اصلی حرکات سے ملبس کرکے درست کرلیا ہے۔ شعر کو جناب نے ترمیم فرماکر جو تحریر فرمایا ہے اس میں پاک ہر دو جگہ متحد المعنی ہے پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ قافیہ کیونکر درست ہوگا۔ ہاں اس طرح ترمیم کیا جائے۔

؎ وہ عرض اور جسم و جوہر سے ہے پاک ؛ مادہ سے اور مرض گھر سے ہے پاک
یا یوں ؎ ہے عرض اور جسم اور جوہر سے پاک ؛ مادہ سے اور مرض اور گھر سے پاک

تب درست ہے۔ لیکن اس میں یہ قباحت ہے کہ ضمیر (وہ) کسی جگہ نہیں آتا۔ میں نے ترمیم اس طرح کی ہے

؎ وہ مکاں سے اور مرض سے پاک ہے ؛ جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے

اس میں اگرچہ کلمہ مادہ کا دور ہوا جاتا ہے لیکن بندش میں شگفتگی ہوتی ہے اور مادہ کی توضیح یوں بھی ہو سکتی ہے کہ جب مرض سے پاک ہے لامحالہ مادہ سے بھی پاک ہے کہ مادی شے کو مرض لازمی ہے۔

(۶) صـ حاضر و ناظر وہی ہے ہر جگہ ؛ کچھ نہیں پوشیدہ اس سے بے شبہ

اعتراض :۔ شبہ غلط ہے صحیح ؎ حاضر و ناظر وہ ہے ہر ایک جا ؛ اس سے پوشیدہ نہیں کوئی ذرا

جواب :۔ چونکہ اس تفریس کو میں خود مقبوح کہہ چکا ہوں لہذا اس شعر سے مجھ کو اتفاق ہے

(۷) صـ وہ مجیب عرض اور دعوات ہے ؛ بیشبہ وہ قاضی الحاجات ہے

اعتراض :۔ ترمیم۔ بالیقیں وہ قاضی الحاجات ہے ۔ جواب ترمیم تسلیم

(۸) صـ ہے وہ راضی طاعت و ایمان سے ؛ شرک و کفر و فسق سے ناخوش وہ ہے

اعتراض :۔ قافیہ۔ ترمیم۔ شرک و کفر و فسق سے نفرت اسے ؛ جواب ۵ میں مفصل گذرا اس کو غلط سمجھنا معترض کی غلطی ہے۔

(۹) صـ حق ہے معراج محمد دیں پناہ ؛ آسمانوں پر الی ماشاء اللہ

اعتراض :۔ بغیر اضافت محمد دیں پناہ کی ترکیب اجنب ہے

جواب :۔ جناب بغیر اضافت کیوں رکھتے ہیں اگر محمد کی دال کو خفیف اضافت دی جاوے تو کیا حرج ہے شعر وزن سے نہیں گریگا

حق ہے معراج محمدِ دیں پناہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

(۱۰) الی ماشاء اللہ غلط ہے۔ ترمیم۔ ؎ حق ہے معراج محمد بالیقیں ؛ آسمانوں پر گئے سلطانِ دیں۔ و قس علی ھذا البواقی۔ جواب۔ ماشاء کے ہمزہ کو آپ ظاہر کرکے کیوں پڑھتے ہیں ہمزہ کو ماشاء کے الف اور اللہ کے لام میں ادغام کرکے پڑھئے۔ جناب نے ترمیمی شعر کہا ہے اس شعر اور اس کی خوبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ "آسمانوں پر گئے سلطانِ دیں" اس میں انتہائے سیر معراج آسمانوں تک ثابت ہوتی ہے۔ اور شعر کتاب میں الی ماشاء اللہ کا کلمہ ایسا پر معنی ہے جس میں انتہائے سیر کی کچھ حد ہی نہیں رہتی اور جس کی تفسیر فکان قاب قوسین او ادنیٰ سے مزین ہے کما لا یخفی علی اہل البصیرۃ۔ تمت

الجواب

کامل النصاب چودھری صاحب زیدت محالیہ و بورکت ایام ولیالیہ۔ بعد ادائے ہدیہ سنت ملتمس۔ نوازشنامہ ایسوقت تشریف لایا بکمال اختصار جواب حاضر۔ جو کچھ حضرت معترض کے خلاف گذارش کروں گا اس پر نمبر حرفی ہوں گے ا ب ح ۶ اور خلاف جناب معروض ہوگا اس پر نمبر عددی ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴ اور مشترک پر مشترک

(اعتراض اول) (ا) بے محل ہے اور جواب کافی (ب) یہی زیر اعتراض لینے تھے تو اسم تاریخی الموسوم بہ کیوں ترک ہوا کون سی ترکیب ہے موسوم باسم تاریخی چاہئے تھا (ح) الموسوم بہ (ع) المعروف بہ یہ کایستھا نہ الف لام ہیں کہ عِنْدُ اِیرتال معلوم بھیو ان کی بھی تغییر چاہئے تھی (ہ) (ا) ہاں کنز الاخرۃ کے نام تاریخی ہونے پر ایک باریک مواخذہ برمحل ہوتا تائے مدورہ شکلاً ہا ہے اور لفظاً وقف میں ہا اور وصل میں تا اولاً عام اعتبار کتابت کا ہے اور تلفظ بھی لیجئے تو محل وقف ہے اور الف لام سے ترکیب ترکیب عربی تو بہرحال ہ ہی عدد ہوئے نہ ۴۰۰ ہاں منطق عوام پر کنز الآخرت پڑھے تو باعتبار تلفظ

ہ مطلب یہ ہے کہ الموسوم اور المعروف پر جو الف لام ہے۔ یہ کایستھ لوگ بولتے اور کاغذات پٹواری میں لکھتے ہیں لا عِنْدُ اِیرتال معلوم بھیو" یعنی جانچ پڑتال سے معلوم ہوا۔ اس جملے میں ان لوگوں نے ایک خرابی تو یہ کی عِنْدَ کو عِنْدُ کہا اور دوسری یہ کہ الف لام داخل کیا" عبد اللسان اعظمی

تاریخ صحیح ہو سکتی ہے مگر ایک علمی تصنیف اس سے محفوظ رہنا اولی

(اعتراض دوم) (۲) میں اور ہیں کا قافیہ معیوب ضرور ہے (۳) عالے نالے پر قیاس صحیح نہیں کہ رَوِی جب متحرک ہو تو قبل کی حرکت میں اختلاف بالاجماع جائز و بے عیب ہے جیسے دلش و گلشن بخلاف اختلافِ دل و گل کہ روی ساکن ہے جیسے یہاں۔

(۴) کہن بفتح ہا و بضمتین دونوں طرح ہے جس کی سند یہی اشعار اور ان کی امثال بے شمار ہیں۔ حضرت مولوی قدس سرہ

سه نفس فرعونےست اورا خوار کن ؛ تا نیارد یاد از کفر کہن

اکابر نے اس کثرت سے کن کا قافیہ سن یا بزن یا حسن وغیرہا کبھی باندھا (۵) جاری بکن غلطی کاتب ہے صحیح خارے بکن ہے (۶) زہر و دہر دونوں بالفتح ہیں (۷) حدیث شریف میں مؤتمن بروزن معتمد بفتح میم دوم ہی ہے مؤتمن بالکسر امین دارندہ و بالفتح امین داشتہ شدہ یعنی جس سے مشورہ طلب کیا گیا اسے امین بنایا گیا تو خلاف مشورہ دینا خیانت ہے۔ لہٰذا فقیر کو ان گذارشوں پر جرأت ہے کہ یہی حکم شریعت و مقتضائے امانت ہے۔ (۸) منش اور دولتش میں ضرور اختلاف حرکت ہے اور عیب ہے۔ کوئی عیب لفظی خواہ معنوی ایسا نہیں جس کی مثال اساتذہ کے کلام سے نہ دی گئی ہو اس سے نہ وہ جائز ہو جاتا ہے نہ عیب ہونے سے باہر آتا ہے نہ اس میں ان کی تقلید روا ہو۔ ائمہ محققین مثل امام ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ ان کا باندھ جانا بے پروائی پر محمول ہوگا کہ قادر سخن تھے دوسرا باندھے تو جہل و عجز پر محمول ہوگا۔ میں نے اس مصرعہ کو یوں بدلا ہے۔

سه وہ یگانہ ہے صفات و ذات میں ؛ حکم میں افعال میں ہر بات میں

(اعتراض سوم) کا (و) وہ جواب صحیح ہے جو جناب نے دیا کہ اس کا لحاظ مستحسن ہے ورنہ اکابر کے کلام میں بکثرت موجود

سه قلوب العارفین لہا عیون ؛ تری ما لا یراہ الناظرونا
و اجنحة تطیر بغیر ریش ؛ الی ملکوت رب العالمینا
و السنة بسر قد تناجی ؛ تغیب عن کرام کاتبینا

(۹) مگر عیوب و ذنوب اور قلوب و خطوب کے قوافی سے استشہاد صحیح نہیں کہ کلام جمع سالم میں ہے۔ فقیر نے بھی یہ قافیہ نہ بدلا تھا کہ ضروری نہ تھا بعد اعتراض مرزوقات ہی بنا دینا انسب معلوم ہوا۔

(اعتراض چہارم) وہی دوم ہے والکلام الکلام میں نے یہاں پہلا مصرع یوں بدلا ہے۔

سه پاک ہے ہر حاجت و ہر عیب سے ؛ اس کے سب محتاج ہیں چھوٹے بڑے

اس میں ایک مسئلہ کلیہ زائد ہو گیا۔ (اعتراض پنجم) (۱۰) یہ بھی ضرور قابل اخذ و واجب الترک ہے اور ایسے تصرفات کا ہم کو اختیار نہ دیا گیا نہ وہ کوئی قاعدہ ہے کہ سماع بے سماع ہر جگہ جاری کر سکیں اور ضرورت کا جواب وہی ہے کہ شعر گفتن چہ ضرور۔ حرکت و برکت اور ان کے امثال میں بوجہ توالی حرکات سکون ثانی بیشک عام طور پر مستعمل مگر مَرَض و عَرَض و غَرَض و حَرَج و فَرَج و فَرَس و امثالہا کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے۔ میں نے یہاں دو شعروں کو تین سے یوں تبدیل کیا ہے

سه بے منزہ جسم سے وہ پاک ذات ؛ بے مکان و بے زمان و بے جہات
خالق ان کا ان سے پہلے جیسے تھا ؛ ان کے ہونے پر بھی ویسا ہی رہا

جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے ؛ مادہ سے اور مرض سے پاک ہے

مکان سے تنزیہہ شعر اول میں آگئی۔ (۱۱) پاک صفت ہے اور اس میں ضمیر مستتر ہے ضمیر مظہر کی ضرورت نہیں جیسے اس شعر میں

سه جانتا ہے رازہائے سینہ کو ؛ دیکھتا ہے دل میں حب و کینہ کو

(ز) حضرت معترض نے جو تبدیلی فرمائی اس پر جناب کا اعتراض بہت صحیح ہے

(اعتراض ششم) بے شبہہ صحیح ہے جیسے جناب نے بھی تسلیم فرمایا مگر (ح) شبہہ صحیح بتانا خود غلط ہے صحیح شُبْہَہ ہے

(ط) (۱۲) حاضر و ناظر کا اطلاق بھی باری عزوجل پر نہ کیا جائے گا۔ علماء کرام کو اس کے اطلاق میں یہاں تک حاجت ہوئی کہ اس پر نفی تکفیر فرمائی۔ دہیانیہ و درمختار میں ہے ویاحاضر یاناظر لیس یکفر یعنی اللہ عزوجل کو یاحاضر یاناظر کہنے سے کافر نہ ہوگا۔ میں نے اس شعر کو یوں بدلا ہے

سه ہے وہی ہر چیز کا شاہد بصیر ؛ کچھ نہیں پوشیدہ تجھ سے اے خبیر

مصرع ثانی میں التفات ہے کہ نفائس صنعت سے ہے۔

(اعتراض ہفتم) وہی ششم ہے مگر (ی) (۱۳) قاضی الحاجات بائیات یا برقرار رکھنا عجب ہے میں نے اسے یوں بدلا ہے ع۔ بالیقیں وہ قاضی حاجات ہے۔ (یا) (۱۴) اس کے پہلے مصرعہ "وہ مجیب عرض اور دعوات ہے" میں مجیب عرض ترکیب فارسی ہے لفظ اور سے اس پر عطف ناجائز ہے۔ اس پر اعتراض کیوں نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں تبدیل کیا۔ ع وہ مجیب العرض والدعوات ہے (یب) (۱۵) اسی صفحہ کا ۱۱ شعر "بے دلیل و حجت و برہان لیک" میں بھی عطف بہ ترکیب فارسی ہیں تو اخب۔ نون ناجائز اس پر بھی اعتراض نہ ہوا۔ میں نے اسے یوں بدلا ع۔ حاجت حجت نہیں ایمان میں لیک (یج) (۱۶) صفحہ کے پہلے مصرعہ "خالق خیر اور شر اللہ ہے" میں وہی بات ہے کہ ترکیب فارسی اور عطف ہندی اور اب وہ سخت معنی فاسد کو موہم کہ شر کا عطف معاذ اللہ خالق خیر پر ہو اور شر اللہ ہے یہ بھی اعتراض سے رہ گیا میں نے اسے یوں بدلا ع خالق ہر خیر و شر اللہ ہے

(اعتراض ہشتم) وہی دوم ہے والکلام الکلام (ید) اس میں یوں تبدیل "شرک و کفر و فسق سے نفرت اسے" بہت سخت قبیح واقع ہوئی اگر کروڑوں قافیے تبدیل حرکات بلکہ تبدیل ردی رکھتے بلکہ ہر مصرعہ خارج از وزن ہوتا تو بھی ان کروڑوں کی شناعت اس تبدیلی کی کروڑویں حصہ کو نہ پہنچتی۔ نفرت بھاگنے اور بدکنے کو کہتے ہیں اللہ عزوجل کی طرف اس کی نسبت حلال نہیں (یہ) (۱۷) نیز اس مصرعہ "ہے وہ راضی طاعت و ایمان سے" میں ترکیب فارسی کے بعد اظہار نون ممنوع تھا۔ اس پر اعتراض نہ ہوا۔ میں نے یہ شعر یوں بدلا ہے سه طاعت و ایمان سے راضی ہے وہ حی ؛ شرک و کفر و فسق سے ناراض ہے

(یو) (۱۸) اسی صفحہ میں "بعض افضل بعض پر ہیں بالضرور" تھا لفظ ضرور ہے یا بالضرورۃ، بالضرور کوئی چیز نہیں۔ میں نے اسے یوں بدلا ہے۔ ع بعض افضل بعض سے ہیں پُر ضرور

(اعتراض نہم) (یز) "حق ہے معراج محمد دیں پناہ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فک اضافت پر اعتراض بیجا ہے فک تک دو تک جگہ ملے گا۔ یہیں صفحہ پر اول ان کے حضرت آدم ابوالبشر میں بھی فک تھا وہ کیوں جائز رکھا گیا۔ (یح) اگر فک نامعقول ہو تو دیں پناہ کو صفت کیوں مانئے بلکہ بحذف مبتدا جملہ مستقلہ مدحیہ ہے یعنی وہ دیں پناہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس کے نظائر خود قرآن عظیم

میں ہیں (ربط) یہ بھی نہ سہی کیوں نہ ٹھہرائیں کہ مخاطب سعید کو ندا ہے یعنی اے دیں پناہ (۱۹) یہ جواب کہ خفیف اضافت دی جائے صحیح نہیں اب وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن نہیں ہوسکتا فاعلن کی گنجائش تو پہلے ہی نہ تھی۔ دی پناہ فاعلات ہے اب کسرہ دال یہ تقطیع کردے گا فاعلاتن فاعلات مفاعلن (اعتراض دہم) صحیح ہے (۲۰) ماشاء اللہ یعنی جو اس طرح پڑھا جائے ماشال لٰہ کسی قاعدہ کا مقتضی نہیں حذف ہمزہ بے شک جائز و شائع ہے مگر اب الف ولام میں التقائے ساکنین ہو کر الف گر جائے گا اور یوں پڑھا جائے گا ماشللہ۔ میں نے اسے دو طرح بدلا ہے " آسمانوں پر الی ماشَاالْاِلٰہ " یعنی ہمزہ محذوف اور الف شا بوجہ التقا ساقط ہو کر شین لام سے مل گیا۔ دوم " آسمانوں پر لماشاء الالٰہ " لام بمعنی الی بکثرت شائع اور خود قرآن عظیم میں واقع اور اصلاً کسی تکلف کی حاجت نہیں (ی) اس تبدیلی پر جو اعتراض جناب نے کیا وہ صحیح ہے واقعی مفاد اصل و بدل میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ یہ ایک اربعین ہے مع الضاف تام یعنی بیس متعلق بحضرت معترض اور بیس متعلق بجناب والسلام فقیر کی رائے ہیں دوسری جگہ بھیجنے کی نہ حاجت نہ حصول منفعت کہ بہت تبدیلیں جو درکار ہیں رہ جائیں۔ بعض کہ درکار نہیں عمل میں آئیں۔ بعض کہ خود استاذ اعظم تبدیل کے محتاج ہوں ظہور پائیں۔ امید ہے کہ یہاں کی ترمیم کے بعد کوئی غلطی نہ شرعی باقی رہی نہ شعری۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جناب کو فقیر نے لکھا تھا کہ اغلاط شعریہ سے قطع نظر کروں گا اس کے جواب میں فرمائش جناب پردہ بھی زیر نظر رکھے گئے۔ میری عظیم بے فرصتی بیحد کثرت کار اور اس پر محض تنہائی۔ اور پھر علالت و نقاہت کا دس مہینے سے دورہ ضرور باعث دیر و تاخیر ہوں گے۔ اگر عجت نہ فرمائیں اور منظور حضرت عزت عز جلالہ ہو تو کام پورا اور تمام نقائص سے مبرا ہو جائے گا۔ آئندہ جو رائے سامی ہو والتسلیم مع التکریم۔

زبان و بیان

مسئلہ: از ملک بنگال ضلع فرید پور موضع پٹورا کا ندے مرسلہ محمد شمس الدین صاحب

قرآن پاک میں لایموت فیھا ولا یحییٰ اہل نار کی حالت لکھی ہے حالانکہ انسان کو حیات یا ممات کا ہونا ضروری ہے پس بعد اثبات وجود کے ارتفاع نقیضین کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔

الجواب: قرآن عظیم محاورہ عرب پر اترا ہے قال تعالیٰ فرب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون ۰ اور عرب بلکہ تمام عرب و عجم کا محاورہ ہے کہ ایسی کرب شدید و مصیبت مدید کی زندگی کو یوں کہتے ہیں کہ نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں نہ زندوں میں نہ مردوں میں لا حی فیرجی ولا میت فیرثی اس کا بیان دوسری آیت کریمہ میں ہے کہ یاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں یاتیہ الموت من کل مکان بہ لایحییٰ ہوا اور ماھو بمیت یہ لایموت فیھا ہوا اور موت و حیات نقیضین نہیں کہ انسان نہ موت ہے نہ حیات۔ بلکہ ان میں تقابل تضاد ہے اگر موت وجودی ہے اور عدم وملکہ اگر عدمی والاول ھو الصحیح عندی لظاہر قولہ تعالیٰ خلق الموت والحیوٰۃ ولحدیث ذبح الکبش یوم القیٰمۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از ملک بنگال ضلع فرید پور مرسلہ شمس الدین صاحب

زنائے خلاف رضامندی و بلا رضامندی میں کیا فرق ہے

الجواب: مہمل و بے حاصل سوال ہے۔ خلاف رضا و عدم رضا میں عموم و خصوص مطلق ہے وہ بات جس کی طرف نہ رغبت نہ نفرت خلاف رضا نہیں بلا رضا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از میرٹھ چار دروازہ لنگڑی مسجد مکان جناب قاری مولوی محمد اسحٰق صاحب مسئولہ محمد یعقوب صاحب ۳ر شعبان ۱۳۲۱ھ

آیت فلما اخذتھم الرجفۃ میں ایک شخص رجفہ کے معنی کڑکڑانے کے کہتا ہے اور ایک شخص کہتا ہے کڑکڑانے کے معنی نہیں ہیں بلکہ رجفہ کے معنی زلزلہ کے ہیں۔ جلالین شریف میں اور دیگر تفاسیر میں اور لغت کی کتابوں میں رجفہ کے معنی زلزلہ کے ہیں کڑکڑانے کے نہیں ہوسکتے۔ وہ شخص پہلا یہ کہتا ہے کہ درایت اسی کو چاہتی ہے کہ رجفہ کے معنی کڑکڑانے کے ہوں اور یہی ہیں کیونکہ ان کا کڑکڑانا عذاب کا سبب ہوا تھا اس واسطے رجفہ کے معنی کڑکڑانے کے ہیں۔ اب عرض یہ ہے کہ پہلے کا قول صحیح ہے جو رجفہ کے معنی کڑکڑانے کے کرتا ہے یا ثانی کا جواب کے معنی زلزلہ کے کہتا ہے صحیح ہے اور پہلا شخص من فسر برائہ کا مصداق ہوسکتا ہے یا نہیں اور رجفہ کے معنی زلزلہ کے کہتا ہے صحیح ہے۔ اہلسنت والجماعت کے موافق جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: رجفہ کے معنی میں یہ کڑکڑانا محض باطل و بے اصل ہے جس پر نہ لغت شاہد نہ تفسیر، تو یہ ضرور تفسیر بالرائے ہے اور اس کا حصر کرنا کہ یہی ہیں حضرت عزت پر افترا۔ اور اس کا استدلال کہ وہ سبب استدلال آیت میں دوسری

تحویل اور لفظ کو حقیقت سے مجاز کی طرف تبدیل ہے کہ اخذ عذاب حقیقت ہے اور سبب کی طرف اسناد مجاز یا بحذف مضاف تقدیر وہاں کی جائے۔ بہرحال محض بلا وجہ بلکہ بلا لحاظ وحی عدول بہ مجاز ہے کہ باطل و نا مجاز ہے۔ اسی قصہ میں دوسری جگہ فاخذتکم الصاعقۃ فرمایا ہے صاعقہ کے معنی میں بھی اسی دین سے یہی کڑکڑانا ہوگا بلکہ جہاں جہاں قرآن عظیم نے اقوال کفار پر نار یا حمیم یا غساق وغیرہا کا ذکر فرمایا ہے ان سب کے معنی میں یہی کڑکڑانا آئے گا کہ یہی اس عذاب کا سبب ہوا ایسی بات علم تو علم عقل سے بعید ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

کتاب الوقف ۲۲۹/۵۶ **مسئلہ**:۔ اول:۔ یزول ملکہ عن المسجد والمصلی بالفعل و بقولہ جعلتہ مسجدا

یہ واو جس پر ۲ بنا ہوا ہے یا کے معنی دے گا یا اور کے۔

دوم:۔ من بنی مسجدا لم یزل ملکہ عنہ حتی یفرزہ عن ملکہ بطریقۃ و یاذن للناس بالصلاۃ

یہ واو جس پر دوسری جگہ ہے اس کے معنی یا کے ہوں گے یا اور کے۔ اور وجہ کیا ہے۔

الجواب:۔ پہلی عبارت درمختار کی ہے اور اس میں واو بمعنی یا ہے۔ یعنی مسجد میں فعل نماز سے بھی ملک مالک زائل ہو جاتی ہے اور مالک کے اس قول سے بھی کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا۔ دونوں میں جو ہو کافی ہے۔ دونوں کا وجود ضروری نہیں۔ ردالمحتار میں اسی پر لکھا ہے یرد انہ لا یزول بہ ونہ لما عرفت انہ یزول بالفعل ایضاً بلا خلاف۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دوسری عبارت ہدایہ کی ہے اور اس میں واو بمعنی یا نہیں بلکہ امران ضرور ہے اور اس کے بعد طرفین کے نزدیک ایکبار نماز باذن ہونا لازم اور امام ابو یوسف کے نزدیک صرف زبان سے کہہ دینا کافی کہ میں نے اسے مسجد کیا۔ اسی کو اس عبارت کے متصل ہدایہ میں بتایا۔ وقال ابو یوسف یزول ملکہ لقولہ جعلتہ مسجدا اور قول امام ابو یوسف پر ہی فتوی ہے کہ دونوں میں سے جو ہو کافی ہے۔ فعل و قول کا جمع ہونا ضرور نہیں۔ ردالمحتار میں ہے۔ فی الدرر المنتقی وقدم فی التنویر والدرر والوقایۃ قول ابی یوسف و علمت ارجحیتہ فی الوقف والقضاء

مسئلہ:۔ از مدرسہ منظر اسلام بریلی مرسلہ مولوی اکبر حسین صاحب رام پوری طالب علم ۲۸ ربیع الاول شریف ۲۶ھ

بعالی خدمت اعلحضرت مدظلہ العالی عرض ہے کہ ایک شعر کے معنی میں نہایت فکر کرتا ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آتا۔ امید کہ میں حضور کی ذات اقدس سے کامیاب ہوں گا۔ شعر یہ ہے

میری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی ٭ ہیولی برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا

الجواب:۔ ہیولی مادے کو کہتے ہیں جس میں شے کی قابلیت اور استعداد ہوتی ہے اور خون گرم سعی کا سبب کہ دہقان کی سعی سے کھیتی کی پیداوار ہے۔ اور اس کا حاصل خرمن اگر برق گرے تو اسے بالکلیہ نیست و نابود کر دے۔ تو کہتا ہے کہ وہ خون گرم دہقان کے سبب پیدا ہوا۔ وہی برق خرمن کا مادہ بنا کہ حرارت میں برق بننے کی استعداد تھی۔ اور وہی بالآخر اپنے پیدا کردہ خرمن پر بجلی ہو گرا۔ اور اسے فنا کر گیا تو اس تعمیر میں ویرانی کی صورت پنہاں تھی۔ کر

ع لدوا للموت وابنوا للخراب ٭ جیو مرنے کے لئے اور عمارتیں بناؤ خراب و برباد ہونے کے لئے

مسئلہ:۔ از پیلی بھیت محلہ احمد زئی مرسلہ مولوی سید محمد عمر الہ آبادی سہروردی ۱۰ رجب ۳۲ھ

من آں وقت بودم کہ آدم بود ٭ کہ حوا عدم بود آدم نبود
من آں وقت کردم خدا را جود ٭ کہ ذات و صفات خدا ہم نبود
غور سے ہم نے محمد کو جو دیکھا فرحاں ٭ تین سو ساٹھ برس پایا خدا سے پہلے

ان تینوں شعروں کا مطلب تحریر فرمائیے کہ یہ اشعار کس کے ہیں اور کس کتاب میں ہیں۔ ایک شخص نے مجھ سے ان شعروں کا مطلب دریافت کیا ہے مگر مجھے نہیں معلوم میں کیسے بتلاؤں۔ لہذا آنجناب سے سوال ہے کہ مطلب تحریر فرمائیے فقط المستفتی محمد عمر

الجواب:۔ ایسے اشعار کا مطلب اس وقت پوچھا جاتا ہے جب معلوم ہو کہ قائل کوئی معتبر شخص تھا ورنہ بے معنی لوگوں کے ہذیان کیا قابل التفات۔ شعر اول کے مصرع اخیر میں آں دم نبود ہونا چاہیئے ورنہ قافیہ غلط ہے۔ بہرحال اس کا مطلب صحیح و صاف ہے وجود ارواح قبل اجسام کی طرف اشارہ ہے۔ شعر دوم صریح کفر ہے۔ شعر سوم میں دراصل تین سو تیرہ برس کا لفظ ہے۔ فرحان ہمارے بریلی کے شاعر تھے ان کی زندگی میں ان کی یہ غزل چھپی تھی۔ فقیر نے بھی دیکھی تھی۔ اس میں تین سو تیرہ کا لفظ تھا۔ اس میں شاعر نے یہ مہمل و بیہودہ و لغو مطلب رکھا ہے کہ لفظ محمد کے عدد ۹۲ ہیں اور لفظ خدا کے عدد ۶۰۵ ظاہر ہے کہ ۶۰۵ سے ۹۲ بقدر ۵۱۳ کے مقدم ہے۔ بیہودہ معنی اور بے معنی بات۔ واستغفر اللہ العظیم۔ یہ وہ ہے جو شاعر صاحب نے سمجھا تھا اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد سے مراد مرتبہ رسالت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین ہو جس کا سر حرف ر ہے کہ رؤیت و روایت و رویت درائے سب کا مبدا ہے اور انہار رسالت کے یہی منابع ہیں۔ اس کے عدد ۲۰۰ ہیں اور رسول ۳۱۳ کہ حقیقۃً سب ظلال رسالت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ہیں مجموع ۵۱۳ ہوا۔ رسل کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی سیر من اللہ الی الخلق ہے۔ اور امت کی سیر من الرسل الی اللہ۔ جب تک رسولوں پر ایمان نہ لائے اللہ عزوجل پر ایمان نہیں لا سکتا۔ پھر اس تک رسائی تو بے وساطت رسل محال ہے اور تصدیق سب رسولوں کی جز ایمان ہے لا نفرق بین احد من رسلہ برس کو عربی میں حول کہتے ہیں کہ تحویل سے مشعر ہے رسولوں کی بدلیاں بھی تحویل تھیں اور برس بمعنی بارش ہے ہر رسول کی رسالت بارش رحمت ہے یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدم سے خاتم تک رائے رسالت میں یہ تین سو تیرہ تطور فرمائے تین سو تیرہ ابر رحمت برسائے جب تک ان سب کی تصدیق سے بہرہ ور نہ ہو خدا تک رسائی ناممکن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

طبعیات

مسئلہ :۔ مرسلہ مولوی احمد شاہ ساکن موضع سادات

بجلی کیا شئے ہے ؟

الجواب :۔ اللہ تعالیٰ نے بادلوں کے چلانے پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جس کا نام رعد ہے اس کا قد بہت چھوٹا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا کوڑا ہے جب وہ کوڑا بادل کو مارتا ہے اُس کی تری سے آگ جھڑتی ہے اس آگ کا نام بجلی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ مرسلہ احمد شاہ مذکور

زلزلہ آنے کا کیا باعث ہے ؟

الجواب :۔ اصلی باعث آدمیوں کے گناہ ہیں اور پیدا یوں ہوتا ہے کہ ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور تک اندر اندر پھیلتی ہیں جس زمین معاذاللہ زلزلہ کا حکم ہوتا ہے وہ پہاڑ اپنے اسی جگہ کے ریشے کو جنبش دیتا ہے زمین ہلنے لگتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از ضلع کھیری ڈاک خانہ مونڈا کوٹھی مجیب نگر مرسلہ سردار مجیب رحمان خاں ۲۶ صفر ۲۷ھ

جناب مولوی صاحب معظم مکرم منہل الطاف وکریم الاخلاق عمیم الاشفاق زاد مجدکم وفیوضکم۔ پس از تسلیم مسنون، نیاز مشحون وتمنائے لقائے شریف عرض خدمت والا ہے۔ نسبت زلزلہ مشہور ہے کہ زمین ایک شاخ گاؤ پر ہے کہ وہ ایک مچھلی پر کھڑی رہتی ہے جب اس کا سینگ تھک جاتا ہے تو دوسرے سینگ پر بدل کر رکھ لیتی ہے اس سے جو جنبش وحرکت زمین کو ہوتی ہے اس کو زلزلہ کہتے ہیں۔ اس میں استفسار یہ ہے کہ سطح زمین ایک ہی ہے اس حالت میں جنبش سب زمین کو ہونا چاہئے زلزلہ سب جگہ یکساں آنا چاہئے۔ گزارش یہ ہے کہ کسی جگہ کم کسی مقام پر زیادہ کہیں بالکل نہیں آتا۔ بہرحال جو کیفیت واقعی اور حالت صحیح ہو کی ہے اس سے معزز فرمایئے۔ بعید از کرم نہ ہوگا۔ زیادہ نیاز وادب

راقم آثم سردار مجیب رحمان خاں عطیہ دار علاقہ مجیب نگر

الجواب :۔ جناب گرامی دام مجدکم اسامی۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زلزلہ کا سبب مذکورہ ز زد عوام محض بے اصل ہے اور اس پر وہ اعتراض نظر بظاہر صحیح وصواب۔ اگرچہ اس سے جواب ممکن تھا کہ ہمارے نزدیک ترکیب اجسام جواہر فردہ سے ہے اور ان کا اتصال محال۔ صدرا وغیرہ میں کاسلیان فلاسفہ نے جس قدر دلائل ابطال جزلا یتجزیٰ پر لکھے ہیں ان میں کسی سے ابطال نفس جز نہیں ہوتا۔ ہاں دو جز کا اتصال محال نکلتا ہے یہ نہ ہمارے قول کے منافی نہ جسم کے اتصال حسی کا نافی۔ دیوار جسم وحدانی سمجھی جاتی ہے حالانکہ وہ اجسام متفرقہ ہے جسم انسان میں لاکھوں مسام مثبت افتراق ہیں او رظاہر اتصال۔ خوردبین سے دیکھنا بتاتا ہے کہ نظر جسے متصل گمان کرتی ہے

کس قدر منفصل ہے۔ پھران شیشوں کی اختلاف قوت بتا رہی ہے کہ مسام کی باریکی کسی حد پر محدود نہیں ٹھہرا سکتے جو شیشہ ہمارے پاس اقویٰ سے اقویٰ ہو اور اس سے بعض اجسام مثل آہن وغیرہ میں مسام اصلاً نظر نہ آئیں ممکن کہ اس سے زیادہ قوت والا شیشہ انہیں دکھادے۔ معہذا نظر آنے کے لئے دو خط شعاعی ہیں کہ بصر سے نکلے زاویہ ہونا ضرور۔ جب شے غایت صغر پر پہونچتی ہے دونوں خط باہم منطبق مظنون ہوکر زاویہ رویت معدوم ہوجاتا اور شے نظر نہیں آتی ہے یہی سبب ہے کہ کواکب ثابتہ کے لئے اختلاف منظر نہیں کہ بوجہ کثرت بُعد وہاں نصف قطر زمین یعنی تقریباً چار ہزار میل کے طول وامتداد کی اصلاً قدر نہ رہی دونوں خط کہ مرکز ارض اور مقام ناظر سے نکلے باہم ایک دوسرے پر منطبق معلوم ہوتے ہیں زاویہ نظر باقی نہیں رہتا تو مسام کا اس باریکی تک پہونچنا کچھ دشوار نہیں بلکہ ضرور ہے کہ کوئی قوی سی قوی خوردبین انہیں امتیاز نہ کرسکے اور سطح بظاہر متصل محسوس ہو۔ اور جب زمین اجزائے متفرقہ کا نام ہے تو اس حرکت کا اثر بعض اجزا کو پہونچنا بعض کو نہ پہونچنا مستبعد نہیں کہ اہل سنت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محض ارادۃ اللہ عزوجل ہے۔ جتنے اجزا کے لئے ارادۂ تحریک ہوا انہیں پر اثر واقع ہوتا ہے بس ــــ سوا ان دریا کے مشاہدہ کیا ہے کہ ایام طوفان میں جو بلاد شمالیہ میں جوالی تحویل ــ سرطان یعنی جون جولائی اور بلاد جنوبیہ میں جوالی تحویل جدی یعنی دسمبر جنوری ہے۔ ایک جہاز ادھر سے جاتا اور دوسرا ادھر سے آرہا ہے دونوں مقابل ہوکر گذرے اس جہاز پر سخت طوفان ہے اور اسے بالکل اعتدال واطمینان۔ حالانکہ باہم کچھ ایسا فصل نہیں۔ ایک وقت ایک پانی ایک ہوا اور اثر اس قدر مختلف۔ تو بات وہی ہے کہ ماشاء اللہ کان ومالم یشالم یکن جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ مگر اس جواب کی حاجت ہم کو اس وقت ہے کہ وہ بیان عوام شرع سے ثابت ہو۔ اس کے قریب قریب ثبوت صرف ابتدائے آفرینش زمین کے وقت ہے جب تک پہاڑ پیدا نہ ہوئے تھے عبدالرزاق وفریابی وسعید بن منصور اپنی سنن اور عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ وابن ابی حاتم اپنی تفاسیر اور ابوالشیخ کتاب العظمہ اور حاکم بافادۂ تصحیح صحیح مستدرک اور بیہقی کتاب الاسماء اور خطیب تاریخ بغداد اور ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال ان اول شئ خلق اللہ القلم وکان عرشہ علی الماء فارتفع بخار الماء ففتقت منہ السموات ثم خلق النون فبسطت الارض علیہ والارض علی ظہر النون فاضطرب النون فمادت الارض فاثبتت بالجبال

اللہ عزوجل نے ان مخلوقات میں سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور اس سے قیامت تک کے تمام مقادیر لکھوائے اور عرش الٰہی پانی پر تھا پانی کے بخارات اٹھے ان سے آسمان جدا جدا بنائے گئے پھر مولیٰ عزوجل نے مچھلی پیدا کی اس پر زمین بچھائی زمین پشت ماہی پر ہے مچھلی تڑپی زمین جھونکے لینے لگی اس پر پہاڑ جما کر بوجھل کردی گئی۔ کما قال تعالیٰ والجبال اوتادا وقال تعالیٰ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم۔ مگر یہ زلزلہ ساری زمین کو تھا۔ خاص خاص مواضع میں زلزلہ آنا دوسری جگہ نہ ہونا اور جہاں ہونا وہاں بھی شدت وخفت میں مختلف ہونا اس کا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ ہے اور عالم اسباب میں باعث اصلی بندوں کے معاصی ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم

ویعفوعن کثیر تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائیوں کا بدلہ ہے اور بہت کچھ معاف فرمادیتا ہے۔ اور وجہ وقوع کوہ قاف کے ریشہ کی حرکت ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمام زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں اس کے ریشے زمین میں نہ پھیلے ہوں۔ جس طرح پیڑ کی جڑ بالائے زمین تھوڑی سی جگہ میں ہوتی ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر بہت دور تک پھیلے ہوتے ہیں کہ اس کے لئے وجہ قرار ہوں اور آندھیوں میں گرنے سے روکیں پھر پیڑ جس قدر بڑا ہوگا اتنی ہی زیادہ دور تک اس کے ریشے گھیریں گے۔ جبل قاف جس کا دور تمام کرۂ زمین کو اپنے پیٹ میں لئے ہے اس کے ریشے ساری زمین میں اپنا جال بچھائے ہیں کہیں اوپر ظاہر ہو کر پہاڑیاں ہوگئے کہیں سطح تک آکر ختم رہے جسے زمین سنگلاخ کہتے ہیں کہیں زمین کے اندر ہے قریب یا بعید ایسے کہ پانی کی چوان سے بھی بہت نیچے۔ ان مقامات میں زمین کا بالائی حصہ دور تک نرم رہتا ہے جسے عربی میں سھل کہتے ہیں۔ ہمارے قرب کے عام بلاد ایسے ہی ہیں مگر اندر اندر قاف کے رگ وریشہ سے کوئی جگہ خالی نہیں جس جگہ زلزلہ کیلئے ارادۂ الٰہی عزوجل ہوتا ہے والعیاذ برحمتہ ثم برحمۃ رسولہ جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاف کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وہاں کے ریشے کو جنبش دیتا ہے۔ صرف وہیں زلزلہ آئیگا جہاں کے ریشے کو حرکت دی گئی پھر جہاں خفیف کا حکم ہے اس کے محاذی ریشہ کو آہستہ ہلاتا ہے اور جہاں شدید کا امر ہے وہاں بقوت۔ یہاں تک کہ بعض جگہ صرف ایک دھکا سا لگ کر ختم ہوجاتا ہے اور اسی وقت دوسرے قریب مقام کے در و دیوار جھونکے لیتے اور تیسری جگہ زمین پھٹ کر پانی نکل آتا ہے یا عنف حرکت سے مادۂ کبریتی مشتعل ہو کر شعلے نکلتے ہیں چیخوں کی آواز پیدا ہوتی ہے والعیاذ باللہ تعالےٰ زمین کے نیچے رطوبتوں میں حرارت شمس کے عمل سے بخارات سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور بہت جگہ دخانی مادہ ہے جنبش کے سبب منافذ زمین متسع ہو کر وہ بخار و دخان نکلتے ہیں طبیعیات میں پاؤں تلے کی دیکھنے والے انھیں کے ارادۂ خروج کو سبب زلزلہ سمجھنے لگے حالانکہ ان کا خروج بھی سبب زلزلہ کا مسبب ہے۔ امام ابوبکر ابن ابی الدنیا کتاب العقوبات اور ابوالشیخ کتاب العظمہ میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

قال خلق اللہ جبلا یقال لہ ق محیط بالعالم وعروقہ الی الصخرۃ التی علیہا الارض فاذا اراد اللہ ان یزلزل قریۃ امر ذلک الجبل فحرک العرق الذی یلی تلک القریۃ فیزلزلھا ویحرکھا فمن ثم تحرک القریۃ دون القریۃ اللہ عزوجل نے ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام قاف ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے اس چٹان تک پھیلے ہیں جس پر زمین ہے جب اللہ عزوجل کسی جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے وہ اپنے اس جگہ کے متصل ریشے کو لرزش و جنبش دیتا ہے یہی باعث ہے کہ زلزلہ ایک بستی میں آتا ہے دوسری میں نہیں

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ الشریف مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔ ؎

رفت ذوالقرنین سوئے کوہ قاف　　دید اُو را کز زمرد بود صاف
گرد عالم حلقہ گردہ او محیط !　　ماند حیراں اندراں خلق بسیط
گفت تو کوہی دگرہا چیستند　　کہ بہ پیش عظم تو بازی ایستند
گفت رگہائے من اند آں کوہہا　　مثل من نہ بوند در فروبہا

من بہر شہرے رگے دارم نہاں　　بر عروقم بستہ اطراف جہاں
حق چو خواہد زلزلہ شہرے مرا　　امر فرماید کہ جنباں عرق را
پس بجنبانم من آں رگ را بقہر　　کہ بداں رگ متصل بودست شہر
چوں بگوید بس شود ساکن رگم　　ساکنم و ز روئے فعل اندر تگم
گوید آنکس کہ نداند عقلش ایں　　زلزلہ ہست از بخارات زمیں
ایں بخارات زمیں نبود بداں　　ز امر حق است و ازاں کوہ گراں
مورکے بر کاغذے دید او قلم　　گفت با مور دگر ایں راز ہم
کہ عجائب نقشہا آں کلک کرد　　ہمچو ریحان و چو سوسن زار و ورد
گفت آں مور اصبع ست آں پیشہ ور　　ویں قلم در فعل فرع ست و اثر
گفت آں مور سوم از بازو ست　　کاصبع لاغر ز زورش نقش بست
ہمچنیں میرفت بالا تا یکے　　مہتر موراں فطن بود اندکے
گفت گز صورت مبیند ایں ہنر　　کاں بخواب و مرگ گردد بے خبر
صورت آمد چوں لباس و چوں عصا　　جز بعقل و جاں بجنبد نقشہا

بحرالعلوم قدس سرہٗ فرماتے ہیں ایں رد ست بر فلاسفہ کہ میگویند بخارات در زمین محسوس می شوند بالطبع میل خروج کنند و از مصادمت ایں ابخرہ تفرق اتصال اجزائے زمین میشود و زمین درحرکت می آید و اینست زلزلہ۔ پس مولوی قدس سرہٗ رد ایں قول می فرمایند کہ قیام زمین از کوہہاست ورنہ در حرکت میماند ہمیشہ پس آں کوہ جنبش میدہد زمین را بامر اللہ تعالےٰ۔ چیونٹیوں کی حکایت سے بھی ان سفہا کی تنگ نظری کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ جس طرح قلم کی حرکت انگلیوں سے انگلیوں کی قوت بازو سے بازو کی طاقت جان سے ہے تو نقش کہ قلم سے بنتے ہیں جان بناتی ہے مگر احمق چیونٹیاں اپنی اپنی رسائی کے موافق ان کا فاعل قلم انگلیوں بازو کو سمجھیں یونہی ارادۂ اللہ سے کوہ قاف کی تحریک ہے اس کی تحریک سے بخارات کا نکلنا زمین کا ہلنا ہے۔ یہ احمق چیونٹیاں جنھیں فلسفی یا طبیعی والے کہئے صدمۂ بخارات کو سبب زلزلہ سمجھ لئے۔ بلکہ نظر کیجئے تو یہ ان چیونٹیوں سے زیادہ کودن و بدعقل ہیں۔ انھوں نے سبب ظاہری کو سبب سمجھا انھوں نے سبب کے دو مسببوں سے ایک کو دوسرے کا سبب ٹھہرالیا۔ و باللہ العصمۃ۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از سورنیاں ضلع بریلی مرسلہ امیر علی صاحب قادری ۱۲ رجب ۱۳۳۱ھ

بادل ہوا کی کیا بنیاد کس جگہ سے شروع ہوتے ہیں اور تمام جگہ یکساں ہوا چلتی ہے زمین میں مقام ہے یا آسمان پر۔

الجواب۔ ہوا رب العزت تبارک وتعالیٰ کی ایک پرانی مخلوق ہے کہ پانی سے بنائی گئی اور اس کے لئے علم الٰہی میں ایک خزانہ ہے جس پر دروازہ لگا ہوا ہے اور وہ بند ہے اور فرشتہ اس پر مؤکل ہے جتنی ہوا اس میں سے رب العزت بھیجنا چاہتا ہے فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اس میں سے بمقدار حکم ایک بہت خفیف حصہ روانہ کرتا ہے۔ جب قوم عاد پر اللہ تعالیٰ

نے ہوا کا طوفان بھیجنا چاہا جو سات راتیں اور آٹھ دن متواتر ان پر رہا ان سب کو ہلاک کر دیا اس وقت اس فرشتہ کو حکم ہوا تھا کہ عاد پر ہوا بھیج۔ اس نے عرض کی اتنا سوراخ کھولوں جتنا بیل کا نتھنا۔ فرمایا تو چاہتا ہے کہ ساری زمین کو الٹ دے بلکہ چھلے برابر کھول۔ اور یوں ہوا ہر وقت زمین اور آسمانوں سب میں بھری ہے اور انسان اور اکثر حیوانات کی اس پر زندگی ہے اور بادل بخارات سے بنتے ہیں۔ جب رطوبت میں حرارت عمل کرتی ہے بھاپ پیدا ہوتی ہے۔ حق سبحانہ ہوا بھیجتا ہے کہ وہ اس کو جمع کرتی ہے پھر تہ بہ تہ اس کے بادل بنتی ہے پھر جہاں حکم ہوتا ہے اسے لے جاتی ہے، اور بحکم الٰہی حرارت کے عمل سے وہ پگھل کر پانی ہو کر گرتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ مولوی محمد سمعیل صاحب محمود آبادی امام مسجد چھاؤنی بریلی ۲ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

کیا یہ بات معتبر حدیث سے ثابت ہے کہ عورتوں کو نسبت مرد کے نو حصہ شہوت زیادہ دی گئی ہے۔ اگر ہے تو شریعت مطہرہ میں چار عورت تک نکاح جائز ہے ماسوائے اس کے لونڈیاں الگ۔ تو ایک خاوند باوجود ہونے ایک حصہ شہوت کے کیونکر چار عورتوں اور لونڈیوں کی خواہش پوری کر سکے گا یعنی اس میں کیا حکمت ہے براہ کرم بتفصیل جواب عنایت ہو تاکہ دشمنان اسلام کو اس شہوت کے بارے میں جواب دے سکیں۔ مگر آنکہ چار عورتوں تک کے حکم میں بہت سی حکمتیں ہیں مگر اس سوال میں فقط شہوت کی نسبت جواب طلب ہے۔

جواب الملفوظ ۔ عورتوں کی فقط نو حصے نہیں بلکہ سو حصے زائد ہے۔ ولکن اللہ القی علیہن الحیاء لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر حیا ڈال دی ہے آدمی جب اپنے سے کسی زائد عقل والے کا کام دیکھتا ہے اور سمجھ میں نہیں آتا تو کہتا ہے کہ اس کی عقل زائد ہے اس نے کچھ سمجھ کر کیا ہے۔ پھر رب العزت حکیم و خبیر جل جلالہ کے افعال میں کیوں خدشات پیدا کرتا ہے اس میں ایک سہل سی حکمت یہ ہے کہ فعل جماع میں مرد کا تعلق صرف لذت کا ہے اور عورت کو صدہا مصائب کا سامنا ہے نو مہینے پیٹ میں رکھتی ہے کہ چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا دشوار ہوتا ہے پھر پیدا ہوتے وقت تو ہر جھٹکے پر موت کا پورا سامنا ہوتا ہے پھر اقسام اقسام کے درد میں نفاس کی نیند اڑ جاتی ہے اسی لئے فرماتا ہے حملتہ امہ کرھا و وضعتہ کرھا وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا تو ہر بچہ کی پیدائش میں عورت کو کم از کم تین برس بامشقت جیل خانہ ہے تو اگر اس قدر کثیر و غالب نہ رکھی جاتی ایک بار کے بعد پھر کبھی پاس نہ آتی۔ انتظام دنیا تباہ ہو جاتا۔ مرد کے پیٹ سے اگر ایک دفعہ بھی چوہے کا بچہ پیدا ہوتا تو عمر بھر کو کان پکڑ لیتا۔ یہ حکمت ہے جس کے سبب وہ ان تمام مصائب کو بھول جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

علم الحیوان

مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں۔
کتا اور کل جانور چرند و پرند کس کی اولاد میں ہیں۔

الجواب ۔ ہر جانور نر و مادہ سے پیدا ہوتا ہے اپنی قسم کے اس پہلے جانور کی اولاد میں ہے جسے رب عزوجل نے ابتداءً بنایا تھا۔ مثلاً سب میں پہلا گھوڑا جو مٹی اور پانی سے رب عزوجل نے بنایا سب گھوڑے اس کی نسل ہیں یونہی کتے وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

”تشریحِ ابدان“

مسئلہ : ۔ مرسلہ مولوی نواب محمد سلطان احمد خاں صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ

زید کہتا ہے حال میں دو شخص ایسے پائے گئے ہیں جن کے دو دو دل ہیں اور ڈاکٹروں نے بھی اس کو اپنے طور پر جانچ کیا ہے بکر کہتا ہے کہ ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ اس پر خالد کہتا ہے خدائے تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء بس یہ امر عجائب صنع باری سے ہے جیسے کہ ایک شخص ایسا بھی موجود ہے جس کا دل داہنی طرف ہے اسی طرح عجیب الخلقت بچے ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں کیا انسان کیا جانور۔ اور پہلی آیت تو اس شخص کے بارے میں اتری ہے جو دعویٰ کرتا تھا کہ اس شخص کے دو دل ہیں لہٰذا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم و فہم رکھتا ہوں۔ چونکہ اس وقت میں لوگ طرح طرح سے آپکی مخالفت پر کمربستہ تھے اس لئے اس شخص نے کہہ دیا جس سے لوگ آپ سے برگشتہ ہو جائیں تو خدائے تعالیٰ نے اس کا جھوٹ ظاہر کر دیا۔ پس علماء دین قویم سے بطلب استفسار ہے کہ منشا ہر دو آیت کا کیا ہے اور اس بارہ میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے۔ القواکلام نفیکم فی تبی توجروا عن ربی

الجواب : ۔ قلب وہ عضو ہے کہ سلطان اقلیم بدن و محل عقل و فہم و منشا قصد و اختیار و رضا و انکار ہے ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند۔ آیہ کریمہ میں رجل نکرہ ہے اور تحت نفی داخل ہے تو مفید عموم و استغراق ہے یعنی اللہ عزوجل نے کسی کے دو دل نہ بنائے نہ کہ فقط اس شخص خاص کی نسبت انکار فرمایا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ
واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب

سنتے ہو بدن میں ایک پارہ گوشت ہے کہ وہ ٹھیک ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے سنتے ہو وہ دل ہے۔

تو اگر کسی کے دو دل ہوں ان میں ایک ٹھیک رہے ایک بگڑ جائے تو چاہیے معاً ایک آن میں سارا بدن بگڑا اور سنبھلا دونوں ہوا اور یہ محال ہے۔ جب دو دل ہیں ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجئے دوسرے نے ارادہ کیا نہ کیجئے تو اب بدن ایک کی اطاعت کریگا یا دونوں کی یا کسی کی نہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے اور کسی کی نہ ہو تو ان میں کوئی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت و سکون ارادی کرتا ہے اور اگر ایک کی اطاعت کریگا دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کریگا۔ وہی قلب ہے اور دوسرا ایک بد گوشت ہے کہ بدن میں صورت قلب پر پیدا ہو گیا۔ جیسے کسی کے پنجے میں چھ انگلیاں اور بعض کے ایک ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں ان میں جو کام دیتا ہے اور ٹھیک موقع پر ہے وہی ہاتھ ہے دوسرا بد گوشت ہے ڈاکٹروں کا بیان اگر سچا ہو تو اس کی بھی

صورت ہوگی کہ بدن میں ایک بدگوشت بصورت دل زیادہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ ہاتھ میں تو یہ ہو بھی سکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں ہاتھ کام دیں۔ مگر قلب میں یہ ناممکن ہے۔ آدمی روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے اور روح انسانی متجزی نہیں کہ آدھی ایک دل میں رہے آدھی دوسری میں۔ تو جس سے وہ اصالۃً متعلق ہوگی وہی قلب ہے دوسرا سلب ہے۔ اور آیۂ کریمہ میں یصورکم فی الارحام کیف یشاء فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ کیف تشاؤن وتخیلا نکم تخترعون۔ جیسی تم چاہو اور اپنے خیالات میں گڑھو ویسی ہی تصویر بنا دے۔ یہ محض باطل ہے اور اس نے اپنی مشیت بتا دی کہ کسی کے جوف میں اس نے دو دل نہ رکھے تو اس کے خلاف تصویر نہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔

"نجوم"

مسئلہ :۔ مسئولہ مولوی ظفرالدین صاحب

زائچہ نکالنے میں پہلا خانہ طالع وہ جزء فلک البروج کا ہوتا ہے جو وقت ولادت مولود طلوع کر رہا ہے یا وہ جزء فلک البروج جس میں کوئی ستارہ سیارہ ہو تو اس وقت طلوع کر رہا ہے یا بعد کو طلوع کریگا۔ ولادت عزیزیہ وزینہ خاتون سلمہا تقریباً ۸ بجے صبح کے وقت ہوئی تھی اور ولادت عزیزیہ رشیہ خاتون شب جمعہ ۳ بجے۔ کیا زائچہ ان دونوں کا یہی ہوگا یا دوسرا۔

اَلْجَوَابُ :۔ طالع وہ نقطۂ فلک البروج ہے جو کسی وقت میں مطلوب میں جانب شرق افق حقیقی بعدی پر ہی زائچہ ولادت میں لیا جاتا ہے اور یہی زائچہ سال میں بھی جملہ اعمال میں۔ اور یہ معنی کہ وہ برج طالع فی الحال یا فی الاستقبال جس میں وقت مطلوب کوئی سیارہ ہو ہرگز سیاست رنج مجیم مکسر جفر وغیرہ کسی علم یا کسی ذی علم کی اصطلاح نہیں یوں ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی اصطلاح جو چاہے مقرر کرے مگر وہ اسی حد تک محدود رہیگی کسی علم یا فن میں ملحوظ نہیں ہو سکتی طالع اگرچہ غیر متجزی ہے جیسا کہ اس کے موجب میں ظاہر ہوا مگر اہل تنجیم و فن تنجیم اس سے وہ درجہ مراد لیتے ہیں جو وقت مطلوب افق شرقی پر بلدی پر ہو اور اس کا باعث یہ ہے کہ ان کے نزدیک احکام زائچہ متبدل نہیں ہوتے جب تک درجہ طالع نہ دیدے۔ اور اس میں تین چار منٹ تک کی غلطی کا تحمل بھی ہے کہ منٹ سکنڈ بائے صحیح وقت ولادت معلوم ہونا نادر ہے بہر حال اس تین چار منٹ کی تخمین کے اندر از رای محاسبہ جو نقطہ وقت ولادت خاص جائے ولادت کے افق شرقی پر ہو اُسے طالع کہتے ہیں پھر حسب قواعد مقررہ اُس سے وہاں دیگر بیوت معلوم کرتے ہیں پھر تسویۃ البیوت کے تین قاعدوں میں (جن میں بحسب مرکز طالع فلک البروج یا معدل النہار یا اوّل البیوت کے بارہ حصے مساوی کئے جاتے ہیں اور یہ فقیر کے نزدیک بحسب دلائل مختار تقسیم اوّل السمٰوٰت ہے) بیوت دوازدگانہ کے مبادی ومقاطع معلوم کر کے زائچہ درست کرتے ہیں اب وقت مطلوب پر جو کچھ تقویم سیارات سبعہ وراس وذنب ہو استخراج کر کے ہر ایک کو اس کے جہت میں رکھتے ہیں۔ اور ہر کوکب کے ۴۵ ضعف ۷۷ قوتوں اور اس کے مراتب سے نتیجہ حاصلہ قوت یا ضعف مع تعین مرتبہ نکالتے ہیں۔ اس کے بعد استخراج اسہام ہے جس میں سہم السعادۃ سہم الغیب ضروری سمجھے جاتے ہیں اس کے بعد احکام بکنے کا وقت ہے جو محض جہل و جزاف ہے۔ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ۔ آپکی خوشی کے لئے استخراج طالع ومراکز بیوت و تسویۃ البیوت کر کے میں بھیج سکتا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ مگر وقت ولادت کا دقیقہ ساعت اور موضع ولادت کے طول وعرض کا علم ضروری ہے

اس سے اطلاع دیجئے اور جبتک آپ تقویم کواکب سبعہ اسوقت حاضر کے لئے استخراج کر کے مجھے بھیج دیجئے کہ اسکی جانچ کروں تقویمات نکالنے کے متعدد براہین وطریقے میرے رسالہ مسفر المطالع فی التقویم الطالع میں ہیں۔ سہل تر طریقہ یہ ہے کہ (۱) المنک میں ہر مہینہ کے صفحہ چہارم خانہ اول سے اس تاریخ آفتاب کی تقویم اور خانہ سوم سے اُس کا لوگارثم بعد اُٹھائیے پھر ختم جدا اول سال النیریہ کے بعد جو خمسہ متحیرہ کے جدول میں دیتا ہے المنک حال میں ص۱۲۲ سے جدول عطارد ہے ۱۵۴ سے جدول زہرہ وکذا اس میں تاریخ مطلوب تین اخیر خانوں سے طول کوکب بمرکزیت شمس وعرض کوکب بمرکزیت شمس و لوگارثم بُعد کوکب اٹھائیے یہ اسی ترتیب پر لکھے ہیں پھر تقویم شمس پر چھ برج اٹھا کر تقویم کوکب بمرکزیت شمس سے تفریق کیجئے باقی کا نام زاویۃ الشمس رکھئے مفروق منہ کم ہو تو اس پر دور بڑھا لیجئے زاویۃ الشمس کے نصف کا ربع دورے سے تفاضل لیکر اس کا نام محفوظ رکھئے محفوظ کا ظل لوگارثمی لیجئے (۲) عرض کوکب بمرکزیت شمس جیب التمام لوگارثمی لیجئے پھر علویات یعنی زحل ومشتری ومریخ میں اس لوگرثم کو بعد کوکب میں۔ جمع کر کے لو شمس اس سے تفریق کر دیجئے اور سفلیات یعنی زہرہ وعطارد میں لو بعد شمس سے اُس مجموعہ لوجم ولو بعد کوکب کو تفریق کیجئے بہر حال جو بچے اُسے جدول ظل لوگارثمی میں مقوس کر کے قوس حاصل سے ۴۵ درجے گھٹا کر باقی کا ظل لوگارثمی لیجئے (۳) اسی ظل محفوظ جمع کیجئے اور سفلیات میں محفوظ سے تفریق اس حاصل یا باقی کا نام زاویۃ الارض رکھئے۔ پس اگر زاویۃ الشمس نصف دور سے کم ہے تقویم شمس سے زاویۃ الارض کم کر لیجئے ورنہ تقویم شمس وزاویۃ الارض کو جمع کیجئے۔ یہ باقی یا حاصل تقویم کوکب اس نصف النہار مرصدی کے لئے ہوگی۔ اسی طرح دوسرے نصف النہار مرصدی کی تقویم لیجئے جب دو نصف النہار مرصدی مکتنف بوقت مطلوب کی تقویم معلوم ہوگئی تعدیل بالی طرفین سے تقویم کوکب بوقت مطلوب معلوم ہو جائے گی۔

تنبیہ : یہ جو ہم نے دو نصف النہار مکتنف بوقت مطلوب کی تقویم نکالنے کو کہا اور ابتداءً وقت مطلوب کی تقویم لینا نہ کہا اس سے تطویل نہ سمجھا جائے بلکہ بہت تخفیف مونت اور تین فائدوں پر مشتمل ہے۔ (۱) یوں تقویم ولو بعد شمس وتقویم کوکب بمرکزیت شمس وعرض کوکب کذلک ولو بعد کوکب بعینہا لکھے ملیں گے ورنہ پانچوں میں تعدیل مابین السطرین کرنی ہوگی (۲) دو نصف النہار مکتنف تقویمیں کے لینے سے کار اجع کوکب واقف مستقیم ہونا معلوم ہو جائیگا (۳) اس دن کے ہر منٹ کی تقویم اس سے معلوم ہو سکے گی اگر بعد کو تحقیق ہو کہ مثلاً وقت ولادت اتنے منٹ آگے یا پیچھے تھا تو ادراک تقویمات کے لئے تجدید اعمال کی حاجت نہ ہوگی۔

کتاب الشتّٰی

مسئلہ۔ مسئولہ جناب حکیم مقیم الدین صاحب بہیڑی ضلع بریلی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب نیکی بدی میزان میں تولینگی تو نیکی کا پلہ بھاری ہوگا یا بدیوں کا کیونکہ قاعدے سے جب نیکی زیادہ ہوں نیکیوں کا پلہ بھاری اور نیچا ہوگا اور بدیاں زیادہ ہوں تو بدی کا پلہ بھاری اور نیچا ہونا چاہئے اور کتابوں میں لکھا بھی ایسا ہی ہے کہ جب نیکیاں زیادہ ہوں گی تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا اور جھکے گا تو کیا واقعی نیکیاں زیادہ ہونگی تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ مفصل بیان ہو کیونکہ نیکیاں بمقابلہ گناہوں کے ہلکی ہونا چاہئے۔

الجواب:۔ وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلہ اگر بھاری ہوگا تو اوپر اٹھیگا اور بدی کا پلہ نیچے بیٹھے گا قال اللہ عزوجل الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ جس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از گونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ مسئولہ عبدالستار بن اسمٰعیل بروز سہ شنبہ تاریخ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

بعض متصوفہ زنادقہ جو زید عمر بکر یہ وہ سب کا خدا ہی خدا کہتے ہیں وہ یہ دلیل لاتے ہیں کہ اس وجہ سے منصور نے دعوا انا الحق کا کیا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اسی لئے سبحانی ما اعظم شانی فرمایا اور شمس تبریزی نے اسی وجہ سے قم باذنی کہکر مردہ کو زندہ کیا اب عرض یہ ہے کہ کیا واقعی یہ کلمات اوپر کے بزرگوں سے صادر ہوئے ہیں اور کیا اس صوفی زندیق کا یہ کہنا صحیح ہے اور اگر ہے تو کیا یہ کلمات عند الشرع مردود ہیں یا نہیں اور اگر مردود ہیں تو اوپر کے تینوں بزرگوں کے ساتھ اہلسنت والجماعت کس طرح کا عقیدہ رکھیں۔

الجواب الملفوظ۔ ان زنادقہ کا یہ قول کفر صریح ہے اور اونکے قول کی صحت کا شک واقع ہونا سائل کے ایمان کو مضر ہے تجدید اسلام چاہئے تینوں حضرات کرام اکابر اولیائے عظام سے ہیں قدسنا اللہ باسرارہم حضرت شمس تبریز قدس سرہ سے یہ کلمہ ثابت نہیں اور ثابت ہو تو معاذ اللہ اوسے ادعائے الوہیت سے کیا علاقہ ایسی اضافات مجازیہ شائع ہیں حضرت حسین منصور انا الحق نہیں کہتے تھے بلکہ انا الاحق ابتلائے الٰہی کے لئے سامعین کی فہم کی غلطی تھی اونکی بہن اکابر اولیائے کرام سے تھیں ہر روز آخر شب میں جنگل کو تشریف لیجاتیں اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوتیں۔ ایک روز حضرت حسین منصور کی آنکھ کھلی اور بہن کو نہ پایا شیطان نے شبہہ ڈالا دوسری رات قصداً سو گئے رات جب وہ اپنے وقت معمول پر اٹھکر باہر چلیں یہ آہستہ اٹھکر پیچھے ہو لئے وہ جنگل میں پہونچیں اور عبادت میں مشغول ہوئیں یہ پیڑوں کی آڑ میں چھپے دیکھتے تھے قریب صبح انھوں نے دیکھا کہ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اترا اور وہ انکی بہن کے دہن مبارک کے پاس آگیا اونھوں نے پینا شروع کیا یہ بے چین ہوئے اور چلا کر کہا بہن تمہیں خدا کی قسم تھوڑا میرے لئے بھی چھوڑ دو اونھوں نے صرف ایک جرعہ انکے لئے چھوڑا جسکے پیتے ہی انکو ہر شجر و حجر و در و دیوار سے آواز آنے لگی کہ کون اسکا زیادہ احق ہے کہ ہمارے راہ میں قتل کیا جائے یہ اوسکا جواب دیتے انا الاحق بیشک میں احق ہوں لوگوں نے کچھ سنا اور جو منظور تھا واقع ہوا۔ حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ نے اوس سوال کا خود جواب ارشاد فرمادیا فرمایا میں نہیں کہتا وہ فرماتا ہے جسے فرمانا زیبا ہے سائلوں نے اس پر دلیل چاہی فرمایا تم سب ایک ایک خنجر ہاتھ میں لیکر بیٹھ جاؤ اور جس وقت مجھے ایسا کہتے سنو بے تامل خنجر مارو کہ ایسے قائل کی سزا قتل ہے اونھوں نے ایسا ہی کیا جب حضرت پر حالت وارد ہوئی اور وہی کلمہ نکلا اون سب نے بے محابا خنجر مارے جس نے جس جگہ کے قصد پر خنجر مارا تھا خود اوس کے اوسی جگہ لگا جب حضرت کو افاقہ ہوا ملاحظہ فرمایا کہ وہ سب گھائل پڑے ہیں فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ کہتا ہے جس کا کہنا بجا ہے۔ سیدنا موسی کلیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم نے کوہ طور پر اوس درخت میں سے ندا سنی کہ یا موسٰی انی انا اللہ رب العلمین کیا یہ درخت نے کہا تھا حاشا بلکہ رب العلمین نے درخت پر تجلی فرمائی اور حضرت کلیم کو اوس میں سے ندا مسموع ہوئی کیا وہ ایک درخت پر تجلی فرما سکتا ہے اور بایزید پر نہیں کیا محال ہے کہ بایزید پر تجلی کرے اور سبحٰنی ما اعظم شانی اور لوگوں کو ان میں سے ندا آئے حضرت مولوی معنوی قدس اللہ سرہ الشریف فرماتے ہیں ایک جن بشر پر تسلط کرتا ہے اوس کی زبان سے کلام کرتا ہے اوس کے جوارح سے کام کرتا ہے کیا تمہارے نزدیک رب عزوجل ایسا نہیں کرسکتا کلام اوس کا ہے اور زبان بایزید کی بایزید شجرۂ موسٰی ہیں اور متکلم وہ جس نے فرمایا انی انا اللہ رب العلمین ٥ فللہ الحجۃ البالغۃ۔ واللہ تعالی اعلم۔

علمائے عظام و مشائخ کرام نے منصور کو کیوں سولی دی اگر بوجہ کفر سولی دی گئی ہے تو کیا منصور کو اب مسلمان اور کاملین میں سے شمار کریں یا اون کے نسبت کیا عقیدہ رکھیں۔

الجواب لملفوظ

ظاہر مسموع اونکے کلام سے وہ تھا جس پر شرعاً تعزیر قتل ہے لہذا حکم شرع پورا کیا گیا ؎ بے حکم شرع آب خوردن خطاست + دگر خون بہ فتوے بریزی رواست

مسئلہ۔

از ریاست رامپور کوچہ قاضی مرزا صابر حسین بروز شنبہ تاریخ ۱۷ رجب ۱۳۳۴ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ومشائخ کرام اور اولیائے عظام اس مسئلہ میں کہ حضرت بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور کرامتیں جو کہ مولود شریف ووعظ وغیرہ میں بیان کی جاتی ہیں منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ ایک بڑھیا لب دریا بیٹھی روتی تھی اتفاقاً حضرت کا اس طرف سے گذر ہوا حضرت نے دریافت فرمایا کہ اسقدر کیوں روتی ہو بڑھیا نے عرض کیا حضرت میرے لڑکے کی بارہ برس ہوئے یہاں دریا میں مع سامان کے برات ڈوبی ہے میں یہاں آکر روزانہ روتی ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی آپکی دعا کی برکت سے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات مع کل سامان کے صحیح وسالم نکل آئی اور بڑھیا خوش وخرم اپنے مکان کو چلی گئی۔ دوسرے یہ کہ حضرت کے ایک مرید کا انتقال ہوگیا موتے کا لڑکا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا۔

اس پر لڑکا زیادہ رویا بیٹا اور اڑگیا تو آپکو رحم آیا آپ نے وعدہ فرمایا اور لڑکے کی تسکین کی بعدہٗ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مراقب ہوکر روکا جب حضرت عزرائیل علیہ السلام رکے آپ نے دریافت کیا کہ ہمارے مرید کی روح تم نے قبض کی ہے جواب دیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ روح ہمارے مرید کی چھوڑدو عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بحکم رب العلمین روح قبض کی ہے بغیر حکم نہیں چھوڑ سکتا اس پر جھگڑا ہوا آپ نے تھپڑ مارا حضرت کے تھپڑ سے عزرائیل علیہ السلام کی ایک آنکھ نکل پڑی اور آپ نے اون سے زنبیل چھین کر اوس روز کی تمام روحیں جو کہ قبض کی تھیں چھوڑ دیں اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے رب العالمین سے عرض کیا وہاں سے حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نے ایک روح چھوڑنے کو کہا تھا تم نے کیوں نہیں چھوڑی ہم کو انکی خاطر منظور ہے اگر انھوں نے تمام روحیں چھوڑ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے شرعاً ان روایتوں کا بیان کرنا مجلس مولود شریف یا وعظ وغیرہ میں درست ہے یا نہیں تفصیل بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیے بینوا توجروا

الجواب الملفوظ۔

پہلی روایت اگرچہ نظر سے کسی کتاب میں نہ گذری مگر زبان پر مشہور ہے اور اوس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں اوس کا انکار نہ کیا جائے اور دوسری روایت ابلیس کی گڑھی ہوئی ہے اور اوس کا پڑھنا اور سننا دونوں حرام۔ احمق جاہل بے ادب نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے کسی عالم مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ معاذ اللہ

اوسے کفر کیطرف نسبت کیا جائے نہ کہ محبوبان الہی سیدنا عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام مرسلین ملائکہ میں سے ہیں اور مرسلین ملئکہ بالاجماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا توہین رسول کے سبب معاذ اللہ اوس کے لئے باعث کفر ہے اللہ تعالی جہالت وضلالت سے پناہ دے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ مرسلہ عبدالستار بن اسمٰعیل شہر گونڈل علاقہ کاٹھیاوار یکشنبہ ۹ شعبان ۱۳۳۴ھ

ان دنوں اکثر احباب کو گمنام خطوط بدیں مضمون ملا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قل ہو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ ایاک نعبد۔ وایاک نستعین۔ انعمت علیہم۔ عرصہ تین روز میں نو خط میں نو جگہ بھیجے اس سے آپکو بہت فائدہ ہوگا ورنہ نقصان۔ اب عرض یہ ہے کہ اس مضمون کا عندالشرع مطہرہ کیا اصل ہے اس پر عمل ضروری ہے یا نہیں اگر واجب العمل ہے تو بلا نام ونشان کے گمنام خط لکھنے کی کیا وجہ ہے۔

الجواب الملفوظ۔

یہ بدعت شنیعہ ہے کہ کسی جاہل نے ایجاد کی جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے اور قرآن عظیم کے ساتھ بے ادب کھلے ہوئے کارڈوں پر کلام الہی لکھکر بھیجا جاتا ہے کہ چٹھی رساں جو اکثر ہنود اور عموماً بے وضو ہوتے ہیں اوسے مس کرتے ہیں ڈاکخانوں میں مہریں لگانے والے بے وضو یا نجس ہاتھوں سے چھوتے ہیں۔ زمین پر رکھ کر مہر لگاتے ہیں اور خصوصاً زمین پر وہی رخ ہوتا ہے جس پر آیات ہیں یہ سب ناپاکیاں اس بدعت خبیثہ کے سبب ہیں اور پھر یہ اللہ پر افترا ہے کہ ایسا کروگے تو نو دن میں خوشی ہوگی ورنہ آفت میں مبتلا ہوگے۔ ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون ہ اسپر ہرگز عمل جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ عبدالستار بن اسمعیل شہر گونڈل علاقہ کاٹھیاوار یکشنبہ ۹ شعبان ۱۳۳۴ھ

مرید ہونا واجب ہے یا سنت نیز مرید کیوں ہوا کرتے ہیں۔ مرشد کی کیوں ضرورت ہے اور اس سے کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

الجواب الملفوظ۔

مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے اتصال مسلسل تفسیر عزیزی دیکھو آیہ کریمہ صراط الذین انعمت علیہم میں اوس کی طرف ہدایت ہے یہاں تک فرمایا گیا من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطن۔ جس کا کوئی پیر نہیں اوس کا پیر شیطان ہے صحت عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیحہ متصلہ میں اگر انتساب باقی رہا تو نظر والے تو اوسکے برکات ابھی دیکھتے ہیں جنھیں نظر نہیں وہ نزع میں قبر میں حشر میں اوس کے فوائد دیکھیں گے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر بریلی محلہ لودی ٹولہ مسئولہ نظیر احمد شہر کہنہ شنبہ ۲۳ شعبان ۱۳۳۴ھ

کوئی شخص اگر کسی کی عورت کے ساتھ بدفعلی کرے اور اس عورت کے خاوند سے معافی چاہے تو کیا معاف

ہوجائیگا یا توبہ بھی۔ وس پر لازم ہوگا اگر فقط توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوجاوے تو اوس وقت میرا عرض یہ ہے کہ حق العباد تو معاف نہیں ہوتا تاوقتیکہ صاحب حق سے معافی نہ لے کیا یہ حق العباد نہیں ہے مفصلا تحریر فرمادیں۔

الجواب الملفوظ۔

عورت جس کا شوہر ہو یا باپ بھائی وغیرہم اولیا جنکو اس امر سے عار پہنچے فرض کیجئے وہ دس شخص ہیں تو اوس کے ساتھ معاذ اللہ بدکاری اگر بے اوسکی رضا کے ہے تو بارہ حقوق میں گرفتاری ہے ایک حق مولے عزوجل کا کہ اوس کی نافرمانی کی دوسرا اوس عورت کا کہ اوسکی عصمت خراب کی تیسرا اوسکے شوہر کا یونہیں باقی دس حقداروں کا جب تک یہ سب معاف نہ کریں معاف نہ ہوگا بحالیکہ اونکو اطلاع پہنچ جائے اور اگر برضائے زن ہے تو عورت اور یہ دونوں گیارہ سخت حقوق میں گرفتار ہوئے ایک حق مولی عزوجل کا دس اون دسوں کے اور اس صورت میں عورت کا حق نہ ہوگا کہ وہ راضی ہے اور عورت زنا کے باعث نکاح سے خارج نہیں ہوتی مگر اوس حالت میں کہ شوہر کے باپ یا بیٹے سے یہ امر واقع ہو تو نکاح فاسد ہوجائیگا۔ شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائیگی کہ کبھی حلال نہیں ہوتی۔ شوہر پر فرض ہوگا کہ اوسے چھوڑ دے مگر بے اوس کے چھوڑے نکاح سے نکلے گی اب بھی نہیں دوسری جگہ نکاح نہ کرسکے گی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ عبدالعزیز انصاری از اٹاوہ سہ شنبہ ۲۹ شعبان ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وعرفائے اہل یقین اس مسئلہ میں کہ زید شیخ وقت نے اپنے بیٹے عمرو کو امور فقر میں اپنا خلیفہ نہیں کیا اور نہ اجازت مرید کرنے کی دی عمرو نے بعد وفات اپنے والد زید کے بوجہ نہ پانے خرقہ فقر واجازت کے اون کے ایک خلیفہ نصیر سے اجازت خلافت حاصل کی تھی مگر جب کسی کو مرید کیا تو اپنے باپ زید کے نام سے کیا اپنے پیر اجازت کا نام شجرہ لکھنا نہیں معمول رکھا۔ یہ طریقہ عمرو کا مطابق کتب اہل طریقت وطریقہ مشائخ عظام جائز تھا یا نہیں۔ پھر عمرو نے اپنے بیٹے خالد کو اپنے حین حیات خرقہ دیا جس کو خالد نے کچھ عرصہ کے بعد یہ کہکر واپس کیا کہ میں نہیں لوں گا اور نہ کبھی خالد نے عمرو کی زندگی بھر تجدید اجازت وخلافت کی بابت کچھ تذکرہ کیا البتہ عمرو نے اپنے مرض وصال میں قریب انتقال اپنی تسبیح وکتب وظائف وغیرہ ایک دوسرے شخص بکر کو جو اوس کا اہل تھا مع اجازت وخلافت دیدی اور اپنے مریدین کو بھی اوسی کے سپرد کیا مگر اپنے بیٹے خالد کو بوجہ اوس کے نااہل ہونے وخرقہ واپس کرنیکے کچھ نہیں دیا۔ لیکن بعد وفات عمرو کے خالد نے خود بخود دادا کے خرقہ کو پہن کر اپنے والد کے نام سے مرید کرنا شروع کردیا۔ اور اسی پر عامل رہے۔ یہ عمل خالد کا بلحاظ کتب معتبرہ اہل تصوف درست تھا یا نہیں جیسا کہ اوس کا معمول تھا موافق کتب اہل طریقت جواب ہونا چاہئے۔ خالد نے اپنے بیٹے نذیر کو اپنی زندگی میں اپنا خرقہ دیا (جو بموجب تحریر بالا ناجائز ہونا چاہئے تھا) اب نذیر اپنے مریدین کو اپنے باپ خالد اور دادا عمرو کے نام سے مرید کرنے کا

معمول رکھتا ہے اور شجرہ میں بھی انہیں دونوں کا نام لکھا جاتا ہے حالانکہ دونوں غیر مجاز تھے آیا یہ طریقہ نذیر کا جائز ہے یا ناجائز جبکہ عمرو کو خلافت واجازت اپنے باپ زید سے نہ تھی تو عمرو وخالد ونذیر ان سب کا یہ فعل وعمل برروئے طریقت ناروا ہونا چاہئے یا نہیں۔ امید کہ کتب معتبرہ سے تحقیق فرماکر ان تینوں امور کا جواب مفصل عنایت ہووے۔ اللہ تعالٰی آپ کو جزائے خیر دیوے۔

الجواب المکتوب۔

صورت مستفسرہ میں خالد ونذیر دونوں محض باطل پر ہیں، اور اون کے ہاتھ پر بیعت ناجائز اور نادانستہ کی ہو تو اوس سے رجوع واجب۔ حضرت قدسی منزلت سیدنا میر عبدالواحد صاحب بلگرامی قدس سرہ السامی کتاب مستطاب سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں۔ اے برادر پیری ومریدی رسمے واسمے بیش نماندہ است وآں اسم ورسم نیز مبنی بچند شرائط می داں کہ بے آں شرائط اصلا پیری ومریدی درست نیست۔ اما نخست از شرائط پیری یکے آنست کہ پیر مسلک صحیح داشتہ باشد دوم از شرائط پیری آنست کہ پیر در ادائے حق شریعت قاصر ومتہاون نباشد۔ سوم از شرائط پیری آنست کہ پیر را عقائد درست بود موافق مذہب سنت وجماعت پس ایں رسمے کہ از پیری ومریدی ماندہ است بے ایں سہ شرائط اصلا درست نیست وایں ہر سہ شرائط را بیان مختصر واضح کنم اما شرط اول کہ مسلک صحیح است مرید صادق را تفحص سلسلہ درست باید کرد در اکثر جاہا خلط وخبط گشتہ است نوعے ازاں آنست در درویشے کہ در حالت حیات بسبب غفلت ویا بسبب دیگر فرزند خود را خلافت نمی دہد ومردماں را وصیت ہم نمی کند کہ بعد از من باید کہ خرقہ من فرزند مرا بپوشانید وازصحت وغیر صحت ایں کار نمی دانند خلقے بہ بیعت او اسیری گردد او بے رخصت واجازت پدر پیری شود وہمہ ضلالت در ضلالت است چہ اگرچہ خرقہ متروکہ پدر بسبب ارث ملک پسر شد ولیکن شرط صحت بیعت رخصت واجازت پدر راست نہ مجرد خرقہ پدر مولف راست قطعہ

اے پسر شرط صحت بیعت + در طریقت اجازت سلف است
بدغل سکہ نبرہ مزن + کاں رہ کاسداں ناخلف است

نوع دیگر آنست اولیا راسلاں کہ قطب وغوث بودند فرزنداں ایشاں بے صحت اسناد وبے رخصت واجازت بمجرد نسبت فرزندی خلقے را مریدی کنند وخلق می دانند کہ با نوادۂ فلاں قطب وغوث پیوند درست کردیم وانابت آوردیم سربسر گمراہی است۔ حضرت سیدنا سید شاہ حمزہ قدس سرہ الکریم نے فص الکلمات شریف میں خلافت کی سات قسمیں بعض مقبول بعض مردود بیان فرمائیں از انجملہ اقسام مردودہ میں فرمایا شیخ ازیں عالم نقل کرد وکسے را خلیفہ نگرفت قوم وقبیلہ وارثے یا مریدے را بخلافت وے تجویز نمایند ایں خلافت نزدیک مشائخ روا نیست وایں نوع خلافت را خلافت افترائی گویند۔ رہا عمرو اگرچہ نصیر کی جانب سے مجاز وماذون

ع؎ اورا بجائے من بنشانند فاما مرداں ان مقام روز سوم خرقہ پدر پسر را می پوشانند و اورا بجائے پدر می نشانند

ہوکر، دس کی خلافت ضرور صحیح اور اوس سے مرید کرنے کی اجازت ہوگی مگر محل نظر یہ ہے کہ اوس نے اپنے والد زید کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی یا مرید بھی نصیر ہی کا ہے صورت ثانیہ بہت سخت ہے اور اصل الزامات کا ورود اوسی میں بھی نقد وقت نہ شجرہ کہ مریدین کو دیا جاتا ہے اوس میں اتصال سلسلہ اجازت ہی متعارف اور یہی اوس سے مفہوم ہے تو اس میں تدلیس ہوئی تلبیس ہوئی پیر اجازت کے نعمت کا کفران ہوا مریدین کو فریب دیا ہوا بلا واسطے جانب پدر سے اپنے مجاز و ماذون ہونے کا اظہار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی زور نعمت نایافتہ کا اظہار کرنیوالا اوسی طرح ہے جو سر سے پاؤں تک جھوٹ کا جامہ پہنے ہوئے ہے۔ رواہ الشیخان عن اسماء و مسلم عن الصدیقہ بنتے الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ عزوجل فرماتا ہے ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب۔ وہ جو ایسی بات سے اپنی تعریف چاہتے ہیں جو اونھوں نے نہ کی ہرگز اونہیں عذاب سے چھٹکارے کی جگہ نہ خیال کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من غشنا فلیس منا۔ دھوکا دینے والا ہمارے گروہ سے نہیں نیسأل اللہ العفو و العافیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ الف خاں مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ قصبہ سانگور ریاست کوٹہ راجپوتانہ۔ یکشنبہ ۱۳۳۴ھ

ارواح مومنین یا کافر کا کسی وقت اپنے اپنے مکان میں آنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نہیں۔ فقط

الجواب الملفوظ۔

ارواح کفار کا آنا کیونکر ہوسکتا ہے وہ محبوس و مقید ہیں اور روح مومنین کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا یخلی سربھا تسرح حیث شاءت اوس کی راہ کھول دیجاتی ہے، جاتی ہے جہاں چاہے، جہاں چاہے میں اپنا گھر بھی داخل ہے اور بارہا ارواح صالحین کا اپنے اور اپنے متعلقین کے گھر آنا اور مدد کرنا ثابت ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے ایک مریض کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ صاحب فراش تھے رات کو جب سب سو رہے تھے اونہیں پیاس لگی اور کپڑا اوڑھنے کی ضرورت ہوئی کوئی پاس نہ تھا اون کے ایک بزرگ کی روح ظاہر ہوئی اوس نے پانی پلایا اور کپڑا اوڑھایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از فرخ آباد شمس الدین احمد شنبہ ۱۸ شوال ۱۳۳۴ھ

جس حالت میں کہ پیر کامل میسر نہ ہو تو طالب خدا کو کیا کرنا چاہئے فقط

الجواب۔ درود شریف کی کثرت کرے یہاں تک کہ درود کے رنگ میں رنگ جائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ محمد عبد الواحد خاں مسلم بیتی اسلام پورہ معرفت عبد اللطیف ہیڈ ماسٹر میونسپل اردو اسکول ۱۳ ربیع الاول شریف ۳۳ھ

واجب الاحترام والتعظیم اعلیحضرت مد ظلہم۔ قادیانی نے جس قدر تحریرات رسائل کتب اپنے دعوے کی تائید میں لکھے ہیں اگر آپ کے پاس ہوں اور ممکن ہو تو روانہ فرما دیجیے تاکہ اسکی تمام باتوں پر میں غور کرکے ایک رائے قائم کرلوں اور مباحثہ کے وقت سہولیت پیدا ہو جائے کیونکہ مخالف کتابیں دینے سے انکار کرتا ہے اگر یہ نہیں ہوسکتا ہے تو کم ازکم انکی کتابوں کے نام اور جگہ جہاں سے وہ دستیاب ہو سکتی ہیں تحریر فرمادیں یہ تکلیف آپکو دینا جائز نہیں مگر کوئی اور شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اس کام کو انجام دے سکے اب دوسری بات تردید یعنی جس قدر رسائل اشتہارات وغیرہ اسکے رد میں لکھے گئے ہوں روانہ فرمائے جائیں۔ ورنہ آخر درجہ ان کی فہرست ہی سہی اور مندرجہ ذیل شکوک رفع کردیجیے (قرآن صحاح ستہ ہی کے دلائل ہوں تو خوب ہے) ع۱ میں صحاح ستہ کو دیکھنا چاہتا ہوں مگر عربی نہیں جانتا کیا کوئی اردو ترجمہ تحت اللفظ اسکا فراہم ہوسکتا ہے اور کون سی کتاب زیادہ معتبر اور فائدہ رساں ہیں ع۲ مشکوۃ شریف میں کیا بیان ہے اس سے کیا مدد مل سکتی ہے ع۳ ہمارے یہاں سب سے زیادہ کون کون کتابیں معتبر ہیں ع۴ حضرت رشد کے مذہب پر آپکی کیا رائے ہے ع۵ حضرت مسیح کے زندہ ہونے کی کن کن حدیثوں سے دلیل مل سکتی ہے ع۶ سبحان الذی الخ میں سبحان کے لفظ میں کیا خصوصیت ہے ع۷ اور آنکو رات کو کیوں معراج ہوا اون کو کیوں نہ ہوا۔ ادریس خضر عزیر الیاس ان کے قصص قدرے صراحت کیساتھ بیان کیجئے ع۹ حضرت مہدی اور عیسیٰ دونوں جدا جدا اشخاص ہونے کی کن کن حدیثوں میں خبر ہے۔

الجواب۔

ع۱ صحاح ستہ کے اردو میں ترجمے ہوئے ہیں مگر عموماً وہابیہ نے کئے ہیں اور ترجمہ دیکھ کر کوئی شخص قرآن و حدیث نہیں سمجھ سکتا ع۲ مشکوۃ شریف ایک جامع کتاب ہے بہت باتوں میں مدد دیتی ہے مگر تنہا کوئی کتاب سوا قرآن عظیم کے کافی نہیں ع۳ ہمارے یہاں قرآن عظیم کے بعد حدیث میں صحیحین اور سنن اربعہ مسانید امام اعظم موطا و کتاب الآثار۔ امام محمد کتاب الخراج امام ابو یوسف کتاب الحج امام عیسیٰ بن ابان شرح معانی الآثار امام طحاوی مشکلات الآثار امام طحاوی عقائد میں فقہ اکبر وصایا امام اعظم عقائد امام مفتی الانس والجن نجم الدین عمر نسفی فقہ میں ہدایہ۔ بدائع۔ مبسوط، جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ خانیہ۔ خلاصہ۔ بزازیہ۔ عزر۔ درر۔ تنویر الابصار۔ درمختار۔ غنیہ۔ حلیہ اور ہزارہا کتب بے شمار ہیں ع۴ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب معراج تک خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بہت صغیر السن بچہ تھیں وہ جو فرماتی ہیں حق فرماتی ہیں آن روحانی معراجوں کی نسبت فرماتی

ہیں جو اون کے زمانے میں ہوئیں۔ معراج جسمانی اذن کی حاضری سے کئی سال پیشتر ہو چکا تھا۔ ع۵ اُس کے لئے درمنثور و ابن جریر و تفاسیر دیکھنی چاہئے اگلی میں اوپر کہہ چکا ہوں کہ ان مسائل میں بحث یہ قادیانیوں کا دھوکا ہے بحث اوس کے اون کفریات میں چاہئے جسکا نمونہ اوپر مذکور ہوا۔

ع۶ حضرت عزت جل و علا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے اوس کی ابتدا کہیں ہو الذی سے ہوئی ہے جیسے ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق کہیں تبارک الذی سے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا کہیں حمد سے جیسے الحمد للہ الذی نزل علی عبدہ الکتٰب و لم یجعل لہ عوجا یہاں تسبیح سے ابتدا فرمائی ہے کہ سبحٰن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اوس پر تسبیح کی جاتی ہے سبحٰن الذی کیسی عمدہ چیز ہے سبحٰن کیسی عجیب بات ہے جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لیجانا کرۂ زمہریر طے فرمانا کرۂ نار طے فرمانا کروروں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے فرمانا تمام ملک و ملکوت کی سیر فرمانا یہ تو انتہائی عجیب کی آیات بینات ہیں ہی اوتنی بات کہ کفار مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لئے ارشاد ہوئی کہ شب کو مکہ معظمہ میں آرام فرمائیں صبح بھی مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہوں اور رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں کیا کم عجیب ہے اس لئے سبحٰن الذی ارشاد ہوا کفار نے آسمان کہاں دیکھے اون پر تشریف لے جانیکا اون کے سامنے ذکر ایک ایسا دعویٰ ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے بخلاف بیت المقدس جس میں ہر سال اون کے دو پھیرے ہوتے رحلۃ الشتاء و الصیف اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور اون پر حجت الٰہی پوری قائم ہو سکتی تھی چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ یہی ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لیجانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا ابوجہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی ولہذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے فرمایا ہاں کہا اور آج شب میں واپس آئے فرمایا ہاں کہا اوروں کے سامنے بھی ایسا ہی فرما دیجئے گا فرمایا ہاں اب اوس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہوئے اور حضور سے پھر اوس ارشاد کا اعادہ چاہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعادہ فرمایا کافر تالیاں بجاتے صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے یہ گمان تھا کہ ایسی ناممکن بات سنکر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائینگے صدیق ؓ عرض کی آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا وہ ایسا فرماتے ہیں کہا ہاں وہ یہ حرم میں تشریف فرما ہیں صدیق نے فرمایا اگر اونھوں نے یہ فرمایا تو واللہ حق فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر اون کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان

کی خبر اون کے پاس آتی ہے پھر کافروں نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکر بتائینگے وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے کافروں نے کہا واللہ نشان تو پورے صحیح ہیں پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا حالت تھی کب تک آئیگا۔ حضور نے ارشاد فرمایا فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اوترکر ہم نے اوس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور راہ میں ایک اونٹ بھاگا اور ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت آئے گا یہ مدت جو ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لئے بھی کسی طرح کافی نہ تھی جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہدیں کہ دیکھو معاذ اللہ وہ خبر غلط ہوئی کچھ جانب شرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانب شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے اون میں سے ایک نے کہا وہ آفتاب چمکا کہ اُن میں سے دوسرا بولا کہ وہ قافلہ آیا یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سرمو فرق آنا محال ہے۔ قادیانی سے زیادہ تو اون کفار مکہ ہی کی عقل تھی وہ جانتے تھے کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعوی نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائے گا مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے جھنکے اوڑاتا ہے اور نہ وہ شرماتا ہے اور نہ اوسکے ماننے والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ وہ بکمال شوخ چشمی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں اگلے چار سو انبیا کی بھی پیشینگوئیاں غلط ہوئیں اور وہ جھوٹے یعنی نبی کا ٹھٹھا کذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اوس سے پہلے بھی چار سو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہو سکتے ہیں تو انبیا کی تصدیق شرط ایمان کیوں ہوئی اون کی تکذیب کفر کیوں ہوگی و لکن لعنۃ اللہ علی الظٰلمین الذین یکذبون المرسلین ان عظیم وقائع نے معراج مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اوس پر تعجب کیا زید و عمرو خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں رؤیا کے لفظ سے استدلال کرنا اور الا فتنۃ للناس نہ دیکھنا صریح خطا ہے رؤیا بمعنی رویت آتا ہے اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ خواب میں ولہذا ارشاد ہوا سبحٰن الذی اسری بعبدہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ع۷ رات تجلی لطفی ہے اور دن تجلی قہری اور معراج کمال لطف ہے جس سے مافوق متصور نہیں لہذا تجلی لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج وصل محب و محبوب ہے اور وصال کے لیے عادۃً شب ہی انسب مانی جاتی ہے۔ معراج ایک معجزہ عظیم قاہرہ ظاہرہ تھا اور سنت الٰہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کر دیجاتی ہے اون پر عذاب عام بھیجا جاتا ہے جیسے اگلی امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔ معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کئے جاتے ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہی شق رہی کہ اون پر عذاب عام اوترتا اور حضور بھیجے

گئے سارے جہان کے لئے رحمت جنھیں اُن کا رب فرماتا ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم اے رحمت عالم جب تک تم اُن میں تشریف فرما ہو اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں لہذا شب ہی مناسب ہوئی ۔ ع۸ تصانیف علما میں قصص الانبیا دیکھئے اگر کوئی خاص بات دریافت کرنی ہو تو پوچھئے ۔ حضرت عزیر کا قصہ قرآن عظیم ہی میں مذکور ہے آن کی روح قبض فرمائی پھر سو برس بعد زندہ فرمایا کھانا پانی جو ساتھ تھا وہ اس سو برس میں نہ بگڑا اور سواری کے جانور کی ہڈیاں بھی گل چکی تھیں انکی نظر کے سامنے اوسکی ہڈیاں ابھاریں اون پر گوشت چڑھایا اوسے زندہ فرمایا ۔ حضرت خضر کا قصہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ بھی قرآن عظیم میں ہے حضرت ادریس علیہ الصلوۃ والسلام کو دنیا سے مع جسم بہشت بریں میں اوٹھا لیا واذکر فی الکتب ادریس انہ کان صدیقا نبیا ورفعنہ مکانا علیا ۔ الیاس علیہ الصلوۃ والسلام مرسلین کرام میں ہیں انبیا علیہم الصلوۃ والسلام سب بحیات حقیقی روحانی جسمانی زندہ ہیں اونکی موت صرف ایک آن کو تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے ہوتی ہے جمہور علماء کے نزدیک چار نبی بے عروض موت ابتک زندہ ہیں دو آسمان پر سیدنا ادریس و سیدنا عیسیٰ اور دو زمین میں سیدنا الیاس و سیدنا خضر علیہم الصلوۃ والسلام اور یہ دونوں حضرات ہر سال حج کرتے ہیں اور ختم حج پر زمزم شریف کے پاس باہم ملتے ہیں اور آب زمزم شریف پیتے ہیں کہ آئندہ سال تک اون کے لئے کافی ہوتا ہے پھر کسی کھانے پینے کی حاجت نہیں ہوتی ۔ ان کلمات پر باہم ملاقات ختم فرماتے ہیں ۔ بسم اللہ ماشاء اللہ لایسوق الخیر الا اللہ ماشاء اللہ لایصرف السوء الا اللہ ماشاء اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔ الیاس علیہ الصلوۃ والسلام لشکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک غار میں یہ دعا کرتے ملے اللھم اجعلنی من امۃ احمد المرحومۃ المبارکۃ المستجاب لہا ۔ خضر علیہ الصلوۃ والسلام بعد وصال اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعزیت کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کرتے اور اون پر تکیہ لگائے ہوئے راہ چلتے نظر آئے اکابر اولیاء کرام کے پاس اکثر تشریف لایا کئے ۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس وعظ میں بکثرت کرم فرمایا اور ابتک اولیا سے ملتے ہیں جنگل میں بے بسی کے وقت مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں ۔ ع۹ ان احادیث کی تفصیل خصائص کبری امام جلال الدین سیوطی و کتاب الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ سید علامہ محمد ابن عبدالرسول برزنجی وغیرہا میں ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ مرسلہ عبدالکریم شہر کانپور محلہ بنگام گنج ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان طریقہ معرفت میں کسی پیر کا مرید نہ ہو تو کیا حشر میں اوس کا پیر شیطان ہوگا ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب ۔ ایک حدیث روایت کی جاتی ہے من لاشیخ لہ فشیخہ الشیطٰن جس کا کوئی

پیر نہیں شیطان اوس کا پیر ہے اس کے پورے مصداق وہ لوگ ہیں کہ مشائخ کرام کے قائل ہی نہیں جیسے روافض و وہابیہ وغیر مقلدین اور شرف و برکت اتصال بمحبوب ذوالجلال علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت سنت متوارثہ مسلمین ہے اور اوس میں بے شمار منافع و برکت دین و دنیا و آخرت ہیں بلکہ وہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کے طرق جلیلہ سے ہے ۔ وھو تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ مرسلہ حکیم عبدالجبار خاں دہام پور ضلع بجنور ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ ۔

ع۱ کیا سید پر دوزخ کی آنچ قطعاً حرام ہے اور وہ کسی بداعمالی کی پاداش میں دوزخ میں جا ہی نہ سکے گا ۔

ع۲ آل فاطمہ کا مخصوص اعزاز و امتیاز کیا حضرت فاطمہ خاتون جنت کے ذریعہ سے ہے کیونکہ جناب سیدہ موصوفہ سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں ۔ یا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی ذات خاص کی بدولت یہ رتبہ سادات ہے ۔ فقط

الجواب ۔ سادات کرام جو واقعی علم الٰہی میں سادات ہوں اونکے بارے میں رب عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں اون کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا حدیث میں ہے انما سمیت فاطمۃ لان اللہ تعالیٰ حرمھا وذریتھا علی النار ان کا فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرما دیا ۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا ان اللہ غیر معذبک ولا احد من ولدک او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اے فاطمہ اللہ نہ تجھے عذاب کریگا نہ تیری اولاد میں کسی کو مگر حکم قطعی بے نص قطعی ناممکن ہے ۔ ع۲ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد امجاد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی ہوتے ہیں اون کا دامان فضائل مالامال ہے مگر یہ شرف اعظم کہ حضرات سادات کرام کو ہے اون کے لئے نہیں یہ شرف حضرت بتول زہرا کی طرف سے ہے کہ فاطمۃ بضعۃ منی فاطمہ میرا ٹکڑا ہے ۔ کل بنی اب ینتمون الی عصبتھم وابیھم الا بنی فاطمۃ فانا ابوھم ۔ سب کی اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں اون کا باپ ہوں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ مرسلہ حکیم عبدالشکور صاحب از ڈاکخانہ رسڑ ضلع بلیا ۲ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین سوالات مندرجہ ذیل میں ع۱ زید کہتا ہے کہ اس پر ائمہ مجتہدین و علمائے کاملین و حضرات محدثین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ ان صحاح ستہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن مبارک کے ارشاد فرمائے ہوئے کلمات بعینہ اوس حدیث میں موجود نہیں بلکہ صحابہ نے معنی مرادی ہی کو اختیار فرما کر اوس پر حدیث کا حکم دیدیا ہے ۔ زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط اور ایسے شخص پر آپ کا کیا فتویٰ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث لفظی کو رد کرتا ہے ۔

ع۲ حدیث اول ماخلق اللہ نوری واول ماخلق اللہ العقل واول ماخلق اللہ القلم واول ماخلق اللہ العرش یہ چار حدیثیں ہیں ان میں سے کون صحیح ہے اور کون موضوع زید کہتا ہے کہ حدیث اول ماخلق اللہ نوری بالمعنی صحیح ہے اگرچہ اس کے الفاظ کتابوں میں مذکور نہیں۔ اب علما سے سوال یہ ہے کہ جس حدیث کے الفاظ کتب احادیث میں مذکور نہیں اوس کو موضوع کہیں گے یا نہیں اور اسکے مرادف کون حدیث ہے جس کے اعتبار سے کہا جائے کہ یہ حدیث بالمعنی صحیح ہے اور حدیث کے موضوع ہونے کے لئے کیا شرط ہے الفاظ اور معنی دونوں یا صرف الفاظ معنی نہیں۔ جواب مفصل تحریر فرمائیے مع حوالہ کتب بینوا توجروا۔

الجواب ۔ ع۱ روایت حدیث کے دونوں طریقے ہیں روایت باللفظ و روایت بالمعنی خود حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے تحدیث بالمعنی کی اجازت فرمائی ہے قرآن عظیم کے نظم کریم وحکم عظیم دونوں کے ساتھ تعبد ہے اوس میں نقل بالمعنی جائز نہیں حدیث کے حکم کے ساتھ تعبد ہے جو الفاظ کریمہ جوامع الکلم سے ارشاد ہوئے ہیں وہ بعینہا منقول ہیں اور باقی میں لفظ پر اقتصار موجب ضیق وعسر تھا اور اللہ عزوجل فرماتا ہے ماجعل علیکم فی الدین من حرج اور وہ یقینا حدیث ہے اوسے یہ کہہ کر صحابہ نے اوس پر حدیث کا حکم دیا ہے ایک بہت بڑا پہلو رکھتا ہے بادشاہ فرمائے زید سے کہو کہ ابھی آئے اوس پر حکم پہنچانے والا زید سے جاکر کہے کہ ظل سبحانی نے فرمایا ہے فوراً حاضر ہو تو بیشک اوس نے بادشاہ ہی کا حکم پہنچایا اور بادشاہ ہی کی بات نقل کی ع۲ عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یاجابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ۔ اے جابر بیشک اللہ تعالی نے تمام عالم سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا یہ اوس معنی میں نص صریح ہے اور قلم وعقل کے بارے میں بھی احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن میں سے احادیث عقل غایت درجہ ضعف میں ہیں۔ حدیث کے جب معنی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ثابت اور صحیح ہیں تو اوسے موضوع نہیں کہہ سکتے ورنہ صحیحین کی صدہا حدیثیں معاذ اللہ موضوع ہو جائیں گی ہاں اگر کوئی یہ دعوی کرے کہ یہی الفاظ بعینہا زبان اقدس سے صادر ہوئے ہیں اور اسکا ثبوت نہو تو وہ سخت خاطی ہے اور اگر دانستہ ایسا کہے تو من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار میں داخل واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از مطبع اہلسنت وجماعت بریلی مسئولہ منشی اعجاز احمد صاحب قیصر مرادآبادی کاتب مطبع مذکور۔

۵ رجب ۳۵ھ

اسی پر آپکو قیصر مسلمانی کا دعوی ہے + کبھی یاد خدا کریں کبھی ذکر بتاں کریں۔ یہ بحر ہزج سالم ہے یا مزاحف مسبع۔ کریں اور کرلیں میں کیا فرق ہے اور کرلیں کی کیا فارسی ہوگی۔

الجواب ۔ مثمن سالم ہے تیں کا نون تقطیع میں حسب قاعدہ نہ آئیگا لہذا مسبغ نہیں ہاں ایک مصرع مسبغ ہے ع اسیران قفس کا دم گھٹا جاتا ہے اے صیاد۔ فعل کا اثر اپنے لئے حاصل کرنا ہو خواہ دوسرے کے لئے اوسے مطلقاً کرنا کہیں گے اور کرلینا وہاں کہ اپنے لئے تحصیل اثر مقصود ہو اگرچہ اسیقدر کہ اوس سے فراغ حاصل ہوا میں نے بات کرلی یعنی کرچکا اور کردینا وہاں کہ دوسرے تک وصول اثر مقصود ہو نفع خواہ ضرر نکاح کرلیا یعنی اپنا اور کردیا یعنی دوسرے سے اور کیا دونوں کو شامل ہے سر اپنا چاک کرلیا اور دوسرے کا کردیا اور کیا عام۔ فارسی میں اس مختصر ترکیب کا ترجمہ نہیں اور یہ فقط کرنے ہی سے خاص نہیں بلکہ ہر فعل میں ہے جیسے کھالو تو گردو وہیں ہوگا جہاں دوسرے پر اثر پہنچے کھادو نہ کہا جائے گا انار توڑ دو یعنی دوسرے کو اور توڑ لو یعنی اپنے لئے اور اگر دوسرے کے لئے توڑ رہا ہے اوس سے کہا انار توڑ لو تو ایک بات نہیں یہاں وہی بمعنی فراغ ہے کہ یہ اثر اپنے لئے ہے۔ فقط۔

اجازت نامہ اوراد ووظائف واعمال

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے جملہ نقوش وتعویذات خاندانی جو فقیر کو اپنے مشائخ کرام رضی اللہ تعالی عنہم یا حضرت جناب سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ مارہروی قدس سرہ العزیز یا ارشادات ائمہ کرام واولیائے عظام وعلمائے اعلام سابقین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے پہنچے یا فقیر نے بفضلہ تعالی مجاز وماذون ہو کر خود ایجاد کئے یا آئندہ ایجاد کروں اون سب کی اجازت عامہ تامہ صحیحہ نجیحہ اپنے خواہرزادہ برخوردار حکیم علی احمد خاں سلمہ کو دی مولی تعالی اپنے کرم سے برکت فرمائے شرط یہ ہے کہ کسی کام خلاف شرع کیلئے نہ خود استعمال کریں نہ کسی ایسے کو دیں یا بتائیں جو کوئی کام خلاف شرع چاہتا ہو۔

ع۱ جسطرح عورتیں اکثر تسخیر شوہر چاہتی آتی ہیں ہمارے کہنے میں ہو جائے جو ہم کہیں وہی کرے یہ حرام ہے۔ حدیث میں اسے شرک فرمایا اللہ عزوجل نے شوہر کو حاکم بنایا نہ کہ محکوم۔ یا یہ چاہتی ہیں کہ اپنی ماں بہن سے جدا ہو جائے یا اون کو کچھ نہ دے ہمیں کو دے یہ سب مردود خواہشیں ہیں۔ مقدمات فوجداری میں مسلمانوں کو نقوش حفاظت دیئے جائیں۔ دیوانی ومال کے مقدمات میں جبتک معلوم نہو کہ یہ حق پر ہے نہ دیں کہ ظالم کی اعانت حرام ہے حب وتسخیر عورت کے لئے نقش وعمل کسی کو نہ دیا جائے اس میں اکثر مقاصد فاسد بھی ہوتے ہیں اگر فی الواقع نکاح ہی کا طالب ہو جب بھی تصریح اندیشہ معصیت ہے کہ اجنبی کی محبت دل عورت میں پیدا ہونا سم قاتل ہے ممکن کہ نکاح میں تعویق ہو یا اولیائے زن نہ مانیں اور محبت طرفین سے پیدا ہو چکی تو اس کا نتیجہ برا ہو۔ یونہیں اگر تسخیر زن نہ چاہے بلکہ اولیائے زن کی تسخیر کہ وہ اس سے نکاح کردیں اور یہ اون کا کفو نہ ہو یعنی ایسا کم ہو کہ اس سے اوس کا نکاح اولیائے زن کے لئے باعث مطعونی یا معصیت شرعی ہو جب بھی ہرگز نہ دیں کہ یہ مسلمانوں کو

مضرت رسانی ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے مطلقاً دیا ہی نہ جائے نکاح خصوصاً ہندوستان میں عمر بھر کا ساتھ ہوتا ہے اور انجام کا علم اللہ عزوجل کو۔ ممکن کہ یہ رشتہ طرفین میں کسی کے لئے شر ہو تو شر کا سبب بنانا چاہئے یہاں ایسوں کو ہمیشہ یہی ہدایت کی جاتی ہے کہ استخارہ شرعی کریں اور دعا کہ اللہ عزوجل وہ کرے جو بہتر ہو۔ نہ خود کسی مسلمان کی ضرر رسانی کا کوئی عمل کیا جائے نہ کسی کو بتایا جائے اگرچہ وہ اپنی کتنی ہی مظلومی اور اوس کا ظالم و موذی ہونا ظاہر کرے ہاں اگر ثبوت شرعی سے ثابت ہوجائے کہ وہ عام طور پر موذی و ظالم ہے تو اوس کے لئے اوسی قدر ضرر کی خواہش روا ہے جس قدر کا شرعاً او سے استحقاق ہے اوس سے زیادہ حرام اور اس کا صحیح معیار پر اندازہ خصوصاً اپنے معاملہ میں بہت دشوار ہوتا ہے لہذا ہمیشہ یہاں یہ رسی ہاتھ میں رکھی تلوار کام میں نہ لائی گئی اسی پر عمل رہے مسلمانوں کو لوجہ اللہ تعویذات واعمال دیئے جائیں دنیوی نفع کی طمع نہ ہو جیسا آجتک بحمد اللہ تعالی یہاں کا دستور رہے۔ کفار کو اگر نقوش دیئے جائیں تو مضر۔ اونہیں مظہر کی اجازت نہیں اور وہ بھی اوس مرض ہو جس سے کسی مسلمان کا نقصان نہ ہو اور اون سے معاوضہ لینے میں مضائقہ نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے ثابت ہے۔ جو کافر خصوصاً مرتد جیسے قادیانی نیچری وہابی رافضی چکڑالوی غیر مقلد مسلمان کو ایذا دیا کرتا ہو اگرچہ رسائل کی تحریر یا مذہبی تقریر سے اوس پر سے دفع بلا خواہ رفع مرض کا بھی نقش نہ دیا جائے اور ایسا نہ ہو اور اوس کام میں کسی مسلمان کا ذاتی نقصان بھی نہ ہو جب بھی مرتدوں کا مبتلائے بلا ہی رہنا بھلا۔ اور اگر دین تو ضرور بمعاوضہ کہ اوس میں دینی نفع تو تھا ہی نہیں دنیوی بھی نہ ہو تو آخر کس لئے۔ یہ بارہ باتیں بطور نمونہ ہیں غرض ہر طرح مصلحت شرعیہ ملحوظ رہے اللہ عزوجل توفیق دے۔ آمین۔

سلخ رجب مرجب ۱۳۳۵ھ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا وآلہ افضل الصلوۃ والتحیۃ۔

حامی دین متین ماحی البدعۃ والشرک محی الدین جناب لنا زاد اللہ شرفہ۔ بعد ہدیہ سلام وسنت رسول علیہ الصلوۃ والسلام معلوم فرمادیں ایک فتوی جس میں چند سوال ہیں آنجناب کی خدمت میں پیش کرنے کا قصد ہے اگرچہ دارس اسلامیہ وجائے افتا تو ہندوستان میں کثیر ہیں ولیکن بندہ کی خوشی یہ ہے کہ آنجناب کی لسان ترجمان فیض رسان وکلک سے جواب ظہور میں آئے اسوقت چونکہ رمضان شریف ہے روزہ کی وجہ سے شاید جواب میں دقت وکلفت ہو بدین خیال مقدم یہ جوابی خط ارسال کرکے آنجناب کی مرضی مبارک کی جاتی ہے کہ اگر فتوی اس وقت رمضان شریف میں بھیجا جائے تو کیا اسوقت جواب مل سکتا ہے یا کہ بعد رمضان شریف اگر بعد رمضان شریف فتوی بھیجا جائے تو شوال کے کتنی تاریخ تک بھیجا جائے آپ کے جواب کی انتظاری ہے جیسا آپ فرمائینگے ویسا کیا جاویگا۔ فقط زیادہ والسلام۔ جوابی خط ارسال ہے۔

جناب من سلمکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ رمضان مبارک میں بھی فتاوے بفضلہ تعالی

لکھے جارہے ہیں آپ نے استفتاء نہ بتایا کس مضمون کا ہے بعض ضروری وفوری ہوتے ہیں بعض مہلت وفرصت کے بعض ایسے کہ جواب دینا ہی بیکار یا ضروریات کے آگے ناقابل اعتبار۔ غرض فتاوی کہ پوچھے جاتے ہیں اون کی حالتیں بہت مختلف ہیں لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہمارے ہر فتوی کا جواب ملنا شرعاً لازم ہے اور وہ بھی تحریری اور حضرت سیدنا ابن مسعود علیہ الرضوان فرماتے ہیں من افتی فی کل ما استفتی فھو مجنون جو ہر استفتا کا جواب دے مجنون ہے یہ اس لئے لکھدیا کہ اگر آپ نوعیت سوال سے مطلع فرماتے تو جواب لا ونعم و دیر وشتاب معین ہوسکتا۔

والسلام۔

مسئلہ۔ از شہسرام ضلع گیا محلہ پٹھان ٹولی عرف نیم کالے خاں مرسلہ حکیم سراج الدین احمد صاحب
۱۷ شوال ۱۳۳۵ھ

دیوبندی سہارنپوری، نانوتوی والہ آبادی وغیرہم واعظین مدارس ومساجد کی تعمیر وتحفظ میں بلا ترجیح یکدیگر جو کچھ اقوال مختلفہ بیان کرتے ہیں کہاں تک حق بجانب ہے تاوقتیکہ بدعت واجب مندوب مباح حرام مکروہ اور بدعت کی وجہ حسن وقبح اور فرق درمیان بدعت ومباح وتخصیص حدیثین من سن سنۃ حسنۃ ومن سن سنۃ سیئۃ ۲ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ ۳ من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا رضاھا اللہ کے مطابق ہر امور حسنہ کو سیئہ سے پاک رہنے کا حال مفصل نہ کہہ سنائیں کہ عوام غلط فہمی سے حق تلفی کرکے امور حسنہ کو آمیزش ممنوعات کے مذموم نہ کردیں اگر اسکا التزام مذکورین اپنے اپنے وعظ میں نہ کریں تو مورد الزام ہوسکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب

واعظ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو دیوبندی عقیدے والے مسلمان ہی نہیں۔ اون کا وعظ سننا حرام اور دانستہ اونہیں واعظ بنانا کفر علمائے حرمین شریفین نے فرمایا ہے کہ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اسیطرح تمام وہابیہ غیر مقلدین فانھم جمیعا اخوان الشیاطین۔ دوسری شرط سنی ہونا غیر سنی کو واعظ بنانا حرام ہے اگرچہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ؎ اتخذ الناس رؤسا جھالا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا لوگوں نے جاہلوں کو سردار بنالیا اونھوں نے بے علم احکام شرعی بیان کرنے شروع کئے تو آپ بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ چوتھی شرط فاسق نہ ہونا تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اہانتہ شرعا اور جب یہ سب شرائط مجتمع ہوں سنی صحیح العقیدہ عالم دین متقی وعظ فرمائے تو عوام کو اوس کے وعظ میں دخل دینے کی اجازت نہیں وہ ضرور مصالح شرعیہ کا لحاظ رکھے گا ہاں اگر کسی جگہ کوئی خاص مصلحت ہو جس پر اوسے اطلاع نہیں تو پیش از وعظ مطلع کردیا جائے کہ یہاں یہ حالت ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ جناب قاضی ارشاد علی صاحب از بیسلپور ضلع پیلی بھیت ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ استن حنانہ یعنی وہ چوب خشک جس سے حضور پرنور علیہ الصلوۃ والسلام

---

۳ من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام جسنے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے دین اسلام کے ڈھا دینے پر مدد دی
[illegible]

تکیہ لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے اوس کا قصہ مولانا روم رحمہ اللہ تعالی نے مثنوی شریف میں تحریر فرمایا ہے کیا اُس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دفن کیا اور اُسکی نماز جنازہ پڑھی۔

الجواب ۔ نماز جنازہ پڑھنا غلط ہے اور منبر شریف کے نیچے دفن کرنا ایک روایت میں آیا ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ مقام گڈھوا ضلع پلاموں مرسلہ حکیم محمد عبد الحق صاحب۔

(۱) جو شخص کسی پیر سے مرید ہوا ہو اور قبل اس کے کہ وہ طریقت کی تعلیم پورے طور سے پائے اوسکے پیر نے انتقال کیا تو مُتحیر جانے اول پیر کے وہ شخص کسی دوسرے عالم سے جو علم قرآن وحدیث وفقہ میں کامل وسند یافتہ ہو اور پیر کامل سے اوسکو اجازت مرید کرنیکی اور خلافت حاصل ہو مرید ہو سکتا ہے یا نہیں اور مرید ہونا اوس کا شرعًا از روئے طریقت جائز و درست ہوگا یا نہیں۔

(۲) پیر ہونے کے لئے سید اور آل رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہونا ضرور ہے دوسرے قوم کا عالم وطریقت سے واقف و پیر سے اجازت وخلافت پایا ہوا پیر ہونے اور مرید کرنیکے قابل نہیں ہو سکتا ہے یا کیا تحقیق اس مسئلہ کی ہے مع سند جواب درکار ہے۔ بینوا ایہا العلماء الکرام جزاکم اللہ یوم القیام

الجواب ۔ جائز ہے اس پر شرع سے کوئی ممانعت نہیں جبکہ وہ عالم چاروں شرائط پیری کا جامع ہو۔ اگر وایک، شرط بھی کم ہے تو اوس سے بیعت جائز نہیں سب میں اہم واعظم شرط مذہب کا سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین ہونا۔ دوسری شرط فقہ کا اتنا علم کہ اپنی حاجت کے سب مسائل جانتا ہو اور حاجت جدید پیش آئے اوس کا حکم کتاب سے نکال سکے بغیر اس کے اور فنون کا کتنا ہی بڑا عالم ہو عالم نہیں تیسری شرط اوس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تک صحیح ومتصل ہو۔ چوتھی شرط علانیہ کسی کبیرہ کا مرتکب یا کسی صغیرہ پر مصر نہ ہو ان شرائط کے ساتھ اوس سے ارادت کرسکتا ہے۔ مگر یہ ارادت ارادت استفاضہ ہوگی نہ ارادت استفاضہ یعنی پیر کو چھوڑ کر اوسکے عوض پیر بنانا کہ جو ایسا کریگا دونوں طرف سے محروم رہے گا۔ بشرطیکہ اوس کا پہلا پیر ان چاروں شرائط کا جامع تھا اور اگر اُس میں وہ شرطیں نہ تھیں تو وہ پیر بنانے کے قابل ہی نہ تھا آپ ہی کسی دوسرے جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت چاہیئے۔

(۳) یہ محض باطل ہے پیر ہونے کے لئے وہی چار شرطیں درکار ہیں سادات کرام سے ہونا کچھ ضرور نہیں ہاں اون شرطوں کے ساتھ سید بھی ہو تو نور علی نور۔ باقی اوسے شرط ضروری ٹھہرانا تمام سلاسل طریقت کا باطل کرنا ہے سلسلۂ عالیہ قادریہ سلسلۃ الذہب میں سیدنا امام علی رضا اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہما کے درمیان جتنے حضرات ہیں کوئی سادات کرام سے نہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں تو امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے بعد ہی سے امام حسن بصری ہیں کہ نہ سید نہ قریشی نہ

عربی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا خاص آغاز ہی حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے اسی طرح دیگر سلاسل رضوان اللہ تعالی علی مشائخہا اجمعین واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ازڈاکخانہ وہاموں کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ مرسلہ محمد قاسم صاحب قریشی مدرس مدرسہ مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۳۵ھ

سوال رفع اشتباہ کے لئے مطلع فرمادیں کہ دن رات کی تبدیلی کا موجب گردش ارضی ہے یا سماوی جواب سے بتفصیل مشکور فرمادیں اللہ تعالی جزائے خیر وتوفیق نیک عطا فرمادے

الجواب ۔ دن رات کی تبدیلی گردش ارضی سے ماننا قرآن عظیم کے خلاف اور نصاری کا مذہب ہے اور گردش سماوی بھی ہمارے نزدیک باطل ہے حقیقۃً اوس کا سبب گردش آفتاب ہے قال اللہ تعالیٰ والشمس تجری لمستقرلہا ذلک تقدیر العزیز العلیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ ازمحلہ بارہ ریواڑی ضلع گوڑگانوہ ہزاری مرسلہ مرزا یوسف صاحب مورخہ ۳۰ ذیقعدہ ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں جس کے متعلق حدیث شریف ذیل میں درج ہے عن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لایزال الاسلام عزیزا الی اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش وفی روایۃ لایزال امر الناس ماضیا ما ولیہم اثنا عشر رجلا کلہم من قریش وفی روایۃ لایزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ اویکون علیہم اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش۔ اشارۃً یہ عبارت کتاب سے نقل کردی ہے مجھ کو عربی لکھنے پڑھنے کی مہارت نہیں ہے لہذا یہ کام اہل علم کا ہے کہ وہ ذرا سے اشارہ سے سمجھ لیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ بموجب اس حدیث شریف کے وہ کون سے بارہ خلیفہ قریش میں سے آں سرور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد جانشین یا ولیعہد یا نائب منجانب خدا ورسول امت محمدیہ میں قابل شمار ہیں چونکہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے لیں تو پوری تعداد ہوگی اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لیں تو اصحاب ثلثہ رہ جاتے ہیں غرض کون سی وہ صورت حق ہے جو اس حدیث شریف کا مصداق ہے یا یہ حدیث ہی نہیں ماننے کے قابل ہے۔ اللہ تعالی آپکو جزائے خیر عنایت کرے جواب سے ممنون فرمائیے۔

الجواب ۔ حدیث ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے ہی شمار لینا لازم کہ اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃً ابوبکر لایلبث الا قلیلا میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے ابوبکر تھوڑے ہی دن رہیں گے۔ اس میں مراد وہ خلفا ہیں کہ والیان امت ہوں اور عدل وشریعت کے مطابق حکم کریں ان کا متصل مسلسل ہونا ضرور نہیں نہ حدیث میں کوئی لفظ اس پر دال ہے اون میں سے خلفائے اربعہ وامام حسن مجتبیٰ وامیر معاویہ وحضرت عبد اللہ بن زبیر وحضرت عمر بن عبد العزیز معلوم ہیں اور آخر زمانہ

میں حضرت سیدنا امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ تو ہوئے باقی تین کی تعیین پر کوئی یقین نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ایلنا کاٹھیاوار مرسلہ سید قاسم علی قادری مورخہ ۴ر ذی الحجہ ۳۵ھ

مخدومی ومطاعی بندہ قبلہ مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں قادریہ خاندان میں مرید ہوئے تھے مگر چونکہ اب حضرات نقشبند کے بزرگ سرہند شریف سے یہاں آتے ہیں جس کے وجہ سے یہاں کے لوگ خاندان نقشبند میں اب بیعت ہوتے جاتے ہیں۔ اور سلسلہ قادریہ عالیہ روز بروز گھٹتا چلا ہے۔ مجھے بھی لوگوں نے مجبور کیا ہے کہ تم بھی بیعت اس خاندان میں کرو مجھے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کی اردو تینوں جلدیں دی گئی ہیں اس کو پڑھکر میں اس کا خلاصہ آپ سے طلب کرتا ہوں کہ اس خاندان میں بیعت ہونا چاہئے یا نہیں۔ اور مکتوبات اور دیگر کتب خاندان نقشبندیہ پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ہمارے نزدیک خاندان عالیشان قادریہ سب خاندانوں سے اعلیٰ وافضل ہے اور تبدیل شیخ بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں حدیث میں ارشاد ہوا من رزق فی شیئ فلیلزمہ مکتوبات مثل اور کتب مشائخ کے ہے اور تفصیل عقائد اہلسنت وبیان مسائل نفسیہ فقہ وکلام کے سبب بہت کتب پر مزیت ہے البتہ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ ائمہ دین کا ارشاد کل ماخوذ من قولہ الخ سوائے قرآن عظیم سب کتب کو شامل ہے نہ اوس سے ہدایہ درمختار مستثنیٰ نہ فتوحات ومکتوبات وملفوظات اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل فتاوی فقیر میں ہے۔

مسئلہ۔ از جے پور مکان نواب واجد علی خانصاحب مرسلہ جناب مولوی محمد رکن الدین صاحب الوری مورخہ ۱۴ر صفر ۳۶ھ

تاج العلماء رمایۂ ناز سنیاں مخزن علوم حضرت مولانا الحاج مولوی احمد رضا خانصاحب مد اللہ ظلالکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک مدت سے گو ذریعہ مراسلت دریافت خیریت مزاج وہاج سے قاصر ہوں مگر الحمد للہ کہ مردمان آیندگان کی زبانی خیریت معلوم ہونے سے مسرت ہوتی رہتی ہے ایک عرصہ کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے دربار دُربار میں حاضری کا اتفاق ہوا اوسی میں جے پور بھی نواب واحد علی خاں صاحب کے طلب کرنے پر قیام کرنا پڑا۔ ایک مولوی وہابی سے گفتگو ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں مولوی عبدالسمیع صاحب مرحوم مغفور کی اوس عبارت پر کہ جو اونہوں نے حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد کے نسبت لکھا ہے کہ شارحین نے مالیس منہ کی شرح میں یہ لکھا ہے فیہ اشارۃ الی ان احداث مالا ینازع الکتاب

والسنۃ لیس بمذموم یہ اعتراض کیا کہ یہ الفاظ کسی شرح میں نہیں ہیں اوس وقت صحیحین کو جو دیکھا گیا تو نہ مولوی احمد علی سہارنپوری کے شرح میں اور نہ نووی میں اس کا پتہ لگا۔ لہذا گذارش ہے کہ جناب اس عبارت کو تحریر فرمادیں کہ کونسی شرح میں ہے کیونکہ مولوی عبدالسمیع صاحب مرحوم نے بھی کسی شرح کا حوالہ نہیں دیا ودیگر شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق حق المسائل کے اندر ثبوت سوم وچہلم میں بحوالہ حاشیہ یہ عبارت نقل فرمائی ہے ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر وزمان یقرءون القرآن ویھدون ثوابہ لموتاھم وعلی ھذا اھل الصلاح والدیانۃ من کل مذھب من المالکیۃ والشافعیۃ وغیرھم ولا ینکر ذلک منکر فکان اجماعا عند اھل السنۃ والجماعۃ خلافا للمعتزلۃ۔ شاہ صاحب موصوف نے بھی کسی شرح کا حوالہ نہیں دیا اس کے بارے میں بھی عرض ہے کہ جناب تحریر فرمادیں کہ یہ عبارت کون سی شرح میں موجود ہے۔ وہابی صاحب کا یہ اعتراض ہے کہ سنی یونہیں جھوٹے حوالے دیتے ہیں۔ فقیر کے بھی نظر سے نہیں گزرا۔ جواب باصواب اور روانہ فرمایا جائے بفضل تعالیٰ یہاں سے تو اس وہابی کو نکلوادیا ہے مگر ہمکو بھی تو ان عبارتوں کی اصلیت معلوم ہونا چاہئے زیادہ نیاز مسکین محمد رکن الدین نقشبندی قادری الوری

الجواب۔ مولینا المکرم ذی المجد الکرم اکرمکم الاکرم تعالیٰ وتکرم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پہلی عبارت مرقاۃ شرح مشکوۃ علی قاری طبع مصر جلد اول صـ۱۷۱ سطر اخیر شروع باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے اور دوسری بنایہ شرح ہدایہ للامام محمود العینی طبع لکھنؤ جزء ثانی از جلد اول اوائل صـ۱۶۱۲ آغاز باب الحج عن الغیر میں۔ جناب مولانا اہلسنت آئینہ ہیں وہابی کو آئینے میں اپنا ہی مونھ دکھادیا۔ یہ شیوہ وہابیہ کا ہے کتابیں دل سے گڑھ لیں علماء دل سے تراش لیے پھر عبارت گڑھنی کیا مشکل ہے۔ والسلام۔

سوال۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ من جانب احقر العباد ملک محمد امین جالندھر شہر۔ مجموعہ فتاوی عبدالحیٔ صاحب اہلسنت والجماعت کے مطابق ہے یا کچھ گڑبڑ ہے اطلاع بخشی جاوے۔

الجواب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اوس میں بہت مسائل میں فرق ہے خصوصاً پہلی اور دوسری جلد میں جس کی کچھ کچھ اصلاح خود اونھوں نے اپنی طبع سے سوالات قائم کرکے کی ہے والسلام

مسئلہ۔ از امروہہ مرسلہ رفیق احمد صاحب عباسی محلہ مورخہ ۱۹ر ربیع الاول شریف ۳۶ھ

مرشدی ومولائی مد فیوضکم العالی۔

بعد آداب ونیاز غلامانہ گذارش ہے کہ یہاں بعض اشخاص اس امر کے مدعی ہیں کہ سادات بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی متنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو اور کیسے ہی اعمال کا ہو نار دوزخ سے بری ہے اور ثبوت میں آیت تطہیر وحدیث اکرموا اولادی الخ وغیرہ کے علاوہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی فتوحات مکیہ کا باب سلمان فارسی پیش کرتے ہیں اس کے متعلق آں قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو

اُس سے مطلع فرمایئے۔ زیادہ آرزوئے قدمبوسی فقط۔

الجواب۔ سید کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آجکل بہت مشرب صریح کفر وارتداد کے ہیں جیسے قادیانی، نیچری۔ رافضی، وہابی۔ چکڑالوی۔ دیوبندی وغیرہم جو مشرب کفر رکھتا ہو ہرگز سید نہیں۔ انہ لیس من اھلك وانہ عمل غیر صالح ہاں سلامت ایمان کے ساتھ اعمال کیسے ہی ہوں اللہ عزوجل کے کرم سے امید واثق یہی ہے کہ جو واقع کے علم میں سید ہیں اون سے اصلاً کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرمائے حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرمہا اللہ وذریتہا علی النار۔ رواہ البزار وابویعلی والطبرانی فی الکبیر والحاکم وصحح وتمام فی فوائدہ کلھم عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ۔ اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہرا عذاب سے محفوظ ہے وزعم المناوی "اما ھی وابناھا فالمراد فی حقھم التحریم المطلق واما من عداھم فالمحرم علیھم نار الخلود" اھ و رأیتنی کتبت علیہ **اقول** قد علم المحفوظون من اھل السنۃ والجماعۃ ان نار الخلود محرمۃ علی کل من قال لا الہ الا اللہ فما خصوصیۃ ذریۃ زھراء بل المعنی بحول العزیز المقتدر ھو التعمیم واللہ ذوالفضل العظیم۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از پورسہ پوسٹ آفس نیت پور ضلع دیناج پور مرسلہ محمد حافظ علی صاحب ام ام رجسترار پورسہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

شخصے می گوید کہ سوائے قصہ ابن الصیاد رسول مقبول صلی علیہ وسلم با دجال ملاقات کردہ بودند دجال بر صورت خود کہ بوقت خروج باشدہ بود وحضرت عمر رضی اللہ عنہ مانعت آنحضرت گوش نہ کردہ برآں دجال تلوار زدہ بودند اما بر دجال نہ افتادہ بر پیشانی مبارک حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اوفتادہ بود بنابرآں ازآں پیشانی مبارک بے انتہا خون جاری شدہ بود وہم برآں نشانے باقی ماندہ بود ایں روایتش صحیح است یا غلط۔

الجواب۔ ایں کذب وافترائے محض ست مانا کہ از مختلقات اہل رفض ست قاتلھم اللہ انی یؤفکون۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ بعض اردو کتابوں میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا حیض ونفاس سے مبرا ومنزہ تھیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب۔ یہ حدیث میں آیا ہے ان ابنتی فاطمۃ اٰدمیۃ حوراء لم تحض ولم تطمث۔ بیشک میری صاحبزادی بتول زہرا انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض ونفاس سے پاک ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از شہر محلہ قلعہ مرسلہ حامد حسین خاں مورخہ ۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

مخدومی مکرمی محتشمی دامت برکاتہ سلام علیکم۔ جناب مہربانہ مبذول فرماکر تحریر فرمائیں کہ مفتیان ذیل

کس مذہب وملت واعتقاد کے لوگ ہیں اور اونکے افعال واقوال کس درجہ تک قابل تسلیم ہیں خادم نوازی سے ممنون ہوگا اور یہ اون کی کتاب مندرجہ ذیل بطور استدلال ہیں کس پایہ کی سمجھی جاتی ہیں زیادہ والسلام۔ علامہ طبرانی۔ صاحب عقد الفرید۔ صاحب خلل ایام فی الخلفاء الاسلام؟

الجواب۔ وعلیکم السلام۔ محمد بن جریر طبرانی دو گذرے ہیں ایک مفسر محدث سنی شافعی المذہب اونکی تاریخ کبیر کمیاب دنادر الوجود ہے دوسرا رافضی مصنف مطاعن صحابہ والایضاح المسترشد۔ اکثر لوگوں کو دھوکا ہوتا ہے اِس کے اقوال کو اون کی طرف منسوب کرتے ہیں پھر تاریخ کسی کی تصنیف ہو مدار عقیدہ نہیں ہوسکتی مورخ رطب یابس مسند مرسل مقطوع معضل سب کچھ بھر دیتے ہیں ایک عقد الفرید تو درباره تقلید علامہ ابوالاخلاص حسن شرنبلالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تالیف ہے یہ گیارہویں صدی کے ایک متاخر سنی عالم فقیہ حنفی ہیں فقہ حنفی میں نور الایضاح ومراقی الفلاح وامداد الفتاح وغیرہ بہت کتب ورسائل اون کی تصنیف ہیں عقد الفرید میں انکی رائے نہ محققین کو مقبول نہ خود اون کی معمول دوسرا رسالہ اس نام کا شیخ علاء الدین علی سمہودی کا اسی باب میں ہے تیسرا انساب چوتھا علم تجوید پانچواں کلام چھٹا اخلاق میں صاحب کشف الظنون نے اور ذکر کیے جن کے نام اس کتاب میں دیکھے جاتے ہیں وبس۔ خلل ایام کسی کتاب کا نام بھی سننے میں نہ آیا نہ کشف الظنون میں کوئی کتاب اس نام کی لکھی شاید حال کے کسی شخص کی ہو۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از کانپور محلہ موالگنج مرسلہ امام الدین صاحب امام مسجد شکر اللہ صاحب سوداگر ۱۳ ربیع الآخر شریف

سوال۔ خواب کیا چیز ہے؟

الجواب۔ خواب چار قسم ہے ایک حدیث نفس کہ دن میں جو خیالات قلب پر غالب جب سویا اور اس طرف سے حواس معطل ہوئے عالم مثال بقدر استعداد منکشف ہوا اونہیں تخیلات کی شکلیں سامنے آئیں یہ خواب مہمل وبے معنی ہے اور اسی میں داخل ہے وہ جو کسی خلط کے غلبہ اوسکے مناسبات نظر آتے ہیں مثلاً صفراوی آگ دیکھے بلغمی پانی دوسرا خواب القائے شیطان ہے اور وہ اکثر وحشتناک ہوتا ہے شیطان آدمی کو ڈراتا یا خواب میں اوس کے ساتھ کھیلتا ہے اسکو فرمایا کہ کسی سے ذکر نہ کرو تمہیں ضرر نہ دیگا ایسا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اعوذ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کرکے دو رکعت نفل پڑھے تیسرا خواب القائے فرشتہ ہوتا ہے اس سے گزشتہ وموجودہ وآئندہ غیب ظاہر ہوتے ہیں مگر اکثر پردہ تاویل قریب یا بعید میں ولہذا محتاج تعبیر ہوتا ہے چوتھا خواب کہ رب العزۃ بلاواسطہ القا فرمائے وہ صاف صریح ہوتا ہے اور احتیاج تعبیر سے بری۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ نواب میر احمد خانصاحب ۱۵ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

حضور عالی۔ جدول تحویل تاریخ عیسوی بہ ہجری میں میرے پاس مقابل چھ سو سال کے ابا لہ ہے حضور نے ابا تب ال لکھا ہے کیا اس جدول میں تبدیلی کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو مجھکو از سر نو نقل لینی ہوگی۔

الجواب ۔ اہانبلی ہی بے صحیح وبجا۔ یہ نب اکسی ابلہ نے لکھوادیا۔ اس جدول میں ترمیم کا صرف خیال ہے مگر ابھی ہوئی نہیں وہ ترمیم اسے بالکل کایا پلٹ کردیگی حتی کہ مداخل شہور وسنین بھی بدل جائیں گے اور وہی صحیح واصح ہوں گے اوس وقت نہ یہ اہانبل ہوگا نہ نب لہ کچھ اور ہی ہوگا غالبًا اہانب الہ ہو۔ فقط۔

مسئلہ ۔ از کراچی میمن مسجد رام باغ گاڑی خاطہ ۱۹ ربیع الآخر ۳۶ھ

جو شخص جس کام کے لئے منتخب کیا گیا وہ اوس کو پوری طرح سے ادا نہ کرے یعنی قاصر رہے تو اسکو کیا سمجھنا چاہئے۔

الجواب ۔ اس میں ہزاروں صورتیں ہوسکتی ہیں ایسی گول بات قابل جواب نہیں ہوتی کیسا کام کیسا انتخاب کیونکر نہ کرنا۔ ایک ایسے کام کیلئے منتخب کیا تھا جو اوس کے لئے مباح ہے نہ کیا تو کیا الزام اور اگر اوس پر فرض تھا اور نہ کیا تو سخت گناہگار اور حرام تھا اور نہ کیا تو بہت اچھا کیا واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر رہنبٹ اکاکو رنمبر ۶۳ چھاؤنی مسئولہ محمد حسین سہارنپوری ۲۰ ربیع الآخر ۳۶ھ

بکر آقا کے کہنے سے ایک شخص کا مرید ہوگیا اور نہ بکر واقف تمام مرید ہونے کی شرطوں سے صرف آقا کے حکم سے مرید ہوگیا اب بکر ملازم بھی نہیں رہا ہے اب بکر کا خیال ہے کہ میں مرید صادق ہوں یا مریدین سے خارج ہوں کیونکہ پیر کی طرف دل رجوع نہیں ہوتا میں چاہتا ہوں کوئی پیر اور کرلوں۔

الجواب ۔ اگر پیر سنی صحیح العقیدہ عالم ہے اور اوس کا سلسلہ متصل ہے اور فاسق نہیں تو اوس سے دل رجوع نہ ہونا شیطانی وسوسہ ہے توبہ کرے اور اوس کے ساتھ اپنا اعتقاد درست کرے اور اگر پیر میں ان چاروں باتوں سے کوئی بات کم ہے تو وہ پیر نہیں کوئی اور پیر کہ ان چاروں باتوں کا جامع ہو اوس کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ضلع سیتاپور محلہ قضیارہ مرسلہ الیاس حسین ۲۲ ربیع الاخر ۳۶ھ

بارہ امام جن کے نام عوام میں مشہور ہیں ان میں باستثنائے جناب امام علی مرتضی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسن وحضرت امام حسین حضرت امام مہدی کے کسی اور امام کی نسبت صحیح حدیثوں میں اشارۃً یا صراحۃً کوئی خبر آئی ہے۔ امامت ان کی ولایت کے درجے پر ماننا چاہئے یا اس سے بڑھ کر ان کے عقائد واحکام واعمال وغیرہ ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک کے مشابہ تھے یا سب سے الگ۔ یہ خود مجتہد تھے یا مقلد بعض اعمال وجفر وغیرہ کی کتابوں میں ان کے اقوال ملتے ہیں یہ کہاں تک صحیح ہیں بعض کا یہ اعتراض ہے کہ صحاح کی کتابوں میں ان کی روایتیں بہت کم لی گئی ہیں حالانکہ انکا خاندانی علم تھا ان سے زیادہ دوسرے کو کہاں تک وقفیت ہوسکتی ہے اہلسنت کی کتابوں میں ان کے حالات کم لکھنے کی کیا وجہ ہے۔

الجواب ۔ امام باقر رضی اللہ تعالی عنہ کی بشارت بتصریح نام گرامی صحیح حدیث میں ہے۔

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انکا ذکر فرمایا کہ اون سے ہمارا سلام کہنا سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالی عنہ طالب علم تھے یہ سیدنا جابر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آئے انھوں نے اونکی غایت تکریم کی اور کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یسلم علیک رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آپ کو سلام فرماتے ہیں اور اخرجہ ... کما اکثیر العلماء میں ان سب حضرات کی بشارت ہے۔ امامت اگر بمعنی مقتدی فی الدین ہونے کے ہے تو بلاشبہ ان کے غلام اور غلاموں کے غلام مقتدی فی الدین ہیں اور اگر اصطلاح مقامات ولایت مقصود ہے ... جن کو عبد الملک وعبد الرب انہیں امامین کہتے ہیں تو بلاشبہ یہ سب حضرات خود غوث ہوئے اور اگر امامت بمعنی خلافت عامہ مراد ہے تو وہ ان میں صرف امیر المومنین مولی علی وسیدنا امام حسن مجتبی کو ملی اور اب سیدنا امام مہدی کو ملے گی وبس رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین باقی جو منصب امامت ولایت سے بڑھکر ہے وہ خاصۂ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہے جس کو فرمایا انی جاعلك فی الناس اماما وہ امامت کسی غیر نبی کے لئے نہیں مانی جاسکتی۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ہر غیر نبی کی امامت اولی الامر منکم تک ہے جیسے فرمایا وجعلنٰھم ائمۃ یھدون بامرنا مگر اطیعوا الرسول کے مرتبہ تک نہیں ہوسکتی اس حد پر ماننا جیسے روافض مانتے ہیں صریح ضلالت وبددینی ہے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ تک تو بلاشبہ یہ حضرات مجتہدین وائمہ مجتہدین تھے۔ اور باقی حضرات بھی غالبًا مجتہد ہوں گے۔ واللہ تعالی اعلم۔ یہ نظر بظاہر ہے ورنہ باطنی طور پر کوئی شک کا محل نہیں کہ یہ سب حضرات عین الشریعۃ الکبری تک واصل تھے۔ جو بسند صحیح ثابت یا کسی فقیہ معتمد کی نقل ہے اوس کا ثبوت مانا جائیگا ورنہ مجاہیل یا عوام یا ایسی کتاب کی نقل جو رطب ویابس سب کی جامع ہوتی ہے کوئی ثبوت نہیں۔ صحاح میں صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما کی روایات بھی بہت کم ہیں رحمت الہی نے حصے تقسیم فرمادیئے ہیں کسی کو خدمت الفاظ کسی کو خدمت معانی کسی کو تحصیل مقاصد کسی کو ایصال الی المطلب نظر ظاہری روایت کی کثرت وجہ افضلیت ہے نہ اوس کی قلت وجہ مفضولیت صحیحین میں امام احمد سے ہمراہ احادیث میں اور امام اعظم وامام شافعی سے ایک بھی نہیں اور باقی صحاح میں اگر ان سے آئی بھی تو بہت شاذ ونادر حالانکہ امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہیں اور امام شافعی امام اعظم کے شاگردوں کے شاگرد رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ بلکہ امام احمد کا منصب بھی بہت ارفع واعلی ہے مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے انہیں ربع اسلام کہا ہے ہزاروں محدثین جو فقیہ تک نہ تھے اون سے جتنی روایات صحاح میں ملیں گی صدیق وفاروق بلکہ خلفائے اربعہ سے اوس کا دسواں حصہ بھی نہ ملے گا رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ یہ محض غلط وافترا ہے کہ ان کے احوال اہلسنت کی کتابوں میں کم ہیں اہلسنت کی جتنی کتابیں بیان حالات اکابر میں ہیں سب ان پاک مبارک محبوبان خدا کے ذکر سے گونج رہی ہیں اور خود ان کے ذکر میں مستقل کتابیں ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

سہ (مقام) اصل میں جگہ چھوٹی ہے

مسئلہ ۔ از اسارا ڈاکخانہ کرہیل ضلع میرٹھ مدرسہ حفاظت الاسلام مرسلہ منشی محمود علی مدرس مدرسہ مذکور

۲۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

(۱) اس زمانہ میں جبکہ عام جہالت کی گھٹا پھیلی ہوئی ہے تو اس وجہ سے قرآن پاک حدیث شریف فقہ حنفیہ کا بوجہ بعض مسائل شرمناک ہونیکے مثلاً حیض نفاس جماع طلاق ثبوت نسب وغیرہ وغیرہ کے کتب بالا کا ترجمہ کرکے عوام کے روبرو اظہار کرنا کیا منع ہے۔

(۲) کتب فقہ جو مذہب حنفی کی درسی وغیر درسی مثلاً کنز الدقائق۔ شرح وقایہ۔ ہدایہ۔ درمختار۔ عالمگیری شامی۔ قاضیخاں۔ وغیرہ۔ اور ان کی شروح جو مشہور و مدارس عربیہ میں داخل درس ہیں آیا صحیح ہیں یا فرضی۔

(۳) جو مسائل کتب مذکورہ بالا سے اخذ کرکے اردو میں کردیئے جائیں تاکہ عوام اوس سے فائدہ مند ہوں تو کیا وہ قابل یقین و عمل نہ ہوں گے جیسے کتب فارسی و اردو مالابدمنہ مفتاح الجنۃ بہشتی زیور وغیرہ۔

(۴) جو شخص باوجود دعوے حنفیت کرتے ہوئے کتب بالا سے انکار کرے اور کہے کہ ان کے مسائل فرضی ہیں حنفی مذہب کے نہیں جس کی وجہ سے ایک گروہ عظیم کا کتب بالا سے اعتقاد خارج جاتا ہے یہ لوگ اپنے دعوے میں مقلد ہوں گے یا غیر مقلد۔

(۵) اکثر لوگ بہشتی زیور کے بعض مسائل پر متفرق طور سے فصل نجاست اور ثبوت نسب وغیرہ میں ہیں اعتراض کرتے ہیں ہم نے اون کی تحقیق کتب فقہ میں کی تو شرح وقایہ درمختار کنز الدقائق میں پائے جاتے ہیں ایک مفتی صاحب کہتے ہیں کہ مسائل فرضی ہیں اون کا کہنا کیونکر صحیح ہے۔

الجواب ۔ ۱۔ ایسے سوال میں قرآن عظیم کا شامل کرنا سوء ادب ہے اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق حق و باطل نفع و ضرر پر ہمیں مطلع فرمایا جس طرح ہمیں نماز روزہ سکھایا یونہیں جماع و استنجا تعلیم فرمایا مگر امور شرم کا ذکر طرز بیان مختلف ہونے سے مختلف ہوجاتا ہے ایک ہی مسئلہ اگر حیا کے پیرایہ میں بیان کیا جائے تو کنواری لڑکی کو اوس کی تعلیم ہوسکتی ہے اور بے حیائی کے طور پر ہو تو کوئی مہذب آدمی مردوں کے سامنے بھی بیان نہیں کرسکتا خصوصاً ترجمہ کہ وہ گویا متکلم کی طرف سے اوس کی زبان کا بیان ہوتا ہے تو نہایت ضرور ہے کہ اوسکی عظمت و شان ملحوظ رہے وہ لفظ لکھے جائیں جو اوس کے کہنے کے ہوں بعض گمراہوں نے ترجمہ قرآن مجید میں اس کا لحاظ نہ رکھا یہ سخت سوء ادب ہے۔ غرض ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعظیم سے توہین تک بدل جاتی ہے جیسے نوش فرمایئے تناول فرمایئے نوش جان فرمایئے کھاؤ نگلو۔ ٹھونس لو۔ زہر مار کرو اور تعظیم و توہین میں کس قدر مختلف ہیں تو صرف اتنا عذر کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے کافی نہیں ہوسکتا جبکہ طرز بیان بیہودہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ صحیح مقابل فرضی کے لئے تو اسقدر بس ہے کہ وہ کتاب جس کی طرف نسبت کی جائے اوس کی ہو اگرچہ

کتنے ہی اغلاط پر مشتمل ہو جن کتابوں کے نام سائل نے لئے اون میں کوئی فرضی نہیں کنز سے قاضیخاں تک جتنے نام مذکور ہوئے یہ سب صحیح بمعنی معتمد بھی ہیں مگر اعتماد کیا حاصل اسکی تفصیل ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ اگر کتب مذکورہ بالا سے صحیح ترجمہ کیا جائے اور طرز بیان بھی مقبول و محمود ہو اور اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہ ہو تو وہ گویا انہیں کتابوں کا وجود ثانی ہوگا یقین تو اعتقادیات میں درکار ہوتا ہے اور قابل عمل وہ مسئلہ جو مفتی بہ ہوتا لابدیہ میں بھی زیادات ہیں اور مفتاح الجنۃ تو وہابیہ کے ہاتھ میں رہی جس میں بہت کچھ "اصلاح" ہوئی اور بہشتی زیور اغلاط و ضلالات و بطالات و جہالات کا مجموعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ کنز سے قاضیخاں تک جتنی کتابوں کے نام لئے انکی نسبت کوئی حنفی نہیں کہتا کہ ان کے مسائل حنفیہ کے خلاف اور فرضی ہیں تو سوال ہی فرضی ہے مالابد و مفتاح الجنۃ کے بعض زیادات والحاقات کو اگر کسی نے ایسا کہا تو بیجا نہ کہا اور بہشتی زیور لا فی العیر و لا فی النفیر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ بہشتی زیور کا حال بالاجمال اوپر گزرا بیشک اوس میں بہت مسائل باطل و ساختہ ہیں وہ کسی طرح اس قابل نہیں کہ کوئی مسلمان اوسے دیکھے یا اپنے گھر میں رکھے مگر عالم جید بغرض رد و ابطال مفتی صاحب کا اوس پر اعتراض بجا ہے اور عوام اوس کے مسائل سے جتنی بھی نفرت کریں اون کے حق میں مصلحت دینیہ ہے۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔ اون سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں (م) علمائے کرام نے وصیت فرمائی کہ جاہل کے لکھے ہوئے مسئلہ پر تصدیق نہ کرو اگرچہ مسئلہ فی نفسہا صحیح ہو کہ اوس کی تصدیق نگاہ عوام میں وقعت کاتب کی موجب ہوگی۔ وہ یہ سمجھ لیں گے کہ یہ بھی کوئی مفتی ہے پھر اور جو اپنی جہالت سے غلط فتویٰ لکھے گا اوس پر بھی اعتبار کریں گے جب جاہل کے لئے یہ حکم ہے تو جہ جائے مبتدع جہ جائے مرتد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از گونڈل کاٹھیاواڑ مرسلہ سیٹھ عبدالستار صاحب قادری برکاتی رضوی

۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

حضرت مولائے مسلمین امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نجف اشرف میں قبر شریف کے اندر پردہ پوش ہیں یا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون نہیں ہوئے اور نجف اشرف میں آپ کی قبر شریف نہیں ہے بر تقدیر ثانی حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیت سے **نجف اشرف** جانا کیسا ہے۔ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں آرام فرماتے ہیں

الجواب روایات مختلف ہیں یہ بھی روایت آئی کہ نعش مبارک کو مدینہ طیبہ لیجانے کی غرض سے ایک بغلہ پر رکھکر لے چلے اور وہ چھوٹا اور غائب ہوگیا اور منع زیارت کے لئے عدم مزار کا یقین چاہئے اور جواز زیارت کے لئے ایک روایت و احتمال کافی ہے اور یہ لوگ اللہ کے نور ہیں۔

اونہیں جہاں سے پکارو گے فیض پہنچائیں گے۔ حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالی علی ابیہا الکریم وعلیہا وعلی بعلہا وابنیہا وبارک وسلم کے مزار اطہر میں بھی دو روایتیں ہیں بقیع شریف میں اور خاص جوار روضۂ اقدس میں۔ ایک صاحبدل نے مدینہ طیبہ کے ایک عالم سے کہا میں دونوں جگہ جہاں حاضر ہوکر سلام عرض کرتا ہوں انوار پاتا ہوں فرمایا یہ کریم ذاتیں جگہ کی پابند نہیں تمہاری توجہ چاہئے پھر نور باری اون کا کام ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بنگلور جامع مسجد سید شاہ مرسلہ قاضی عبدالغفار صاحب مورخہ ۱۱ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ نے جو قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنکی تفضیل قرآن واحادیث سے منصوص نہیں ایسے ماورا متقدمین ومتاخرین سے ان کو فضیلت ہے اور حضرت شیخ احمد سرہندی کے آخر مکتوبات میں ہے کہ مجدد نائب مناب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہیں اصل منبع فیوض حضرت غوث الثقلین ہیں پس اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث الاعظم ان سب اولیاء سے افضل ہیں اور اون کے بعد خواجہ خواجگان بہاء الدین نقشبند قدس سرہ وحضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ سب کے سب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے نائب ہیں تو یہ عقیدہ بخیال صوفیہ جائز ہے یا جائز نہیں۔

الجواب ۔ عقیدہ وہ چیز ہے جسکا اعتقاد مدار سنیت اور اوس کا انکار بلکہ اوس میں تردد گمراہی وضلالت اس قسم کے امور اون مسائل سے نہیں ہوتے ہاں وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقق ہے اور بشہادت اولیا وشہادت سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام مرویات اکابر ائمہ کرام ثابت ہے یہی ہے کہ باستثنا اون کے جنکی افضلیت منصوص ہے جیسے جملہ صحابہ کرام وبعض اکابر تابعین عظام کہ والذین اتبعوھم باحسان ہیں اور اپنے ان القاب سے ممتاز ہیں ولہذا اولیا وصوفیہ مشائخ ان الفاظ سے اونکے طرف ذہن نہیں جاتا اگرچہ وہ خود سرداران اولیا ہیں، وہ کہ ان الفاظ سے مفہوم ہوئے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ میں ہوں جیسے سائر اولیائے عشرہ کہ احیائے موتی فرماتے تھے خواہ حضور سے متقدم ہوں جیسے حضرت معروف کرخی وبایزید بسطامی وسید الطائفہ جنید وابوبکر شبلی وابوسعید خراز اگرچہ وہ خود حضور کے مشائخ ہیں اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند وحضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی وحضرت سیدنا بہاء الملۃ والدین نقشبند اور ان اکابر کے خلفا ومشائخ وغیرہم قدس اللہ اسرارہم وافاض علینا برکاتہم وانوارہم حضور سرکار غوثیت مدار بلا استثنا ان سب سے اعلی واکمل وافضل ہیں اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تا زمانہ سیدنا امام مہدی ہوں گے کسی سلسلہ کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں غوث قطب امامین اوتاد اربعہ بدلائے سبعہ ابدال سبعین نقبا نجبا ہر دورہ کے عظما کبرا سب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل ومکمل ہیں ؎

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں + ہر کجا مینگری انجمنے ساختہ اند ۔ یہ چشتی نقشبندی سہروردی ہر ایک تیری طرف مائل ہے یا غوث + تیری ضو مشتعل ہر انجمن ہے تیری لو شمع ہر محفل ہے یا غوث ۔ شجر سرو سہی کس کے اوگائے تیرے + معرفت پھول سہی کس کا کھلایا تیرا ۔ تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا + نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوۂ نور + نہیں کس آئینہ کے گھر میں اوجالا تیرا + مزرع چشت وبخارا وعراق واجمیر + کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا + کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز + کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا + راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام۔ باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا ۔ یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی بڑائی چاہتا ہے مگر من وتو زید وعمر کے چاہے کچھ نہیں ہوتا چاہنا اوس کا ہے جس کے ہاتھ میزان فضل ہے غلبۂ شوق اور چیز ہے اور ثبوت دلائل اور ہم جو کہتے ہیں خود نہیں کہتے بلکہ اکابر کا ارشاد ہے اجلۂ اعاظم کا جس پر اعتماد ہے ایک تو خود حضور والا کا وہ فرمان واجب الاذعان کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کہ حضور والا سے متواتر ہوا اور اکابر اولیا نے بحکم الہی اوسے قبول کیا اور قدم اقدس اپنی گردنوں پر لیا نیز ارشاد اقدس الانس لہم مشائخ والجن لہم مشائخ والملئکۃ لہم مشائخ وانا شیخ الکل لاتقیسونی باحد ولاتقیسوا علی احدا۔ آدمیوں کے لئے شیخ ہیں اور جن کے لئے شیخ ہیں اور فرشتوں کے لئے شیخ ہیں اور میں اون سب کا شیخ ہوں مجھے کسی پر قیاس کرو نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو رواہ الامام الاوحد ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی نور الملۃ والدین ابوالحسن قدس سرہ فی بہجۃ الاسرار قال اخبرنا ابوعلی الحسن بن نجم الدین الحورانی قال اخبرنا الشیخ العارف ابومحمد علی بن عیسی الیعقوبی قال سمعت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ فذکرہ حضور کے زمانہ اقدس کے دو ولی جلیل حضرت سیدی ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی وحضرت سیدی ابوعمرو عثمن صریفینی قدس اللہ سرہما فرماتے ہیں واللہ ما اظہر اللہ تعالی ولا یظہر الی الوجود مثل الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ خدا کی قسم اللہ تعالی نے نہ کوئی ولی ظاہر کیا نہ ظاہر کرے مثل شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ کے رواہ ایضا فی بہجۃ الاسرار **سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام** فرماتے ہیں ما اوصل اللہ تعالی ولیا الی مقام الا وکان الشیخ عبدالقادر اعلاہ ولا وھب اللہ المقرب حالا الا وکان الشیخ عبدالقادر اجلہ وما اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متأدب معہ الی یوم القیمۃ ۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا شیخ عبدالقادر اوس سے اعلی رہے اور جس مقرب کو کوئی حال عطا کیا شیخ عبدالقادر اوس سے بالا ہے اللہ کے جتنے اولیا ہوئے اور جتنے ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبدالقادر کا ادب کرتے ہیں۔ رواہ ایضا فی بہجۃ الاسرار عن الشیخ القدوۃ جمال الدین بن ابی محمد بن عبد البصری رضی اللہ تعالی عنہ عن سیدنا الخضر علیہ الصلاۃ والسلام مشافہۃ بلاواسطۃ۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از احمد آباد گجرات دکن محلہ جمالپور مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب ۱۵ رجب ۳۶ھ

اخرج محمد بن جریر الطبری عن محمد بن ابراہیم قال کان النبی یأتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر وعثمن یہ روایت تفسیر ابن جریر اور تفسیر درمنثور میں اور تفسیر کبیر میں کس آیت کی تفسیر میں ہے۔

الجواب ۔ درمنثور ج ۴ ص۵۸ اخرج ابن المنذر وابن مردویۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یأتی احدا کل عام فاذا تفوہ الشعب سلم علی قبور الشہداء فقال سلم علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر وعثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

ابن جریر ج ۱۳ ص۸۳ حدثنی المثنی ثنا سوید قال اخبرنا ابن المبارک عن ابراہیم بن محمد عن سہیل بن ابی صالح عن محمد بن ابراہیم قال کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یأتی قبور الشہداء علی رأس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر وعثمن رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

تفسیر کبیر ج ۵ ص۲۹۵ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یأتی قبور الشہداء رأس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ھکذا کانوا یفعلون رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

نیشاپوری ج ۱۳ ص۹۲ وروی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یأتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلم علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ فقط

مسئلہ ۔ از کانپور محلہ ناچ گھر قدیم مرسلہ مولٰنا مولوی سید محمد آصف صاحب قادری رضوی برکاتی ۱۴ رمضان المبارک ۳۶ھ۔

یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک ۔ قبلۂ قبلہ پرستان وکعبۂ ارباب ایقان مدظلہم العالی ۔ بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حضور شرف آستانہ ۔ الفاظ شکیل وعقیل بمعنی دانا کی صحت وتغلیط سے مطلع فرمائیں ۔ جناب جلال لکھنوی آنجہانی کو کمترین نے حسب ذیل تحریر بھیجی تھی ہر دو الفاظ مذکورہ اونکے نزدیک غلط ہیں (شکیل اور عقیل ذوق مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار میں پائے جاتے ہیں۔

نور معنی ہے بہر شکل نتیجہ اوس کا　　اللہ اللہ اسے زیبے شکل شہنشاہ شکیل
دانش آموز ہو گر تربیت عام تری　　بید مجنوں کو بنا دے ابھی انسان عقیل

غیاث میں ہے عقیل بفتح اول وکسر قاف مرد بزرگ دلیار دانا وزانو بند شتر ونام پسر ابی طالب کہ دانا تر بود بہ نسبت قریش) اس تحریر کا جواب جناب جلال نے یہ تحریر فرمایا تھا (ذوق نے جو شکیل وعقیل بمعنی دانا باندھا ہے آپکے نزدیک وہ پایۂ اعتبار میں ہوگا میرے نزدیک نہیں اس لئے کہ شکیل وعقیل بمعنی دانا کسی لغت معتبر میں مثل صراح

وقاموس ، کے نہیں نکلتا نہ اساتذہ پارس کے اشعار میں ہے پھر کیونکر میں مان لوں اور صاحب غیاث بھی عقیل کو بمعنی دانا لکھا کریں مگر صاحب غیاث کا ماخذ جو لغت ہیں اون میں سے بھی کسی نے لکھا ہے)۔ فافہم ہیچمدان جلال۔

الجواب ۔ صدہا الفاظ عربی ہیں کہ اردو میں غیر معنی عربی پر مستعمل ہیں اون معانی کو قاموس میں تلاش کرنا حماقت ہے بلکہ اردو کے اہل زبان سے دریافت کرنا چاہئے ذوق مرحوم اس زبان کے مسلم اساتذہ سے تھے ۔ معترض صاحب کا تخلص جلال ہے لفظ تخلص اس معنی پر کون سے قاموس میں ہے اردو میں جلال غصہ کو کہتے ہیں جلال آگیا ۔ عربی میں اس معنی پر کب ہے بلکہ غصہ بھی عربی میں گلے کا اچھو ہے نہ کہ خشم۔ اس قسم کے الفاظ کی فہرست لکھی جائے تو ایک رسالہ ہو۔ انہیں میں شکیل وعقیل بھی ہیں شکیل بمعنی حسین اور عقیل بمعنی صاحب عقل ۔ معترض کا کہنا کہ ذوق نے شکیل وعقیل بمعنی دانا باندھا محض نادانی ہے شکیل بمعنی دانا شعر ذوق میں کہاں سے سمجھا بلکہ عقیل ودانا میں بھی عقیل دانا کے نزدیک فرق ہے عقل وعلم شئے واحد نہیں علمہ اکبر من عقلہ مشہور ہے جہاں تک میرے کان کا سنا ہوا ہے معترض کا مذہب شیعی تھا ایسی حالت میں جناب اوز فرمایا نہ چاہئے والسلام مع الاکرام واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از فقیر محمد مہدی حسن قادری مبارکی ۱۹ رمضان ۳۶ھ

اس طرف دیوبندیوں کے امام درباطن بلکہ بعض مقام پر کھلے بند مولوی محمد علی کانپوری سابق ناظم ہیں جو بظاہر صوفی کہلاتے ہیں ایک شخص ایک صاحب دل پیر طریقت کا مرید تھا دیوبندیوں یعنی ناظم صاحب کی ذریات نے ان کے پیر کو فاتحہ قیام کی وجہ سے بدعتی بتاکر دوبارہ بیعت مولوی محمد علی سے کرا دیا مگر جب آپ حضرات کے نام لیواؤں نے اوس مرید کو سمجھایا کہ دوبارہ مرید ہونا پیر طریقت سے پھر جانا گناہ ہے اس پر اوس نے اول پیر کے پاس جاکر توبہ کی تو دیوبندیوں اور ناظم صاحب کی ذریات نے یہ فساد مچایا کہ اب وہ مرید مسلمان نہ رہا۔ کیونکہ محمد علی کے ایسے شخص سے مرید ہوکر پھر اول کے پاس چلا گیا ۔ تو درحقیقت کیا ہے ۔ مکرر یہ کہ مولوی محمد علی سابق ناظم ندوہ کس عقیدہ کے بزرگ ہیں ۔ حضور جواب جلد مرحمت فرمائیں ۔ والسلام

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

پیر طریقت جامع الشرائط صحت بیعت سے بلا وجہ شرعی انحراف ارتداد طریقت ہے اور شرعاً معصیت کہ بلا وجہ ایذا واحتقار مسلم ہے اور وہ دونوں حرام ۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ اور فرماتا ہے والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن ۔ خصوصاً اس بنا پر پھرنا کہ پیر قیام وفاتحہ کرتے ہیں یہ نری معصیت ہی نہیں بلکہ یہ پھرنا بربنائے قبول شیطنت وہابیہ خبثانیہ ہے تو اس پھرنے والے کے دین کی بھی خیر نہ تھی۔

اسس پر فرض تھا کہ اس پھرنے سے پھرے اور وہ جدید بیعت جو بربنائے اثر وہابیت ہے فسخ کرے۔ وہ کہ تائب ہوا اور ارتداد طریقت و معصیت و ضلالت سے باز آیا بہت اچھا فعل مستحسن بوجہ اول اور فرض بوجہ دوم بجالایا اس پر جو لوگ یہ دند مچاتے ہیں کہ وہ مسلمان نہ رہا جھوٹے کذاب ہیں اور بلاوجہ مسلمان کی تکفیر کرتے ہیں وہ خود اپنے اسلام کی خیر منائیں اگر وہابی یا ان کے رفیق نہیں ورنہ وہابیہ اور ان کے رفقا و امثالہم خود ہی اسلام سے خارج ہیں ہاں جو بہمہ وجوہ مسلمان ہو اوسے تکفیر مسلم سے خوف لازم ہے اور ایسی جگہ فقہ اوس پر تجدید اسلام و تجدید نکاح کی حاکم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں فقد باء بھا احدھما اور اس بارے میں اقوال فقہاء کرام کی تفصیل و تحقیق ہماری کتاب الکوکبۃ الشہابیہ اور النہی الاکید و فتاوی رضویہ میں ہے۔ رہا سوال دوم یعنی سابق ناظم ندوہ کے عقیدے سے استفسار ایام نظامت میں ان صاحب کے اقوال ضلال اور حمایت کفار و تعظیم مرتدین و بدخواہی اسلام و مسلمین واضح و آشکار اور حرمین شریفین کے مبارک فتاوی مسمی بہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین سے طشت از بام ہو چکے تھے اب الحکم الذنب یجر الذنب والمرأ مع من احب دیوبندیوں سے ان کا اتحاد مسموع ہوا بلکہ دیوبندیوں سے ساتھ علمائے اہلسنت کے مقابلہ پر آنا اور حسب عادت ضعف الطالب والمطلوب کی و شیر سب کا فرار فرمانا یہ اگر ہے تو چیز دیگر ہے اور اس کا امتحان بفضلہ تعالٰی علمائے کرام حرمین شریفین کے دوسرے فتاوی مبارکہ مسمی بہ حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین نے بہت آسان کر دیا یہ فتوی پیش کیجئے جو صاحب بکشادہ پیشانی ارشاد علمائے حرمین شریفین کو کہ عین اہل اصول ایمان کے بارے میں ہے اور جس کا خلاف کفر ہے قبول کریں فبہا ورنہ خود ہی کھل جائے گا کہ منہم ہیں اور پھر وہی فتوائے مبارکہ حرمین طیبین بتادے گا کہ من شك فی کفرہ فقد کفر یعنی گنگوہی و تھانوی و امثالہما و اذنابہما کے ان کفروں پر مطلع ہو کر جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ ہے وہ امر حق کہ بعد سوال حفظ دین عوام اہل اسلام کے لئے جس کا اظہار ہم پر فرض تھا جس کا عہد ہم سے قرآن عظیم و حدیث نبی کریم علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیم نے لیا ورنہ ناظم صاحب ہمارے قدیم عنایت فرما ہیں اور دین و مذہب سے جدا کر کے ہم انہیں ایک معقول آدمی جانتے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ از محمد ابراہیم موضع گردھر پور ڈاکخانہ رچھا ضلع بریلی۔

ایک شخص نجابت خاں جاہل اور بدعقیدہ ہے اور سود خوار بھی ہے نماز روزہ خیرات وغیرہ کرنا بیکار محض سمجھتا ہے، اس شخص کی نسبت عام طور پر جملہ مسلمانان و اہل ہنود میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر صبح کو اسکی منحوس صورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضرور کچھ نہ کچھ دقت اور پریشانی اٹھانی پڑیگی اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہو جانے کا وثوق ہو لیکن انکا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور رکاوٹ اور پریشانی ہوگی چنانچہ ان لوگوں کو ان کے خیال کے مناسب برابر تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وے لوگ برابر

اس امر کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے سامنے پڑ گیا تو اپنے مکان کو واپس جاتے ہیں اور چندے توقف کر کے یہ معلوم کر کے کہ وہ منحوس سامنے تو نہیں ہے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ اور طرز عمل کیسا ہے کوئی قباحت شرعیہ تو نہیں۔

الجواب ۔ شرع مطہر میں اسکی کچھ اصل نہیں لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے شریعت میں حکم ہے اذا تطیرتم فامضوا جب کوئی شگون بدگمان میں آئے تو اوس پر عمل نہ کرو وہ طریقہ محض ہندوانہ ہے مسلمان کو ایسی جگہ چاہئے کہ اللّٰھم لاطیر الا طیرك ولاخیر الا خیرك ولا الٰه غیرك پڑھ لے اور اپنے رب پر بھروسہ کر کے اپنے کام کو چلا جائے ہرگز نہ رکے نہ واپس آئے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ضلع خاندیش پچھم بھاگ تعلقہ ڈاکخانہ لگر مندا سوستان کاتھی مقام علاکوا مرسلہ محمد اسمعیل ۱۲ جمادی الاولی ۳۶ھ۔

حضرت پیران پیر دستگیر کے گیارہ نام کیا کیا ہیں۔

الجواب ۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اسماء شریفہ یہ ہیں: سید محی الدین سلطان محی الدین قطب محی الدین خواجہ محی الدین مخدوم محی الدین ولی محی الدین بادشاہ محی الدین شیخ محی الدین مولٰنا محی الدین غوث محی الدین خلیل محی الدین۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از مقام کاٹھیاوار ترسالی احمد داد صاحب۔ یکم جمادی الآخرہ ۳۶ھ

یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے خواب دیکھا کہ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا مذہب ضعیف ہوا جاتا ہے لہذا تم میرے مذہب میں آنے سے میرے مذہب کو تقویت ہو جائیگی اس لئے حضرت غوث پاک حنفی سے حنبلی ہو گئے۔

الجواب ۔ یہ روایت صحیح نہیں حضور ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبرٰی تک پہنچکر منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوا مذہب حنبل کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اوس کے مطابق فتوی دیا کہ حضور محی الدین اور دین متین کے یہ چاروں ستون ہیں لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا اوس کی تقویت فرمائی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

رسالہ "طرد الافاعی عن حمی ہادٍ رفع الرفاعی"

۱۳۳۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۔ از بڑودہ ملک گجرات محلہ راجپورہ متصل مانڈوی مرسلہ میاں محمد عثمان ولد عبدالقادر ۲۶ شوال ۱۳۳۶ھ ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ جناب قطب الاقطاب غوث الثقلین میران محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اپنے وقت میں غوث یا قطب الاقطاب نہیں تھے بلکہ سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب اور غوث الثقلین تھے اور جناب سید عبدالقادر جیلانی نے جناب سید احمد کبیر رفاعی سے مدینہ منورہ میں چند اولیاء کے ہمراہ بیعت کی ہے یہ بیعت اس وقت ہوئی کہ جب سید احمد کبیر رفاعی کے لئے مزار انور سے دست مبارک نکلا تھا اور اکثر عرب میں سید عبدالقادر جیلانی کو مرقومہ بالا صفتوں سے کوئی نہیں مانتا ہاں سید احمد کبیر رفاعی کو مانتے ہیں۔ عمرو کہتا ہے کہ سیدنا احمد کبیر رفاعی کی ولایت اور قطبیت میں ہمیں بالکل کلام نہیں مگر ان کی تفضیل سیدنا جناب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ پر نہیں ہوسکتی اور مدینہ منورہ کی بیعت کا کسی جگہ ثبوت نہیں ملتا اور اکثر عرب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی بہت قدر و منزلت کرتے ہیں اور قطب الاقطاب غوث الثقلین کی صفتیں حضرت پیران پیر صاحب ہی پر برتی جاتی ہیں۔

اس مضمون پر بڑودہ میں خفیہ بحثیں ہوا کرتی ہیں زید کے پیر مرحوم بڑودہ کے رفاعی خاندان کے سجادہ نشین تھے چند روز ہوئے انتقال ہوگیا ہے یہ انہیں کی تحریک و تحریص کا نتیجہ ہے۔ ہم مستفسر نیچے دستخط کرنے والے نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ سید احمد کبیر اور سید عبدالقادر میں قطب الاقطاب اور غوث اعظم کون ہے۔ اور علمائے ماسلف و حال کس کو مانتے ہیں۔ دوسرے مدینہ منورہ کی بیعت کا اور غوث پاک کی نسبت عقائد اہل عرب کا وافی و کافی ثبوت کتب معتبرہ سے تحریر فرماکر مرہون منت فرمائیں آپ کے فتوے کے آنے کے بعد ان شاء اللہ اندرونی نقیض کا بہت سہولت سے فیصلہ ہوجائیگا اور یہ ابتدائی مواد بڑھکر مرض مہلک تک نہ پہنچے گا۔

محمد عثمن ولد عبدالقادر بقلم خود۔ منشی سید قطب الدین۔ عظیم الدین بقلم خود۔ چھوٹے خاں۔ امام خاں بقلم خود۔ ننھے بھائی رسول بھائی دستخط خود۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

الجواب ۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء تم فرمادو کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ اس آیہ کریمہ سے مسلمان کو دو ہدایتیں ہوئیں ایک یہ کہ مقبولان بارگاہ احدیت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضول نہ بتائے کہ فضل تو اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ دوسرے یہ کہ جب دلیل مقبول سے ایک کی افضلیت ثابت ہو تو اس میں اپنے نفس کی خواہش اپنے ذاتی علاقہ نسب یا نسبت شاگردی یا مریدی وغیرہا کو اصلاً دخل نہ دے کہ فضل ہمارے ہاتھ نہیں کہ اپنے آباء و اساتذہ و مشائخ کو اوروں سے افضل کرہی لیں جسے خدا نے افضل کیا وہی افضل ہے اگرچہ ہمارا ذاتی علاقہ اس سے کچھ نہ ہو اور جسے مفضول کیا وہی مفضول ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اس سے ہوں۔ یہ اسلامی شان ہے مسلمانوں کو اسی پر عمل چاہئے۔ اکابر خود رضائے الٰہی میں فنا تھے جسے اللہ عزوجل نے ان سے افضل کیا کیا وہ اس پر خوش ہوں گے کہ ہمارے متوسل ہمیں اس سے افضل بتائیں۔ حاش للہ وہ سب سے پہلے اس پر ناراض اور سخت غضبناک ہوں گے تو اس سے کیا فائدہ کہ اللہ عزوجل کی عطا کا بھی خلاف کیا جائے اور اپنے اکابر کو بھی ناراض کیا جائے حضرت عظیم البرکۃ سیدنا سید احمد کبیر رفاعی قدسنا اللہ بسرہ الکریم بیشک اکابر اولیاء و اعاظم محبوبان خدا سے ہیں امام اجل اوحد سیدی ابوالحسن علی بن یوسف نور الملۃ والدین لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ من اعیان مشائخ العراق واجلاء العارفین وعظماء المحققین وصدور المقربین صاحب المقامات العلیۃ والجلالۃ العظیمۃ والکرامات الجلیلۃ والاحوال السنیۃ والافعال الخارقۃ والانفاس الصادقۃ صاحب الفتح المونق والکشف المشرق والقلب الانور والسر الاطہر والقدر الاکبر۔ یعنی حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سرداران مشائخ و اکابر عارفین و اعاظم محققین و افسران مقربین سے ہیں جنکے مقامات بلند اور عظمت رفیع اور کرامتیں جلیل اور احوال روشن اور افعال خارق عادات اور انفاس سچے عجیب فتح اور چمکا دینے والے کشف اور نہایت نورانی دل اور ظاہر تر سر اور بزرگ تر مرتبہ والے۔ یونہی دو ورق میں اس جناب رفعت قباب کے مراتب عالیہ و مناقب سامیہ و کرامات بدیعہ و فضائل رفیعہ ذکر فرماتے ہیں۔ حضرت ممدوح قدس سرہ الشریف کا روضہ انور سید اطہر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر حاضر ہونا اور یہ اشعار عرض کرنا ؎

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلہا ۔ تقبل الارض عنی وھی نائبتی
وھذہ نوبۃ الاشباح قد حضرت ۔ فامدد یمینک کی تحظی بہا شفتی

زمانہ دوری میں میں اپنی روح کو حاضر کرتا تھا۔ وہ میری طرف سے زمین بوسی کرتی۔ اب جسم کی نوبت ہے کہ حاضر بارگاہ ہے حضور دست مبارک بڑھائیں کہ میرے لب سعادت پائیں۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی

علیہ وسلم کا دست مبارک روضۂ انور سے باہر کرنا اور حضرت احمد رفاعی کا اس کے بوسہ سے مشرف ہونا مشہور وماثور ہے۔ تنویر الملک برؤیۃ النبی والملک للامام الجلیل السیوطی میں ہے لما وقف سیدی احمد الرفاعی تجاہ الحجرۃ الشریفۃ قال ؎ فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلہا + تقبل الارض عنی وھی نائبتی وھذہ نوبۃ الاشباح قد حضرت + فامدد یمینك کی تحظی بھا شفتی ÷ فخرجت الیہ الید الشریفۃ فقبلھا۔ اور بعینہٖ یہی کرامت جلیلہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے بھی مذکور و مزبور ہے۔ کتاب تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر میں ہے ذکر وا ان الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جاء مرۃ الی المدینۃ المنورۃ وقرأ بقرب الحجرۃ الشریفۃ ھذین البیتین (وذکرھما کما مر وقال) فظھرت یدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصافحھا وقبلھا ووضعھا علی رأسہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ یعنی راویوں نے ذکر کیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینۂ نور بار ہو کر روضۂ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر حضور اقدس اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دست انور ظاہر ہوا حضرت غوث نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا۔ اور تعدد سے کوئی مانع نہیں حضور سرکار غوثیت نے پہلا حج ۵۰۹ھ پانسو نو میں فرمایا ہے جب عمر شریف اڑتیس سال تھی حضور سیدی عدی بن مسافر رضی اللہ تعالٰی عنہ اس سفر میں ہمرکاب تھے حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ اس وقت ام عبیدہ میں خورد سال تھے حضرت کو گیارہواں[1] سال تھا۔ ممکن کہ اسبار حضور سرکار غوثیت نے یہ اشعار بارگاہ عرش جاہ میں عرض کئے اور ظہور دست اقدس وبوسہ ومصافحہ سے مشرف ہوئے ہوں جب حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوئے باتباع سرکار غوثیت انہوں نے بھی وہ اشعار عرض کئے اور سرکار کرم کے اس کرم سے مشرف ہوئے ہوں۔ بہرحال اس پر وہ فقرہ تراشیدہ کہ اس وقت حضور قطب العالمین غوث العارفین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت رفیع رفاعی کے ہاتھ پر معاذ اللہ بیعت فرمائی کذب محض وافترائے خالص و دروغ بیفروغ ہے اور اللہ واحد قہار جھوٹ کو دشمن رکھتا ہے نہ کہ ایسا جھوٹ جس سے زمین وآسمان ہل جائیں قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین ۰ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ فان لم یاتوا بالشھداء فاولٰئك عند اللہ ھم الکٰذبون ۰ پھر جب وہ گواہان عادل نہ لاسکے تو جو ایسا دعوٰی کریں اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں وقد خاب من افترٰی ۰ خائب وخاسر ہوا جس نے افترا باندھا۔ حضرت رفیع رفاعی کی

---

[1] ابن خلکان کی روایت میں چند مہینے ہی کے تھے زیادہ سے زیادہ۔ یا ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ حیث قال احمد بن ابی الحسن المعروف بابن الرفاعی توفی یوم الخمیس الثانی والعشرین من جمادی الاولٰی سنۃ ثمان وسبعین وخمسمائۃ بام عبیدۃ وھو فی عشر السبعین رحمہ اللہ تعالٰی۔ مگر روایت بہجۃ الاسرار شریف عنقریب آتی ہے اس پر ۵۰۹ھ میں سات آٹھ برس کے ہوں گے انتہا درجہ دس سال کے۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ

قطبیت سے کسے انکار ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وصال اقدس کے بعد حضرت سیدی علی بن ہیتی رضی اللہ تعالٰی عنہ قطب ہوئے اور سرکار غوثیت کی عطا سے حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے مرتبہ قطبیت پر فائز ہوئے حضرت علی بن ہیتی کا وصال وصال اقدس سرکار غوثیت سے تین سال بعد ۵۶۴ھ میں ہے پھر حضرت سید رفاعی قطب ہوئے اور ۵۷۸ھ میں وصال ہوا۔ بہجہ مبارکہ میں ہے الشیخ علی بن الھیتی رضی اللہ تعالٰی عنہ احد من یذکر عنہ القطبیۃ سکن بلدۃ من اعمال نہر الملك الی ان مات بھا سنۃ اربع وستین وخمسمائۃ اسی میں ہے الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی احد من تذکر عنہ القطبیۃ سکن بام عبیدۃ قریۃ بارض البطائح الی ان مات بھا فی سنۃ ثمان وسبعین وخمسمائۃ وقد ناھز الثمانین۔ اسی میں ہے حضرت شیخ جاگیر مرید جلیل تاج العارفین ابوالوفاء نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی رفعت شان وبے مثلی بیان کرکے فرمایا منہ انتقلت القطبیۃ الی سیدی علی بن الھیتی رضی اللہ تعالٰی عنہ اسی میں ہے اخبرنا الشیخ الشریف ابوجعفر محمد بن ابی القاسم العلوی الحسنی قال اخبرنا الشیخ العارف ابوالخیر محمد بن محفوظ قال کنت انا (وفلان وفلان عد عشرۃ انفس من طالبی الاٰخرۃ وثلثۃ من اہل الدنیا) حاضرین عند شیخنا الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال لیطلب کل منکم حاجۃ اعطیھا لہ (فذکر حوائجھم منھا قال الشیخ خلیل بن الصرصری ارید انی لا اموت حتی انال مقام القطبیۃ قال) فقال الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کلا نمد ھٰؤلاء وھٰؤلاء من عطاء ربك وما کان عطاء ربك محظورا ۰ قال فواللہ لقد نالوا کلھم ما طلبوا۔ یعنی ایک روز عارف باللہ ابوالخیر محمد بن محفوظ اور دس حضرات اور طالبان آخرت اور تین شخص طالبان وزارت وغیرہا مناصب دنیا حاضر بارگاہ عالم پناہ سرکار غوثیت تھے حضور نے ارشاد فرمایا ہر ایک اپنی حاجت عرض کرے میں اسے عطا فرماؤں سب نے اپنی اپنی دینی ودنیوی مرادیں عرض کیں۔ ان میں شیخ خلیل صرصری کی غرض یہ تھی کہ میں اپنی زندگی میں مرتبۂ قطبیت پاؤں حضور نے فرمایا "ہم انکی اور انکی سبکی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں"۔ عارف موصوف فرماتے ہیں خدا کی قسم جس نے جو مانگا تھا پایا۔ اسی میں حضرت سیدی ابو عمرو عثمٰن بن یوسف وحضرت علی بن سلیمٰن خباز وحضرت ابوالغیث ابن جمیل یمنی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے کہ ان سب نے فرمایا قطب الشیخ خلیل الصرصری رحمہ اللہ تعالٰی قبل موتہ بسبعۃ ایام۔ حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطب کئے گئے۔ یہ قطبیت بمعنی غوثیت ہے اور اقطاب اصحاب خدمت کو بھی کہتے ہیں جو ہر شہر وہر لشکر میں ہیں ٹک نہیں کہ ہر غوث اپنے دورہ میں ان سب اقطاب کا افسر وسرور ہے کہ وہ تمام اولیائے دورہ کا سردار ہوتا ہے تو اس معنی پر ہر قطب یعنی غوث قطب الاقطاب ہے بلکہ غوث کے نیچے جو عہدہ داران تمام اصحاب خدمت کا افسر ہو۔

باینمعنی قطب الاقطاب ہے مگر قطب الاقطاب بمعنی اول یعنی غوث الاغواث کہ دوسروں کے غوثوں کا غوث ہو غوثوں کو غوثیت اوسکی عطا سے ملتی ہو اور غوث اپنے اپنے دورے میں اوسکی نیابت سے غوثیت کرتے ہوں وہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بعد حضور پرنور محی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ والدین ابومحمد ولی الاولیا امام الافراد غوث الاغواث غوث الثقلین غوث الکل غوث اعظم سید شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں اور تا ظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ مرتبہ عظمٰی آپکی سرکار غوثیت بار کے لئے رہیگا۔

حضرت رفاعی اور اونکے امثال قبل وبعد کے قطبوں کو حضور پر تفضیل دینی ہوس باطل ونقصان دینی ہے والعیاذ باللہ تعالٰی۔ اسکے بیان کو ہم چند احادیث مرفوعۃ الاسانید امام اجل اوحد سیدی نور الملۃ والدین ابوالحسن علی شطنوفی قدس سرہ الشریف کی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار سے ذکر کرتے ہیں اور اس سے پہلے اتنا واضح کردیں کہ یہ امام جلیل صرف دو واسطہ سے حضور سرکار غوثیت کے مستفیضین بارگاہ میں ہیں ان کو محدث جلیل القدر ابوبکر محمد ابن امام حافظ تقی الدین انماطی سے تلمذ ہے اون کو امام اجل شہیر علامہ موفق الدین ابن قدامہ مقدسی سے انکو حضور قطب الاقطاب غوث الاغواث غوث الثقلین غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نیز انکو امام قاضی القضاۃ محمد ابن امام ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی سے اونکو امام ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن منصور نقیب السادات سے اونکو حضور سید السادات سے نیز انکو شیخ جنید ابومحمد حسن بن علی لخمی سے انکو ابوالعباس احمد بن علی دمشقی سے اونکو سرکار غوثیت سے نیز انکو امام صفی الدین خلیل بن ابی بکر مراغی و امام عبدالواحد بن علی بن احمد قرشی سے ان دونوں کو امام اجل ابونصر موسٰی سے اونکو اپنے والد ماجد حضور سیدنا غوث اعظم سے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین اور ان کے سوا اور بہت طرق سے ان امام جلیل کی سند حضور تک ثنائی یعنی صرف دو واسطہ سے ہے۔ ۷۱۳ھ میں انکا وصال شریف ہے اکابر اجلّہ نے انہیں امام مانا یہاں تک کہ امام فن رجال شمس ذہبی نے باآنکہ **اولاً** اونکی نگاہ دربارۂ رجال کس درجہ بلند و دشوار پسند واقع ہوئی ہے **ثانیاً** اونہیں حضرات صوفیہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اور اون کے علوم الٰہیہ سے بہت کم عقیدت بلکہ تقریباً بالکلیہ مجانبت ہے۔ **ثالثاً** اشاعرہ کے ساتھ اون کا برتاؤ معلوم ہے خود اونکے تلمیذ اجل امام تاج الدین سبکی ابن امام اجل برکۃ الانام تقی الملّۃ والدّین علی بن عبدالکافی قدس سرہما نے تصریح فرمائی کہ شیخنا الذہبی اذا مر باشعری لایبقی ولایذر ہمارے استاد ذہبی جب کسی اشعری پر گذرتے ہیں تو لگی نہیں رکھتے کچھ باقی نہیں چھوڑتے اور امام اجل صاحب بہجہ اشعری ہی ہیں۔ **رابعاً** معاصرت دلیل منافرت ہے اور ذہبی ان امام جلیل کے زمانے میں تھے انکی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے ہیں بایں ہمہ اونکے مداح ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں اونکو الامام الاوحد کے لفظ سے یاد فرمایا یعنی امام یکتا امام الشان ذہبی کے یہ دو لفظ تمام مدائح و مدارج توثیق و تعدیل و اعتماد و تعویل کو جامع ہیں فرماتے ہیں علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد المقری نور الدین

شیخ القراء بالدیار المصریۃ ابوالحسن اصلہ من الشام ومولدہ بالقاہرۃ سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء والتدریس بالجامع الازہر وقد حضرت مجلس اقرائہ واستانست بسمتہ وسکوتہ۔ علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی **امام یکتا** صاحب تعلیم فرقان حمید تمام بلاد مصر میں شیخ القراء ابوالحسن کنیت اونکی اصل شام سے اور ولادت قاہرہ میں ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں درس وتعلیم کی صدارت فرمائی میں اونکی مجلس درس میں حاضر ہوا اور اونکی روش وخاموشی سے انس پایا۔ **امام جلیل** عبداللہ بن اسعد یافعی قدس سرہ الشریف مرأۃ الجنان میں فرماتے ہیں اما کراماتہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فخارجۃ عن الحصر وقد ذکرت شیئا منہا فی کتاب نشر المحاسن وقد اخبرنی من ادرکت من اعلام الائمۃ الاکابر ان کراماتہ تواترت او قربت من التواتر ومعلوم بالاتفاق انہ لم یظہر ظہور کراماتہ لغیرہ من شیوخ الآفاق وھا انا اقتصر من ھذا الکتاب علی واحدۃ منہا وھی ما روی الشیخ الامام الفقیہ المقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد الشافعی اللخمی فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندہ من خمس طرق عن جماعۃ من الشیوخ الجلۃ اعلام الہدی العارفین قالہ جاءت امرأۃ بولدہا الحدیث۔ یعنی حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں اونہیں سے کچھ ہم نے اپنی کتاب نشر المحاسن میں ذکر کیں اور جتنے مشاہیر اکابر اماموں کے وقت میں نے پائے سب نے مجھے یہی خبر دی کہ سرکار غوثیت کی کرامات متواتر یا قریب تواتر ہیں اور بالاتفاق ثابت ہے کہ تمام جہان کے اولیاء میں کسی سے ایسی کرامتیں ظاہر نہ ہوئیں جیسی حضور پرنور سے ظہور میں آئیں اس کتاب میں میں اون میں سے صرف ایک ذکر کرتا ہوں وہ جسے روایت کیا شیخ **امام فقیہ** مقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد شافعی لخمی نے مناقب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ (کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف) میں اپنی پانچ سندوں سے عظیم اولیاء ہدایت کے نشانوں عارفین باللہ کی ایک جماعت یعنی سیدی عمر کیمانی و سیدی عمر بزار و سیدی ابوالسعود مدلل و سیدی ابوالعباس احمد صرصری و امام اجل سیدنا تاج الملۃ والدین ابوبکر عبدالرزاق و سیدی امام ابوعبداللہ محمد بن ابی المعالی بن قائد اوانی رضی اللہ تعالٰی عنہم وقد خرجت عن حقی فیہ للہ عزوجل ولک سے کہ ایک بی بی اپنا بیٹا خدمت اقدس سرکار غوثیت میں چھوڑ گئیں کہ اسکا دل حضور سے گرویدہ ہے میں اللہ کے لئے اور حضور کے لئے اس پر اپنے حقوق سے درگزری حضور نے اوسے قبول فرماکر مجاہدے پر لگا دیا ایک روز اونکی ماں آئیں دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت زار نزار زرد رنگ ہوگیا ہے اور اوسے جو کی روٹی کھاتے دیکھا جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں دیکھا حضور کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جسے حضور نے تناول فرمایا ہے۔ عرض کی اے میرے مولٰی حضور تو مرغ کھائیں اور میرا بچہ جو کی روٹی۔ یہ سنکر حضور پرنور نے اپنا دست اقدس اون ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا قومی باذن اللہ الذی یحیی العظام وھی رمیم جی اوٹھ اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو جلائیگا۔ یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً

زندہ صحیح سالم کھڑی ہوکر آواز کرنے لگی حضور اقدس نے فرمایا جب تیرا بیٹا ایسا ہوجائے تو جو چاہے کھائے۔ اور انہیں سب ائمہ عارفین نے فرمایا کہ ایک بار حضور کی مجلس وعظ پر ایک چیل چلاتی ہوئی گزری اوسکی آواز سے حاضرین کے دل مشوش ہوئے حضور نے ہوا کو حکم دیا اس چیل کا سر لے، فوراً چیل ایک طرف گری اور اسکا سر دوسری طرف۔ پھر حضور نے کرسی وعظ سے اوتر کر اوس چیل کو اوٹھا کر اوس پر دست اقدس پھیرا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا فوراً وہ چیل زندہ ہوکر سب کے سامنے اوڑتی چلی گئی ہے

قادرا قدرت تو داری ہرچہ خواہی آں کنی ※ مردہ را جانے دہی وزندہ را بیجاں کنی۔

امام محدث شیخ القراء شمس الملۃ والدین ابو الخیر محمد محمد محمد ابن الجزری رحمہ اللہ تعالٰی کتاب نہایۃ الدرایات فی اسماء رجال القراءات میں فرماتے ہیں "علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاد نور الدین ابو الحسن اللخمی الشطنوفی الشافعی الاستاذ المحقق البارع شیخ الدیار المصریۃ ولد بالقاہرۃ سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء بالجامع الازہر وتکاثر علیہ الناس لاجل الفوائد والتحقیق وبلغنی انہ عمل علی الشاطبیۃ شرحا فلوکان ظہر لکان من اجود شروحہا ولہ تعالیق مفیدۃ قال الذہبی وکان ذا غرام بالشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ تعالٰی عنہ جمع اخبارہ ومناقبہ فی ثلاث مجلدات قلت وہذا الکتاب موجود بالقاہرۃ بوقف الخانقاہ الصلاحیۃ واخبرنی بہ واجازۃ شیخنا الحافظ محی الدین عبد القادر الحنفی وغیرہ توفی یوم السبت اوان الظہر ودفن یوم الاحد العشرین من ذی الحجۃ سنۃ ثلاث عشرۃ وسبعمائۃ رحمہ اللہ تعالٰی" یعنی "علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاد نور الدین ابو الحسن لخمی شطنوفی شافعی **استاد محقق بارع** یعنی ایسے جلیل فضائل والے کہ اونہیں دیکھکر آدمی حیرت میں رہ جائے۔ تمام بلاد مصر کے شیخ ۶۴۴ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں مسند درس پر جلوس فرمایا اور اونکے فوائد و تحقیق کے باعث لوگوں کا اون پر ہجوم ہوا اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ شاطبیہ مبارکہ پر اونکی شرح ہے اگر یہ شرح ملتی تو اوسکی سب شرحوں سے بہترین شروح میں ہوتی۔ اون کے حواشی فائدہ بخش ہیں۔ ذہبی نے کہا اونکو سرکار غوثیت سے عشق تھا حضور کے حالات و کمالات تین مجلد میں جمع کئے ہیں۔ میں شمس جزری فرماتا ہوں کہ یہ کتاب قاہرہ میں خانقاہ حضرت صلاح الدین انار اللہ برہانہ کے وقف میں موجود ہے۔ ہمارے استاذ حافظ الحدیث محی الدین عبد القادر حنفی وغیرہ استاذوں نے ہمیں اس کتاب کی روایات کی خبر و مضامین کی اجازت دی۔ حضرت مصنف کتاب ممدوح کا روز شنبہ وقت ظہر وصال ہوا اور روز یکشنبہ بستم ذوالحجہ ۷۱۳ھ کو دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ"۔ امام عمر بن عبد الوہاب فرضی حلبی نے اپنے نسخہ کتاب مبارک بہجۃ الاسرار شریف پر لکھا "قد تتبعتہا فلم اجد فیما نقلا الا ولہ فیہ متابعون وغالب ما اوردہ فیما نقلہ الیافعی فی اسنی المفاخر وفی نشر المحاسن وروض[1] الریاحین وشمس الدین

---

[1] یرید تکملتہ ۱۲ منہ غفرلہ

الزکی الحلبی ایضا فی کتاب الاشراف واعظم شیئ نقل عنہ انہ احیی الموتی کاحیائہ الدجاجۃ لعمری ان ہذہ القصۃ نقلہا تاج الدین السبکی ونقل ایضا عن ابن الرفاعی وغیرہ وانّی لغبی جاہل حاسد ضیع عمرہ فی فہم ما فی السطور وقنع بذلک عن تزکیۃ النفس واقبالہا علی اللہ سبحٰنہ وتعالٰی ان یفہم ما یعطی اللہ سبحٰنہ وتعالٰی اولیاءہ من التصریف فی الدنیا والآخرۃ ولہذا قال الجنید التصدیق بطریقتنا ولایۃ" یعنی بیشک میں نے اس کتاب بہجۃ الاسرار شریف کو اول تا آخر جانچا تو اوس میں کوئی روایت ایسی نہ پائی جسے اور متعدد اصحاب نے روایت نہ کیا ہو اور اوسکی اکثر روایتیں امام یافعی نے اسنی المفاخر و نشر المحاسن و روض الریاحین میں نقل کیں۔ یونہیں شمس الدین زکی حلبی نے کتاب الاشراف میں۔ اور سب سے بڑی چیز جو بہجۃ شریفہ میں نقل کی حضور کا مردے جلانا ہے جیسے وہ مرغ زندہ فرمایا اور مجھے اپنی جان کی قسم یہ روایت امام تاج الدین سبکی نے بھی نقل کی اور یہ کرامت ابن الرفاعی وغیرہ اولیا سے بھی منقول ہوئی اور کہاں یہ منصب کسی غبی جاہل حاسد کو جس نے اپنی عمر تحریر سطور کے سمجھنے میں کھوئی اور تزکیہ نفس و توجہ الی اللہ چھوڑ کر اسی پر بس کی کہ اوسے سمجھ سکے جو کچھ تصرفوں کی قدرت اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کو دنیا و آخرت میں عطا فرماتا ہے اسی لئے سیدنا جنید رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ہمارے طریقے کا سچ ماننا ولایت ہے"۔ **اقول** بحمد اللہ تعالٰی یہ تصدیق ہے امام مصنف قدس سرہ کے اوس ارشاد کی کہ خطبہ بہجہ کریمہ میں فرمایا کہ لخصتہ کتابا مفردا مرفوع الاسانید معتمدا فیہا علی الصحۃ دون الشذوذ یعنی میں نے اسے کتاب یکتا کرکے مہذب و منقح فرمایا اور اوسکی سندیں منتہے تک پہنچائیں جن میں خاص اوس صحت پر اعتماد کیا کہ شذوذ سے منزہ ہو یعنی خالص صحیح و مشہور روایات لیں جن میں نہ ضعیف ہے نہ غریب و شاذ والحمد للہ رب العالمین۔ امام **خاتم الحفاظ** جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ میں فرماتے ہیں "علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد نور الدین ابو الحسن شیخ الاقراء بالدیار المصریۃ ولد بالقاہرۃ سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء بالجامع الازہر وتکاثر علیہ الطلبۃ مات فی ذی الحجۃ سنۃ ثلاث عشرۃ وسبعمائۃ" "علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی امام یکتا نور الدین ابو الحسن دیار مصر میں شیخ القراء۔ قاہرہ میں ۶۴۴ھ میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں مسند تدریس پر جلوس فرمایا طلبہ کا اُن پر ہجوم ہوا ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں انتقال فرمایا"۔ شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی زبدۃ الاسرار میں فرماتے ہیں بہجۃ الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیہ العالم المقری الاوحد البارع نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی بینہ وبین الشیخ واسطتان۔ بہجۃ الاسرار تصنیف شیخ امام اجل فقیہ عالم مقری **یکتا بارع** نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شافعی لخمی اون میں اور حضور سیدنا غوث اعظم

رضی اللہ تعالٰی عنہ میں دو واسطے ہیں"۔ نیز اپنے رسالہ صلاۃ الاسرار میں فرماتے ہیں "کتاب عزیز بہجۃ الاسرار و معدن الانوار معتبر و مقرر و مشہور و مذکور ست و مصنف آں کتاب از مشاہیر مشائخ و علماست میان وے و حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ دو واسطہ است و مقدم است بر امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہ ایشان نیز از منتسبان سلسلہ و محبان جناب غوث الاعظم اند"۔ اوسی میں ہے "ایں فقیر در مکہ معظمہ بود در خدمت شیخ اجل اکرم اعدل **شیخ عبدالوہاب متقی** کہ مرید امام ہمام حضرت شیخ علی متقی قدس اللہ سرہما بودند فرمودند بہجۃ الاسرار کتاب معتبر ست ما نزدیک ایں زمان مقابلہ کردہ ایم و عادت شریف چناں بود کہ اگر کتے بے مفید و نافع باشد مقابلہ می کردند و تصحیح می نمودند دریں وقت کہ فقیر رسید بمقابلۂ بہجۃ الاسرار مشغول بودند"۔ الحمد للہ ان عبارات ائمہ و اکابر سے واضح ہوا کہ امام ابوالحسن علی نور الدین مصنف کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار **امام اجل امام یکتا محقق بارع فقیہ شیخ القراء منجملہ مشاہیر مشائخ و علما** ہیں اور یہ کتاب مستطاب معتبر و معتمد کہ اکابر ائمہ نے اوس سے استناد کیا اور کتب حدیث کی طرح اوسکی اجازتیں لیں دیں۔ کتب مناقب سرکار غوثیت میں باعتبار علوِ اسانید اسکا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں موطائے امام مالک کا۔ اور کتب مناقب اولیا میں باعتبار صحت اسانید اسکا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں صحیح بخاری کا بلکہ صحاح میں بعض شاذ بھی ہوتی ہیں اور اسمیں کوئی حدیث شاذ بھی نہیں امام بخاری نے صرف صحت کا التزام کیا اور ان امام جلیل نے صحت و عدم شذوذ دونوں کا اور بشہادت علامہ عمر حلبی وہ التزام تام ہوا کہ اوسکی ہر حدیث کے لئے متعدد متابع موجود ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین ایسے امام اجل اوحد نے ایسی کتاب جلیل معتمد میں جو احادیث صحیحہ اس باب میں روایت فرمائی ہیں یہاں عدد مبارک قادریت سے تبرک کے لئے اون میں سے گیارہ حدیثیں ذکر کر کے باذنہ تعالٰی برکات دارین لیں۔ وباللہ التوفیق۔ **حدیث اول** قال رضی اللہ تعالٰی عنہ **حدثنا** ابو محمد سالم بن علی الدمیاطی قال اخبرنا الاشیاخ الصلحاء قدوۃ العراق الشیخ ابوطاہر بن احمد الصرصری والشیخ ابوالحسن الخفاف البغدادی والشیخ ابوحفص عمر البریدی والشیخ ابوالقاسم عمر الدردانی والشیخ ابوالولید زید بن سعید والشیخ ابوعمرو عثمٰن بن سلیمٰن قالوا اخبرنا الشیخان ابوالفرج عبدالرحیم وابوالحسن علی ابنا اخت الشیخ القدوۃ احمد الرفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ قالا کنا عند شیخنا الشیخ احمد بن الرفاعی بزاویتہ بام عبیدۃ فمد عنقہ وقال علی رقبتی فسألناہ عن ذلک فقال قد قال الشیخ عبدالقادر الآن ببغداد قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ **ترجمہ** ہم سے ابو محمد سالم بن علی دمیاطی نے حدیث بیان کی کہا ہم کو چھ مشائخ کرام پیشوایان عراق حضرت ابوطاہر صرصری و ابوالحسن خفاف و ابوحفص بریدی و ابوالقاسم عمر و ابوالولید زید و ابوعمرو عثمان بن سلیمان نے خبر دی ان سب نے کہا ہم کو حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دونوں بھانجوں حضرت ابوالفرج عبدالرحیم و ابوالحسن علی نے خبر دی کہ ہم اپنے شیخ حضرت رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس اونکی خانقاہ مبارک میں کہ ام عبیدہ میں،

حاضر تھے حضرت رفاعی نے اپنی گردن مبارک بڑھائی اور فرمایا علی رقبتی میری گردن پر۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا فرمایا اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں تمام اولیاء اللہ کی گردن پر۔ **حدیث دوم**۔ قال قدس سرہ "حدثنا الشریف الجلیل ابوعبداللہ محمد بن الخضر

× × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × ×

ابن محمد بن علی بن احمد بن یوسف الرقی قال اخبرنا الشیخ الصالح ابواسحٰق ابرٰہیم الرقی قال اخبرنا منصور قال اخبرنا الشیخ القدوۃ ابوعبداللہ محمد بن ماجد الرقی **ح واخبرنا** عالیا ابوالفتوح نصر اللہ بن یوسف بن خلیل البغدادی المحدث قال اخبرنا الشیخ ابوالعباس احمد بن اسمٰعیل بن حمزۃ الازجی قال اخبرنا الشیخان ابوالمظفر منصور بن المبارک والامام ابومحمد عبداللہ بن ابی الحسن الاصبہانی قالوا سمعنا السید الشریف الشیخ القدوۃ اباسعید القیلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول لما قال الشیخ عبدالقادر قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تجلی الحق عزوجل علی قلبہ وجاءتہ خلعتہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی ید طائفۃ من الملئکۃ المقربین والبسہا بمحضر من جمیع الاولیاء من تقدم منہم ومن تاخر الاحیاء باجسادہم والاموات بارواحہم وکانت الملئکۃ ورجال الغیب حافین بمجلسہ واقفین فی الہواء صفوفا حتی استد الافق بہم ولم یبق ولی فی الارض الاحنا عنقہ۔ **ترجمہ** ہم سے فقیہ جلیل القدر رزق اللہ بن محمد بن علی بن احمد بن یوسف رقی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو شیخ صالح ابواسحٰق ابرٰہیم رقی نے خبر دی کہ ہمکو منصور نے خبر دی کہ ہمکو شیخ امام ابوعبداللہ محمد بن ماجد رقی نے خبر دی۔ نیز ہمیں سند عالی سے ابوالفتوح نصر اللہ بن یوسف بن خلیل بغدادی محدث نے خبر دی کہ ہمکو شیخ ابوالعباس احمد بن اسمٰعیل بن حمزہ ازجی نے خبر دی کہ ہمکو شیخ ابوالمظفر منصور بن مبارک و امام ابومحمد عبداللہ بن ابی الحسن اصبہانی نے خبر دی ان سب حضرات نے فرمایا کہ ہم نے سید شریف شیخ امام ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اوسوقت اللہ عزوجل نے اون کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ اون کے لئے خلعت بھیجی اور تمام اولیائے اولین و آخرین کا مجمع ہوا جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرماگئے تھے اون کی

ارواح طیبہ آئمۃ النسب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا ملئکہ اور رجال الغیب کا اوسوقت ہجوم تھا جو ہوا میں پرے باندھے کھڑے تھے تمام افق اون سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین ؎

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا　　اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا　　اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
تاج فرق عرفا کس کے قدم کو کہیے　　سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا
گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے　　کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

حدیث ششم " قال اعلی اللہ تعالٰی مقامتہ **اخبرنا** ابو محمد الحسن بن احمد بن محمد وخلف بن احمد بن محمد الحریمی قال اخبرنا جدی محمد بن ولف قال اخبرنا الشیخ ابو القاسم بن ابی بکر بن محمد قال سمعت الشیخ خلیفتہ رضی اللہ تعالٰی عنہ وکان کثیرا الرؤیا لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ قد قال الشیخ عبد القادر قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فقال صدق الشیخ عبد القادر وکیف لا وھو القطب وانا ارعاہ۔" ترجمہ۔ "ہم کو ابو محمد حسن بن احمد بن محمد اور خلف بن احمد بن محمد حریمی نے خبر دی کہ ہم کو میرے جد محمد بن ولف نے خبر دی کہ ہمکو شیخ ابو القاسم بن ابی بکر بن محمد نے خبر دی کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر ملکی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سنا اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا کرتے تھے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا عرض کی یا رسول اللہ شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا شیخ عبدالقادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں اونکا نگہبان"۔ کلب باب عالی عرض کرتا ہے الحمد للہ اللہ نے ہمارے آقا کو اس کہنے کا حکم دیا کہتے وقت اونکے قلب مبارک پر تجلی فرمائی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خلعت بھیجا تمام اولیاء اولین و آخرین جمع کئے گئے سب کے مواجہہ میں پہنایا گیا* ملئکہ کا جمگھٹ ہوا رجال الغیب نے سلامی دی تمام جہان کے اولیا نے گردنیں جھکا دیں اب جو چاہے راضی ہو جو چاہے ناراض۔ جو راضی ہو اوس کے لئے رضا۔ جو ناراض ہو اوسکے لئے ناراضی جس کا جی جلے اوس سے کہو موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور۔ مرجاؤ اپنی جلن میں بیشک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔ وللہ الحجۃ البالغۃ **حدیث ہفتم** قال بیض اللہ تعالٰی وجھہ **حدثنا** الحسن بن نجیم الحورانی قال اخبرنا الشیخ العارف علی بن ادریس الیعقوبی قال سمعت الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول الانس لھم مشائخ والجن لھم مشائخ والملئکۃ لھم مشائخ وانا شیخ

الکل قال وسمعتہ فی مرض موتہ یقول لِاَوْلادِہٖ بینی وبینکم وبین الخلق کلھم بعد ما بین السماء والارض لا تقیسونی باحد ولا تقیسوا علیّ احدًا۔ ہم سے حسن بن نجیم حورانی نے حدیث بیان کی کہا ہمکو ولی جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خبر دی کہا میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے آدمیوں کے لئے پیر ہیں قوم جن کے لئے پیر ہیں فرشتوں کے لئے پیر ہیں اور میں سب کا پیر ہوں۔ اور میں نے حضور کو اوس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں ہے مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو صدقت یا سیدنا وانت واللہِ الصادقُ المصدوق

حدیث ہشتم قال طیب اللہ تعالٰی ثراہ **اخبرنا** ابو المعالی صالح بن احمد المالکی قال اخبرنا الشیخ ابو الحسن البغدادی المعروف بالخفاف والشیخ ابو محمد عبد اللطیف البغدادی المعروف بالمطرز قال ابو الحسن اخبرنا شیخنا الشیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر الحریمی سنۃ ثمانین وخمسمائۃ وقال ابو محمد اخبرنا شیخنا عبد الغنی بن نقطۃ قال اخبرنا شیخنا ابو عمرو عثمٰن الصریفینی قالا واللہ ما اظھر اللہ تعالٰی ولا یظھر الی الوجود مثل الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ ترجمہ۔ ہمکو ابو المعالی صالح بن احمد مالکی نے خبر دی کہ ہمکو دو مشائخ کرام نے خبر دی ایک شیخ ابو الحسن بغدادی معروف بہ خفاف دوسرے شیخ ابو محمد عبداللطیف بغدادی معروف بہ مطرز۔ اول نے کہا ہمارے پیر مرشد حضرت شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی قدس سرہ نے ہمارے سامنے سنہ ۵۸۰ھ میں فرمایا اور دوم نے کہا ہمکو ہمارے مرشد حضرت عبدالغنی بن نقطہ نے خبر دی کہ اونکے سامنے اونکے مرشد حضرت شیخ ابو عمرو عثمٰن صریفینی قدس سرہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اولیاء میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے ؎

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم　　کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

حدیث نہم۔ قال رفع اللہ تعالٰی کتابہ فی علیین **اخبرنا** الشیخ ابو المحاسن یوسف بن احمد البصری قال سمعت الشیخ العالم ابا طالب عبد الرحمٰن بن محمد الھاشمی الواسطی قال سمعت الشیخ القدوۃ جمال الدین ابا محمد بن عبد البصری بھا یقول وقد سئل عن الخضر علیہ الصلاۃ والسلام أحی ھو ام میت قال اجتمعت بابی العباس الخضر علیہ الصلاۃ والسلام قلت اخبرنی عن حال الشیخ عبد القادر قال ھو فرد الاحباب وقطب الاولیاء فی ھذا الوقت ما اوصل اللہ تعالٰی بھا الی مقام الا وکان الشیخ عبد القادر اعلاہ ولا سقی اللہ حبیبا کأسا من حبہ الا وکان للشیخ عبد القادر اھناہ ولا وھب اللہ لمقرب حالا الا وکان الشیخ عبد القادر اجلہ وقد اودعہ اللہ تعالٰی سرا من اسرارہ سبق بہ جمھور الاولیاء وما اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متأدب معہ الی یوم القیمۃ۔ ترجمہ۔ ہمکو شیخ ابو المحاسن یوسف بن احمد بصری نے

خبردی کہ میں نے شیخ عالم ابوطالب عبدالرحمٰن بن محمد ہاشمی واسطی سے سنا۔ کہتے تھے میں نے شیخ امام جمال الملۃ والدین حضرت ابومحمد بن عبد بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بصرہ میں سنا۔ اون سے سوال ہوا تھا کہ حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام زندہ ہیں یا انتقال ہوا۔ فرمایا میں حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام سے ملا اور عرض کی مجھے حضرت شیخ عبدالقادر کے حال سے خبر دیجئے۔ حضرت خضر نے فرمایا وہ آج تمام محبوبوں میں یکتا اور تمام اولیا کے قطب ہیں اللہ تعالٰی نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلٰی مقام شیخ عبدالقادر کو نہ دیا ہو نہ کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبدالقادر نے پیا ہو نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبدالقادر اوس سے بزرگ تر نہ ہوں اللہ نے اون میں اپنا وہ راز ودیعت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیا پر سبقت لے گئے اللہ نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دیگا سب شیخ عبدالقادر کے حضور ادب کئے ہوئے ہیں ؎

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

حدیث دہم قال رفع اللہ تعالٰی درجاتہ فی الفردوس **اخبرنا** الشریف ابوعبداللہ محمد بن الخضر الحسینی الموصلی قال سمعت ابی یقول کنت یوما جالسا بین یدی سیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ فخطر فی قلبی زیارۃ الشیخ احمد الرفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال لی الشیخ اتحب زیارۃ الشیخ احمد قلت نعم فاطرق یسیرا ثم قال لی یا خضر ھا الشیخ احمد فاذا انا بجانبہ فرأیت شیخا مھابا فقمت الیہ وسلمت علیہ فقال لی یا خضر ومن یری مثل الشیخ عبدالقادر سید الاولیاء یتمنی رؤیۃ مثلی وھل انا الا من رعیتہ ثم غاب وبعد وفاۃ الشیخ انحدرت من بغداد الی ام عبیدۃ لازورہ فلما قدمت علیہ اذا ھو الشیخ الذی رأیتہ فی جانب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ فی ذلک الوقت لم تجدد رؤیتہ عندی زیارۃ معرفۃ بہ فقال لی یا خضر الم تکفک الاولی۔ **ترجمہ**۔ ہم کو سید حسینی ابوعبداللہ محمد بن خضر موصلی نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور حاضر تھا میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زیارت کروں حضور نے فرمایا کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو میں نے عرض کی ہاں۔ حضور نے تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ سے فرمایا اے خضر لو یہ ہیں شیخ احمد۔ اب جو میں دیکھوں تو اپنے آپکو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے اون کو دیکھا کہ رعب دار شیخ ہیں میں کھڑا ہوا اور اونہیں سلام کیا اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا اے خضر وہ جو شیخ عبدالقادر کو دیکھے جو تمام اولیا کے سردار ہیں وہ اور میرے دیکھنے کی تمنا۔ میں تو اونہیں کی رعیت میں سے ہوں یہ فرما کر میری نظر سے غائب ہوگئے۔ پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وصال اقدس کے بعد میں بغداد شریف سے حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ گیا اونہیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو

میں نے اوس دن حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پہلو میں دیکھا تھا۔ اس وقت کے دیکھنے نے کوئی اور زیادہ اونکی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی نے فرمایا اے خضر کیا پہلی تمہیں کافی نہ تھی۔

حدیث یازدہم قال جمعنا اللہ تعالٰی وایاہ یوم الحشر تحت لواء الحضرۃ الغوثیۃ **اخبرنا** ابوالقاسم محمد بن عُبادۃ الانصاری الحلبی قال سمعت الشیخ العارف ابا اسحٰق ابراھیم بن محمود البعلبکی المقری قال سمعت شیخنا الامام اباعبداللہ محمد البطائحی قال انحدرت فی حیاۃ سیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ الی ام عبیدۃ واقمت برواق الشیخ احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ ایاما فقال لی الشیخ احمد یوما اذکر لی شیئا من مناقب الشیخ عبدالقادر وصفاتہ فذکرت لہ شیئا منھا فجاء رجل فی اثناء حدیثی فقال لی مہ لاتذکر عندنا مناقب غیر مناقب ھذا واشار الی الشیخ احمد فنظر الیہ الشیخ احمد مغضبا فرفع الرجل من بین یدیہ میتا ثم قال امن یستطیع وصف مناقب الشیخ عبدالقادر ومن یبلغ مبلغ الشیخ عبدالقادر ذلک رجل بحر الشریعۃ عن یمینہ وبحر الحقیقۃ عن یسارہ من ایھما شاء اغترف الشیخ عبدالقادر لا ثانی لہ فی عصرنا ھذا۔ قال وسمعتہ یوما یوصی اولاد اختہ واکابر اصحابہ وقد جاء رجل یودعہ مسافراً الی بغداد قال لہ اذا دخلت الی بغداد فلا تقدم علی زیارۃ الشیخ عبدالقادر شیئا ان کان حیا ولا علی زیارۃ قبرہ ان کان میتا فقد اخذ لہ العھد ایما رجل من اصحاب الاحوال دخل بغداد ولم یزرہ سلب حالہ ولو قبیل الموت ثم قال والشیخ محی الدین عبدالقادر حسرۃ علی من لم یرہ۔ **ترجمہ** ہم کو ابوالقاسم محمد بن عُبادہ انصاری حلبی نے خبر دی کہ میں نے شیخ عارف باللہ ابواسحٰق ابراہیم بن محمود بعلبکی مقری کو فرماتے سنا۔ کہا میں نے اپنے مرشد امام ابوعبداللہ بطائحی کو سنا کہ فرماتے تھے میں حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانے میں ام عبیدہ گیا اور حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا ہمیں حضرت شیخ عبدالقادر کے کچھ مناقب واوصاف سناؤ میں نے کچھ مناقب شریفہ اون کے سامنے بیان کیں میرے اثنائے بیان میں ایک شخص آیا اور اوس نے مجھ سے کہا کیا ہے اور حضرت سید رفاعی کیطرف اشارہ کرکے کہا ہمارے سامنے انکے سوا کسی کے مناقب نہ ذکر کرو یہ سنتے ہی حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اوس شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اوسکا دم نکل گیا لوگ اوسکی لاش اوٹھا کر لے گئے پھر حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر کے مناقب کون بیان کرسکتا ہے۔ شیخ عبدالقادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے شریعت کا دریا اون کے دہنے ہاتھ پر ہے اور حقیقت کا دریا اونکے بائیں ہاتھ پر جس میں سے چاہیں پانی لیں ہمارے اسوقت میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔ امام ابوعبداللہ

فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا کہ اپنے بھانجوں اور اکابر مریدین کو وصیت فرماتے تھے ایک شخص بغداد مقدس کے ارادے سے اون سے رخصت ہونے آیا تھا فرمایا جب بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبدالقادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو اونکی زیارت اور اگر پردہ فرما جائیں تو اونکے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا کہ اللہ عزوجل نے اون سے عہد فرما رکھا ہے کہ جو کوئی صاحب حال بغداد آئے اور اونکی زیارت کو نہ حاضر ہو اوس کا حال سلب ہو جائے اگرچہ اوسکے مرتے وقت۔ پھر حضرت رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر حسرت ہیں اوس پر جسے اون کا دیدار نہ ملا۔ یہ کمینہ بندہ بارگاہ عرض کرتا ہے ؎

اے حسرت آنانکہ ندیدند جمالت   محروم مدار ایں سگ خود را ز نوالت

بحرمة جدك الكريم عليه ثم عليك الصلاة والتسليم۔ مسلمان ان احادیث صحیحہ جلیلہ کو دیکھے اور اوس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈرے جس کا خاتمہ حضرت غوثیت کی شان میں گستاخی اور حضرت سید رفاعی کے غضب پر ہوا والعیاذ باللہ رب العلمین۔ اے شخص ظاہر شریعت میں حضرت سرکار غوثیت کی محبت بایں معنی رکن ایمان نہیں کہ جو اون سے محبت نہ رکھے شرع اوسے فی الحال کافر کہے یہ تو صرف انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء کے لئے ہے مگر واللہ کہ اونکے مخالف سے اللہ عزوجل نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے خصوص کا انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے عبدالقادر کا انکار قادر مطلق عز جلالہ کے انکار کی طرف کیونکر نہ لیجائیگا ؎

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی   دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا
شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے   کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

والعياذ بالله القادر رب الشيخ عبدالقادر وصلى الله تعالى وبارك وسلم على جد الشيخ عبدالقادر ثم على الشيخ عبدالقادر آمین۔

تذئیل: اخیر میں ہم دو جلیل القدر اجلۂ المشاہیر علماء کبار مکہ معظمہ کے کلمات ذکر کریں جنکی وفات کو تین تین سو برس سے زائد ہوئے اول امام اجل ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالٰی دوم علامہ علی قاری مکی حنفی صاحب مرقاۃ شرح مشکوۃ وغیرہا کتب جلیلہ۔ دو غرض سے ایک یہ کہ اگر دو مطرود دل مخذولوں گمناموں مجہولوں واسلی و قرمانی کی طرح کسی کے دل میں کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف سے آگ ہو تو ان سے لاگ کی تو کوئی وجہ نہیں یہ بالاتفاق اجلۂ اکابر علماء ہیں دوسرے یہ کہ دونوں صاحب اکابر مکہ معظمہ سے ہیں تو اوس افترا کا جواب ہوگا جو مخالف نے اہل عرب پر کیا حالانکہ نمائشا تاریخ الحرمین وغیرہ میں ہے اور حاضری حرمین طیبین سے مشرف ہونے والا جانتا ہے کہ اہل حرمین طیبین بعد حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اوٹھتے بیٹھتے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ذکر کرتے ہیں اور حضور کے برابر کسی کا نام نہیں لیتے۔ ان حضرات کی بھی گیارہ ہی عبارات نقل کریں۔

(۱) علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی ۱۰۱۴ھ کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر میں فرماتے

ہیں "لقد بلغنی عن الاكابر ان الامام الحسن ابن سيدنا علی رضی اللہ تعالی عنہما لما ترك الخلافة لما فيهما من الفتنة والآفة عوضه الله سبحنه وتعالى القطبية الكبرى فيه وفى نسله وكان رضى الله تعالى عنه القطب الاكبر وسيدنا السيد الشيخ عبدالقادر هو القطب الاوسط والمهدى خاتمة الاقطاب" ترجمہ۔ بیشک مجھے اکابر سے پہنچا کہ سیدنا امام حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب بخیال فتنہ و بلایہ خلافت ترک فرمائی اللہ عزوجل نے اس کے بدلے اون میں اور اونکی اولاد امجاد میں غوثیت عظمٰی کا مرتبہ رکھا۔ پہلے قطب اکبر خود حضور سیدنا امام حسن ہوئے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید شیخ عبدالقادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ اس عبارت میں لفظ حصر ملحوظ رہے (۲) اوسی میں ہے "من مشائخه حماد الدباس رضى الله تعالى عنه روى انه ربما كان سيدنا عبدالقادر عنده فى رباطه ولما غاب من حضرته قال ان هذا الشاب الشريف قدمًا يكون على رقاب اولياء الله يصير مامورا من عند مولاه بان يقول قدمى هذه على رقبة كل ولى الله ويتواضع له جميع اولياء الله فى زمانه ويعظمونه لظهور شانه" ترجمہ۔ حضرت حماد دباس حضور سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین ایک روز اونہوں نے سرکار غوثیت کی غیبت میں فرمایا ان جوان سید کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا انہیں اللہ عزوجل حکم دیگا کہ فرمائیں میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور اون کے زمانے میں جمیع اولیاء اللہ ان کے لئے سر جھکائیں گے اور اون کے ظہور مرتبہ کے سبب انکی تعظیم بجا لائینگے۔ مامور من اللہ ہونا ملحوظ رہے اور جمیع اولیاء زمانہ میں بیشک حضرت سیدی رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی داخل (۳) اوسی میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قدمی هذه على رقبة كل ولى الله فرمانا اور اولیاء حاضرین وغائبین کا گردنیں جھکانا اور قدم مبارک اپنی گردنوں پر لینا اور ایک شخص کا انکار کرنا اور اوسکی ولایت سلب ہو جانا بیان کرکے فرماتے ہیں "وهذا ابينه مبينة على انه قطب الاقطاب والغوث الاعظم"۔ ترجمہ۔ یہ روشن دلیل قاطع ہے اس پر کہ حضور تمام قطبوں کے قطب اور غوث اعظم ہیں۔

(۴) اوسی میں ہے "ومن كلامه رضى الله تعالى عنه تحدثا بنعم الله تعالى عليه بينى وبينكم وبين الخلق كلهم بعد ما بين السماء والارض فلا تقيسونى باحد ولا تقيسوا على احدًا يعنى فلا يقاس الملوك بغيرهم وهذا كله من فتوح الغيب المبرء من كل عيب"۔ ترجمہ۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اللہ عزوجل کی اپنے اوپر نعمتیں ظاہر فرمانے کو جو کلام ارشاد فرمائے اون میں سے یہ ہے کہ فرمایا مجھ میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں مجھے کسی سے نسبت نہ دو اور مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو۔ اس پر علامہ علی قاری فرماتے ہیں اس لئے

کہ سلاطین کا رعیت پر قیاس نہیں ہوتا اور یہ سب غیب کے فتوحات سے ہے جو ہر عیب سے پاک و صاف ہے۔"

(۵) اوسی میں ہے: وعن عبد اللہ بن علی بن عصرون التمیمی الشافعی قال دخلت وانا شاب الی بغداد فی طلب العلم وکان ابن السقا یومئذ رفیقی فی الاشتغال بالنظامیۃ وکنا نتعبد ونزور الصالحین وکان رجل ببغداد یقال لہ الغوث وکان یقال انہ یظہر اذا شاء ویختفی اذا شاء فقصدت انا وابن السقا والشیخ عبد القادر الجیلانی وھو شاب یومئذ الی زیارتہ فقال ابن السقا ونحن فی الطریق الیوم اسألہ مسألۃ لا یدری لہا جوابا فقلت وانا اسألہ فی مسئلۃ وانظر ماذا یقول فیہا وقال سیدی الشیخ عبد القادر قدس سرہ الباہر معاذ اللہ ان اسألہ شیئا وانا بین یدیہ انتظر برکات رؤیتہ فلما دخلنا علیہ لم نرہ فی مکانہ فمکثنا ساعۃ فاذا ھو جالس فنظر الی ابن السقا مغضبا وقال لہ ویلک یا ابن السقا تسألنی عن مسألۃ لا ادری لہا جوابا ھی کذا وجوابہا کذا انی لاری نار الکفر تلہب فیک ثم نظر الیّ وقال یا عبد اللہ اتسألنی عن مسألۃ لتنظر ما اقول فیہا ھی کذا وجوابہا کذا لتخرن علیک الدنیا الی شحمتی اذنک باساءۃ ادبک ثم نظر الی سیدی عبد القادر فادناہ منہ واکرمہ وقال لہ یا عبد القادر لقد ارضیت اللہ ورسولہ بادبک کانی اراک ببغداد وقد صعدت علی الکرسی متکلما علی الملاء وقلت قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ وکانی اری الاولیاء فی وقتک حنوا رقابہم اجلالا لک ثم غاب عنا لوقتہ فلم نرہ بعد قال فاما سیدی الشیخ عبد القادر فانہ ظہرت امارۃ قربہ من اللہ عزوجل واجمع علیہ الخاص والعام وقال قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ واقر الاولیاء لہ فی وقتہ واما ابن السقا فرای بنت الملک حسناء فافتتن بہا وسأل ان یزوجہ بہا فابی الا ان یتنصر فاجابہ الی ذلک والعیاذ باللہ تعالٰی واما انا فجئت الی دمشق واحضرنی السلطان نور الدین الشہید وولانی علی الاوقاف فولیتہا واقبلت علیّ الدنیا اقبالا کثیرا فقد صدق کلام الغوث فینا کلنا"۔ ترجمہ: "امام عبد اللہ بن علی بن عصرون تیمی شافعی سے روایت ہے میں جوانی میں طلب علم کے لئے بغداد گیا اوس زمانے میں ابن السقا مدرسہ نظامیہ میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔ ہم عبادت اور صالحین کی زیارت کرتے تھے بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے اور اونکی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں ایک دن میں اور ابن السقا۔ اور اپنی نوعمری کی حالت میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اون غوث کی زیارت کو گئے راستہ میں ابن السقا نے کہا آج اون سے وہ مسئلہ پوچھونگا جس کا جواب اونہیں نہ آئیگا میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ الاعلی نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں اون کے سامنے اون سے کچھ پوچھوں میں تو اونکے دیدار کی برکتوں کا منتظر رہونگا جب ہم اون غوث کے یہاں حاضر ہوئے اونکو اپنی جگہ نہ دیکھا تھوڑی دیر میں دیکھا تشریف فرما ہیں

ابن السقا کی طرف نگاہ غضب کی اور فرمایا تیری خرابی اے ابن السقا تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے تیرا مسئلہ یہ ہے اور اسکا جواب یہ۔ بیشک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں۔ پھر میری طرف نظر کی اور فرمایا اے عبد اللہ تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ دیکھوں میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اوسکا جواب یہ۔ ضرور تم پر دنیا اتنا گوبر کریگی کہ کان کی لو تک اوس میں غرق ہوگے بدلہ تمہاری بے ادبی کا۔ پھر حضرت شیخ عبد القادر کی طرف نظر کی اور حضور کو اپنے نزدیک کیا اور حضور کا اعزاز کیا اور فرمایا اے عبد القادر بیشک آپ نے اپنے حسن ادب سے اللہ و رسول کو راضی کیا گویا میں اسوقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسی وعظ پر تشریف لے گئے اور فرما رہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور تمام اولیائے وقت نے آپکی تعظیم کے لئے گردنیں جھکائی ہیں وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئے کہ پھر ہم نے اونہیں نہ دیکھا۔ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ پر تو نشان قرب ظاہر ہوئے کہ وہ اللہ عزوجل کے قرب میں ہیں خاص و عام اون پر جمع ہوئے اور اونہوں نے فرمایا میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور اولیائے وقت نے اسکا اون کے لئے اقرار کیا اور ابن السقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا اوس سے نکاح کی درخواست کی اوس نے نہ مانا مگر یہ کہ یہ نصرانی ہوجائے اس نے قبول کرلیا۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ رہا میں میرا دمشق جانا ہوا وہاں سلطان نور الدین شہید نے مجھے افسر اوقاف کیا اور دنیا بکثرت میری طرف آئی۔ غوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا۔" اولیائے وقت میں حضرت رفاعی بھی ہیں۔ یہ مبارک روایت بہجۃ الاسرار شریف میں دو سندوں سے ہے اور ایک یہی کیا۔ علامہ علی قاری نے اس کتاب میں چالیس روایات اور بہت کلمات کہ ذکر کئے سب بہجۃ الاسرار شریف سے ماخوذ ہیں یوہیں اکابر ہمیشہ اس کتاب مبارک کی احادیث سے استناد کرتے آئے مگر محروم محروم ہے۔

(۶) اوسی میں ہے قال رضی اللہ تعالٰی عنہ وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء یعرضون علیّ وان بؤبؤ عینی فی اللوح المحفوظ انا حجۃ اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ووارثہ فی الارض ویقول الانس لہم مشائخ والجن لہم مشائخ والملئکۃ لہم مشائخ وانا شیخ الکل رضی اللہ تعالٰی عنہ ونفعنا بہ۔ ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا مجھے عزت پروردگار کی قسم بیشک سعید و شقی سب مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں بیشک میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں ہے میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں اون کا وارث ہوں اور فرمایا کرتے آدمیوں کے پیر ہیں قوم جن کے پیر ہیں فرشتوں کے پیر ہیں اور میں اون سب کا پیر ہوں"۔ علی قاری اسے نقل کرکے عرض کرتے ہیں

اللہ عزوجل کی رضوان حضور پر ہو اور حضور کے برکات سے ہمکو نفع دے (۷) اوسی میں ہے روی عن السید الکبیر القطب الشہیر سیدی احمد الرفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ قال الشیخ عبدالقادر بحر الشریعۃ عن یمینہ وبحر الحقیقۃ عن یسارہ من ایہما شاء اغترف السید عبدالقادر لا ثانی لہ فی عصرنا ھذا رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ ترجمہ "سید کبیر قطب شہیر سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ اونھوں نے فرمایا شیخ عبدالقادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر اون کے دہنے ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندر اونکے بائیں ہاتھ جس میں سے چاہیں پانی لیں۔ اس ہمارے وقت میں سید عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ۔" (۸) امام ابن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ اپنے فتاوائے حدیثیہ میں فرماتے ہیں انہم قد یؤمرون تعریفا للجاہل اوشکرا وتحدثا بنعمۃ اللہ تعالٰی کما وقع للشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ بینما ھو بمجلس وعظہ واذا ھو یقول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تعالٰی فاجابہ فی تلک الساعۃ اولیاء الدنیا قال جماعۃ بل واولیاء الجن جمیعہم وطأطأوا رؤسہم وخضعوا لہ واعترفوا بما قالہ الارجل باصبہان فابی فسلب حالہ ترجمہ کبھی اولیا کو کلمات بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جو اونکے مقامات عالیہ سے ناواقف ہے اوسے اطلاع ہو یا شکر الٰہی اور اوسکی نعمت کا اظہار کرنے کیلئے جیسا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کیلئے ہوا کہ اونھوں نے اپنی مجلس وعظ میں دفعۃً فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کے گردن پر فوراً تمام دنیا کے اولیا نے قبول کیا (اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاء جن نے بھی) اور سب نے اپنے سر جھکا دیئے اور سرکار غوثیت کے حضور جھک گئے اور اونکے ارشاد کا اقرار کیا مگر اصفہان میں ایک شخص منکر ہوا فوراً اوسکا حال سلب ہوگیا۔" (۹) پھر فرمایا وممن طأطأ راسہ ابو النجیب السہروردی وقال علی راسی علی راسی واحمد الرفاعی فقال وحیدٌ منہم وسئل فقال الشیخ عبدالقادر یقول کذا وکذا وابو مدین فی المغرب وانا منہم اللّٰہم انی اشہدک واشہد ملئکتک انی سمعت واطعت وکذا الشیخ عبدالرحیم القناوی مد عنقہ وقال صدق الصادق المصدوق۔ ترجمہ حضور کے ارشاد پر جنھوں نے اپنے سر جھکائے اون میں سے (سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے پیران پیر) حضرت سید عبدالقاہر ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں انھوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا کہ گردن کیسی، سر پر سر پر اور اون میں سے حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں انھوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی اونہیں میں ہے جنکی گردن پر حضور کا پاؤں ہے اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسوقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرا پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر لہٰذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی اونہیں میں ہے اور اونہیں میں سے حضرت سیدی ابومدین شعیب مغربی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں انھوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا میں بھی اونہیں میں ہوں الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی گردن مبارک

بچھائی اور کہا سچ فرمایا سچے مانے ہوئے سچے نے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین (۱۰) پھر فرمایا ذکر کثیرون من العارفین الذین ذکرناہم وغیرہم انہ لم یقل الا بامر اعلانا بقطبیتہ فلم یسع احدا التخلف بل جاء باسانید متعددۃ عن کثیرین انہم اخبروا قبل مولدہ بنحو مائۃ سنۃ انہ سیولد بارض العجم مولود لہ مظہر عظیم یقول ذلک فتندرج الاولیاء فی وقتہ تحت قدمہ۔ ترجمہ۔ اولیائے کرام کہ ہم نے ذکر کئے یعنی حضرت نجیب الدین سہروردی وحضرت سید احمد رفاعی وحضرت شعیب مغربی وحضرت عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالٰی عنہم انھوں نے اور ان کے سوا اور بہت عارفین کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا بلکہ اللہ عزوجل نے اونکی قطبیت کبریٰ ظاہر فرمانے کے لئے اونہیں اس فرمانے کا حکم دیا ولہٰذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بچھاتا اور قدم مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا بلکہ متعدد سندوں سے بہت اولیائے کرام متقدمین سے مروی ہوا کہ اونھوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہوں گے اور یہ فرمائیں گے کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اس فرمانے پر اوس وقت کے تمام اولیا اونکے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور اوس قدم کے سایہ میں داخل ہونگے۔" اللّٰہم لک الحمد صل علی محمد وابنہ وذریتہ۔ (۱۱) پھر فرمایا وحکی امام الشافعیۃ فی زمانہ ابو سعید عبداللہ بن ابی عصرون قال دخلت بغداد فی طلب العلم فوافقت ابن السقا ورافقتہ فی طلب العلم بالنظامیۃ وکنا نزور الصالحین وکان ببغداد رجل یقال لہ الغوث الٰی آخر الحدیث المذکور ترجمہ "امام ابوسعید عبداللہ بن ابی عصرون نے کہ اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے ذکر فرمایا کہ میں بغداد مقدس میں طلب علم کے لئے گیا ابن السقا اور میں مدرسۂ نظامیہ میں شریک درس تھے اور اوس وقت بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے تھے۔" (وہی پوری حدیث کہ نمبر ۵ میں گزری۔ اون غوث کا ہمارے حضور رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بشارت دینا کہ آپ برسر منبر مجمع میں فرمائینگے میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور تمام اولیائے عصر آپکے قدم پاک کی تعظیم کے لئے اپنی گردنیں خم کریں گے اور پھر ایسا ہی واقع ہونا حضور کا یہ ارشاد فرمانا اور تمام اولیائے عالم کا اقرار کرنا کہ بیشک حضور کا قدم ہم سب کی گردن پر ہے) آخر میں امام ابن حجر نے فرمایا وھذہ الحکایۃ کادت ان تتواتر فی المعنی لکثرۃ ناقلیہا وعدالتہم یعنی یہ حکایت قریب تواتر ہے کہ اس کے ناقلین بکثرت ثقہ عادل ہیں۔ فتاوٰی حدیثیہ نے ابن السقا کی بدانجامی میں یہ اور زائد کیا کہ جب وہ بدبخت کہ بہت بڑا عالم جید اور علوم شرعیہ میں اپنے اکثر اہل زمانہ پر فائق اور حافظ قرآن اور علم مناظرہ میں کمال سر برآوردہ تھا جس سے جس علم میں مناظرہ کرتا اوسے بند کر دیتا ایسا شخص جب شان غوث میں گستاخی کی شامت سے معاذ اللہ نصرانی ہوگیا بادشاہ نصاریٰ نے اوسے بیٹی تو دیدی مگر جب بیمار پڑا اوسے بازار میں پھنکوا دیا بھیک مانگتا اور کوئی نہ دیتا ایک شخص کہ اوسے پہچانتا تھا گزرا اوس سے پوچھا تو حافظ تھا اب بھی قرآن کریم میں سے

کچھ یاد ہے کہ سب محو ہو گیا صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین ۰ کتنی تمنائیں کریں گے وہ جنھوں نے کفر اختیار کیا کہ کسی طرح مسلمان ہوتے۔ امام ابن ابی عصرون فرماتے ہیں پھر ایکدن میں اوسے دیکھنے گیا اوسے پایا کہ گویا اوسکا سارا بدن آگ سے جلا ہوا ہے وہ نزع میں تھا میں نے اوسے قبلہ کی طرف کیا وہ پورب کو پھر گیا میں نے پھر قبلہ کو کیا وہ پھر پھر گیا اسی طرح میں جتنی بار اوسے قبلہ رخ کرتا وہ پورب کو پھر جاتا یہاں تک کہ پورب ہی کی طرف مونھ کئے اوس کا دم نکل گیا وہ اون غوث کا ارشاد یاد کیا کرتا اور جانتا تھا کہ اوسی گستاخی نے اس بلا میں ڈالا والعیاذ باللہ تعالیٰ انتہی"۔ اگر کہیے پھر اسلام کیوں نہیں لاتا تھا کلمہ پڑھ لینا کیا مشکل تھا **اقول** اس کا جواب قرآن عظیم دیگا وماتشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العلمین ۰ تم کیا چاہو جب تک اللہ نہ چاہے جو مالک سارے جہان کا۔ اور فرماتا ہے کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون ۰ کوئی نہیں بلکہ اون کی بداعمالیوں نے اونکے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے۔ اور فرماتا ہے ذلک بانھم اٰمنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون ۰ یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا تو ونکے دلوں پر مہر لگادی گئی کہ اب اونہیں کچھ سمجھ نہ رہی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں وفی ھذہ ابلغ زجر و اکد ردع عن الانکار علی اولیاء اللہ تعالیٰ خوفا من ان یقع المنکر فیما وقع فیہ ابن السقا من تلک الفتنۃ المھلکۃ الابدیۃ التی لا اقبح منھا نعوذ باللہ من ذلک ونسألہ بوجہہ الکریم وحبیبہ الرءوف الرحیم ان یؤمننا من ذلک ومن کل فتنۃ ومحنۃ بمنہ وکرمہ وفیھا ایضا اتم حث علی اعتقادھم والادب معھم وحسن الظن بھم مھما امکن **ترجمہ**"۔ اس واقعہ میں اولیاء کرام پر انکار سے کمال جھڑکنا اور سخت منع ہے اس خوف سے کہ منکر اس مہلک فتنے میں پڑجائیگا جو ہمیشہ ہمیشہ کا ہلاک ہے اور جس سے بدتر کوئی خباثت نہیں جس میں ابن السقا پڑ گیا۔ اللہ عزوجل کی پناہ۔ ہم اللہ عزوجل سے اوسکے وجہ کریم اور اوسکے حبیب رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگتے ہیں کہ ہم کو اپنے احسان وکرم کے ساتھ اس سے اور ہر فتنہ ومحنت سے امان بخشے۔ نیز اس واقعہ میں کمال ترغیب ہے اسکی کہ اولیاء کرام کے ساتھ عقیدت وادب رکھیں اور جہاں تک ہو اون پر نیک گمان کریں"۔ فقیر کوئے قادری امید کرتا ہے کہ اتنے بیان میں اہل انصاف وسعادت کے لئے کفایت ہو۔ اللہ عزوجل مسلمان بھائیوں کو اتباع حق وادب اولیاء کی توفیق دے اور ابن السقا جیسے اوس شخص کے حال سے پناہ دے جس نے بزعم خود حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارگاہ میں حق نیازمندی ادا کیا اور نتیجہ معاذ اللہ وہ ہوا کہ سید کبیر کے غضب اور حضور غوثیت کی سرکار میں اسارت ادب پر خاتمہ ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اے برادر مقتضائے محبت اتباع وتصدیق

ہے نہ کہ نزاع وتکذیب۔ سچا محب حضرت احمد کبیر کے ارشادات کو بالائے سر لے گا اوجس بارگاہ ارفع کو اونہوں نے سب سے ارفع بتایا اور اونکا قدم اقدس اپنے سر مبارک پر لیا اونہیں کو ارفع واعظم مانے گا عبدالرزاق محدث شیعی تھا مگر حضرات عالیہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت امیرالمؤمنین مولی علی کرم اللہ وجہہ سے افضل کہتا اوس سے پوچھا جاتا تو جواب دیتا کفی بی وزرا ان احبہ ثم اخالفہ۔ یعنی امیرالمؤمنین نے خود حضرات شیخین کو اپنے نفس کریم سے افضل بتایا مجھے یہ گناہ بہت ہے کہ علی سے محبت رکھوں پھر اون کا خلاف کروں۔ واقعی تکذیب ومخالفت اگرچہ بزعم عقیدت ومحبت ہو اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کا حسن ادب روزی کرے اور اونہیں کی محبت پر خاتمہ فرمائے اور اونہیں کے گروہ پاک میں اٹھائے۔ آمین آمین آمین بجاھھم عندک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولٰنا والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین الی یوم الدین عدد کل ذرۃ ذرۃ الف الف الف مرۃ فی کل آن وحین الی ابد الابدین۔ آمین والحمد للہ رب العلمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ موضع رجب پور ڈاکخانہ تحصیل امروہہ ضلع مرادآباد حاجی شبیر علی ۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۲ھ

سوال اول۔ کچھ پیروں نے آجکل پیرا مریدی جاری کی ہے کہ جس وقت بچہ پیدا ہوا اوس کو گولیاں دیجاتی ہیں وہ گولیاں چھٹی کے دن گھول کر بچہ کے ہونٹوں سے لگادینے سے بیعت ہو گیا۔ یہ پیرا مریدی جائز ہے یا ناجائز جو کچھ حضور حکم صادر فرمائیں عمل کیا جاوے۔

الجواب۔ ایک دن کا بچہ بھی اپنے ولی کی اجازت سے مرید ہو سکتا ہے اور گولیاں بے اصل ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال دوم۔ مکنپور کے جو حضرت شاہ بدیع الدین شاہ صاحب جنکا نام دیہات میں مدار صاحب کہتے ہیں سنا جاتا ہے بزرگوں سے کہ ان کے گھرانے میں پیرا مریدی نادرست ہے علاوہ اسکے سنا گیا ہے کہ کوئی خلیفہ آپ نے نہیں کیا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ دو خادم آپکی خدمت میں رہا کرتے تھے کہ جنکا نام یہ ہے ایک کا نام احسن دوسرے کا نام جمن جتی لہذا احسن ندی ہو کر بہہ گیا اور جمن جتی اور کسی سے بیعت ہو گئے لہذا یہ جو مکن پور کے پیرجی لوگ ہیں اور یہ پیرا مریدی آپ کے نام سے کرتے ہیں یہ پیرا مریدی جائز ہے یا ناجائز جو کچھ حضور حکم صادر فرمائیں عمل کیا جاوے۔

الجواب۔ بہہ جانا وغیرہ بے اصل ہے مگر اس فرقہ کے لوگ بے شرع اکثر ہیں اور بے شرع کسی فرقہ کا ہو اوس کے ہاتھ پر بیعت ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از حیدر آباد قریب ڈیوڑھی نواب نصرت جنگ بہادر مرسلہ سید غلام فضل بیابانی قاضی ورنگل یکم ذی الحجہ ۳۵ھ ۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ کے، ولاد صلبی تھی یا نہیں مولانا کی تحقیقات میں جو بات ثابت ہو اُس سے بھی بحوالہ کتب حسن ایما ہو ۔

الجواب ۔ حضرت سید احمد کبیر رضی اللہ تعالی عنہ کے اولاد صلبی نہ تھی حضرت کے بھانجے تھے ۔ وفیات الاعیان میں ہے لم یکن لہ عقب قلائد الجواہر میں ہے قال العلامۃ شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی سیدی الشیخ الکبیر محی الدین سلطان العارفین ابو العباس احمد بن الرفاعی لم یبلغنا انہ اعقب کما جزم بہ غیر واحد من الائمۃ المرضیۃ ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از کیلاسپور ضلع سہارنپور مرسلہ عبد اللہ صاحب امام مسجد منہار ۱۰ محرم الحرام ۳۶ھ

میں سورۂ واقعہ کی زکوۃ ادا کرنا چاہتا ہوں جس کا طریقہ یوں لکھا ہے کہ شروع چاند میں جو پہلی جمعرات کے دن بعد نماز مغرب اول آخر درود شریف کے بعد چھ مرتبہ سورہ مذکورہ کی تلاوت کرے اور پھر دوسرے روز پانچ بار پڑھے اسی طرح دوسری جمعرات آنے تک پانچ بار پڑھتا رہے دوسری جمعرات کو سورہ شریف پانچ بار پڑھ کر مع درود شریف کے اوس ہفتہ کی تلاوت خدا کی نذر کرے اسکے بعد فوراً پھر مع درود شریف چھ بار سورہ شریف کی تلاوت کرے اور بعدہ روزمرہ بدستور تیسری جمعرات آنے تک پانچ بار پڑھے اوس ہفتہ کا ثواب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بخشے ۔ اور پھر فوراً از سر نو شروع کرے اور ترکیب بالا جمعرات تک کرے اوس ہفتہ کا ثواب جمیع ارواح مومنین کو ہدیہ ۔ عمل تمام ہو ۔ لہذا حضور اجازت ۔ ں عمل کی مجھے دیں اس میں جو کچھ غلطی ہو تو اصلاح فرمادیں اور ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ سورہ یسین میں اللہ تعالی کے اسما میں سے ایک اسم رکھا گیا ہے اور وہ اسم سورہ یسین کے وسط میں ہے اوسکے پانچ کلمہ اور سولہ حرف ہیں چار حرف منقوط ہیں اور دو حرفوں پر اوپر نقطے ہیں اور دو حرفوں کے نیچے ہیں لہذا میں نے بہت تلاش کیا لیکن مجھے پتہ نہ چلا امید کہ آپ اس مشکل کو حل کریں

الجواب ۔ کسی عمل کا ثواب مولی تعالی کی نذر کرنا محض جہالت ہے وہ غنی مطلق ہے اور حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام خواہ اور نبی یا ولی کو ثواب بخشنا کہنا بے ادبی ہے بخشنا بڑے کی طرف سے چھوٹے کو ہوتا ہے بلکہ نذر کرنا یا ہدیہ کرنا کہے پہلے ہفتہ کی تلاوت کا ثواب نذر حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام کرے دوسرے کی تلاوت کا ثواب نذر باقی انبیا و اولیا تیسرے کا ثواب ہدیہ ارواح جملہ مؤمنین و مومنات کرے اس طرح کیجئے میں نے آپکو اجازت دی وہ سورۂ مبارکہ کی ایک پوری آیت ہے کارڈ میں آیت نہیں لکھی جاسکتی اوسکا اول س ل م اور آخر ر ح ی م ۔

اوس سائل نے ۱۶ حرف یوں بتائے کہ سلام میں چار حرف سمجھے یہ غلط ہے مصحف کریم میں یہ لفظ بے الف ہے تو پندرہ ہی حرف ہیں اور اوس میں چار حرف منقوط ہیں ق ن ب ی مگر نون کے اوپر نقطہ کہنا نہ چاہیے کہ وہ جوف میں ہے فقط ۔

مسئلہ ۔ از جے پور راجپوتانہ بازار ہوا محل مرسلہ محمد یوسف مدرس مدرسہ فیض محمدی ۲ ربیع الاول ۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ در مختار و شرح وقایہ و ہدایہ و فتاوائے عالمگیری و کنز الدقائق و قدوری و منیۃ المصلی وغیرہ کتب فقہیہ میں وہ مسائل جو بلفظ قال ابوحنیفۃ و عند ابی حنیفۃ منقول ہیں کیا اونکے اسناد بقاعدۂ محدثین صاحب کتاب سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تک پہنچتی ہیں تو ایک دو مسئلہ کی سند بطور نظیر کے ارقام فرمادیں ۔

الجواب ۔ تمام مذہب کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف بلفظ قال و عند نسبت کئے جاتے ہیں کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے ہیں اور اون تک اسانید متصلہ موجود ہر مسئلہ کے لئے جدا سند کی حاجت نہیں جس طرح صحیح بخاری تک ہم اسانید متصلہ رکھتے ہیں صحیح کی تمام حدیثیں ہمارے پاس اونہیں سندوں سے ہیں ہر حدیث میں جدید سند کی ضرورت نہیں ۔ صاحب درمختار رضی اللہ تعالی عنہ درمختار میں فرماتے ہیں انی ارویہ عن شیخنا الشیخ عبد النبی الخلیلی عن المصنف (ای شیخ الاسلام ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الغزی التمرتاشی) عن ابن نجیم المصری (ای العلامۃ المحقق زین صاحب البحر الرائق) بسندہ الی صاحب المذہب ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ (الی قولہ) کما ھو مبسوط فی اجازاتنا بطرق عدیدۃ عن المشائخ المتبحرین الکبار علامہ صاحب بحر کی سند یہ ہے المحقق زین عن العلامۃ ابن الشلبی صاحب الفتاوی عن ابن الشحنۃ شارح الوھبانیۃ عن الامام ابن الھمام صاحب فتح القدیر و زاد الفقیر عن العلامۃ قارئ الھدایۃ عن العلامۃ علاء الدین السیرافی عن السید جلال الدین صاحب الکفایۃ عن الامام عبد العزیز البخاری صاحب کشف بزدوی عن الامام حافظ الدین النسفی صاحب الکنز والوافی والکافی عن الامام شمس الائمۃ الکردری عن الامام برھان الدین صاحب الھدایۃ وکفایۃ المنتھی والتجنیس عن الامام فخر الاسلام علی البزدوی عن الامام شمس الائمۃ السرخسی صاحب المبسوط شرح کافی الامام الحاکم الشہید عن الامام شمس الائمۃ الحلوانی عن القاضی ابی علی النسفی عن الامام الفضل عن ابی عبد اللہ السبذمونی عن ابی حفص الصغیر عن ابیہ الامام ابی حفص الکبیر عن الامام محمد عن سراج الامۃ الامام الاعظم وایضا عن محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہم صاحب مذہب رضی اللہ تعالی عنہ تک فقیر کی سند صدر جلد اول فتاوی فقیر اور بفضلہ تعالی کتب ظاہر الروایہ بلکہ کتب نوادر بلکہ بکثرت کتب علما و مشائخ تک اسانید متصلہ موجود ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از احمد آباد گجرات محلہ جمالپور مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب ۹ صفر المظفر سنہ ۳۷
مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری کی عبارت اگر آپکے زیرنظر ہو تو یہ پتا بتایئے کہ یہ مرقاۃ کی کون سی باب وفصل اور کون سے صحابی کی حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ اس کی بندہ کو ضرورت ہے ممنون ومشکور رہوگا۔ عبارت یہ ہے انه بلغنی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انه من قال لا الٰه الا اللہ سبعین الفا غفر اللہ تعالٰی له ومن قیل له غفر له۔

الجواب ۔ مولنا اکرمکم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ یہ عبارت مرقاۃ کتاب الصلاۃ۔ باب ما علی الماموم من المتابعۃ فصل ثانی حدیث علی ومعاذ بن جبل علیہما الرضوان کی شرح میں ہے مطبع مصر جلد دوم صفحہ ۱۰۲۔

مسئلہ ۔ از بنڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفرپور مرسلہ نعمت علی صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف سنہ ۳۷

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین ان مسائل میں کہ (۱) جناب باری عزاسمہ کے کتنے نام ہیں اور شہنشاہ جہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کتنے۔ (۲) سورہ فاتحہ وسورہ اخلاص میں صرف خدا ہی کی تعریف ہے یا رسول کی بھی (۳) جو بزرگ عالم حیات میں اپنے معتقدوں کو تعلیم فرماتے ہیں اگر بعد وصال کے خواب میں تعلیم کرے تو اس پر یعنی خواب کی باتوں پر شرع کی رو سے چلنا کیسا ہے (۴) سنا ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لال کافر کو مارا اور وہ بھاگا اور ہنوز زندہ ہے، آیا اسکی کوئی خبر حدیث سے ہے اور کب تک زندہ رہے گا پھر ایمان لائے گا یا نہیں (۵) حنانہ لکڑی جو آپ کے فراق میں نالاں تھی قیامت کے دن اوس کا کیا حال ہوگا۔

الجواب ۔ (۱) اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں کہ اوسکی شانیں غیر محدود ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرت اسما شرف مسمی سے ناشی ہے آٹھ سو سے زائد مواہب وشرح مواہب میں ہیں اور فقیر نے تقریبًا چودہ سو پائے اور حصر ناممکن (۲) سورہ فاتحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صریح مدح ہے الصراط المستقیم محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اور اون کے اصحاب ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما انعمت علیہم کے چاروں فرقوں کے سردار انبیا ہیں انبیا کے سردار مصطفٰے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم۔ شیخ محقق نے اخبار الاخیار میں بعض اولیاء کی ایک تفسیر بتائی جس میں اونھوں نے ہر آیت کو نعت کر دیا ہے اس میں سورہ اخلاص بھی داخل ہے (۳) اچھے خواب پر عمل خوب ہے اور اچھا وہ کہ موافق شرع ہو (۴) یہ بے اصل ہے (۵) وہ جنت کا ایک درخت کیا جائیگا کما فی حدیث۔

واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از جوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادر بخش صاحب ۱۲ ربیع الاول شریف سنہ ۳۷
یکے ملا میگوید کہ در دعا گنج العرش و در دعا عکاشہ وغیرہ ادعیات عربی فارسی و در نور نامہ ہندی کہ در آن ذکر تولد آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالتفصیل است ثواب چنداں نوشتہ است کہ چہل شہید و حج وغیرہ امورات ثواب حاصل آید ہر کہ بخواند آں ملا میگوید ہر چہ ثواب نوشتہ است آں حاصل نباشد وغلط نوشتند برائے فروختگی کتاب نوشتہ و ہیچ اصل نیست آیا گفتہ ملا بموجب شرع شریف است یا مخالف اگر ثواب ہمچناں ست کہ نوشتہ است براہ مہربانی سند وحوالہ کتاب کہ در ذکر تولد آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چنداں ثواب ست تحریر فرمایند بلاحیثیت۔

الجواب ۔ رسالہ منظومہ ہندیہ کہ بنام نور نامہ مشہور ست روایتش بے اصل است خواندنش روا نیست چہ جائے ثواب وبر ادعیہ در مطابع انچہ روایتہائے اسنادی نویسند اکثر بے اصل است وثواب بدست رب الارباب یکبار سبحٰن اللہ میزان را پر میکند و لا الٰہ الا اللہ پس از عرش نمی ایستد یک کلمہ از ینہا اگر مقبول شود جزائے او جز جنت نیست وثواب ثمہ اطیب واکثر۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی نور محمد صاحب طالب علم ۹ ربیع الآخر سنہ ۳۷
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنے مرشد کے فتوے کے رد پر تصدیق کرے یہ بیعت سے خارج ہوا یا نہیں۔

الجواب ۔ بعض فتووں کا رد کفر ہوتا ہے بعض کا ضلالت بعض کا جہالت بعض کا حماقت بعض کا حق ایک حکم نہیں ہو سکتا کیا فتوی تھا اور کیا رد سائل مفصل لکھے اور یہ بھی کہ تصدیق کرنے والے کو اوس کے خلاف اپنے مرشد کا فتوی معلوم تھا یا نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شاہجہانپور بازار سبزی منڈی مرسلہ محمد امین تاجر۔ ۹ جمادی الاولی سنہ ۳۷
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تقسیم قرآن شریف برائے فیض پیرائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ میں پارہ پر ہے کوئی پارہ سورت سے شروع ہوا اور کوئی رکوع سے اور کوئی درمیان رکوع سے اور کوئی پارہ بڑا ہے کوئی چھوٹا اسکے واسطے کوئی قاعدہ ہے جسکی رعایت ہر پارہ میں ہے یا بلا رعایت قاعدہ کلیہ مقرر کر دی ہے۔ الحمد کو پارہ اول سے علیحدہ رکھا ہے اور ربما سے ایک آیت چھوڑ دی شروع سورت سے اسکا سر اور جو کچھ اور اوس میں مرعی ہے حضور ہی بیان فرما سکتے ہیں اور ہم جہلہ کی تسکین حضور پرنور ہی کی قلم سے ہو سکتی ہے۔

الجواب ۔ پاروں پر تقسیم امیرالمومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نہ کی نہ کسی صحابی نہ کسی

تابعی نے معلوم نہیں اس کی ابتدا کس نے کی یہ بہت حادث ہے ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے اسکی ابتدا کی اوس نے اپنے پاس کے مصحف شریف کو تیس حصوں پر کہ باعتبار عدد اوراق مساوی تھے تقسیم کرلیا اور یہ تقسیم ان ان مواقع پر آکے واقع ہوئی اور یہی ان بلاد میں رائج ہوگئی سب جگہ اس پر اتفاق بھی نہیں بلکہ شام وغیرہ کی تقسیم اس سے کچھ مختلف ہے بہرحال یہ کچھ ضروری بات نہیں نہ اوس کے ماننے میں حرج واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از کلمائز ڈاکخانہ ماہی مار ضلع فریدپور مرسلہ عبدالرحمن صاحب ۲۱ جمادی الاولی ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) زید طریقہ نقشبندیہ متبرکہ میں بیعت ہوا اور اپنے شیخ سے مقامات پورا کیا مگر بعض مقام میں قدرے شبہہ رہتی ہے اور خلافت واجازت نہ ملتی ہے شیخ صاحب کا انتقال ہوگیا اب زید کے لئے اس شبہہ دور کرنے اور اجازت وخلافت حاصل کرنے کی واسطے دوسرے مرشد پکڑنا جائز ہے یا اپنے شیخ سے جو حاصل ہوئی اسی پر اکتفا کرنا چاہئے اگر اسی پر اکتفا کر کوشش کری تو ترقی وفیض یاب ہوسکتا ہے اور شبہہ باقی ماندہ دور کرسکتا ہے یا نہیں۔ اگر دوسرے مرشد پکڑنا جائز ہے تو اسے نقشبندیہ طریقہ کا ہونا ضروری ہے یا دیگر چہار طریقہ میں سے جو ہوئے کافی ووافی ہوں گے پھر اسی نقشبندیہ طریقہ کی جو مشائخ زید کو فی الحال میسر ہوتے ہیں اگر وہ زید کے شیخ سے کمالیت، واشغال کم درجہ کے ہیں اونکو مرشد بنائے یا جو مشائخ زید کو مسافت بعیدہ وغیرہ وغیر ملکی ہونے کے میسر نہیں ہوتے ہیں حالانکہ وہ سب زید کے شیخ سے بڑھ کر ہے یا برابر ہے تو اب جو زید کو فی الحال میسر ہوتے ہیں ان سے پورا کرے یا جو غیر میسر ہیں انکی توقع وامید پہ رہے (۲) قادری کوئی شخص دوسرے قادری سے یا نقشبند دوسرے نقشبندی سے یا قادری نقشبندی سے یا نقشبندی قادری علی ہذا البواقی خواہ علی الوفاق ہوئے یا علی الخلاف بیعت ہونے کو چاہے تو از سر نو بیعت ہونا چاہیے یا نہیں اور یہ بیعت بیعت جدیدہ کہلائیگی یا کیا اور شیخ اول ہی بدستور رہیں گے یا دونوں اور مرید کس کا کہلائیگا بینوا توجروا

الجواب۔ جو شخص کسی شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت ہوچکا ہو تو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہ چاہئے اکابر طریقت فرماتے ہیں۔ لا یفلح مرید بین شیخین خصوصًا جبکہ اوس سے کشود کار بھی ہوچکا ہو حدیث میں ارشاد ہوا من رزق فی شئی فلیلزمہ دوسرے جامع شرائط سے طلب فیض میں حرج نہیں اگرچہ وہ کسی سلسلہ صحیحہ کا ہو اور اوس سے جو فیض حاصل ہو اوسے بھی اپنے شیخ ہی کا فیض جانے کما فی سبع سنابل مبارکۃ عن سلطان الاولیاء امام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ جب نہ رہا اور اوسکا سلوک ناقص ہوا اوسکی تکمیل بطور خود نہ کرے کہ یہ راہ تنہا چلنے کی نہیں کما افادہ الامام القشیری فی رسالتہ المبارکۃ والامام السہر وردی

فی العوارف الشریفۃ وبیناہ فی فتاوی افریقہ بلکہ کسی لائق تکمیل سے استمداد کرے اوس میں حتی الامکان لحاظ قرب رکھے اپنے شیخ کے خلفا میں سے کوئی اس قابل ہو تو وہ اولیٰ ہے ورنہ اپنے سلسلے سے اقرب فالاقرب اور نہ ملے تو جو ملے یہ اس لئے کہ اختلاف راہ اطالت عمل کرنے اور اپنے زمانے میں اپنے حق میں اپنے شیخ صحیح المشیخۃ سے کسی کو افضل جاننا سوء ادب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از اکبرآباد محلہ گھٹا اعظم خاں مکان منشی مظفر حسین خاں مختار مرسلہ محمد رضی الدین چشتی نظامی ۲ جمادی الاولی ۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) مشرک داخل سلسلہ کسی مشائخ سلسلہ سے کسی حیثیت سے اور کسطرح پر داخل سلسلہ ہوسکتا ہے مشرک کی آلودگی ظاہر اوس میں نمایاں ہو جیسے اہل ہنود میں سی (۲) ایسے شخص کی بیعت کسی مشائخ سلسلہ سے کب معتبر اور کیسی ہوگی۔ (۳) ایسا مشرک کسی مشائخ سلسلہ کا خلیفہ اور صاحب اجازت یا صاحب مجاز ہوسکتا ہے جس کی نسبت یقینا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا پابند نہیں نہ اوس نے احکام شریعت کی بظاہر پابندی کی دائرہ اسلام میں بظاہر شامل نہیں ہوا نہ اوس نے شرک وکفر وفسق وفجور سے کسی جلسہ عام مسلمانوں میں توبہ کی نہ توبہ کا شاہد بنایا (۴) عوام الناس اپنی اغراض نفسانی سے ایسے شخص کو جسکی نسبت عرض کیا جارہا ہے اوسکو رشد وہدایت کا اپنی ہادی بنا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب۔ لا الٰہ الا اللہ کوئی کافر خواہ مشرک ہو یا موحد ہرگز نہ داخل سلسلہ ہوسکتا ہے نہ بے اسلام اوسکی بیعت معتبر ہوسکتی ہے نہ قبل اسلام اوسکی بیعت معتبر ہو اگرچہ بعد کو مسلمان ہوجائے کہ بیعت ہو یا کوئی عمل سب کے لئے پہلی شرط اسلام ہے قال تعالیٰ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنٰہ ہباء منثورا۔ جو اوسکے کفر پر قائم رہتے ہوئے اوسے مجاز وماذون بیعت وخلیفۂ طریقت کرے اور جو اوسے پیر رشد وہدایت سمجھے یہ سب خود کافر ہوجائیں گے بزازیہ مجمع الانہر درمختار وغیرہ میں ہے من شک فی کفرہ فقد کفر ہاں اگر وقت بیعت اوس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام کا مقر ہوا تو بیعت صحیح ہوئی اور اوس کے بعد قبل اظہار کفر ماذون کیا تو پیر پر الزام نہیں مگر جب بعد کو اوس نے کفر کیا مرتد ہوگیا بیعت فسخ ہوگئی اب جو اوسے ہادی بنائے یہ کافر ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بریلی مدرسہ منظر اسلام اہلسنت وجماعت مسئولہ مولوی حشمت علی صاحب لکھنوی رضوی متعلم مدرسہ ۱۳ جمادی الاولی ۳۸ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ما قولکم یا حماۃ السنۃ السنیۃ البیضاء ویا محاۃ البدعۃ القبیحۃ الظلماء نصرکم اللہ تعالیٰ بالتائیدات الرحمانیۃ وایدکم بالنصر السبحانیۃ فی ہذہ المسألۃ ان اشرفعلی التھانوی

الذی تفوّہ بالکفر الجلی فی کتابہ حفظ الایمان وما ھو واللہ الاحبط الایمان قد کتب عملا للا مساك فی صفحہ ۱۰۹ من کتابہ المسمی باثار تبیانی الجزء الثالث من اعمال قرآنی المطبوع فی برقی پریس الواقع فی دھلی سنۃ ۱۳۳۵ھ فقال ماترجمتہ "عمل اخر۔ للامساك۔ یکتب علی ورقۃ الکرم ویعلق علی الفخذ الایسر بعد ھوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ وقیل یاارض ابلعی ماءك ویسماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر کلما اوقدوا نارا للحرب اطفأھا اللہ امسك ایھا الماء النازل من صلب فلان بن فلانۃ بلاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم" ھل فیہ تعریض القرآن العظیم للاھانۃ وللانجاس والتوھین والتلویث بالارجاس وقولہ ھذا ھل فیہ کفر ام ضلال ام لیس فیہ شیئ من ھذہ الاحوال۔ بینوا بالتفصیل توجروا عند الملك الجلیل۔

الجواب۔ الامام الاجل سیدی محمد البوصیری قدس سرہ قال فی قصیدتہ الکریمۃ الھمزیۃ ام القری فی حق ابی جہل اللعین ع ما علی مثلہ یعد الخطاء۔ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم

مسئلہ۔ از شہر محلہ بہاری پور نواب وزیر احمد خانصاحب قادری رضوی ۱۴ جمادی الاولی ۱۳۳۸ھ

بعز عرض بندگان عالی متعالی خدا وند نعمت میرساند۔ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ بعد اداب فدویانہ معروض۔ لاؔ = ۷،۵ لا + د = ۳۰ اگر یہ نمونہ صحیح ہوجاتا تو اسی نمونے پر یہ مساوات قائم ہوجاتی لاؔ/۷،۵ = (۳۰ - لا)۲ لاؔ = ۷،۵(۳۰ - لا)۲ یا لاؔ = ۷،۵(۹۰۰ - ۶۰ لا + لاؔ) یا لاؔ = ۶۷۵۰،۰ - ۴۵۰ لا + ۷،۵ لاؔ یا - ۶،۵ لاؔ + ۴۵۰ لا = ۶۷۵۰،۰ - ۲ سے تقسیم کیا ۳،۲۵ لاؔ - ۲۲۵ لا = - ۳۳۷۵،۰ مربع کامل کیا ۳،۲۵ لاؔ - ۲۲۵ لا + ۱/۳،۲۵ (۲۲۵/۲)۲ = - ۳۳۷۵،۰ + ۱/۳،۲۵ (۲۲۵/۲)۲ یا ۳،۲۵ لاؔ - ۲۲۵ لا + ۱/۳،۲۵ (۱۱۲،۵)۲ = - ۳۳۷۵،۰ + ۱/۳،۲۵ (۱۱۲،۵)۲ یا ۳،۲۵ لا - √(۱/۳،۲۵ (۱۱۲،۵)۲) = √(- ۳۳۷۵،۰ + ۱/۳،۲۵ (۱۱۲،۵)۲)

اس کو ملاحظہ فرمالیا جائے یہاں تک اگر صحیح ہو تو آگے عمل کیا جائے۔

الجواب۔ مکرم کرمفرما چھوٹے نواب صاحب سلمہ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ۔ تکمیل مجذور کا یہ نیا قاعدہ ہے کہ سر مجذور کی طرف ایک کو نسبت کرکے مجذور نصف سر لا کا سر کرکے شامل کریں مجذور کامل ہوجائے میرے نزدیک صحیح نہ آئیگا مثلاً ۲ لاؔ + ۶ لا = ۲۰ طور مذکور پر ۲ لاؔ + ۱/۲ (۳)۲ = ۲۰ + ۹/۲ = ۴۹/۲ ہرگز مجذور کامل نہیں یا ۳ لاؔ - ۴ لا = ۴ بطور مذکور ۳ لاؔ - ۴ لا + ۱/۳ (۲)۲ = ۴ + ۴/۳ = ۱۶/۳ ہرگز مربع نہیں۔

(۲) مساوات درجہ دوم سے یہ بہت سہل حل ہوسکتا یہاں تک آپ لے آئے کہ - ۶،۵ لاؔ + ۴۵۰ لا = ۶۷۵۰،۰ یہاں نفی واثبات کا قلب کر لیجئے مساوات یہ ہوجائیگی ۶،۵ لاؔ - ۴۵۰ لا = - ۶۷۵۰ پھر خواہ یوں عمل کیجئے لاؔ - ۴۵۰۰ لا/۶،۵ = - ۶۷۵۰۰/۶،۵ طرفین میں ۲۲۵۰۰/۶،۵ کا مجذور شامل کیجئے یا مساوات کو بحال رکھکر ۲۶ میں ضرب دیکر طرفین میں (۲۲۵۰)۲ شامل فرمائیے مدعا حاصل ہوگا۔

---

(۳) ہاں لطیف تر یہ ہے کہ درجہ دوم کا نام نہ آنے پائے صرف مساوات درجہ اول سے حاصل ہو اوسے بتائیے وہ بہت آسان ہے۔ فقط

مسئلہ۔ از سیتاپور تامسنگنج کوٹھی حضرت سید شاہ محمد صادق صاحب مرسلہ حضرت مولٰنا سید شاہ محمد میاں صاحب قادری مدظلہ ۹ جمادی الاخری ۱۳۳۷ھ۔

حضرت مولٰنا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ۔ پس از آداب تسلیمات معروض کہ تحریر حامد علی کا جواب ابھی کچھ دینے کا ارادہ نہیں مگر اوس میں جو من مات الخ ولوکنت الخ ولوکان سالم الخ ومن آتاکم الخ مذکور ہیں اونکی نسبت اسی قدر دریافت طلب ہے کہ یہ احادیث ہیں اور ہیں تو کیسی جواب سے جلد معزز ہوں

الجواب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بملاحظہ حضرت بابرکت حامی سنت جناب مولانا مولوی حافظ سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم التسلیم مع التعظیم۔ نیازمند پیلی بھیت گیا ہوا تھا کل جمعہ کو واپس آیا (۱) حدیث من مات ولم یعرف ان لفظوں سے نہیں۔ ہاں صحیح مسلم میں یوں ہے۔ من فارق الجماعۃ شبرا فمات فمیتۃ جاھلیۃ (۲) حدیث لوکنت مستخلفا ترمذی وابن ماجہ میں بسند ضعیف ہے۔ اور تورپشتی وطیبی وعلی قاری وشیخ محقق دہلوی وشارح جامع صغیر علامہ مناوی نے تصریح کی کہ۔ المراد تامیرہ علی جیش بعینہ واستخلافہ فی امر من الامور حال حیاتہ لا الخلافۃ لان الائمۃ من قریش۔ امام تورپشتی وغیرہ نے فرمایا لا یجوز حملہ الا علی ذلك (۳) لوکان سالم مولی حذیفۃ بن الیمان حیالا ستخلفہ سائل معترض نے براہ خطا وضع کی ہے نہ سالم حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہم کے مولٰی تھے۔ نہ حذیفہ کا کوئی مولی سالم۔ بفرض صحت قطعاً اوسکی وہی مراد ہے جو حدیث ابن ام عبد رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ہے۔ (۴) من اتاکم وامرکم جمیع صحیح مسلم میں ہے مگر یوں سیکون ھنات وھنات فمن اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان یا یوں۔ من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ۔ لمعات میں ہے ای ادفعوا من خرج علی الامام بالسیف وان کان اشرف وافضل وترونہ احق وافضل تو کلام خروج علی الامام میں ہے تبت العرش ثم النقش جہاں امام نہ ہو اسی صحیح مسلم میں حکم یہ ہے قلت فان لم یکن لھم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق کلھا حدیث اول اگر اوسی لفظ سے ہو جو سائل کے نقل کئے تو معرفت فرع وجود ہے یعنی جب امام موجود ہو تو اوسے امام نہ جاننا باعث موت جاہلیت ہے۔ یہ اوس سے کیونکر مفہوم ہوا کہ ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی امام ہوگا یہی معہد احدیث متواتر کے مقابل آحاد سے استناد سخت جہالت اور اجماع کے رد میں بعضے اشارات سے اپنے استنباط پر اعتماد اشد ضلالت۔ یہ جہال حدیث ان امر علیکم عبد

مجدع یقرکم بکتاب اللہ فاسمعوا لہ واطیعوا۔ سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ اور قید قرشیت درکنار قید حریت بھی اٹھانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اوس سے مراد یہ کہ خلیفہ کسی شہر پر غلام کو والی کر دے تو اطاعت واجب ہے نہ کہ خود غلام خلیفہ ہو مرقات وغیرہ میں ہے۔ ای ان استعملہ الامام الاعظم علی القوم لا ان العبد الحبشی ھو الامام الاعظم فان الائمۃ من قریش۔ **اقول** حدیث سے بہتر تفسیر حدیث کیا ہوگی خود حدیث نے اس معنی کی تصریح فرمائی حاکم صحیح مستدرک اور بیہقی سنن میں امیر المومنین مولی علی سے راوی الائمۃ من قریش وان امرت علیکم قریش عبدا حبشیا مجدعا فاسمعوا لہ واطیعوا۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ: از بانس بریلی محلہ قاضی ٹولہ مرسلہ حکیم حاجی سید محمد نور اللہ شاہ صاحب اشرفی جیلانی سجادہ نشین فتحپور ۱۴ رجب المرجب ۳۷ھ۔

ماقولکم ایہا العلماء الراسخون رحمکم اللہ تعالی فی ہذہ المسئلۃ کہ جس مرید کو اپنے شیخ سے تعلیم طرق صوفیہ مراتب اذکار و اشغال وغیرہ نہ معلوم ہوئے اور وہ شیخ انتقال فرما گئے یا بوجوہات معقولہ اون سے تعلیم محال۔ پس اس مرید کو شیخ ثانی سے تجدید بیعت توبہ کرکے طالب ہونا اولی ہے یا کہ اوسی حال پر بے تعلیم رہنا مناسب اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی بیعت ہر خلافت کے وقت کس لیے صادر ہوئی۔

الجواب۔ دوسرے شیخ سے طالب ہو مگر اپنی ارادت شیخ اول ہی سے رکھے اور اس سے جو فیض حاصل ہو وہ اپنے پیر ہی کی عطا جانے اولیائے کرام فرماتے ہیں ایک شخص کے دو باپ نہیں ہو سکتے ایک عورت کے دو شوہر نہیں ہو سکتے ایک مرید کے دو شیخ نہیں ہو سکتے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کے دست اقدس پر بیعتیں اون کو امام ماننے اور اون کی اطاعت کرنے کی تھیں جیسے ہر جدید بادشاہ کے ہاتھ پر کی جاتی ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از جھونا مارکیٹ کراچی بندر مرسلہ حضرت سید پیر ابراہیم صاحب مدظلہ الاقدس ۵ رجب المرجب ۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر غیر منکوحہ عورت سے لڑکا تولد ہوا اور قضائے الہی سے فوت ہوا اسکی قبر پر خانقاہ میں بنانا اور واسطے مرادوں کی دعا مانگنا اور صاحب القبر کو اولیا قبول کرنا شرعًا درست ہے یا نہیں اگر ایسا شخص صفت بالا میں متصف ہے اور مسجد میں امام ہے تو ہزاروں مقتدیوں کو تحقیق واقعات بالا کے نماز قبل از تحقیقات کا اعادہ کرنا افضل ہے یا نہیں۔

الجواب۔ جو شخص فاسق و فاجر ہے اوس کے پیچھے نماز مکروہ ہے پھر اگر فاسق معلن ہے تو کراہت تحریمی ہے اور اعادہ واجب ورنہ تنزیہی اور اعادہ بہتر۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ: از ریاست رامپور محلہ گھیر زبیر خاں مرسلہ مرزا محمد فاروق بیگ صاحب ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ

حقوق پیر بغرض تصحیح و ترمیم۔ (۱) یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف توجہ کریگا تو مرشد کے فیض و برکات سے محروم رہے گا۔ (۲) ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اوسکی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔ (۳) مرشد جو کچھ کہے اوسکو فورًا بجالائے اور بغیر اجازت اوسکے فعل کی اقتدا نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال و مقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اوس کا کرنا زہر قاتل ہے (۴) جو ورد و وظیفہ مرشد تعلیم کرے اوس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اوس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو۔ (۵) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اوسی کی طرف متوجہ رہنا چاہیے یہاں تک کہ سوائے فرض و سنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ اوسکی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔ (۶) حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اوس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اوسکے کپڑے پر پڑے (۷) اوس کے مصلے پر پیر نہ رکھے۔ (۸) اوسکی طہارت یا وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔ (۹) مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لاوے۔ (۱۰) اوسکے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔ (۱۱) اوسکے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔ (۱۲) جس جگہ مرشد بیٹھتا ہو اوس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔ (۱۳) اور اوس طرف تھوکے بھی نہیں (۱۴) جو کچھ مرشد کہے اور کرے اوس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسی و خضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے۔ (۱۵) اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔ (۱۶) اگر کوئی شبہہ دل میں گذرے تو فورًا عرض کرے اور اگر وہ شبہہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اوس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اوس کے جواب کے لائق نہ تھا۔ (۱۷) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اوس کی تعبیر ذہن میں آئے تو اوسے بھی عرض کر دے۔ (۱۸) بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو (۱۹) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور باآواز اوس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔ (۲۰) اور مرشد کے کلام کو دوسرے سے اوس قدر بیان کرے جسقدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کو یہ سمجھے کہ لوگ نہ سمجھیں گے تو اوسے بیان نہ کرے (۲۱) اور مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔ (۲۲) اور کسی دوسرے کا سلام و پیام شیخ سے نہ کہے۔ (۲۳) جو کچھ اسکا حال ہو برا یا بھلا اوسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اوسکی اصلاح

کریگا مرشد کے کشف پر اعتماد کرکے سکوت نکرے۔ (۲۴) اوسکے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھتا ہو تو اوسکی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔ (۲۵) جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اوسے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اوس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے (کذا فی ارشاد رحمانی)، قال العارف الرومی ؎

چون گزیدی پیر ہن تسلیم شو ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
صبر کن در کار خضر اے بے نفاق تا نگوید خضر رو ہذا فراق

قال العطار ؎

گر ہوائے این سفر داری دلا دامن رہبر بگیر و پس بیا
در ارادت باش صادق اے مرید تا بیابی گنج عرفاں را کلید
دامن رہبر بگیر اے راہ جو ہر چہ داری کن نثار راہ او
گر روی صد سال در راہ طلب راہبر نبود چہ حاصل زاں تعب
بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق
پیر خود را محکم مطلق شناس تا براہ فقر گردی حق شناس
ہر چہ فرماید مطیع امر باش طوطیائے دیدہ کن از خاک پاش
انچہ میگوید سخن تو گوش باش تا نگوید او بگو خاموش باش

الجواب۔ یہ تمام حقوق صحیح ہیں ان میں بعض قرآن عظیم اور بعض احادیث شریفہ اور بعض کلمات علما بعض ارشادات اولیا سے ثابت ہیں اور اوس پر خود واضح ہیں جو معنی بیعت سمجھا ہوا ہے اکابر نے اس سے بھی زائد آداب لکھے ہیں اتنوں ہی پر عمل نہ کرینگے مگر بڑی توفیق والے اور نمبر ۱۷ سے شیطانی خواب پریشان مہمل مستثنیٰ ہے کہ اوسے بیان کرنے کو حدیث میں منع فرمایا ہے۔ اور نمبر ۲۳ عوام مریدین کے لئے ہے جنکو بارگاہ شیخ میں ابھی منصب عرض معروض دیگران حاصل نہ ہو ایسوں سے اگر کوئی عرض سلام کے لئے کہے عذر کردے کہ میں حضور شیخ میں دوسرے کی بات عرض کرنے کے ابھی قابل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بارکپور محلہ مرغی محال متصل کنجڑا محال مرسلہ حافظ محمد جعفر پیش امام ۱۰ شعبان ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کلام مجید با اعراب خداوند کریم کی طرف سے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتا تھا یا اعراب بعد رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درست کیا گیا۔

الجواب۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم کی عبارت کریمہ نازل ہوئی عبارت میں اعراب نہیں لگائے جاتے حضور کے حکم سے صحابہ کرام مثل امیر المومنین عثمن غنی و حضرت زید بن ثابت و

امیر معاویہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اوسے لکھتے اون کی تحریر میں بھی اعراب نہ تھے یہ تابعین کے زمانے سے رائج ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از کلکتہ نمبر ۷/۲۴ پوسٹ شملہ مانک تلہ مرسلہ منصور علی میاں بگان قدم رسول، ۱ شعبان ۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) مومن اور ولی میں کونسی نسبت ہے۔ (۲) درود شریف کے اندر بجائے علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم کے علی داؤد وعلی آل داؤد یا علی آل زکریا وغیرہما نہ آنیکی کیا وجہ (۳) جو مضمون قرآن شریف کے ہے اوسکو مدلول قرآنی کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر کہہ سکتے ہیں تو ظہر ابیتی و ظہر اقلبی میں کیا فرق ہے اور اگر مدلول نص نہیں تو کیوں (۴) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میں اصحاب پر آل کو مقدم کیوں کیا (۵) درجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت کے ختم ہوجانے کی کیا وجہ ہے۔

الجواب۔ (۱) اگر ولایت عامہ مراد ہے تو ساوی اللہ ولی الذین اٰمنوا اور خاصہ تو عموم خصوص مطلق ان اولیاؤہ الا المتقون (۲) آل ابراہیم علیہ السلام میں آل داؤد و آل زکریا علیہما السلام سب داخل ہیں ولا عکس۔ (۳) جس مضمون پر قرآن عظیم دلالت فرمائے مدلول قرآنی ہے بیتی اور قلبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور متشابہات میں قیاس جاری کرنا ضلالت اٰمنا بہ کل من عند ربنا نہ کہ من عند نفسک (۴) آل اصحاب کو بھی شامل ہے ولا عکس یہ تخصیص بعد تعمیم ہے۔ (۵) اللہ عزوجل نے فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لاتزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق لایضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتی یاتی امر اللہ وہم علی ذٰلک۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از مقام گنڈارہ تحصیل قیصر گنج ضلع بہرائچ مرسلہ عبد اللہ میاں جی صاحب معرفت سید سلطان احمد صاحب۔ ۱۰ رمضان المبارک ۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خبر جب ثویبہ جاریہ ابی لہب نے ابولہب کو سنائی اوس وقت ابولہب نے خوش ہوکر ثویبہ کو آزاد کردیا پھر کئی دن تک ثویبہ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلایا پھر ابولہب کو اوسکے مرنے کے بعد خواہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا اور کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے تیرا۔ بولا آگ میں ہوں لیکن تخفیف ہوتی ہے ہر دوشنبہ کی رات اور چوستا ہوں دو انگلیوں سے پانی جن کے اشارے سے آزاد کیا تھا ثویبہ کو۔ یہ قصہ اکثر معتبرین سے سنا گیا ہے اور علامہ جزری علیہ الرحمہ نے بھی اپنے رسالہ میلاد شریف میں اسکو لکھا ہے اور اس کے بعد یہ لکھا ہے اذا کان ابولہب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ فما حال المسلم الموحد من امتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی اٰخرہ اس پر ایک شخص کہتا ہے کہ یہ کیونکر صحیح

ہوسکتا ہے جبکہ قرآن شریف میں اللہ جل شانہ خبر دیتا ہے ابولہب کی نسبت ما اغنی عنہ مالہ وما کسب کہ نہ نفع دیا اوس کو اوسکے مال اور اوسکے فعل نے پس مال لونڈی اور فعل اوسکا آزاد کرنا اور نہ خواب خیال کی باتیں آیات قرآنیہ کے مقابل میں کیونکر صحیح ہونگی پس اس کی تطبیق کیونکر صحیح ہوگی۔ بیان فرمائیے۔

الجواب ۔ یہ روایت صحیح بخاری شریف میں ہے ائمہ نے اوسے مقبول رکھا اور اوس میں قرآن عظیم کی اصلا مخالفت نہیں۔ قطع نظر اس سے کہ یہ اغنا نہ ہوا اسکا سبب حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے علاقہ۔ حضور کی ولادت کریمہ پر خوشی کہ یہ نہ اوسکا مال ہے نہ اوس کا کسب وفعل اختیاری۔ یہ تو کیا ایسا فائدہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے علاقہ۔ ابوطالب کو ایسا کام آیا کہ سراپا آگ میں غرق تھے حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پایاب آگ میں کھینچ لیا کہ اب صرف تلووں میں آگ ہے حالانکہ کفار کے حق میں اصل حکم یہ ہے کہ لایخفف عنھم العذاب ولاھم ینصرون ٥ نہ اون سے عذاب ہلکا کیا جائے نہ کوئی اونکی مدد کرے۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ھوفی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار وفی روایۃ وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح اسی طرح صحیحین میں ابوسعید خدری اور مسند بزار و ابویعلی و ابن عدی وتمام میں حضرت جابر بن عبداللہ اور معجم کبیر طبرانی میں ام المومنین ام سلمہ سے ہے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین امام عینی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں فان قلت اعمال الکفرۃ ھباء منثور لا فائدۃ فیھا قلت ھذا النفع من برکۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وخصائصہ امام ابن حجر کی فتح الباری شرح بخاری میں ہے یوید الخصوصیۃ انہ بعد ان امتنع شفع لہ حتی خفف لہ العذاب بالنسبۃ لغیرہ۔ اسی طرح مجمع بحار الانوار وغیرہ میں ہے ان سب کا حاصل یہ ہے کہ یہ نفع کافر کے عمل سے نہ ہوا بلکہ حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی برکت سے اور یہ خصائص علیہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بارکپور۔ مرغی محال مسجد حافظ محمد جعفر صاحب مرسلہ پیش امام صاحب ۱۰ رمضان المبارک ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قیام مولود شریف فرض ہے یا واجب ہے یا سنت۔ عمرو کہتا ہے کہ قیام مولود شریف ہاتھ باندھکر ہونا چاہئے اور زید کہتا ہے کہ ہاتھ چھوڑکر ہونا چاہئے تو بتلائیے کہ کس کی بات سچ ہے۔

الجواب ۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا بہتر ہے جیسا حاضری روضہ انور کے وقت حکم ہے فتاوی عالمگیری

میں ہے یقف کما یقف فی الصلاۃ اسی طرح لباب شرح لباب واختیار شرح مختار وغیرہا کتب معتبرہ میں ہے۔ قیام مجلس مبارک مستحب ہے اور مجلس کھڑی ہو تو سنت اور ترک میں فتنہ یا الزام وہابیت ہو تو واجب کما فی ردالمحتار فی قیام الناس بعضھم لبعض۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر کہنہ بریلی محلہ قاضی ٹولہ مرسلہ حکیم حاجی سید محمد نور اللہ شاہ اشرفی الجیلانی ۱۷ رمضان المبارک ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) بیعت ہونے میں والدین یا شوہر وغیرہ کی اجازت شرط ہے یا نہیں (۲) اپنا مرشد انتقال کر گیا ہو یا موجود ہو مگر بوجوہات معقولہ واقعی اوس سے تعلیم محال ہو تو بغرض تعلیم طریقہ کرام دوسرے شیخ سے طالب ہونا اولی ہے یا بے علم رہنا بہتر۔

الجواب ۔ (۱) جو پیر سنی صحیح العقیدہ عالم غیر فاسق ہو اور اوسکا سلسلہ آخر تک متصل ہو اوسکے ہاتھ پر بیعت کے لئے والدین خواہ شوہر کسی کی اجازت کی حاجت نہیں (۲) جہل سے طلب اولی ہے مگر پیر صحیح سے انحراف جائز نہیں جو فیض ملے اوسے شیخ ہی کی عطا جانے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از سیتاپور محلہ تامسن گنج کوٹھی حضرت سید محمد صادق صاحب وکیل علیہ الرحمہ مرسلہ حضرت مولنا مولوی سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم۔ ۱۷ رمضان المبارک ۳۷ھ

حضرت مولانا المعظم والمکرم دامت برکاتہ العالیہ پس از آداب وتسلیمات معروض۔ حدیث اول الرسل الخ کس کتاب احادیث میں مروی ہے اور حکیم ترمذی نے اوسے اپنی کس کتاب میں روایت کیا ہے۔

الجواب ۔ حضرت بابرکت دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ یہ حدیث سیدنا ابوذر علیہ الرضوان سے مسند امام احمد میں یوں ہے قلت یا رسول اللہ ای الانبیاء کان اول قال آدم قلت یا رسول اللہ ونبی کان قال نعم نبی مکلّم۔ اور نوادر الاصول تصنیف امام حکیم الامۃ ترمذی کبیر میں اون سے مرفوعًا یوں ہے اول الرسل آدم واخرھم محمد علیہ وعلیہم افضل الصلوۃ والسلام والانامہ کل یکشنبہ کو بعد روانگی ڈاک ملا ورنہ کل ہی جواب حاضر کرتا۔ والتسلیم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ غلام رسول۔ ۱۱ شوال محلہ بہاریپور۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے واقع شہادت میں جتنی روایتیں ہیں سب کی سب ضعیف ہیں۔ کیونکہ اسوقت تمام مخالفین موجود تھے وہ ہی راوی ہوں گے لہذا کوئی ثقہ نہ پایا گیا اور نیز اصحاب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین موجود نہ تھے بالفرض مان لیا جائے کہ موجود تھے تو اپنی اپنی جگہ لہذا انکو خبر ملے گی تو اون مخالفین سے اس وجہ سے یہ بھی ضعیف ہوگی۔ اور بکر کہتا ہے کہ ایسے واقع میں خبر صحیح ہوسکتی ہے۔ زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ موجود تھے اور حرم محترم بھی موجود تھے اور موافقین تھے لہذا روایتیں صحیح ہوسکتی ہیں ان دونوں سے کون حق پر ہے۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ بکر حق پر ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از حسیب والہ ضلع بجنور تحصیل دھامپور مرسلہ منظور ۱۱ شوال ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آجکل جو میلاد مروج ہے مع زیب و زینت و اہتمام اس کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے

الجواب ۔ مسلمانوں کو جمع کرکے ذکر ولادت اقدس و فضائل علیہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنانا ولادت اقدس کی خوشی کرنی اوس میں حاضرین کو کھانا یا شیرینی تقسیم کرنی بلاشبہہ جائز و مستحب ہے اور جائز زینت فی نفسہ جائز اور بہ نیت فرحت ولادت شریفہ و تعظیم ذکر انور قطعاً مستحب اللہ عزوجل فرماتا ہے واما بنعمۃ ربك فحدث ۰ اور فرماتا ہے وذکرھم بایٰم اللہ اور فرماتا ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلك فلیفرحوا ۔ اور فرماتا ہے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر غازیپور مرسلہ علی بخش محرر رجسٹری ۱۴ شوال ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) کسی بزرگ سے بذریعہ خط بیعت ہوسکتی ہے یا نہیں (۲) اگر کسی شخص کو کسی بزرگ سے عقیدت ہو اور بوجہ دوری وہ شخص اوس بزرگ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے تو وہ شخص اوس بزرگ سے کیسے مرید ہوسکتا ہے یا ہو ہی نہیں سکتا (کس طرح پر) (۳) ایک وظیفہ ایسا ارشاد فرمائیے اور اجازت دیجئے جس میں صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنا ہو چاہے بطریق شغل قادریہ ہو یا چشتیہ وغیرہا یا کسی اور طریقہ پر ہو (۴) ایک مختصر درود شریف ایسا تحریر فرمائیے اور اوسکی اجازت دیجئے کہ جو غیر منقوط ہو یعنی جس میں کسی حرف پر نقطہ نہ ہو ۔

الجواب ۔ (۱) بذریعہ خط بیعت ہوسکتی ہے ۔ (۲) بذریعہ قاصد یا خط مرید ہوسکتا ہے (۳) وظیفہ کے لئے پورا کلمہ طیبہ مناسب تر ہے مگر اوس کے ساتھ درود شریف لانا ضرور ہے یعنی یوں ورد کرے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صرف جز ثانی مع درود کا بھی ورد کرسکتا ہے ۔ مگر مبتدی یا طالب کہ محتاج تصفیہ ہے اوسے صرف جزء اول کا ذکر و شغل بتاتے ہیں کہ اوس میں حرارت ہے اور دوسرا جزء کریم ٹھنڈا لطیف اور تزکیہ گرمی پہنچانے کا محتاج ہاں جب جزء اول سے حرارت حد سے متجاوز ہو تو تعدیل کے لئے بتاتے ہیں کہ مثلاً ہر سو بار لا الہ الا اللہ کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ لے کہ تسکین پائے (۴) اسکی حاجت کیا ہے وہ صیغہ مثلاً یہ ہوسکتا ہے اللھم صل وسلم لرسولك محمد والہ ۔ اس میں لام بمعنی علے ہے آپ اسکا ورد کریں اجازت ہے ۔

مسئلہ ۔ از میونڈی ڈاکخانہ شاہی پرگنہ اجاؤل ضلع بریلی مرسلہ امیر عالم حسن صاحب ۱۶ شوال ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) زید کہتا ہے کہ میں اولاد سید بدیع الدین صاحب عرف شاہ مدار کے ہوں اور اون ہی سے ہمیں خلافت بھی عمرو نے اس پر جواب دیا کہ سید بدیع الدین صاحب نے نہ شادی کی نہ اونکی اولاد ہوئی پھر تم کہاں سے پیدا ہوئے اور تمہیں خلافت کس نے دی زید نے اس پر جواب دیا کہ نہیں سید بدیع الدین صاحب نے دو خلیفہ کئے ہم اونہیں کی اولاد میں ہیں اور اونہیں سے خلافت چلی آرہی ہے (۲) زید کہتا ہے کہ ہم مدار صاحب کے بھتیجوں کی اولاد میں ہیں (۳) زید کہتا ہے کہ سید مدار صاحب نے ایک نقش لکھکر ایک عورت کو دکھایا کہ جس کے دیکھنے سے وہ حاملہ ہوگئی اور اوس سے جو اولاد پیدا ہوئی ہم اوسکی اولاد میں ہیں یہاں تک کہ ایک گاؤں اوس کی اولاد سے آباد ہے (۴) زید کا مرید مع زید یہ بات کہتا ہے کہ جب ہماری خلافت ثابت نہیں تو آج تک کسی عالم نے کیوں نہیں منع کیا (۵) یہ کہ اب علما فرمادیں کہ سید مدار صاحب نے کسی کو خلیفہ کیا یا نہیں یا شادی کی یا نہیں یا کوئی بھتیجہ ہمراہ آیا تھا یا نہیں اور اگر کسی خلیفہ کیا تو اوسکی اولاد ہوئی یا نہیں اور وہ خلیفہ کہاں گئے اور کیا ہوئے (۶) سید مدار صاحب کا وصال مکن پور ہوا یا اور کہیں اور وہ خلیفہ کہاں مدفون ہیں ۔ (۷) یہ کہ وہ خلیفہ ہندوستان میں گئے یا عرب میں یا کہاں ۔ (۸) یہ کہ وہ خلیفہ سید مدار صاحب سے پہلے رحلت کرگئے یا بعد کو بینوا توجروا

الجواب ۔ بے اصل و بے سروپا باتیں ہیں جنکا کہیں پتا نہیں ۔ سبع سنابل شریف میں ہے حضرت مدار صاحب قدس سرہ نے فرمایا ہے خلافت نہ کسے دادہ ام نخواہم داد ۔ میں نے خلافت نہ کسی کو دی ہے نہ آگے دوں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی ۲۸ شوال ۳۷ھ

(۱) قول حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترکت الحدیث الخ لہ مرا الفہمایند ۔

الجواب ۔ در مناقب خوارزمی و مناقب کردری ہر دو از حاکم صاحب مستدرک آوردہ اند کہ مرادش احادیث موضوعہ و مخالف کتاب ست اقول ایں بقول او علیک بالرای و قول حماد ترکت الحدیث نمی چسپد وانچہ بخاطرم ریختند کہ لام در حدیث برائے عہد ست حدیثے بودہ باشد کہ حماد روایتش میکرد و بواقع صحیح نبود و امام حماد با عتمادش در مسئلہ خلاف قیاس صحیح میکرد تقدیماً للحدیث علی الرای حضرت امام اور اتنبیہ نمود کہ ایں حدیث صحیح نیست و اعتماد را نشاید در یں مسئلہ ہم برائے عمل کن عبد الحکم را از حماد ایں حدیث بواسطہ رسیدہ بود خواست حاضر و از حماد شنود پس او را سوال کرد حماد فرمود من آں حدیث را ترک کردہ ام و آں خواب بیان کرد و ترک حدیث نہ بر بنائے مجرد خواب باشد بلکہ بہ تنبیہ امام متوجہ شدہ و علت قادحہ در آں بر وظاہر گشتہ باشد ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

لہ تمام عبارت مذکورہ سوال ایں ست سمعت عبد الحکم بن میسرۃ یقول اتیت حماد بن ابی حنیفۃ وقد کان امسك عن الحدیث فقلت له ان عندی شئی وذکرت له مجتبی ایاہ فقال ترکت الحدیث فانی رایت ابی فی المنام کانی اقول له ما فعل بك ربك فیقول هیهات هیهات علیك بالرای ثلاث مرات ودع الحدیث ثلاث مرات اھ

سوال دوم ۔ دیگر درصفحہ ۲۰۵ بعد از سے خط قام علیا رضی اللہ تعالٰی عنہ وامکن لہ وھاب منہ وبحیلہ عہ چہ معنی دارد ۔

الجواب ۔ بسیارے از خواب ماول باشد نہ کہ بر ظاہر معمول ۔ وتعظیم اکابر خوردان خود را برائے اظہار عظمت ایشان دور نیست سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم برائے حضرت بتول زہرا قیام فرمودے ودست او را بوسہ دادہ برجائے خود نشاندے وہیبت اینجا بمعنی احتشام ست یعنی او را محتشم داشت وعامل معہ معاملۃ الہائب ۔ واللہ تعالٰی اعلم

سوال سوم ۔ حدیث عہ کہ درشان امام صاحب رضی اللہ تعالٰی عنہ وارد ست بسیار طرق وبسیار علماء الحفاظ او را قبول کردہ اند در فقہ شافعی نیز مذکور ست شراح ہدایہ چرا بوضع وے قول کردہ اند دریں جا می باید کہ قول از واضعین وی ثبوت رسانند واگر نہ قول ایشان مقبول نیست ۔

الجواب ۔ در سندش کذابین وضاعین یافتہ اند ارجع الی اللآلی المصنوعۃ للحافظ السیوطی وشیخ قاسم حنفی نیز پیروی ایشان کرد ۔ ردالمحتار باید دید واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از علی گڈھ محلہ دو یکا پڑاؤ مرسلہ محمد نصیر الدین صاحب مورخہ ۲۲ ذالحجہ ۳۷ھ

۱ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ بیعت کرنا یعنی آجکل عرف میں پیری مریدی سے مشہور ہے سنت نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں اسکا کوئی ثبوت نہیں ہے اور عمرو کہتا ہے کہ سنت ہے

۲ ۔ زید مذکور باوجود مسجد میں بروقت جماعت حاضر ہونے کے بلاوجہ شرعی جماعت سے علیحدہ نماز پڑھتا ہے۔ محض اسی بنا پر کہ مسئلہ اول میں عمرو کے ساتھ اتفاق نہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ ۳ زید مذکور اپنے پیش امام سے جو کہ اوستاد بھی ہیں زید مذکور سلام وکلام سے پرہیز کرتا ہے اور بجائے احسان ماننے کے غیروں سے کہتے ہے وہ کیا جانے ہم سے مقابلہ کرالو اسکی وجہ بھی وجہ مذکور ہے ان سب صورتوں میں شرعاً کیا حکم ہے۔ بینوا بحوالہ الکتاب وتوجروا عند اللہ بحر الثواب۔

الجواب ۔ بیعت بیشک سنت محبوبہ ہے امام اجل شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عوارف شریف سے شاہ ولی اللہ دہلوی کے قول الجمیل تک اس کی تصریح اور ائمہ واکابر کا اس پر عمل ہے۔ اور رب العزت عزوجل فرماتا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ اور فرماتا ہے ید اللہ فوق ایدیھم اور فرماتا ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ اور بیعت کو خاص بجہاد سمجھنا جہالت ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یاایھا النبی اذا جاءک المؤمنٰت یبایعنک علٰی ان لایشرکن باللہ شیئا ولایسرقن ولا یزنین ولایقتلن اولادھن ولایاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولایعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم ۵ زید بوجہ ترک جماعت فاسق فاجر مردود الشہادۃ

عہ تمام عبارت ابن سنت قال صالح بن الخلیل رایت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیا معہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فجاء ابوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی فقام علیا رضی اللہ تعالٰی عنہ وامکن لہ وھاب منہ وبحلی ۱۵

عہ لفظان حدیث ابن سنت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یکون فی أمتی رجل یقال لہ ابوحنیفۃ النعمان وھو سراج امتی الی یوم القیامۃ ۔

مستوجب عذاب نار ہے۔ زید بلاوجہ شرعی اپنے باطل خیال کے باعث مسلمان سے ترک سلام وکلام کرکے دوسرے جرم کا مرتکب ہوا اور جبکہ امام اسکا استاذ بھی ہے تو عاق بھی ہوا اور اوسپر ان حکایات شنیعہ سے توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از تھانہ فتح پور چوراسی ضلع اناؤ مرسلہ علی احمد خانصاحب ہیڈمحرر ۔ ۲۳ جمادی الاولی ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے تینتری لڑکی ہوئی اس دن سے زید نہایت پریشان ہے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ تینتری لڑکی اچھی نہیں ہوتی تینترا لڑکا نصیب ور اور اچھا ہوتا ہے زید نے ایک صاحب سے دریافت کیا انھوں نے فرمایا یہ سب باتیں اہل ہنود اور عورتوں کی بنائی ہوئی ہیں اگر تم کو وہم ہو صدقات کردو ایک گائے یا سات بکریاں قربانی کردو اور توشہ شاہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالٰی عنہ کردو حق تعالٰی بتصدق سرکار غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ ہر طرح کی بلا ونحوست سے محفوظ رکھے گا۔ توشہ دو میں ایک خشکہ گیلانی۔ برنج۔ روغن زرد۔ شکر۔ میوہ شیر گاؤ۔ زعفران۔ گلاب۔ کیوڑا۔ الائچی خورد۔ لونگ۔ اسکو پکا کر نیاز شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کرکے مسلمانوں کو تقسیم کردیا جائے۔ دوسرا حلوہ اس طرح کہ مائدہ گندم۔ روغن زرد۔ شکر۔ میوہ۔ حلوہ پکا کر کیوڑا گلاب ورق نقرہ لگا کر فاتحہ دیکر تقسیم کردیا جائے۔ پانچ سیر سے کم ہونا اچھا نہیں زیادہ کا اختیار ہے۔ چونکہ زید اور اوسکی اہلیہ متبع حضور کے ہیں اسوجہ سے حضور کو تکلیف دی جاتی ہے کہ یہ باتیں صحیح ہیں یا غلط آپ کچھ صدقات تحریر فرمادیجئے تاکہ ان کی تعمیل زید کرسکے کیونکہ ان صدقات میں مبلغ ایک سو روپے صرف ہوگا اور زید کی تنخواہ صرف عـہ روپے ہے یا ان صدقات میں کمی فرمادیں۔

الجواب ۔ یہ محض باطل اور زنانے اوہام اور ہندوانہ خیالات شیطانیہ ہیں ان کی پیروی حرام ہے۔ تصدق اور توشہ سرکار ابد قرار رضی اللہ تعالٰی عنہ بہت اچھی چیز ہے مگر اس نیت سے کہ اسکی نحوست دفع ہو جائز نہیں کہ اس میں اوسکی نحوست مان لینا ہوا اور یہ شیطان کا ڈالا ہوا وہم تسلیم کرلینا ہوا والعیاذ باللہ تعالٰی اس قسم کے خطرے وسوسے جب کبھی پیدا ہوں اونکے واسطے قرآن کریم وحدیث شریف سے چند مختصر وبیشمار نافع دعائیں لکھتا ہوں انہیں ایک ایک بار خواہ زائد آپ اور آپ کے گھر میں پڑھ لیں اگر دل پختہ ہو جائے اور وہ وہم جاتا رہے بہتر ورنہ جب وہ وسوسہ پیدا ہو ایک ایک دفعہ پڑھ لیجئے اور یقین کیجئے کہ اللہ ورسول کے وعدے سچے ہیں اور شیطان ملعون کا ڈرانا جھوٹا۔ چند بار میں بعونہ تعالٰی وہ وہم بالکل زائل ہو جائیگا۔ اور اصلاً کبھی کسی طرح اوس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ وہ دعائیں یہ ہیں۔ لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولٰنا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ۵ ہمیں نہ پہنچے گی مگر جو ہمارے لئے اللہ نے لکھدی وہ ہمارا مولٰی اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا لازم، حسبنا اللہ ونعم الوکیل اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کام بنانے والا۔ اللّٰھم لایاتی بالحسنات الا انت ولا یذھب

السیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا بك الٰہی اچھی باتیں کوئی نہیں لاتا تیرے سوا اور بُری باتیں کوئی دور نہیں کرتا تیرے سوا اور کوئی زور و طاقت نہیں مگر تیری طرف سے اللّٰھم لا طیر الا طیرك ولا خیر الا خیرك ولا الٰہ غیرك الٰہی تیری ہی فال فال ہے اور تیری ہی خیر خیر۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔ یہ توشہ کہ انھوں نے بتایا نہایت مفید چیز ہے اور حاجتیں بر لانے کے لئے مجرب۔ ہمارے خاندان مشائخ کرام میں اسکی ترکیب یوں ہے میدہ گندم ۔ شکر ۔ گھی ۔ مغز بادام ۔ پستہ ۔ کشمش ۔ ناریل ۔ لونگ ۔ دارچینی ۔ چھوٹی الائچی ہر ایک سوا چھٹانک حضور کی نیاز دیکر صالحین کو کھلائے اور اپنے مطلب کی دعا کرائے اصل وزن یہ ہیں بقدر قدرت ان میں کمی بیشی کا اختیار ہے۔ نصف چوتھائی آٹھواں حصہ یا جتنا مقدور ہو کرے وہی اثر دیگا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر محلہ کٹرہ چاند خاں مسئولہ منظور حسن صاحب قادری رضوی۔ ۱۳ر رمضان ۳۸ھ

اسوقت حضور کا دیوان پیش نظر ہے اس میں اس شعر کا مطلب سمجھ میں نہ آیا۔

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دوجہاں اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

الجواب ۔ یہ شعر ایک حدیث کا ترجمہ ہے ابو بکر و عمر خیر الاولین والآخرین وخیر اھل السموٰت واھل الارضین الا الانبیاء والمرسلین لا تخبرھما یا علی۔ ابوبکر و عمر سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں اور تمام آسمان والوں اور سب زمین والوں سے بہتر ہیں سوا انبیاء و مرسلین کے اے علی تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔ علامہ مناوی نے تیسیر میں اس کے یہ معنی بتائے ہیں کہ ارشاد ہوتا ہے اے علی تم اون سے نہ کہنا بلکہ ہم خود فرمائیں گے تاکہ اون کی مسرت زیادہ ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از نسواہ قادریہ جونیر مدرسہ ضلع چاٹگام مرسلہ مولوی جمال الدین صاحب ۱۷ر رمضان ۳۸ھ

وقت نماز و صوم از گھڑی معین نمودن قطع نظر از آفتاب و ماہتاب آیا جائز شود یا جائز چنانچہ بعض دیوبندی قائل آنست بر تقدیر عدم جائز چہ دلیل عقلا و نقلا باید و موجد گھڑی کیست و کدام وقت ایجادش گردید و چرا ائمہ از وے وقت صوم و صلاۃ مقرر نہ نمودند۔

الجواب ۔ موجد آلہ ساعت مردے از منجمان زمانہ ہارون رشید را گفتہ اند واللہ اعلم فاما تا زمانہ ائمہ بلکہ تا چند صد سال پیش از زمان ما رواجش نبود و اعتماد برو آنکس را کہ علم توقیت نداند حرام ست ہمچناں بریک آلہ ساعت اعتماد نشاید کہ دفعۃً خود بخود پیش و پس می شود آرے ہر کہ علم توقیت داند و آلہ ساعت را محافظت تواند بر و کار میتواں کرد کما افادہ فی الدر المختار دیوبندیان خود از توقیت ہمچناں بیگانہ اند کہ از دین و اعتماد بر فتوائے آنہا حرام تر از آنست کہ بر ساعت بے تمکین واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از موضع تحصیل جامپور ضلع ڈیرہ غازی خاں مسئولہ عبدالغفور صاحب رضا ۱۴ر محرم ۳۹ھ

سورۂ فاتحہ کا شان نزول کہیں نہیں ملتا۔ شان نزول بیان فرمائیں۔

الجواب ۔ سورۂ فاتحہ رحمت الٰہی ہے دعا و ثنا ہے کہ رب عزوجل نے اپنے بندوں کو تعلیم فرمائی کسی خاص واقع کے لئے اوس کا نزول نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ضلع چاندہ ممالک متوسط نزول سرور آفس مسئولہ رحیم بخش خاں محمد شہزاد خاں ۲۳ر محرم ۳۹ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کمترین ایک مولوی وحید صاحب نامی کے ہاتھ پر بیعت ہوا تھا دس بارہ برس تک برابر خدمت کرتا رہا جہاں تک ہو سکا اپنی برادری کے لوگوں کو بھی آپکی بیعت میں داخل کرایا جب مولوی صاحب کا رسوخ ہماری برادری میں اچھی (طرح) اثر پذیر ہو گیا تو مولوی صاحب لگے ہماری برائی کرنے جب مجھے اسکی خبر ہوئی تو حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ خاکسار خادم قدیم سے کچھ قصور ہوا ہے تو حضور مجھکو سزا دیتے عام لوگوں میں بلا سبب رسوا کرنا کیا مصلحت ہے اس پر جھوٹ قسم کھا گئے کہ ہم نے کچھ کسی سے نہ کہا اتفاق سے وہ لوگ بھی موجود تھے اوس وقت مولوی صاحب بہت نادم ہوئے میں خاموش ہو گیا وقت گذشت کیا کیونکہ ہر طرح سے اپنی برائی ہوتی تھی اگرچہ مولوی صاحب کی ہی غلطی کیوں نہ ہو دوسرے آپ نے ایک شادی بھی اسی بستی کی ایک ایسی عورت سے کرلی جو مرید بھی نہیں اور جسکا شوہر مفقود الخبر ہو گیا ہے اس سے تمام بستی کے لوگ بدگمان و بدعقیدہ ہو گئے یہاں تک نماز بھی اونکے پیچھے نہ پڑھتے تھے تابعدار نے اپنا پیر بنا لیا تھا اس لئے بہت ہی کوشش و بستی کے لوگوں کی خوشامد کر کے فساد کو رفع دفع کرایا مگر چند روز کے بعد آپ نے اپنی منکوحہ صاحبہ کو علانیہ مسجد میں بلا پردہ آنے جانے پر کچھ روک ٹوک نہ کیا یہاں تک کہ مسجد کے پابند نمازی لوگوں نے بھی کہا مگر جواب یہ ملا کہ لونڈی ہے کوئی مضائقہ نہیں ہے لوگوں نے کہا ہماری پٹھان برادری کی لڑکی ہے لونڈی کیسے ہو سکتی ہے غرضکہ بہت شر پیدا ہو گیا نہ بی بی صاحبہ پردہ میں رہتی ہیں نہ مولوی صاحب تنبیہ کر سکتے ہیں ایسی حالت میں تین بچہ بھی ہو گئے مگر حالت ہنوز روز اول ہے اب یہ ہو گیا ہے کہ نئے نئے لچے لفنگے روز مرید ہوتے ہیں۔ غریب پابند صوم و صلاۃ کے قدیم خدمت گذار مردود علانیہ بنائے جاتے ہیں مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارا مردود کیا ہوا خدا و رسول اور پیردں کا مردود ہے ہماری بی بی امہات المومنین ہیں مریدوں کے لئے۔ ہر روز نئے نئے جھگڑے فساد برپا ہوتے رہتے ہیں آج ایک مرید کو مقبول بنایا کل دوسرے کو مردود کیا یہ سب باتیں تو ظاہر ہیں علاوہ اسکے ایسے حالات ہیں جنکا اظہار کرنا زبان گوارہ نہیں کرتی یہ خاکسار عجیب پریشانی میں ہے خدا کے واسطے رسول کے واسطے اور اپنے طریقت کے بزرگوں کے واسطے مجھے کوئی راہ نجات کی بتائیں اور ایسی حالت میں کسی دوسرے صاحب شریعت و طریقت کے ہاتھ پر بیعت کر سکتا ہوں یا نہیں اور ایسے شخص کی بیعت فسخ ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ پیر میں چار شرطیں لازم ہیں اوّل سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین ہو۔ دوسرے اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے۔ تیسرے فاسق معلن نہ ہو۔ چوتھے اوس کا سلسلہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک متصل ہو جس میں یہ چاروں شرطیں جمع ہیں اوسکے ہاتھ پر بیعت جائز ہے اور ایسے پیر کے افعال واقوال پر اعتراض سخت حرام اور موجب محرومی برکات دارین ہے اوسکی جو بات اپنے ذہن میں خلاف معلوم ہو واجب ہے کہ اچھی تاویل کرے اور تاویل سمجھ میں نہ آئے تو یہ سمجھے کہ اسکا کوئی عمدہ منشا ہوگا جو میری سمجھ میں نہ آیا اب آپ اپنے پیر کو دیکھئے اون چار شرطوں میں سے اگر کسی شرط کی کمی ہے تو بیعت ناجائز ہوئی اُنکو چاہئے کہ کسی پیر جامع شرائط پر بیعت کریں کمی شرط کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ اوسکی منکوحہ باریک کپڑے پہنے جن سے بدن یا بال چمکتے ہوں یا بالوں یا گلے یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا کپڑے اتنے چست ہوں کہ بدن کی ہیئات بتاتے ہوں اور وہ یوں علانیہ مجمع مرداں میں آتی ہے اور شوہر جائز رکھے تو دیوث و فاسق معلن ہے قابل پیری نہیں اور اگر ایسا نہیں اور چاروں شرطیں جمع ہیں تو اوس پر اعتراض جائز نہیں اور اوسکی بیعت سے روگردانی منع ہے وہ قسم جو اوس نے کھائی اوس میں تاویل یہ سمجھے کہ ہم نے خود کسی سے کچھ نہ کہا بلکہ ہم سے کہلوایا گیا اس طرح حضرت سیدتنا ام کلثوم بنت حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالٰی عنہما اپنے شوہر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے جنازے پر جو فضائل اون کے بیان کئے اون کے والد امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے فرمایا واللہ ماقالت ولکن قولت خدا کی قسم یہ انھوں نے نہ کہے بلکہ ان سے کہلوائے گئے۔ اور اوس کا کہنا کہ مریدوں کے لئے امہات المومنین ہیں اگرچہ سخت معیوب و ناشائستہ ہے مگر نہ اس قابل کہ چاروں شرطیں ہوتے ہوئے اوسکی بیعت فسخ کی جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر محلہ سوداگراں مسئولہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۱۰ ر صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں اگر بغیر اجازت ہوگئی تو کیا حکم ہے۔

الجواب ۔ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ قاضی فضل احمد صاحب لودیانوی۔ ۲۲ صفر مظفر ۳۹ھ

علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے ایک رافضی نے کہا آیہ کریمہ انا من المجرمین منتقمون ٥ کے عدد بارہ سو دو ہیں۔ اور یہی عدد ابوبکر عمر عثمان کے ہیں۔

الجواب ۔ روافض لعنہم اللہ تعالٰی کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا بادر ہوا پر ہے

اوّلاً ہر آیت عذاب کے عدد اسمائے اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے اسمائے کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔ ثانیاً امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیر دیگا اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا ارونی ابنی ماذا سمیتموہ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اوس کا کیا نام رکھا۔ مولی علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اوسکا کیا نام رکھا مولی علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسین ہے پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا مولی علی نے وہی عرض کی فرمایا نہیں بلکہ وہ محسن ہے پھر فرمایا میں نے اپنے ان بیٹوں کے نام داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے بیٹوں پر رکھے شَبَّر۔ شُبَیْر۔ مُشَبِّر۔ حسن حسین محسن ان سے ہم وزن وہم معنی ہیں۔ اس سے مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنا چاہئے لہٰذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر عمر عثمان عباس وغیرہا رکھے۔ **ثالثاً** ۔ رافضی نے عدد غلط بتائے۔ امیر المومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو۔ ہاں اور رافضی (۱) بارہ سو دو عدد کا ہیکے ہیں۔ ابن سبا رافضہ کے (۲) ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد ان کے ہیں۔ ابلیس۔ یزید۔ ابن زیاد۔ شیطان الطاق کلینی۔ ابن بابویہ قمی۔ طوسی حلی (۳) ہاں اور رافضی اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیء بے شک جنھوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہوگئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں اس آیہ کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں اور یہی عدد ہیں رفاض اثنا عشریہ شیطنیہ اسمعیلیہ کے اور اگر اپنی طرح سے اسمعیلیہ میں الف چاہے تو یہی عدد ہیں روافض عشریہ و نصیریہ و اسماعیلیہ کے۔ (۴) ہاں اور رافضی اللہ تعالٰی فرماتا ہے لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار اون کے لئے ہے لعنت اور اون کے لئے ہے بُرا گھر اس کے عدد چھ سو چوالیس ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حلی کے (۵) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم وہی اپنے رب کے یہاں صدیق و شہید ہیں اون کے لئے اونکا ثواب ہے اس کے عدد چودہ سو پینتالیس ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر عمر عثمان علی سعد کے (۶) نہیں اور رافضی بلکہ مولی تعالٰی فرماتا ہے اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم۔ وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں۔ اون کے لئے ہے اونکا ثواب اور اونکا نور اس کے عدد ۱۷۵۲ ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر و عمر و عثمٰن و علی و طلحہ و زبیر و سعد کے (۷) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ھم

الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اوسکے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں اون کے لیئے ہے اونکا ثواب اور اونکا نور۔ آیۂ کریمہ کے عدد ۱۶، ۳ اور یہی عدد ہیں صدیق فاروق ذوالنورین علی طلحہ زبیر سعد سعید ابوعبیدہ عبدالرحمن بن عوف کے۔ الحمدللہ آیۂ کریمہ کا تمام وکمال جملہ مدح بھی پورا ہوگیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے اسماء طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف وتصنع کو دخل نہیں کچھ روز ول سے آنکھ دکھتی ہے یہ تمام آیات عذاب اسمائے اشرار و آیت مدح و اسمائے اخیار بعدد محض خیال میں مطابق کئیجن میں کل صرف چند منٹ صرف ہوئے اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بعونہ تعالٰی اسقدر بھی کافی ہے۔ وللہ الحمد واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ حافظ نجم الدین صاحب نجم جرہائی نیب ۲۹ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیات انما اموالکم واولادکم فتنۃ ۵ و یاایھا الذین امنوا لاتلھکم اموالکم ولااولادکم عن ذکراللہ ۵ کے مصداق کون لوگ ہیں اور انکا ترجمہ کیا ہے۔

الجواب ۔ یہ خطاب عام ہے خاص اشخاص اس سے مراد نہیں سب مسلمانوں سے فرمایا جاتا ہے کہ تمہارے مال و اولاد از مائش ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے سبب یاد الہی سے غافل ہو جاؤ اور جو ایسا کرے گا وہ نقصان پائیگا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از کھنڈیا ضلع ریاست رامپور مسئولہ عزیز احمد۔ ۲ جمادی الاولی ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند لوگ سنبھل کمن پور کے اس طرح بیعت کرتے ہیں کہ پیالا پلاتے ہیں اور بندگان خدا کو کسی قسم کی تعلیم نہیں کرتے ہیں یہی لوگ موضع کھنڈیا علاقہ ریاست رامپور میں جمع ہوئے اور بیان کیا کہ طریقہ بیعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہی ہے۔ ایک صاحب خاندان قادریہ کے وہاں موجود تھے اونھوں نے کہا کہ چار طریق بیعت شرعًا جائز ہے ایک بذریعہ خواب کے دوسرے قبر سے تیسرے پیالا پاکر چوتھے اوس شخص سے جو صاحب اجازت نہ ہو۔ ان دونوں بیانوں میں کون سا صحیح ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ اوس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افترا کیا کہ حضور کا طریقہ بیعت پیالا پلانا تھا حاش للہ بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مارنا اور یہی طریقہ آج تک مشائخ میں ہے پیالا پلانا بھنگڑ دل بیقیدوں کے یہاں ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ اے نبی یہ جو تم سے بیعت کر رہے ہیں یہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں یہ تمہارا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر نہیں اللہ کا دست قدرت ان کے ہاتھوں پر ہے۔ معلوم ہوا کہ طریقہ بیعت ہاتھ پر ہاتھ رکھنا تھا نہ کہ پیالا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

رسالہ

نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین وآسمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

مسئلہ ۔ از موتی بازار لاہور مسئولہ مولوی حاکم علی صاحب۔ ۱۴ جمادی الاولی ۱۳۳۹ھ

یا سیدی اعلیحضرت سلکم اللہ تعالٰی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد ھذا من تفسیر جلالین (ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا) ای یمنعھما من الزوال **وایضا** (اولم تکونوا اقسمتم) حلفتم (من قبل) فی الدنیا (مالکم من) زائدۃ (زوال) عنھا الی الاخرۃ **وایضا** (وان) ما (کان مکرھم) وان عظم (لتزول منہ الجبال) المعنی لایعبأ بہ ولایضرہ الاانفسھم والمراد بالجبال ھنا قیل حقیقتھا وقیل شرائع الاسلام المشبھۃ بھا فی القرار والثبات وفی قرأۃ بفتح لام لتزول ورفع الفعل فان مخففۃ والمراد[1] تعظیم مکرھم وقیل المراد بالمکر کفرھم ویناسبہ علی الثانیۃ تکاد السموت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا وعلی الاول ماقرئ وماکان۔ وسرورزمن دامت برکاتکم واین است از تفسیر حسینی ان اللہ بدرستیکہ خدائے تعالٰی یمسک السموٰت والارض نگاہ میدارد آسمانہا وزمین را ان تزولا برائے آنکہ زائل نشوند از اماکن خود چہ ممکن را در حال بقا ناچار است از نگاہ دارندہ آوردہ اند کہ چون یہود ونصارٰی عزیر وعیسٰی را بفرزندی حق سبحٰنہ نسبت کردند آسمان وزمین نزدیک بآں رسید کہ شگافتہ گردد حق تعالٰی فرمود کہ من بقدرت نگاہ میدارم ایشاں را تا زوال نیابند یعنی از جائے خود نروند **وایضا** اولم تکونوا در جواب ایشاں گویند فرشتگان آیا نبودید شما کہ از روئے مبالغہ اقسمتم من قبل سوگند می خوردید پیش ازیں در دنیا کہ شما پایندہ وخوابیدہ بودید مالکم من زوال نباشد شمارا ہیچ زوالے مراد آنست کہ می گفتند کہ ما در دنیا خواہیم بود وبسرائے دیگر نقل نخواہیم نمود **وایضا** وان کان مکرھم بدرستیکہ بود مکر ایشاں در سختی وہول ساختہ وپرداختہ لتزول تا از جائے برود منہ الجبال ازاں مکر کوہ ہا محبوب محب فقیر امید کہ اللہ تعالٰی فی کل حال جب کا فروں کے زوال کے معنی ان کا

---

[1] والمعنی ان کان مکرھم من الشدۃ بحیث تزول عنہ الجبال وتنقطع عن اماکنہا ۱۲ کمالین

اسس دنیا سے دارالآخرۃ میں جانا مسلم ہوا تو معاملہ صاف ہوگیا کیونکہ کافر زمین پر پھرتے چلتے ہیں اس پھرنے چلنے کا نام زوال نہوا کہ یہ اون کا چلنا پھرنا اپنے اماکن میں ہے کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے اون کو حرکت کرنے کا امکان دیا ہے وہاں تک اونکا حرکت کرنا اونکا زوال نہوا یہی حال پہاڑوں کا ہوا کہ ان کا اپنے اماکن سے زائل ہو جانا اون کا زوال ہوا جب یہ حال ہے تو زمین کا بھی اس کے اپنے اماکن سے زائل ہو جانا اس کا زوال ہوگا اور اپنے اماکن میں اس کا حرکت کرنا زوال نہیں ہوسکتا۔ شکر ہے اوس پروردگار کا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مجھے گریز نہوا اور میری مشکل بھی از بارگاہ حل المشکلات حل ہوگئی ببرکت کلام کریم ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب اور اس طرح ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکان کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا یعنی آسمان کی تصریح کی طرح تصریح نفرمائی یعنی خاموشی فرمائی قربان جاؤں احسن الخالقین تبارک وتعالیٰ کے اور باعث خلق عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور حضرت معلم التحیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ سائنس کی سرکوبی کے لئے زمین کے زوال اس کے اماکن سے کئے معنی آپ کے اس تابعدار مجاہد کبیر پر عیاں فرمائے کہ زمین کے زوال نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو امساک کیا ہے اوس سے یہ باہر نہیں سرک سکتی مگر ان اماکن میں اس کو حرکت امر کردہ شدہ عطا فرمائی ہوئی ہے جیسے کہ اس پر کافر چلتے پھرتے ہیں اور یہ اون کا زوال نہیں ہے اسی طرح سے اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں امساک کردہ شدہ ہے اور جاذبہ اور رفتار کیا ہے صرف اللہ پاک کے امساک کا ایک ظہور ہے اور کچھ نہیں اب چاہیں تو جاذبہ اور رفتار دونوں کو معدوم کر دیویں اور ہر چیز کو اوس کے حیز میں ساکن فرما دیویں اوس سے زائل نہیں ہوسکتی جیسے کہ سورج والشمس تجری لمستقر لہا کے رو سے اپنے مجرے میں امساک کیا گیا ہوا ہے اور اپنے مجرے میں چل رہا ہے مگر اوس کے اس چلنے کا نام زوال نہیں بلکہ جریان ہے تو زمین کا بھی اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں چلنا اوس کا جریان ہے نہ کہ زوال ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فالحمد للہ رب العالمین والشکر والمنۃ غریب نواز کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پاؤں الم نجعل الارض مھادا کے بجائے الذی جعل لکم الارض مھدا آخر ج ۲۵ ع ۷ آیہ ۱۰ درج فرمادی دیباچہ میں سب کو سلام مسنون قبول ہووے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

الحمد للہ الذی بامرہ قامت السماء والارض والصلوٰۃ والسلام علی شفیع یوم العرض والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین۔

مجاہد کبیر مخلص فقیر حق طلب حق پذیر سلمہ اللہ القدیر۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دسویں جمادی الاولیٰ کو آپ کی

رجسٹری آئی میری ضروری کتاب کہ طبع ہورہی ہے اوس کی اصل کے صفحہ ۸۸ تک کاتب لکھ چکے اور صفحہ ۱۰۹ کے بعد سے مجھے تقریباً چالیس صفحہ کے قدر مضامین بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی یہ مباحث جلیلہ دقیقہ پر مشتمل تھی میں نے ان کی تکمیل مقدم جانی کہ طبع جاری رہے ادھر طبیعت کی حالت آپ خود ملاحظہ فرما گئے ہیں وہی کیفیت ابتک ہے اب بھی اوسی طرح چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد کو لیجاتے ہیں ان اوراق کی تحریر اور اون مباحث جلیلہ غامضہ کی تنقیح وتقریر سے بحمدہ تعالیٰ رات فارغ ہوا اور آپ کی محبت پر اطمینان تھا کہ اس ضروری دینی کام کی تقدیم کو ناگوار نہ رکھیں گے۔ آپ نے اپنا لقب مجاہد کبیر رکھا ہے مگر میں تو اپنے تجربے سے آپکو مجاہد اکبر کہہ سکتا ہوں حضرت مولانا الاسد الاسد الاشد مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لہجہ جلد سے جلد حق قبول کر لینے والا میں نے آپ کی برابر نہ دیکھا اپنے جمے ہوئے خیال سے فوراً حق کی طرف رجوع لے آنا جس کا میں بارہا آپ سے تجربہ کر چکا نفس سے جہاد ہے اور نفس سے جہاد جہاد اکبر ہے تو آپ اس میں مجاہد اکبر ہیں بارک اللہ تعالیٰ وتقبل آمین۔ امید ہے کہ بعونہ تعالیٰ اس مسئلہ میں بھی آپ ایسا ہی جلد از جلد قبول حق فرمائیں گے کہ باطل پر ایک آن کے لئے بھی اصرار میں نے آپ سے نہ دیکھا وللہ الحمد۔

اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین وآسمان دونوں ساکن ہیں کواکب چل رہے ہیں کل فی فلک یسبحون ۝ ہر ایک ایک فلک میں تیرتا ہے جیسے پانی میں مچھلی۔ اللہ عزوجل کا ارشاد آپ کے پیش نظر ہے ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا ۝ ولئن زالتا ان امسکہما من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا ۝ بیشک اللہ آسمان وزمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا انہیں کون روکے بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔ میں یہاں اولاً اجمالاً چند حرف گزارش کروں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی حق پسندی کو وہی کافی ہوں پھر قدرے تفصیل۔ **اجمال**۔

یہ کہ افقہ الصحابۃ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود وصاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس آیہ کریمہ سے مطلق حرکت کی نفی مانی یہاں تک کہ اپنی جگہ قائم رہ کر محور پر گھومنے کو بھی زوال بتایا (دیکھئے نمبر ۲) حضرت امام ابو مالک تابعی ثقہ جلیل تلمیذ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زوال کو مطلق حرکت سے تفسیر کیا (دیکھئے آخر نمبر ۲) ان حضرات سے زائد عربی زبان ومعانی قرآن سمجھنے والا کون۔ علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری نے تفسیر رغائب الفرقان میں اس آیہ کریمہ کی یہ تفسیر فرمائی ان تزولا کراھۃ زوالہما عن مقرھما ومرکزھما یعنی اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مقر ومرکز سے ہٹ نہ جائیں مقر ہی کافی تھا کہ جائے قرار وآرام ہے قرار سکون ہے منافی حرکت قاموس سے آتا ہے قر سکن مگر انہوں نے اس پر اکتفا نہ کی بلکہ اوس کا عطف تفسیری مرکزہما زائد کیا مرکز جائے رکز۔ رکز گاڑنا جمانا یعنی آسمان

وزمین جہاں جمے ہوئے گڑے ہوئے ہیں وہاں سے نہ سرکیں نیز غرائب القرآن میں زیر قولہ تعالٰی الذی جعل لکم الارض فراشا فرمایا لایتم الافتراش علیھا مالم تکن ساکنۃ ویکفی فی ذلك ما اعطاھا خالقھا ورکز فیھا من المیل الطبیعی الی الوسط الحقیقی بقدرتہ واختیارہ ان اللہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا اسی آیت کے نیچے تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں ہے اعلم ان کون الارض فراشا مشروط بکونھا ساکنۃ فالارض غیر متحرکۃ لا بالاستدارۃ ولا بالاستقامۃ وسکون الارض لیس الا من اللہ تعالٰی بقدرتہ واختیارہ ولھذا قال تعالٰی ان اللہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا اھ ملتقطا۔ قرآن عظیم کے وہی معنی بینے ہیں جو صحابہ وتابعین ومفسرین معتمدین نے لئے اون سب کے خلاف وہ معنی لینا جن کا پتا نصرانی سائنس میں ملے مسلمان کو کیسے حلال ہوسکتا ہے قرآن کریم کی تفسیر بالرائے اشد کبیرہ ہے جس پر حکم ہے فلیتبوأ مقعدہ من النار وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے یہ تو اوس سے بھی بڑھکر ہوگا کہ قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے بھی نہیں بلکہ رائے نصارٰی کے موافق والعیاذ باللہ تعالٰی یہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہما وہ صحابی جلیل القدر ہیں جنکو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے اسرار سکھائے اونکا لقب ہی صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اون سے اسرار حضور کی باتیں پوچھتے اور عبداللہ تو عبداللہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ یہ جو فرمائیں اوسے مضبوط تھامو تمسکوا بعھد ابن مسعود اور ایک حدیث میں ارشاد ہے رضیت لامتی مارضی لھا ابن ام عبد وکرھت لامتی ماکرہ لھا ابن ام عبد میں نے اپنی امت کے لئے پسند فرمایا جو اوس کے لئے عبداللہ ابن مسعود پسند کریں اور میں نے اپنی امت کے لئے ناپسند رکھا جو اوس کے لئے ابن مسعود ناپسند رکھیں اور خود اون کے علم قرآن کو اس درجہ ترجیح بخشی کہ ارشاد فرمایا استقرأوا القرآن من اربعۃ من عبد اللہ ابن مسعود الحدیث قرآن چار شخصوں سے پڑھو سب میں پہلے عبداللہ ابن مسعود کا نام لیا یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم میں بروایت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما حضرت اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے۔ اور عجائب نعمائے الٰہیہ سے یہ کہ آیہ کریمہ ان تزولا کی یہ تفسیر اور یہ کہ محور پر حرکت بھی موجب زوال ہے چہ جائیکہ حرکت علی المدار۔ ہم نے دو صحابی جلیل القدر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی دونوں کی نسبت حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ جوباتیں تم سے بیان کریں اوسکی تصدیق کرو دونوں حدیثیں جامع ترمذی شریف کی ہیں اول ماحدثکم ابن مسعود فصدقوہ دوم ماحدثکم حذیفۃ فصدقوہ اب یہ تفسیریں ان دونوں حضرات کی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسے مانو اس کی تصدیق کرو والحمد للہ رب العالمین۔ ہمارے معنی کی تو یہ عظمت شان ہے کہ **مفسرین** سے ثابت **تابعین** سے ثابت اجلہ **صحابہ کرام** سے ثابت خود حضور **سید الانام علیہ افضل الصلاۃ**

والسلام سے اوس کی تصدیق کا حکم۔ اور عنقریب ہم بفضل اللہ تعالٰی اور بہت **آیات** اور صدہا احادیث اور **اجماع امت** اور خود اقرار مجاہد کبیر سے اس معنی کی حقیقت اور زمین کا سکون مطلق ثابت کریں گے وباللہ التوفیق۔ آپ نے جو معنی لئے کیا کسی صحابی کسی تابعی کسی امام کسی تفسیر یا جانے دیجئے چھوٹی سی چھوٹی کسی اسلامی عام کتاب میں دکھا سکتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ زمین گرد آفتاب دورہ کرتی ہے اللہ تعالٰی اوسے صرف اتنا روکے ہوئے ہے کہ اس مدار سے باہر نجائے لیکن اس پر اوسے حرکت کرنے کا امر فرمایا ہے حاش للہ ہرگز کسی اسلامی رسالہ پرچے رقعہ سے اس کا پتا نہیں دے سکتے سوا سائنس نصارٰی کے۔ آگے آپ انصاف کرلیں گے کہ معنی قرآن وہ لئے جائیں یا یہ۔ محبا مخلصا وہ کونسا نص ہے جس میں کوئی تاویل نہیں گڑھ سکتے یہاں تک کہ قادیانی کافر نے وخاتم النبیین میں تاویل گڑھ دی کہ رسالت کی افضلیت اون پر ختم ہوگئی اون جیسا کوئی رسول نہیں ناتوتوی نے گڑھ دی کہ وہ نبی بالذات ہیں اور نبی بالعرض اور بالعرض کا قصہ بالذات پر ختم ہوجاتا ہے اون کے بعد بھی اگر کوئی نبی ہو تو ختم نبوت کے خلاف نہیں حتی کہ یوہیں کوئی مشرک لا الٰہ الا اللہ میں تاویل کرسکتا ہے کہ اعلٰی میں حصر ہے یعنی اللہ کے برابر کوئی خدا نہیں اگرچہ اوس سے چھوٹے بہت سے ہوں جیسے حدیث میں ہے لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار دوسری حدیث میں لاوجع الا وجع العین ولا ھم الا ھم الدین درد نہیں مگر آنکھ کا درد اور پریشانی نہیں مگر قرض کی پریشانی ایسی تاویلوں پر خوش ہونا نچاہئے بلکہ جو تفسیر ماثور ہے اوس کے حضور سر رکھ دیا جائے اور جو مسئلہ تمام مسلمانوں میں مشہور ومقبول ہے مسلمان اوسی پر اعتقاد لائے۔ محبی مخلصی اللہ عزوجل نے آپ کو پکا مستقل سنی کیا ہے آپ جانتے ہیں کہ سب سے پہلے رافضی جو مرتد تھے کاہے سے رافضی ہوئے۔ کیا اللہ یا قرآن یا رسول یا قیامت وغیرہا ضروریات دین سے کسی کے منکر تھے ہرگز نہیں اونھیں اسی نے رافضی کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی عظمت نہ کی۔ محبا دل کو صحابہ کی عظمت سے مملو کرلینا فرض ہے اونھوں نے قرآن کریم صاحب قرآن صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پڑھا حضور سے اوس کے معانی سیکھے اون کے ارشاد کے آگے اپنی فہم ناقص کی وہ نسبت سمجھنی بھی ظلم ہے جو ایک علامہ متبحر کے حضور کسی جاہل گنوار بے تمیز کو۔ محبا صحابہ اور خصوصًا حذیفہ وعبداللہ ابن مسعود جیسے صحابہ کی یہ کیا عظمت ہوئی اگر ہم خیال کریں کہ جو معنی قرآن عظیم اونھوں نے سمجھے غلط ہیں ہم جو سمجھے وہ صحیح ہیں میں آپ کو اللہ عزوجل کی پناہ میں دیتا ہوں اس سے کہ آپ کے دل میں ایسا خطرہ بھی گزرے۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین میں امید واثق رکھتا ہوں کہ اسی قدر اجمال جمیل آپ کے انصاف جزیل کو بس ہو۔ اب قدرے **تفصیل** بھی عرض کروں (۱) زوال کے اصل معنی سرکنا۔ ہٹنا۔ جانا۔ حرکت کرنا بدلنا ہیں۔ قاموس میں ہے الزوال الذھاب والاستحالۃ اوسی میں ہے کل ما تحول فقد حال واستحال

ایک نسخہ میں ہے کل ما تحرک او تغیر یونہی عُباب میں ہے تحول او تحرک تاج العروس میں ہے ازال اللہ تعالی زوالہ ای اذہب اللہ حرکتہ و زال زوالہ ای ذہبت حرکتہ نہایہ ابن اثیر میں ہے فی حدیث جندب الجہنی واللہ لقد خالطہ سہمی ولو کان زائلۃ لتحرک الزائلۃ کل شیئ من الحیوان یزول عن مکانہ ولا یستقر وقد کان ھذا المرمی قد سکن نفسہ لایتحرک لئلا یحس بہ فیجھز علیہ ۔ (۱) دیکھو زوال بمعنی حرکت ہے اور قرآن عظیم نے آسمان وزمین سے اوسکی نفی فرمائی تو حرکت زمین کو آسمان دونوں باطل ہوئیں (ب) زوال جاتا اور بدلتا ہے حرکت محوری میں بدلتا ہے اور مدار پر حرکت میں جاتا بھی تو دونوں کی نفی ہوئی (ج) نیز نہایہ و در نثیر امام جلال الدین سیوطی میں ہے الزویل الانزعاج بحیث لایستقر علی المکان وھو الزوال بمعنی واحد قاموس میں ہے زعجہ واقلقہ وقلعہ من مکانہ کازعجہ فانزعج لسان میں ہے الازعاج نقیض الاقرار تاج میں ہے قلق الشیئ قلقا ھو ان لایستقر فی مکان واحد مفردات امام راغب میں ہے قر فی مکانہ ثبت ثبوتا جامدا واصلہ من القر وھو البرد وھو یقتضی السکون والحر یقتضی الحرکۃ ۔ قاموس میں ہے قر بالمکان ثبت وسکن کاستقر دیکھو زوال انزعاج ہے اور انزعاج قلق اور قلق مقابل قرار اور قرار سکون تو زوال مقابل سکون ہے اور مقابل سکون نہیں مگر حرکت تو ہر حرکت زوال ہے قرآن عظیم آسمان وزمین کے زوال سے انکار فرماتا ہے لاجرم اُن کی ہر گونہ حرکت کی نفی فرماتا ہے (د) صراح میں ہے زائلہ جنبیدہ و روندہ وآئندہ زمین اگر محور پر حرکت کرتی جنبیدہ ہوتی اور مدار پر تو آئندہ و روندہ بھی بہر حال زائلہ ہوتی اور قرآن عظیم اوس کے زوال کو باطل فرماتا ہے لاجرم اوس سے ہر نوع حرکت زائل (۲) کریمہ وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال ○ اون کا مکر اتنا نہیں جس سے پہاڑ جگہ سے ٹل جائیں یا اگرچہ اون کا مکر ایسا بڑا ہو کہ جس سے پہاڑ ہل جائیں یہ قطعاً ہماری ہی مؤید اور ہر گونہ حرکت جبال کی نفی ہے (۱) ہر عاقل بلکہ غبی تک جانتا ہے کہ پہاڑ ثابت ساکن و مستقر ایک جگہ جمے ہوئے ہیں جن کو اصلاً جنبش نہیں تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے ثبوت الجبل یعرفہ الغبی والذکی قرآن عظیم میں اون کو رواسی فرمایا راسی ایک جگہ جما ہوا پہاڑ اگر ایک انگل بھی سرک جائیگا قطعاً زال الجبل صادق آئیگا نہ یہ کہ تمام دنیا میں لڑھکتا پھرے ۔ اور زال الجبل نہ کہا جائے ثبات و قرار ثابت رہے کہ ابھی دنیا سے آخرت کی طرف گیا ہی نہیں زوال کیسے ہوگیا ۔ اپنی منقولہ عبارت جلالین دیکھئے پہاڑ کے اسی ثبات واستقرار پر شرائع اسلام کو اوس سے تشبیہ دی ہے جن کا ذرہ بھر ہلانا ممکن نہیں (ب) اسی عبارت جلالین کا آخر دیکھئے کہ تفسیر دوم پر یہ آیت آیۂ وتخر الجبال ھدا ○ کے مناسب ہے یعنی اون کی ملعون بات ایسی سخت ہے جس سے قریب تھا کہ پہاڑ ڈھ کر گر پڑتے ۔ یونہی معالم التنزیل میں ہے وھو معنی قولہ تعالی وتخر الجبال ھدا ○ یہ مضمون ابو عبید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ

تعالی عنہما سے روایت کیا نیز ابن جریر ضحاک سے راوی ہوئے کقولہ تعالی وتخر الجبال ھدا ○ اسی طرح قتادہ شاگرد انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ظاہر ہے کہ ڈھ کر گرنا اوس جنگل سے بھی اوسے نہ نکالے گا جس میں تھا نہ کہ دنیا سے ہاں جما ہوا ساکن مستقر نہ رہے گا تو اوسی کو زوال سے تعبیر فرمایا اور اسی کی نفی زمین سے فرمائی تو وہ ضرور جمی ہوئی ساکن مستقر ہے (ج) رب عزوجل نے سیدنا موسی علی نبینا الکریم وعلیہ الصلاۃ والتسلیم سے فرمایا لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے ہاں پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہے تو عنقریب تم مجھے دیکھ لوگے ۔ پھر فرمایا فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا ○ جب اون کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی اوسے ٹکڑے کر دیا اور موسی غش کھا کر گرے ۔ کیا ٹکڑے ہو کر دنیا سے نکل گیا یا ایشیا یا اوس ملک سے ۔ اس معنی پر تو ہرگز جگہ سے نہ ٹلا ہاں وہ خاص محل جس میں جما ہوا تھا وہاں جما نہ رہا تو معلوم ہوا اسی قدر عدم استقرار کو کافی ہے اور اوپر گزرا کہ عدم استقرار عین زوال ہے زمین بھی جہاں جمی ہوئی ہے وہاں سے سرکے تو بیشک زائلہ ہوگی اگرچہ دنیا یا مدار سے باہر نہ جائے ۔ (د) اس آیہ کریمہ کے نیچے تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے وان کان مکرھم فی غایۃ المتانۃ والشدۃ معدا لازالۃ الجبال عن مقارھا نیشاپوری میں ہے ازالۃ الجبال عن اماکنھا خازن میں ہے زال عن اماکنھا کشاف میں ہے تنقلع عن اماکنھا مدارک میں ہے تنقطع عن اماکنھا اسی کے مثل آپ نے کمالین سے نقل کیا یہاں بھی مکان و مقر سے قطعاً وہی قرار ہے جو کریمۂ فان استقر مکانہ میں تھا ارشاد کا ارشاد مقارھا جا بائے قرار اور کشاف کا لفظ تنقلع خاص قابل لحاظ ہے کہ اُکھڑ جانے ہی کو زوال بتایا ۔ (ھ) سعید بن منصور اپنے سنن اور ابن ابی حاتم تفسیر میں حضرت ابو مالک غزوان غفاری کوفی اوستاذ امام سدی کبیر و تلمیذ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال قال تحرکت اونھوں نے صاف تصریح کر دی کہ زوال جبال اون کا حرکت کرنا جنبش کھانا ہے ۔ اسی کی زمین سے نفی ہے وللہ الحمد (۳) اوپر گزرا کہ زوال مقابل قرار و ثبات ہے اور قرار و ثبات حقیقی سکون مطلق ہے دربارۂ قرار عبارت امام راغب گزری اور قاموس میں ہے المثبت کمکرم من لاحراک بہ من المرض وبکسر الباء الذی ثقل فلم یبرح الفراش وداء ثُبات بالضم معجز عن الحرکۃ مگر توسُّعاً قرار و ثبات ایک حالت پر بقا کو کہتے ہیں اگرچہ اس میں سکون مطلق نہو تو اوس کا مقابل زوال اوسی حالت سے انفصال ہوگا یونہی مقر و مستقر و مکان ہر جسم کے لئے حقیقۃً وہ سطح یا بُعد مجرد یا موہوم ہے جو جمیع جوانب سے اس جسم کو حاوی اور اس سے لاصق ہے یعنی علماء اسلام کے نزدیک وہ فضائے متصل جسے یہ جسم بھرے ہوئے ہے ظاہر ہے کہ وہ ذرہ سے سرکنے سے بدل گئی لہذا اس حرکت کو حرکت اینیہ کہتے ہیں یعنی جس سے دمبدم اَین کہ مکان کا نام ہے بدلتا ہے یہی جسم کا مکانِ خاص ہے اور اسی میں قرار و ثبات حقیقی ہے اس کے لئے یہ بھی ضرور کہ

وضع بھی نہ بدلے کرۂ کہ اپنی جگہ قائم رکھ کر اپنے محور پر گھومے مکان نہیں بدلتا مگر اوسے قار و ثابت و ساکن نہ کہیں گے بلکہ زائل و حائل و متحرک۔ پھر اسی توسع کے طور پر بیت بلکہ دار بلکہ محلے بلکہ شہر بلکہ ملک بلکہ کثیر ملکوں کے حاوی حصۂ زمین مثل ایشیا بلکہ ساری زمین بلکہ تمام دنیا کو مقر و مستقر و مکان کہتے ہیں قال تعالٰی ولکم فیھا مستقر و متاع الی حین۔ اور اس سے جب تک جدائی نہ ہو اوسے قرار و قیام بلکہ سکون سے تعبیر کرتے ہیں اگرچہ ہزاروں حرکات پر مشتمل ہو و ہذا کہیں گے کہ موتی بازار بلکہ لاہور بلکہ پنجاب بلکہ ہندوستان بلکہ ایشیا بلکہ زمین ہمارے مجدد کبیر کا مسکن ہے وہ ان میں سکونت رکھتے ہیں وہ ان کے ساکن ہیں حالانکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ سکون و حرکت متباین مگر یہ معنی مجازی ہیں لہذا جائے اعتراض نہیں لاجرم محل نفی میں ان کا مقابل زوال بھی انھیں کی طرح مجازی و توسع ہے اور وہ نہ ہوگا جب تک ان سے انتقال نہو کفار کی وہ قسم کہ ما لنا من زوال اسی معنی پر تھی یہ قسم نہ کھاتے تھے کہ ہم ساکن مطلق ہیں چلتے پھرتے نہیں نہ یہ کہ ہم ایک شہر یا ملک کے پابند ہیں اس سے منتقل نہیں ہوسکتے بلکہ دنیا کی نسبت قسم کھاتے تھے کہ ہمیں یہاں سے آخرت میں جانا نہیں ان ھی الا حیاتنا الدنیا نحیی ونموت وما نحن بمبعوثین ۰ مولٰی تعالٰی فرماتا ہے واقسموا باللہ جھد ایمانھم لا یبعث اللہ من یموت ۰ لاجرم تیسری آیہ کریمہ میں زوال سے مراد دنیا سے آخرت میں جانا ہو نہ یہ کہ دنیا میں اونکا چلنا پھرنا زوال نہیں قطعًا حقیقی زوال ہے جس کی سندیں اوپر سن چکے اور عظیم شافی بیان آگے آتا ہے مگر یہاں اوس کا ذکر ہی نہ تھا جس کی قسم کھاتے تھے اور وہ نہ تھا مگر دنیا سے انتقال معنی مجازی کے لئے قرینہ درکار ہوتا ہے یہاں قرینہ اون کے یہی اقوال لعینہ ہیں بلکہ خود اسی آیت صدر میں قرینہ صریحہ مقالیہ موجود کہ روز قیامت ہی کے سوال و جواب کا ذکر ہے فرماتا ہے وانذر الناس یوم یاتیھم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنا اخرنا الی اجل قریب نجب دعوتک ونتبع الرسل اولم تکونوا اقسمتم من قبل ما لکم من زوال ۰ لیکن کریمہ ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا ۰ میں کوئی قرینہ نہیں تو معنی مجازی لینا کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا بلکہ قطعًا زوال اپنے معنی حقیقی پر رہے گا یعنی قرار و ثبات و سکون حقیقی کا چھوڑنا اوس کی نفی ہے تو ضرور سکون کا اثبات ہے ایک جگہ معنی مجازی میں استعمال دیکھ کر دوسری جگہ بلاقرینہ مجاز مراد لینا ہرگز حلال نہیں دہم نہیں نہیں بلاقرینہ نہیں بلکہ خلاف قرینہ۔ یہ اور سخت تر ہے کہ کلام اللہ میں پوری تحریف معنوی کا پہلو دیگا رب عزوجل نے یمسک فرمایا ہے امساک روکنا تھامنا بند کرنا ہے ولہذا جو زمین کے پانی کو بہنے نہ دے روک رکھے اوسے مسلک اور مساک کہتے ہیں انہار و ابحار کو نہیں کہتے حالانکہ اون میں بھی پانی کی حرکت وہیں تک ہوگی جہاں تک احسن الخالقین جل وعلا نے اوس کا امکان دیا ہے قاموس میں ہے امسکہ حبسہ المسک محرکۃ الموضع یمسک الماء کالمساک کسحاب یوں تو دنیا بھر میں کوئی حرکت کبھی بھی زوال نہو کہ جہاں تک احسن الخالقین تعالٰی نے امکان دیا ہے اوس سے آگے نہیں بڑھ سکتی (۵)، اگر ان معنی کو مجازی نہ لیجئے بلکہ کہئے کہ زوال عام ہے

مکان و مستقر حقیقی خاص سے سرکنا اور موقع عام اور موطن اعم اور اعم از اعم سے جدا ہونا سب اوس کے فرد ہیں تو ہر ایک پر اوس کا اطلاق حقیقت ہے جیسے زید و عمرو بکر وغیرہم کسی فرد کو انسان کہنا تو اب بھی قرآن کریم کا مفاد زمین کا وہی سکون مطلق ہوگا نہ کہ اپنے مدار سے باہر نجانا تزولا فعل ہے اور محل نفی میں وارد ہے اور علم اصول میں مصرح ہے کہ فعل قوۃ نکرہ میں ہے اور نکرہ حیز نفی میں عام ہوتا ہے۔ تو معنی آیت یہ ہوئے کہ آسمان و زمین کو کسی قسم کا زوال نہیں نہ موقع عام سے نہ مستقر حقیقی خاص سے اور یہی سکون حقیقی ہے وللہ الحمد۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مجدد کبیر کو اپنی عبارت میں ہر جگہ قید بڑھانی پڑی زمین کا اپنے اماکن سے زائل ہوجانا اوس کا زوال ہوگا زائل ہوجانا قطعًا مطلقًا زوال ہے زائل ہوجانا زوال کا ترجمہ ہی تو ہے مکان خاص سے ہو خواہ اماکن سے مگر اول کے اخراج کو اس قید کی حاجت ہوتی یوہیں فرمایا زمین کا زوال اس کے اماکن سے پھر فرمایا جن اماکن میں اللہ تعالٰی نے اوس کو امساک کیا ہے اوس سے باہر سرک نہیں سکتی پھر فرمایا اپنے مدار میں امساک کردہ شدہ ہے اوس سے زائل نہیں ہوسکتی اور نفی کی جگہ فرمایا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہیں فرمایا یہاں جمع اماکن کا ظاہر کردیا مگر رب عزوجل نے تو اون میں سے کوئی قید نہ لگائی۔ مطلق یمسک فرمایا ہے اور مطلق ان تزولا۔ اللہ آسمان زمین ہر ایک کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائے یہ نہ فرمایا کہ اوس کے مدار میں روکے ہوئے ہے یہ نہ فرمایا کہ ہر ایک کے لئے اماکن عدیدہ ہیں وہ ان اماکن سے باہر نہ جانے پائے تو اس کا بڑھانا کلام الٰہی میں اپنی طرف سے پیوند لگانا ہوگا از پیش خویش قرآن عظیم کے مطلق کو مقید عام کو مخصص بنانا ہوگا اور یہ ہرگز روا نہیں۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے جو اون کی کتب عقائد میں مصرح ہے کہ النصوص تحمل علی ظواھرھا بلکہ تمام ضلالتوں کا بڑا پھاٹک یہی ہے کہ بطور خود نصوص کو ظاہر سے پھیریں مطلق کو مقید عام کو مخصص کریں مالکم من زوال ۰ کی تخصیص واضح سے ان تزولا کو بھی مخصص کرلینا اس کی نظیر یہی ہے کہ ان اللہ علی کل شیئ قدیر ۰ کی تخصیص دیکھ کر ان اللہ بکل شیئ علیم ۰ کو بھی مخصص مان لیں کہ جس طرح وہاں ذات و صفات و محالات زیر قدرت نہیں یوہیں معاملہ صاف ہوگیا کہ ذات و صفات و محالات کا معاذ اللہ علم بھی نہیں۔ زیادہ تشفی بحمدہ تعالٰی نمبر ۸ میں آتی ہے جس سے واضح ہوجائے گا کہ اللہ و رسول و صحابہ و مسلمین کے کلام میں یہاں یعنی خاص محل نزاع میں زوال سے مطلقًا ایک جگہ سے سرکنا مراد ہوا ہے اگرچہ اماکن معینہ سے باہر نہ جائے یا زوال کفار کی طرح دنیا خواہ مدار چھوڑ کر الگ بھاگ جانا (انظر ۶) لاجرم وہ جنھوں نے خود صاحب قرآن صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے قرآن کریم پڑھا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اوس کے معانی سیکھے اونھوں نے آیہ کریمہ کو ہرگونہ زوال کی نافی اور سکون مطلق حقیقی کی مثبت بتایا سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر نے حضرت شقیق ابن سلمہ سے کہ زمانۂ رسالت

پائے ہوئے تھے روایت کی اور یہ حدیث ابن جریر بسند صحیح برجال صحیحین بخاری ومسلم ہے **حدثنا** ابن بشار ثنا عبدالرحمٰن ثنا سفین عن الاعمش عن ابی وائل قال جاء رجل الی عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنه فقال من این جئت قال من الشام فقال من لقیت قال لقیت کعب فقال ما حدثك کعب قال حدثنی ان السمٰوات تدور علی منکب ملك فقال صدقته او کذبته قال ما صدقته ولا کذبته قال لوددت انك افتدیت من رحلتك الیه براحلتك ارحلها کذب کعب ان اللہ یقول ان اللہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکهما من احد من بعده زاد غیر ابن جریر وکفی بها زوالا ان تدورا۔ ایک صاحب حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور حاضر ہوئے فرمایا کہاں سے آئے عرض کی شام سے فرمایا وہاں کس سے ملے عرض کی کعب سے فرمایا کعب نے تم سے کیا بات کی عرض کی یہ کہا کہ آسمان ایک فرشتے کے شانے پر گھومتے ہیں۔ فرمایا تم نے اس میں کعب کی تصدیق کی یا تکذیب عرض کی کچھ نہیں (یعنی جس طرح حکم ہے کہ جب تک اپنی کتاب کریم کا حکم نہ معلوم ہو اہل کتاب کی باتوں کو نہ سچ جانو نہ جھوٹ) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کاش تم اپنا اونٹ اور اوس کا کجاوہ سب اپنے اس سفر سے چھٹکارے کو دیدیتے کعب نے جھوٹ کہا اللہ تعالٰی فرماتا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ ہٹیں تو اللہ کے سوا اونھیں کون تھامے گھومنا اون کے سرک جانے کو بہت ہے نیز محمد طبری نے بسند صحیح براصول حنفیہ برجال بخاری ومسلم حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے استاذ الاستاذ امام اجل ابراہیم نخعی سے روایت کی حدثنا جریر عن مغیرۃ عن ابراهیم قال ذهب جندب البجلی الی کعب الاحبار ثم رجع فقال له عبداللہ حدثنا ما حدثك فقال حدثنی ان السماء فی قطب کقطب الرحا قال عبداللہ لوددت انك افتدیت رحلتك بمثل راحلتك ثم قال ما تنکب الیهودیة فی قلب عبد فکادت ان تفارقه ثم قال ان اللہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا وکفی بها زوالا ان تدورا۔ جندب بجلی کعب احبار کے پاس جاکر واپس آئے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہو کعب نے تم سے کیا کہا عرض کی یہ کہا کہ آسمان چکی کی طرح ایک کیلی میں ہے حضرت عبداللہ نے فرمایا مجھے تمنا ہوئی کہ تم اپنے ناقہ کے برابر مال دیکر اس سفر سے چھٹ گئے ہوتے یہودیت کی خراش جس دل میں لگتی ہے پھر مشکل ہی سے چھوٹتی ہے اللہ تو فرما رہا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ نہ سرکیں اون کے سرکنے کو گھومنا ہی کافی ہے عبد بن حمید نے قتادہ شاگرد حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ان کعبا کان یقول ان السماء تدور علی نصب مثل نصب الرحا فقال حذیفة بن الیمان رضی اللہ تعالی عنهما کذب کعب ان اللہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا

کعب کہا کرتے کہ آسمان ایک کیلی پر دورہ کرتا ہے جیسے چکی کی کیلی اس پر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کعب نے جھوٹ کہا بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ جنبش نہ کریں۔ دیکھو ان اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے مطلق حرکت کو زوال مانا اور اوس پر انکار فرمایا اور قائل کی تکذیب کی اور اوسے بقایائے خیالات یہودیت سے بتایا کیا وہ اتنا نہ سمجھ سکتے تھے کہ ہم کعب کی ناحق تکذیب کیوں فرمائیں آیت میں تو زوال کی نفی فرمائی ہے اور اون کا یہ پھرنا چلنا اپنے اماکن میں ہے جہاں تک احسن الخالقین تعالٰی نے اونکو حرکت کا امکان دیا ہے وہاں تک اون کا حرکت کرنا اون کا زوال نہ ہوگا مگر اون کا ذہن مبارک اس معنی باطل کی طرف نہ گیا نہ جاسکتا تھا بلکہ اوس کے ابطال ہی کی طرف گیا اور جانا ضرور تھا کہ اللہ تعالٰی نے مطلقًا زوال کی نفی فرمائی ہے نہ کہ خاص زوال عن المدار کی تو اونھوں نے روا نہ رکھا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے یہ پیوند لگائیں لاجرم اوس پر رد فرمایا اور اس قدر شدید واشد فرمایا، وللہ الحمد **تنبیہ** کعب احبار تابعین اخیار سے ہیں خلافت فاروقی میں یہودی سے مسلمان ہوئے کتب سابقہ کے عالم تھے۔ اہل کتاب کی احادیث اکثر بیان کرتے اونھیں میں سے یہ خیال تھا جس کی تغلیط ان اکابر صحابہ نے قرآن عظیم سے فرمادی تو کذب کعب کے یہ معنی ہیں کہ کعب نے غلط کہا نہ یہ کہ معاذ اللہ قصدًا جھوٹ کہا کذب بمعنی اَخطَأَ محاورہ حجاز ہے اور خراش یہودیت بمشکل چھوٹنے سے یہ مراد کہ اون کے دل میں علم یہود دھنسا ہوا تھا وہ تین قسم ہے باطل صریح وحق صحیح اور مشکوک کہ جب تک اپنی شریعت سے اوس کا حال نہ معلوم ہو حکم ہے کہ اوس کی تصدیق نہ کرو ممکن کہ اون کی تحریفات یا خرافات سے ہو نہ تکذیب کرو ممکن کہ توریت یا تعلیمات سے ہو اسلام لاکر قسم اول کا حرف حرف قطعًا اون کے دل سے نکل گیا قسم دوم کا علم اور مسجل ہوگیا یہ مسئلہ قسم سوم بقایائے علم یہود سے تھا جس کے بطلان پر آگاہ نہ ہوکر اونھوں نے بیان کیا اور صحابہ کرام نے قرآن عظیم سے اوس کا بطلان ظاہر فرمادیا یعنی یہ نہ توریت سے ہے نہ تعلیمات سے بلکہ اون خبیثوں کی خرافات سے۔ تابعین صحابہ کرام کے تابع وخادم ہیں مخدوم اپنے خدام کو ایسے الفاظ سے تعبیر کرسکتے ہیں اور مطلب یہ ہے جو ہم نے واضح کیا وللہ الحمد (۷) اس ساری تحریر میں مجھے آپ سے اس فقرے کا زیادہ تعجب ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرمائی اسے آپ نے اپنی مشکل کا حل تصور کیا۔ کعب احبار نے آسمان ہی کا گھومنا بیان کیا تھا اور یہود اسی قدر کے قائل تھے زمین کو وہ بھی ساکن مانتے تھے۔ بلکہ سنہ ۱۵۳۰ء سے پہلے (جس میں کوپرنیکس نے حرکت زمین کی بدعت ضالہ کو کہ دو ہزار برس سے مردہ پڑی تھی جلایا) نصارٰی بھی سکون ارض ہی کے قائل تھے۔ اسی قدر یعنی صرف دورہ آسمان کا ان حضرات عالیات کے حضور تذکرہ ہوا اس کی تکذیب فرمادی دورہ زمین کہا کس نے تھا کہ اوس کا رد فرماتے اگر کوئی صرف

زمین کا دورہ کہتا صحابہ اسی آیۂ کریمہ سے اوس کی تکذیب کرتے اور اگر کوئی آسمان و زمین دونوں کا دورہ بتاتا صحابہ اسی آیت سے دونوں کا ابطال فرماتے۔ جواب بقیہ سوال دیکھ لیا یہ نہ دیکھا کہ جس آیت سے وہ سند لائے اوس میں آسمان و زمین دونوں کا ذکر ہے یا صرف آسمان کا آیۃ پڑھیے صراحۃً دونوں ایک حالت پر مذکور ہیں دونوں پر یک ہی حکم ہے جب حسب ارشاد صحابہ آیۂ کریمہ مطلق حرکت کا انکار فرمارہی ہے اور وہ انکار آسمان و زمین دونوں کے لیے ایک نسق ایک لفظ ان تزولا میں ہے جس کی ضمیر دونوں کیطرف ہے تو قطعاً آیت نے زمین کی بھی ہر گونہ حرکت کو باطل فرمایا جس طرح آسمان کی۔ ایک شخص کہے حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے آفتاب کو اپنے لئے سجدہ کرتے نہ دیکھا تھا اوس پر عالم فرمائے وہ جھوٹا ہے آیۂ کریمہ میں ہے اِنِّی رأیت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رأیتھم لی ساجدین ٥ کہ میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا اس کے بعد ایک دوسرا اوٹھے اور چاند کو ساجد دیکھنے سے منکر ہو اور کہیے قربان جائیے عالم نے سورج کے سجدہ کی تصریح فرمائی مگر چاند کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرمائی اوسے کیا کہا جائیگا اب تو آپ نے خیال فرمالیا ہوگا کہ قائل حرکت ارض کو اجلۂ صحابۂ کرام بلکہ خود صاف ظاہر نص قرآن عظیم سے گریز کے سوا کوئی چارہ نہیں اور یہ معاذ اللہ خسران مبین ہے جس سے اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ اور سب اہل سنت کو بچائے آمین (۸)، عجب کہ آپ نے آفتاب کا زوال نہ سنا اسے تو میں نے آپ سے بالمشافہ کہہ دیا تھا (۱)، حدیثوں میں کتنی جگہ زالت الشمس ہے بلکہ قرآن عظیم میں ہے اقم الصلٰوۃ لدلوک الشمس تفسیر ابن مردویہ میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لدلوک الشمس کی تفسیر میں فرمایا لزوال الشمس ابن جریر نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اتانی جبرئیل لدلوک الشمس حین زالت فصلی بی الظہر نیز ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی الظہر اذا زالت الشمس ثم تلا اقم الصلوۃ لدلوک الشمس نیز مثل سعید ابن منصور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلوکہا زوالہا بزار وابوالشیخ وابن مردویہ نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلوک الشمس زوالہا عبدالرزاق نے مصنف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلوک الشمس اذا زالت عن بطن السماء مجمع بحار الانوار میں ہے زاغت الشمس زالت وزالت عن اعلی درجات ارتفاعہا فقہ میں وقت زوال ہر کتاب میں مذکور اور عوام تک کی زبانوں پر مشہور۔ کیا اس وقت آفتاب اپنے مدار سے باہر نکل جاتا ہے اور احسن الخالقین جل وعلا نے جہاں تک کی حرکت کا اسے امکان دیا ہے اوس سے آگے پاؤں پھیلاتا ہے حاشا مدار ہی میں رہتا ہے اور پھر زوال ہوگیا یونہیں اگر دورہ کرتی ضرور اوسے زوال ہوتا اگرچہ مدار سے نہ نکلتی اس پر اگر یہ خیال جائے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ

سرکنا تو آفتاب کو ہر وقت ہے پھر ہر وقت کو زوال کیوں نہیں کہتے تو یہ محض جاہلانہ سوال ہوگا وجہ تسمیہ مطرد نہیں ہوتی کتب میں یہ مشہور حکایت ہے کہ مطرد ماننے والے سے پوچھا جرجیر یعنی چینے کو کہ ایک قسم کا ناج ہے جرجیر کیوں کہتے ہیں کہا لانہ یتجرجر علی الارض اس لئے کہ وہ زمین پر جنبش کرتا ہے کہا تمھاری داڑھی کو جرجیر کیوں نہیں کہتے یہ بھی تو جنبش کرتی ہے قارورے کو قارورہ کیوں کہتے ہیں کہا لان الماء یقر فیہا اس لئے کہ اوس میں پانی ٹھہرتا ہے کہا تمھارے پیٹ کو قارورہ کیوں نہیں کہتے اس میں بھی تو پانی ٹھہرتا ہے یہاں تین ہی موضع ممتاز تھے افق شرقی وغربی و دائرۂ نصف النہار اون سے سرکنے کا نام طلوع و غروب رکھا کہ یہی انسب و وجہ تمایز تھا اور اس سے تجاوز کو زوال کہا اگرچہ جگہ سے زوال آفتاب کو بلاشبہہ ہر وقت ہے کریمۂ والشمس تجری لمستقر لہا میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت ہے لامستقر لہا یعنی سورج چلتا ہے کسی وقت اوسے قرار نہیں۔ اوپر گزرا کہ قرار کا مقابل زوال ہے جب کسی وقت قرار نہیں تو ہر وقت زوال ہے اگرچہ تسمیہ میں ایک زوال معین کا نام زوال رکھا غرض کلام اس میں ہے کہ احادیث مرفوعہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آثار صحابۂ کرام و اجماع اہل اسلام نے آفتاب کا اپنے مدار میں رہکر ایک جگہ سے سرکنے کو زوال کہا اگر زمین متحرک ہوتی تو یقیناً ایک جگہ سے اُس کا سرکنا ہی زوال ہوتا اگرچہ مدار سے باہر نہ جاتی لیکن قرآن عظیم صاف ارشاد میں اوس کے زوال کا انکار فرمارہا ہے تو قطعاً واجب کہ زمین اصلا متحرک نہو (ب)، بلکہ خود یہی زوال کہ قرآن و حدیث و فقہ و زبان جملہ مسلمین سب میں مذکور قائلان دورۂ زمین اسے زمین ہی کا زوال کہیں گے کہ وہ حرکت یومیہ اوسی کی جانب منسوب کرتے ہیں یعنی آفتاب یہ حرکت نہیں کرتا بلکہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہے جب وہ حصہ جس پر ہم ہیں گھوم کر آفتاب سے آڑ میں ہوگیا رات ہوئی جب گھوم کر آفتاب کے سامنے آیا کہتے ہیں آفتاب نے طلوع کیا حالانکہ زمین یعنی اوس حصۂ ارض نے جانب شمس رُخ کیا جب اتنا گھوما کہ آفتاب ہمارے سروں کے محاذی ہوا یعنی ہمارا دائرۂ نصف النہار مرکز شمس کے مقابل آیا دوپہر ہوگیا جب زمین یہاں سے آگے بڑھی دوپہر ڈھل گیا کہتے ہیں آفتاب کو زوال ہوا حالانکہ زمین کو ہوا یہ اون کا مذہب ہے اور صراحۃً قرآن عظیم کا مکذب و مکذب ہے مسلمین تو مسلمین۔ بیروت وغیرہ کے نصارٰی قائلان حرکت ارض بھی جن کی زبان عربی ہے اس وقت کو وقت زوال اور دھوپ گھڑی کو مزولہ کہتے ہیں یعنی زوال پہچاننے کا آلہ اور اگر اون سے کہیے کیا شمس زوال کرتا ہے کہیں گے نہیں بلکہ زمین۔ حالانکہ وہ مدار سے باہر نہ گئی تو اُنکی تاویل موافقین و مخالفین کسی کو بھی مقبول نہیں (ج)، اوروں سے کیا کام آپ تو بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہیں ابتدائے وقت ظہر زوال سے جانتے ہیں کیا ہزار بار نہ کہا ہوگا کہ زوال کا وقت ہے۔ زوال ہونے کو ہے۔ زوال ہوگیا۔ کا ہے سے زوال ہوا دائرۂ نصف النہار سے۔ کس کا زوال ہوا آپ کے نزدیک زمین

کاکہ اوسی کی حرکت محوری سے ہوا حالانکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ زمین کو زوال نہیں اب خود مان کر کہ زمین متحرک ہو تو روزانہ اپنے مدار کے اندر ہی رہکر اوسے زوال ہوتا ہے دنیا سے زوال کفار پیش کرنے کا کیا موقع رہا انصاف شرط ہے اور قرآن عظیم کے ارشاد پر ایمان لازم وباللہ التوفیق **(د)** یہاں سے بحمدہ تعالٰی حضرت معلم التحیات رضی اللہ تعالٰے عنہ کے اوس ارشاد کی خوب توضیح ہوگئی کہ صرف حرکت محوری زوال کو بس ہے **(۹)** بحمد اللہ تعالٰی تین آیتیں یہ گزریں **آیت** (۱) ان اللہ یمسک۔ **آیت** (۲) ولئن زالتا **آیت** (۳) لدلوک الشمس **آیت** (۴) فلما افلت **آیت** (۵) وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ۰ **آیت** (۷) حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدھا تطلع علی قوم لم نجعل لھم من دونھا سترا ۰ اور ان سب سے زائد **آیت** (۸) وتری الشمس اذا طلعت تزٰور عن کھفھم ذات الیمین واذا غربت تقرضھم ذات الشمال وھم فی فجوۃ منه ذلك من اٰیت اللہ ۰ "تو آفتاب کو دیکھے گا جب طلوع کرتا ہے اون کے غار سے دہنی طرف مائل ہوتا ہے اور جب ڈوبتا ہے اون سے بائیں طرف کترا جاتا ہے حالانکہ وہ غار کے کھلے میدان میں ہیں یہ قدرت الٰہی کی نشانیوں سے ہیں"۔

یوہیں **صدہا احادیث** ارشاد **سید عالم** صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم خصوصا حدیث **صحیح بخاری** ابوذر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے قال النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم لابی ذر حین غربت الشمس اتدری این تذھب قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فانھا تذھب حتی تسجد تحت العرش فتستاذن فیؤذن بھا ویوشك ان تسجد فلا یقبل منھا وتستاذن فلا یؤذن لھا یقال لھا ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربھا فذلك قولہ تعالٰی والشمس تجری لمستقر لھا ذلك تقدیر العزیز العلیم ۰ یوہیں **ہزارہا آثار صحابۂ عظام وتابعین کرام واجماع امت** جن سب میں ذکر ہے کہ آفتاب طلوع وغروب کرتا ہے آفتاب کو وسط سما سے زوال ہوتا تام آفتاب کی طرح روشن دلائل ہیں کہ زمین ساکن محض ہے بدیہی ہے اور خود مخالفین کو تسلیم کہ طلوع وغروب وزوال نہیں مگر حرکت یومیہ سے تو جس کے یہ احوال ہیں حرکت یومیہ اوسی کی حرکت ہے تو قرآن عظیم واحادیث متواترہ واجماع امت سے ثابت کہ حرکت یومیہ حرکت شمس ہے نہ کہ حرکت زمین لیکن اگر زمین حرکت محوری کرتی تو حرکت یومیہ اوسی کی حرکت ہوتی جیسا کہ مزعوم مخالفین ہے تو روشن ہوا کہ زعم سائنس باطل ومردود ہے پھر شمس کی حرکت یومیہ جس سے طلوع وغروب وزوال ہے نہ ہوگی مگر یوں کہ وہ گرد زمین دورہ کرتا ہے تو قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت ہوا کہ آفتاب حول ارض دائر۔ ہے لاجرم زمین مدار شمس کے جوف میں ہے تو ناممکن ہے کہ زمین گرد شمس دورہ کرے اور آفتاب مدار زمین کے جوف میں ہو تو بحمد اللہ تعالٰی آیات متکاثرہ واحادیث متواترہ واجماع امت طاہرہ سے واضح ہوا کہ زمین کی حرکت محوری ومداری دونوں باطل ہیں وللہ الحمد زیادہ سے زیادہ

۹ سبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبها ۰ آیت (۶)

مخالف یہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ "غروب تو حقیقۃً شمس کے لئے ہے کہ وہ غیبت ہے اور آفتاب ہی اس حرکت زمین کے باعث نگاہ سے غائب ہوتا ہے اور زوال حقیقۃً زمین کے لئے ہے کہ یہ ہٹتی ہے نہ کہ آفتاب اور طلوع حقیقۃً کسی کے لئے نہیں کہ طلوع صعود اور اوپر چڑھنا ہے حدیث میں ہے لکل حد مطلع۔ نہایہ ودرنثیر ومجمع البحار وقاموس میں ہے ای مصعد یصعد الیہ من معرفۃ علمہ نیز ثلاثیہ اصول وتاج العروس میں ہے مطلع الجبل مصعدہ حدیث میں ہے طلع المنبر مجمع البحار میں ای علاہ ظاہر ہے کہ زمین آفتاب پر نہیں چڑھتی اور مخالف کے نزدیک آفتاب بھی اس وقت زمین پر نہ چڑھا کہ طلوع اوس کی حرکت سے نہیں لاجرم طلوع سرے سے باطل محض ہے مگر مکان زمین کو حرکت زمین محسوس نہیں ہوتی اونھیں وہم گزرتا ہے کہ آفتاب چلتا چڑھتا ڈھلتا ہے لہذا طلوع وزوال شمس کہتے ہیں یہ کوئی کافر کہہ سکے مسلمان کیونکر روا رکھ سکے کہ جاہلانہ وہم جو لوگوں کو گزرتا ہے قرآن عظیم بھی معاذ اللہ اوسی وہم پر چلا ہے اور واقع کے خلاف طلوع وزوال کو آفتاب کی طرف نسبت فرمادیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰے لاجرم مسلمان پر فرض ہے کہ حرکت شمس وسکون زمین پر ایمان لائے واللہ الہادی

(۱۰) سورۂ طٰہٰ وسورۂ زخرف دو جگہ ارشاد ہوا ہے الذی جعل لکم الارض مھدا دونوں جگہ صرف کوفیوں مثل امام عاصم نے جن کی قرأت ہند میں رائج ہے مَھْدًا پڑھا باقی تمام ائمہ قرأت نے مِھٰدًا بزیادت الف۔ دونوں کے معنی ہیں بچھونا جیسے فرش وفراش یوہیں مھد ومھاد **(ا)** پس قرأت عام ائمہ نے قرأت کوفی کی تفسیر فرمادی کہ مھد سے مراد فرش ہے مدارک شریف سورۂ طٰہٰ میں ہے (مھدا) کوفی وغیرہم مھادا وھما لغتان لما یبسط ای الفرش اوسی کی سورۂ زخرف میں ہے (مھدا) کوفی وغیرہم مھادا ای موضع قرار۔ معالم شریف میں ہے قرأ اھل الکوفۃ مھدا ھھنا فی الزخرف فیکون مصدرا ای فرشا وقرأ الاٰخرون مھادا ای فراشا وھو اسم لما یفرش کالبساط **تفسیر ابن عباس** میں دونوں جگہ ہے (مھدا) فراشا نیز یہی مضمون قرآن عظیم کی بہت آیات میں ارشاد ہے فرماتا ہے الم نجعل الارض مھادا فرماتا ہے والارض فرشنھا فنعم الماھدون۔ فرماتا ہے واللہ جعل لکم الارض بساطا فرماتا ہے الذی جعل لکم الارض فراشا اور قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے کہ خود قرآن کریم فرمائے **(ب)** بچے ہی کا مھد ہو تو وہ کیا اوس کے بچھونے کو نہیں کہتے جلالین سورۂ زخرف میں ہے (مھادا) فراشا کالمھد للصبی۔ **لاجرم** حضرت شیخ سعدی وشاہ ولی اللہ نے مھدا کا ترجمہ طٰہٰ میں فرش اور زخرف میں بساط ہی کیا اور شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے دونوں جگہ بچھونا **(ج)** گہوارہ ہی تو تو اوس سے تشبیہ آرام میں ہوگی نہ کہ حرکت میں ظاہر کہ زمین اگر بالفرض باطل جنبش بھی کرتی تو اوس سے نہ ساکنوں کو نیند آتی ہے نہ گرمی کے وقت ہوا لاتی ہے تو گہوارہ سے اوسے بحیثیت جنبش مشابہت نہیں ہے تو بحیثیت آرام وراحت ہے۔ خود

گہوارہ سے اصل مقصود یہی ہے نہ کہ ہلانا تو وجہ شبہ وہی ہے نہ یہ۔ لاجرم اسی کو مفسرین نے اختیار کیا۔ (د) لطف یہ کہ علماء نے اس تشبیہ مہد سے بھی زمین کا سکون ہی ثابت کیا بالکل نقیض اوس کا جو آپ چاہتے ہیں تفسیر کبیر میں ہے کون الارض مھدا انما حصل لاجل کونھا واقفۃ ساکنۃ ولما کان المھد موضع الراحۃ للصبی جعل الارض مھدا لکثرۃ مافیہا من الراحات خازن میں ہے جعل لکم الارض مھدا، معناہ واقفۃ ساکنۃ یمکن الانتفاع بھا ولما کان المھد موضع راحۃ الصبی فلذلک سمی الارض مھادا لکثرۃ مافیہا من الراحۃ للخلق خطیب شربینی پھر فتوحات الٰہیہ میں زیر کریمۂ زخرف ہے ای لوشاء جعلھا متحرکۃ فلا یمکن الانتفاع بھا فالانتفاع بھا ان یحصل لکونھا مسطحۃ قارۃ ساکنۃ۔ اس ارشاد علماء پر کہ زمین متحرک ہوتی تو اوس سے انتفاع نہ ہوتا کاسہ لیسان فلسفۂ جدیدہ کو اگر یہ شبہ لگے کہ "اوس کی حرکت محسوس نہیں" تو اون سے کہئے یہ تمہاری ہوس خام ہے فوزمبین دیکھئے ہم نے خود فلسفۂ جدیدہ کے مسلمات عدیدہ سے ثابت کیا ہے کہ اگر زمین متحرک ہوتی جیسا وہ مانتے ہیں تو یقیناً اوس کی حرکت ہر وقت سخت زلزلہ اور شدید آندھیاں لاتی انسان حیوان کوئی اوس پر نہ بس سکتا زبان سے ایک بات ہانک دینا آسان ہے مگر اوس پر جو قاہر رد ہوں اون کا اوٹھانا ہزار ہا بانس بیراتا ہے۔ (۱۱) دیباچہ میں جو آپ نے دلائل حرکت زمین کتب انگریزی سے نقل فرمائے الحمد للہ اون میں کوئی نام کو تام نہیں سب یاد رہو اہیں زندگی بالخیر ہے تو آپ ان شاء اللہ تعالیٰ اون سب کا رد بلیغ فقیر کی کتاب فوزمبین کی فصل چہارم میں دیکھیں گے بلکہ وہ آٹھ سطریں جو میں نے اول میں لکھدی ہیں کہ یورپ والوں کو طریقۂ استدلال اصلا نہیں آتا اونھیں اثبات دعویٰ کی تمیز نہیں اون کے اوہام جن کو بنام دلیل پیش کرتے ہیں یہ علتیں رکھتے ہیں منصف ذی فہم مناظرہ داں کے لئے وہی ان کے رد میں بس ہیں کہ یہ دلائل بھی اونھیں علتوں کے پابند ہوس ہیں اور بفضلہ تعالیٰ آپ جیسے دیندار سنی مسلمان کو تو اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ارشاد قرآن عظیم ونبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ومسئلہ اسلامی واجماع امت گرامی کے خلاف کیونکر کوئی دلیل قائم ہوسکتی اگر بالفرض اس وقت ہماری سمجھ میں اوس کا رد نہ آئے جب بھی یقیناً وہ مردود اور قرآن وحدیث واجماع سچے۔ یہ ہے بحمد اللہ شان اسلام۔ محب فقیر سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات ونصوص میں تاویلات دور از کار کرکے سائنس کے مطابق کرلیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اوسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے دلائل سائنس کو مردود و پامال کردیا جائے جابجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو سائنس کا ابطال واسکات ہو یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس داں کو باذنہ تعالیٰ دشوار نہیں آپ اوسے

بچشم پسند دیکھتے ہیں ع وعین الرضاء عن کل عیب کلیلۃ۔ اوس کے معائب مخفی رہتے ہیں مولیٰ عزوجل کی عنایت اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کرکے اوس کے دعاوی باطلہ مخالفۂ اسلام کو بنظر تحقیر و مخالفت دیکھئے اوس وقت ان شاء اللہ العزیز القدیر اوسکی ملمع کاریاں آپ پر کھلتی جائیں گی اور آپ جس طرح اب دیوبندیہ نجدولین پر مجاہد ہیں یوہیں سائنس کے مقابل آپ نصرت اسلام کے لئے تیار ہوجائیں گے کہ ع ولکن عین السخط تبدی المساویا۔ حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی فرماتے ہیں ؎

دشمن راہ خدا را خوار دار دزد را منبر منہ بردار دار

رب کریم بجاہ نبی رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ہمیں اور آپ اور ہمارے بھائیوں اہل سنت خادمان ملت کو نصرت دین حق کی توفیق بخشے اور قبول فرمائے آمین الٰہ الحق آمین واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکفرین ۝ والحمد للہ رب العالمین ۝ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین ۝ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر گیا محلہ نذر گنج مسئولہ شمس الدین احمد اللہ خاں ۸ شوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خضر علیہ السلام مالک بری ہیں یا بحری اور ادریس علیہ السلام اب کہاں ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ ادریس علیہ السلام آسمان پر ہیں ورفعنٰہ مکانا علیا ۝ مالک بحر و بر و ہر خشک و تر اللہ عزوجل ہے اور اوسکی عطا سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حضور کی نیابت سے خضر علیہ السلام کے تصرفات خشکی و دریا دونوں میں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از گورکھپور محلہ دھمال مسئولہ سعید الدین ۹ شوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ (۱) امیر محلہ کا لفظ جو بعض کتب فقہ میں آیا ہے اور میر محلہ ان دونوں لفظوں میں کچھ شرعاً و عرفاً فرق ہے یا نہیں (۲) ہندوستان میں عام طور پر سید کو میر صاحب کہتے ہیں تو کیا اس کہنے سے فی الواقع وہ امیر محلہ بن سکتے ہیں یا امیر محلہ کے احکام اوس پر عائد ہوسکتے ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ (۱) امیر میر میں کچھ فرق نہیں میر اوسی کا مخفف ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۲) فقط میر صاحب ہونے سے میر محلہ نہیں ہوتا میر محلہ وہ ہے جو علم دینی میں سب اہل محلہ سے زائد ہو یا جسے سلطان یا مسلمانوں نے میر محلہ بنایا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ ازموضع چاندپور ڈاکخانہ بمنوئی تحصیل سکندرہ راؤ ضلع علیگڑھ مسئولہ مرزا احسان بیگ صاحب زمیندار۔ ۷ رجمادی الاولی ۳۹ھ

بعد سلام مسنون معروض خدمت ہوں کہ نماز غفیرا کی بابت میں ذکر الشہادتین دیکھا ہے کہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یزید کو واسطے مغفرت کے بتائی تھی۔ مجھے اس نماز کی تلاش ہے میں پڑھنا چاہتا ہوں براہ مہربانی اس مسئلہ پر التفات مبذول فرماکر ترتیب نماز سے اطلاع دیجئے۔

الجواب ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ۔ یہ روایت محض بے اصل ہے حضرت نے کوئی نماز اوس پلید کی مغفرت کے لئے اوس کو تعلیم نہ فرمائی۔

مسئلہ ۔ ازمدرسہ منظر اسلام بریلی مسئولہ محمد ثناء اللہ طالب علم ۲۸ جمادی الآخر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید علم دین حاصل کررہا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ جب میں فارغ التحصیل ہوجاؤں گا تو میں جہاں جہاں بزرگ لوگ ہیں وہاں جاکر ان سے ملاقات اور جس سے دل گواہی دیگا اوس ہی سے مرید ہوجاؤں گا۔ علم کے حاصل کرنے کے زمانہ میں چند لوگ اہل وطن اور غیر وطن ایک بزرگ کے مرید ہوئے اور زید سے بھی اصرار کیا کہ تم بھی مرید ہوجاؤ بعد اصرار کے زید بھی مرید ہوگیا۔ آیا شرعاً مرید ہوا یا نہیں۔ فقط

الجواب ۔ اگر اون کے اصرار کے بعد اسکے دل میں عقیدت آگئی اور بالقصد مرید ہوا مرید ہوگیا اور صرف اونکے اصرار کے سبب بے دلی سے بیعت کی مرید نہ ہوا کہ ارادت قلب سے ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ ازلاہور مسجد بیگم شاہی ٹولہ مولوی احمد دین صاحب ۹ رجب ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے شجرہ خوانی دام تزویر ہے اور اس پر بہارستان مولانا جامی سے یہ عبارت نقل کرتا ہے از حضرت سید بہاؤالدین صاحب نقشبند رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ حضرت شجرہ شما چیست فرمودند کہ کسے از شجرہ خوانی بجائے نرسد بس خدائے عزوجل را بیگانگی می شناسیم وبہمہ انبیاء واولیا ایمان آریم ومقید سلسلہ نیستیم یہ قول صحیح ہے یا غلط۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ یہ قول محض باطل ہے اور اس میں ہزارہا اولیائے کرام پر حملہ ہے اور بہارستان سے جو عبارت نقل کی ساختہ ہے اوس میں شجرہ خوانی یا شجرہ کا لفظ کہیں نہیں اور بس خدائے عزوجل سے اخیر تک ساری عبارت اپنی طرف سے بڑھائی ہوئی ہے بہارستان میں نہیں۔ شجرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک بندے کے اتصال کی سند ہے جس طرح حدیث کی اسنادیں امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہ اولیاء وعلماء ومحدثین وفقہا سب کے امام ہیں فرماتے ہیں لولا الاسناد لقال فی الدین من شاء ماشاء، شجرہ خوانی سے متعدد فوائد ہیں۔ **اولا** رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ **دوم** صالحین کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے **سوم** نام بنام اپنے آقایان نعمت کو ایصال ثواب کہ اونکی بارگاہ سے موجب نظر عنایت ہے **چہارم** جب یہ اوقات سلامت میں اون کا نام لیوا رہے گا وہ اوقات مصیبت میں اسکے دستگیر ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تعرف الی اللہ فی الرخاء یعرفك فی الشدۃ رواہ ابوالقاسم بن بشران فی امالیہ عن ابی ھریرۃ وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم بسند حسن۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از اسپتال دھام نگر ضلع بالیسر اوڑیسہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں ایک شاہ صاحب نے اپنے ایک مرید کو خلیفہ بنایا ہے وہ مرید بظاہر پابند شریعت ہے ذکر واذکار کا پابند ہے آپ کے عقیدہ ہے اور آپ کا مداح ہے علم انگریزی میں اچھی دخل ہے مسائل شریعت سے بھی واقفیت ہے سب باتیں صحیح ہیں لیکن وہ ولدالزنا ہے اب حضور والا سے عرض ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ اور بیعت جو ہوگا وہ عندالطریقت صحیح ہے یا نہ اور جو ولدالزنا کو خلیفہ بنادے وہ شاہ صاحب کیسے ہیں اب خلیفہ سے جو مرید ہوا یا شاہ صاحب سے دونوں مرید صحیح ہیں یا نہ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ ولدالزنا کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولٰی ہے جبکہ وہ حاضرین سے علم میں زائد نہ ہو ورنہ اوسی کی امامت اولٰی ہے ردالمحتار میں ہے فی الاختیار ولو عدمت ای علۃ الکراھۃ بان کان الاعرابی افضل من الحضری والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشدۃ الاعمی من البصیر فالحکم بالضد اھ ونحوہ فی شرح الملتقی للبھنسی وشرح درر البحار یونہیں اگر وہ لائق خلافت ہے اوسے خلافت دینی اور عقیدت کے ساتھ اوس کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں کوئی حرج نہیں نہ اوس پر نہ اوسکے شیخ پر اس میں کچھ الزام قال اللہ تعالٰی لا تزر وازرۃ وزر اخرٰی۔

مسئلہ ۔ ازمدرسہ نعمانیہ اسلامیہ محلہ فراشخانہ دہلی مسئولہ محمد ابراہیم احمد آبادی ۸ شعبان ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ عبادت جس کے غیر خدا عزوجل کو کرنے سے آدمی مشرک ہوجاتا ہے اس کی کیا تعریف ہے جو جامع اور مانع ہو اور اپنی جنس وفصل یا عرض عام اور خاصہ پر مشتمل ہو۔

الجواب ۔ امام لامشی پھر سید ابوالسعود ازہری پھر سید احمد طحطاوی پھر سید محمد شامی فرماتے ہیں۔ العبادۃ عبارۃ عن الخضوع والتذلل وحدھا فعل لایراد بہ الا تعظیم اللہ تعالٰی بامرہ۔ امام شیخ الاسلام زکریا انصاری پھر علامہ سید احمد حموی غمز العیون نیز علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں العبادۃ مایثاب علی فعلہ ویتوقف علی نیتہ نیز شرح الاشباہ والنظائر میں ہے۔ العبادۃ ماتعبدنا بہ بشرط النیۃ ومعرفۃ المعبود تعریفات علامہ سید شریف میں ہے العبادۃ ھو فعل المکلف علی خلاف

ھوی نفسه تعظیمالربه **مفردات امام راغب** میں ہے العبودیة اظہار التذلل والعبادة ابلغ منہا ولایستحقھا الامن له غایة الافضال وھو اللہ تعالٰی ولھذا قال لاتعبدوا الا ایاہ **تاج العروس** میں نقل کیا العبادة فعل مایرضی به الرب یہ **تعریفیں بجائے خود قابل تحریف ہیں** وانا اقول باللہ التوفیق عبادت کسی کو اقصٰی غایات تعظیم کا مستحق جان کر اوسکی تعظیم بجا لانا ہے اور اسی سے ہے باعتقاد مذکور اوسکے لئے تذلل نیز اوس کے امر کا امتثال اس حیثیت سے کہ اوسکا امر ہے اس تعریف کی تسجیل اور اون تحریفات کے مالہا وماعلیہا کی تفصیل موجب تطویل یہاں بعض نکت کے طرف ایما کریں فنقول وبہ نستعین (۱) عبادت حقہ کہ مستحق عبادت عزجلالہ کے لئے ہو اسمیں اوس فعل کا واقعی تعظیم ہونا ضرور مجرد زعم فاعل کافی نہیں اور عبادت باطلہ میں اسکا زعم بس۔ مکاء وتصدیہ مشرکین عبادت الٰہی نہ تھا اور بتوں کے سامنے اون کا سنکھ اور گھنٹی بجانا عبادت اگرچہ یہ بیہودہ افعال حقیقۃً تعظیم نہ ہوں۔ یونہیں امتثال امر میں عبادت حقہ جب ہی ہے کہ واقعی وہ اوسکا امر ہو کفار کا امرنا اللہ بہذا کہنا اگر واقعی اون کے زعم میں بھی ہو مراد وہی اور عبادت باطلہ میں صرف زعم کافی۔ (۲) عبادت کے لئے نیت شرط ہے اور معرفت معبود لازم جیسا کہ اوسکی تعریف سے ظاہر ہے اور کوئی کافر اصلا رب عزوجل کو نہیں جانتا جس کی تحقیق ہمارے رسالہ باب العقائد والکلام میں ہے اور امام رستغفنی نے تصریح فرمائی کہ الکفر ھو الجھل باللہ تعالٰی ولہذا کافر نہ اہل نیت ہے نہ اہل عبادت حقہ کما نصوا علیہ قاطبة اور مشرک عبادت باطلہ کرتا ہے کہ اپنے معبود باطل کا تصور کرکے اوسکی تعظیم کا قصد رکھتا ہے۔ (۳) عبادت باطلہ میں التزام عبادت دلیل یہ الوہیت غیر ہی اوسے اقصٰی غایات تعظیم کا مستحق جاننے پر دلیل واضح ہے اگرچہ مرتکب عنادًا منکر ہو کر مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفٰی کہے رب عزوجل اوسکی تکذیب فرماتا ہے کہ ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ۵ خود مشرکین روز قیامت اعتراف کرینگے اذ نسویکم برب العٰلمین۵ (۴) بعض افعال کی وضع ہی عبادت کے لئے ہے تو اون سے تعظیم غیر کا قصد اور اس قصد باطل سے اونہیں کرنا ہی مطلقًا حکم شرک لائیگا جیسے صلاۃ وصوم ورنہ قصد عبادت پر موقوف رہے گا جیسے سجدہ کہ فی نفسہ عبادت نہیں ولہذا سجدات اربعہ صلاۃ وسہو وتلاوت وشکر کے سوا سجدہ بے سبب حنفیہ کے نزدیک صرف مباح ہے کما فی الدر المختار اور شافعیہ کے نزدیک حرام کما فی الجوھر المنظم للامام ابن حجر المکی ولہذا غیر خدا کے لئے سجدۂ عبادت کفر ہوا اور سجدۂ تحیت حرام وکبیرہ ہے کفر نہیں کما فی الھدایة والدر وغیرھما الاسفار العرقی حققناہ فی رسالة لنا مستقلة فی الرد علی بعض المضلة۔ (۵) عبادت کہ لغۃً خضوع ہے عبادت شرعیہ کو لازم ہے وہ تذلل سے خالی نہیں اگرچہ لفظًا ہر صورۃ تذلل نہ ہو جیسے زکوۃ وجہاد کہ اوسے حاکم وآمر وقاہر اور اپنے آپکو محکوم ومامور ومقہور جاننا کے امتثال امر

عین تذلل ہے مگر اقصٰی غایات تذلل ہونا ضرور نہیں کہ نماز زکوۃ سے زائد تذلل ہے بلکہ نماز کا سجدہ اوسکے رکوع، رکوع قیام، قیام قعود سے اگرچہ اجزائے نماز سب عبادت ہیں ہاں اوسے اقصٰی غایات تعظیم کا مستحق جاننا ضرور ہے (۶) فقہا کبھی نفس فعل پر نظر کرتے ہیں اگر وہ وضعًا عبادت نہیں اوسے عبادت نہیں کہتے جیسے عتق ووقف اور کبھی نیت مخصوصہ کے ساتھ دیکھتے اور عبادت کہتے ہیں جیسے قضا۔ عنایہ میں اوسے منجملہ اشرف عبادات بتایا ہے حتی کہ درمختار وغیرہ میں نکاح کو بھی عبادت فرمایا علامہ حموی نے اوس سے مراد جماع حلیلہ ٹھہرایا۔ اشباہ میں ہے اما العتق فعندنا لیس بعبادة وضعا بدلیل صحتہ من الکافر ولا عبادة له فان نوی وجہ اللہ تعالٰی کان عبادة مثابا علیه وان اعتق بلا نیة صح ولا ثواب له وان کان صریحا واما الکنایات فلابد لہا من النیة فان اعتق للصنم او للشیطان صح واثم وان اعتق لاجل مخلوق صح وکان مباحا لا ثواب ولا اثم وینبغی ان یخصص الاعتاق للصنم بما اذا کان المعتق کافرا اما المسلم اذا اعتق له قاصدا تعظیمه کفر کما ینبغی ان یکون الاعتاق لمخلوق مکروھا والتدبیر والکتابة کالعتق واما الجہاد فمن اعظم العبادات فلابد له من خلوص النیة واما الوصیة فکالعتق ان قصد التقرب فله الثواب والا فھی صحیحة فقط واما الوقف فلیس بعبادة وضعا بدلیل صحتہ من الکافر فان نوی القربة فله الثواب والا فلا۔ واما النکاح فقالوا انه اقرب الی العبادات حتی ان الاشتغال به افضل من التخلی للعبادة فیحتاج الی النیة لتحصیل الثواب ولما لم تکن النیة شرط صحتہ وعلی ھذا سائر القرب لابد فیہا من النیة بمعنی توقف حصول الثواب علی قصد التقرب بہا الی اللہ تعالٰی من نشر العلم تعلیما وافتاء وتصنیفا واما القضاء فقالوا انه من العبادات فالثواب علیه متوقف علیہا وکذلک اقامة الحدود والتعازیر وکل ما یتعاطاہ الحکام والولاة وکذا تحمل الشہادة واداؤھا۔ **شرح التنویر للعلائی بلکہ خود اشباہ والنظائر فن ثانی میں ہے** لیس لنا عبادة شرعت من عہد آدم الی الآن ثم تستمر فی الجنة الا النکاح والایمان **حموی میں ہے** الظاہر ان المراد بالنکاح ھنا الوطی لا العقد لانه کان حقیقة فی العقد عندنا **بلکہ اسکے فن اول میں ہے** المراد بالنکاح ھنا الوطی المترتب علی العقد الصحیح بقرینة قوله حتی ان الاشتغال به افضل من التخلی المحض للعبادة اھ **اقول** لا دلالة فربما یکون الاشتغال بتدبیر لعقد اطول مکثا من الوطی بل القرینة قوله ثم تستمر فی الجنة فلم یثبت وقوع العقد فیہ کما نقله الحموی فی النکاح عن العلامة محمد بن ابی شریف **اقول** وای حاجة الیه بعد قوله تعالٰی وزوجنٰہم بحور عین ۵ کما احتجت به ام المؤمنین زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا بعد قوله عزوجل زوجنٰکہا **اقول تحقیق یہ** ہے کہ یہ اختلاف حیثیت ہے ورنہ وضعًا ان میں سے کچھ عبادت نہیں ولہذا قضا بھی کافر سے صحیح ہے جبکہ امام نے اوسے ذمیوں کا قاضی بنایا ہو اور عتق بھی عبادت ہے جبکہ نیت مذکورہ کے ساتھ ہو اور ثواب نیت پر مطلقًا موقوف اگرچہ فعل عبادت نہ ہو اور یہیں سے ظاہر کہ اخیر میں

جو افعال ذکر کئے یعنی اقامت حدود وتعزیرات وافعال حکام وولاۃ وادا وتحمل شہادت سب کی تشبیہ قضا کے ساتھ بشرط عبادت ہوجانے میں بھی ممکن نہ صرف توقف ثواب علی النیۃ میں کہ مطلقاً ہر فعل کو حاصل

* * *

* * *

(جواب نامکمل دستیاب ہوا)

مسئلہ ۔ از کانپور فیلخانہ قدیم مکان مولوی سید محمد اشرف صاحب وکیل مسئولہ مولوی سید محمد آصف صاحب ۔ ۴ رمضان سنہ ۳۹ھ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ یاحبیب محبوب اللہ روحی فداک قبلہ کونین وکعبہ دارین محی الملۃ والدین دامت فیوضہم بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی اینکہ بفضلہ تعالٰی فدوی بخیریت ہے ملازمان سامی کی صحتوری مدام بارگاہ احدیت مطلوب۔ حدائق بخشش کے صفحہ ۸ مصرع عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے کی شرح مطلب میں تحریر ہے کہ (کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنادیا تو حقیقت کعبہ وہ جلوہ محمدیہ ہے جو اوس میں تجلی فرما ہے وہی روح قبلہ اور اوسی کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے اتنا یاد رہے کہ حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت کعبہ جلوہ محمدیہ ہے جسکی طرف حقیقۃً سجدہ ہے ۔ آخر عبارت کے الفاظ کہ (حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے) ان الفاظ سے اس ناقص الایمان والعلم والعقل کی ناقص فہم میں یہ آتا ہے کہ جلوہ محمدیہ ہی کو حقیقت محمدیہ کہا گیا ہے اور جب حقیقت کعبہ جلوہ محمدیہ بتائی گئی اور اوسی کی طرف حقیقت سجدہ کہا گیا اور حقیقت محمدیہ کو مسجود الیہا کہا تو حقیقت کعبہ کا حقیقت محمدیہ ہونا لازم آتا ہے ۔ والسلام مع الاکرام ۔

الجواب ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ بملاحظہ مولانا المکرم ذو المجد والکرم مولٰنا مولوی سید محمد آصف صاحب دامت فضائلہم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اگر آپ آفتاب اور دھوپ کو دیکھیں تو فرق حقیقت وتجلی کی ایک ناقص مثال پیش نظر ہو ۔ آفتاب گویا حقیقت شمس ہے اور دھوپ اوس کا جلوہ ۔ حقیقت صفات کثیرہ رکھتی ہے اور اپنے مجالی میں متفرق صفات سے تجلی کرتی ہے اون صفات کے لحاظ سے جو آثار اون مجالی کے ہیں وہ حقیقۃً حقیقت کے اور معاملات اون مجالی سے بحیثیت مجالی ہیں وہ حقیقۃً حقیقت سے جیسا صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی نسبت فرمایا من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم حقیقت کعبہ مثل حقائق جملہ اکوان حقیقت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ کی ایک تجلی ہے کعبہ کی حقیقت وہ جلوہ ہے مگر وہ جلوہ

عین حقیقت محمدیہ نہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلکہ اوس کے غیر متناہی ظلال سے ایک ظل جیسا کہ اوسی قصیدہ میں ہے ؎ کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل ۔ روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے ۔ حقیقت کریمہ نے اپنی صفت مسجودیت الیہا سے اس ظل میں تجلی فرمائی ہے لہذا کعبہ جس کی حقیقت یہی ظل وتجلی ہے مسجود الیہا ہوا اور حقیقت وہ حقیقت عُلیہ مسجود الیہا ہے کہ اوسی کی اس صفت کے ساتھ اس پر تجلی نے اسے مسجود الیہا کیا ۔ والسلام

مسئلہ ۔ از شفاخانہ فرید پور ڈاکخانہ خاص اسٹیشن ہیمبر پور مسئولہ عظیم اللہ کمپونڈر، رمضان سنہ ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جنید ایک بزرگ کامل تھے اونھوں نے سفر کیا راستے میں ایک دریا پڑا اوس کو پار کرتے وقت ایک آدمی نے کہا کہ مجھ کو بھی دریا کے پار کردیجئے تب اون بزرگ کامل نے کہا تم میرے پیچھے یاجنید یاجنید کہتے چلے آؤ اور میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا درمیان میں وہ آدمی بھی اللہ اللہ کہنے لگا تب وہ ڈوبنے لگا اسوقت اون بزرگ نے کہا کہ تو اللہ اللہ مت کہو یاجنید یاجنید کہو تب اوس آدمی نے یاجنید یاجنید کہا جب وہ نہیں ڈوبا یہ درست ہے یا نہیں اور بزرگ کامل کے لئے کیا حکم ہے اور آدمی کے لئے کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب ۔ یہ غلط ہے کہ سفر میں دریا ملا بلکہ دجلہ ہی کے پار جاتا تھا اور یہ بھی زیادہ ہے کہ میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا اور یہ محض افترا ہے کہ اونھوں نے فرمایا تو اللہ اللہ مت کہہ ۔ یاجنید کہنا خصوصاً حیات دنیاوی میں خصوصاً جبکہ پیش نظر موجود ہیں اسے کون منع کرسکتا ہے کہ آدمی کا حکم پوچھا جائے اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے حکم پوچھنا کمال بے ادبی وگستاخی و دریدہ دہنی ہے والعیاذ باللہ تعالٰی

مسئلہ ۔ از فیروز پور محلہ پیران والہ مسئولہ غیاث اللہ شاہ دبیر انجمن تعلیم الدین والقرآن علی مذہب النعمان ۔ ۷ رمضان سنہ ۳۹ھ ۔

مشہور ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ولادت باسعادت بارہویں ربیع الاول کو ہوئی ہے چنانچہ تواریخ حبیب الٰہ اور مولود برزنجی میں یہی لکھا ہے اور اذاقۃ الآثام کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ "مولینا رفیع الدین خاں مرادآبادی اپنے سفر کے حالات میں تحریر کرتے ہیں کہ بارہویں تاریخ ربیع الاول کو حرمین شریفین میں یہ مجلس منعقد ہوتی ہے" مگر زید کہتا ہے کہ دراصل پیدائش کی تاریخ ۹ ربیع الاول ہے اور سال فیل کے حساب کرنے سے ۹ تاریخ ربیع الاول کی آتی ہے اس لئے ۱۲ ربیع الاول جو روز وفات ہے عید میلاد کرنی ممنوع ہے اور ایک کتاب رحمۃ اللہ للعالمین ایک شخص نے پٹیالہ میں حال میں لکھی ہے اس میں بھی ۹ تاریخ ولادت بحساب سال فیل تحریر کیا ہے اور شبلی نعمانی نے بھی اپنی سوانح عمری میں ایسا درج کیا ہے تو اب ان میں صحیح اور معتبر کون سی تاریخ ہے اور اگر دراصل ۹ تاریخ ولادت تو کیا عید میلاد ۹ کو کی جایا

کرے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ شرع مطہر میں مشہور بین الجمہور ہونیکے لئے وقعت عظیم ہے اور مشہور عند الجمہور ہی ۱۲ ربیع الاول ہے اور علم ہیئات وزیجات کے حساب سے روز ولادت شریف ۸ ربیع الاول ہے کما حققناہ فی فتاونا یہ جو شبلی وغیرہ نے ۹ ربیع الاول لکھی کسی حساب سے صحیح نہیں۔ تعامل مسلمین حرمین شریفین ومصر وشام بلاد اسلام وہندوستان میں ۱۲ ہی پر ہے اس پر عمل کیا جائے اور روز ولادت شریف اگر آٹھ یا بفرض غلط نو یا کوئی تاریخ ہو جب بھی بارہ کو عید میلاد کرنے سے کون سی ممانعت ہے وہ وجہ کہ اوس شخص نے بیان کی خود جہالت ہے اگر مشہور کا اعتبار کرتا ہے تو ولادت شریف اور وفات شریف دونوں کی تاریخ بارہ ہے ہمیں شریعت نے نعمت الٰہی کی چرچا کرنے اور غم پر صبر کرنے کا حکم دیا۔ لہذا اس تاریخ کو روز ماتم وفات نہ کیا روز سرور ولادت شریفہ کیا کمافی مجمع البحار الانوار اور اگر ہیئات وزیج کا حساب لیتا ہے تو تاریخ وفات شریف بھی بارہ نہیں بلکہ تیرہ ربیع الاول کما حققناہ فی فتاونا بہرحال معترض کا اعتراض بے معنی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از موضع پاکڑی ضلع گونڈ گانوہ ڈاکخانہ ڈھنیہ مسئولہ محمد لٰسین خاں۔ ۱۰ رمضان ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ تفسیر قادری معتبر ہے یا غیر معتبر۔

الجواب۔ یہ اردو کتاب ہے میں نے نہیں دیکھی۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از آنولہ محلہ کٹرہ بخشتہ کوچہ بنگلہ ضلع بریلی مسئولہ عبدالصمد۔ ۲۰ رمضان ۳۹ھ

علمائے شریعت وہادیان طریقت کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید کی مختلف حالتیں ہوئیں کبھی فسق وفجور کی طرف مائل رہتا تھا اور کبھی عبادت الٰہی میں مستغرق ہو جاتا تھا آخر میں وہ کئی پیروں سے بیعت ہو کر مختلف قسم کی ریاضتیں اور بہت سی عبادتیں کیں اور چلّے کئے اب وہ ولایت کا مدعی ہے اور کہتا ہے میں قطب ارشاد ہوں اب وہ فسق وفجور کیطرف مائل ہونے کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ پہلے میں اس لئے ایسا کرتا تھا کہ لوگ مجھ پر بدگمان رہیں اور میری ولایت ظاہر نہ ہو اور اب چونکہ خدائے تعالٰی نے حکم دیا ہے اس لئے اپنی ولایت ظاہر کرتا ہوں اور لوگوں سے بیعت بھی لیتا ہے حالانکہ اوس کو کسی ظاہری پیر سے اجازت نہیں ملی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ خدا کی طرف سے بذریعہ الہام مجھے اجازت ملی ہے اور اب کسی بندہ کی طرف رجوع کرنا میرے لئے ناجائز ہے اوس کے آثار یہ ہیں کہ اوسکی توجہ میں بڑا زبردست اثر ہے اس سے بیعت کرنے کے تھوڑے دنوں بعد لطیفۂ قلب روشن ہو کر ذکر جاری ہو جاتا ہے اوسکا مجلس پر بھی اثر ہو جاتا ہے اور اوس سے بیعت کرنے پر بہت سے گمراہ آدمی پابند صوم وصلاۃ ہو جاتے ہیں اور اون کے دل میں عشق الٰہی بھر جاتا ہے اور دیوانہ وار پھرتے ہیں اسکی ستری نماز میں بہت شور وغل ہوتا ہے اور کبھی جذبہ آتا ہے رقص بھی کرتے

ہیں کیا مذکورہ بالا صفات کے ساتھ موصوف شخص سے جو کسی ظاہری پیر سے اجازت یافتہ نہ ہو بیعت کرنا اور اوس سے بیعت لینا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ ایسے شخص کو بیعت لینا جائز نہیں اور اوسکے ہاتھ پر بیعت ناجائز۔ اے پسر شرط صحتِ بیعت۔ درطریقت اجازت سلف ست۔ اے پسر سکۂ نہ بہرہ مزن۔ کان کاسدا ناخلف ست۔ حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ ودیگر اکابر کرام قدست اسرارہم فرماتے ہیں من لاشیخ لہ فشیخہ الشیطان بے پیری کا پیر شیطان ہوتا ہے یہ جو ظاہری ذوق وشوق لوگوں میں دیکھا جاتا ہے قابل اعتبار نہیں۔ شیطان کی طرف سے بھی ہوتا ہے اور اوس پر واضح دلیل نماز میں شور وغل مچانا اور رقص کرنا یہ نہیں مگر شیطان کی طرف سے کہ نماز فاسد کرے صحابۂ کرام واکابر اولیاء عظام سے کبھی منقول ہوا اون سے زیادہ تاثیر وبرکت کسکی ہو سکتی ہے مگر صادقین سے برکت ہوتی ہے اور کاذبین سے حرکت قال اللہ تعالٰی ولا تبطلوا اعمالکم ۔ اپنے عمل باطل نہ کرو وقال تعالٰی وقوموا للہ قٰنتین ۔ اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔ اوسکا اقرار کرنا کہ فسق وفجور کرتا تھا اور اوسکا عذر بیان کرنا کہ اخفاء ولایت کے لئے تھا عذر بدتر از گناہ ہے۔ حضرات ملامتیہ قدست اسرارہم کی ریس کرتا ہے۔ وہ کبھی مستحب بھی ترک نہیں کرتے معاذاللہ فسق وفجور کیا معنی ع او گمان بردہ کہ من کردم چو او فرق را کے بیند آں استیزہ جو۔ شیطان کے دھوکے اس سے بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں حضرت سیدی ابو الحسن جوسقی خلیفہ حضرت سیدی علی بن ہیتی فیض یافتہ بارگاہ سرکار غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے ایک مرید کو اعتکاف میں بٹھایا ایک شب حجرہ سے زار زار رونے کی آواز آئی دروازہ پر تشریف لے گئے حال پوچھا عرض کی شب قدر میرے پیش نظر ہے آفاق نور سے روشن ہیں در و دیوار حجر وشجر سجدے میں گرے ہیں میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں سینے میں ایک لوہے کی سلاخ ہے کہ جھکنے نہیں دیتی، اس پر روتا ہوں فرمایا اے فرزند یہ لوہے کی سلاخ وہ سِر ہے جو میں نے تیرے سینے میں القا کیا ہے وہ تجھے جھکنے نہیں دیتا یہ شب قدر نہیں شیطان کا شعبدہ ہے یہ فرماکر دونوں دست مبارک پھیلائے اور آہستہ آہستہ اونہیں قریب لاتے گئے جتنا ہاتھ سمٹتے وہ نور تاریکی سے مبدل ہوتا تھا جب دونوں ہاتھ مل گئے واویلا اور فریاد کی آواز آئی۔ فرمایا اب تو میرے مریدوں کو اغوا نہ کریگا یہ فرماکر چھوڑ دیا وہ جھوٹا کرشمہ سب باطل ہو گیا اوسکے دھوکے اس سے بھی سخت تر ہیں والعیاذ باللہ تعالٰی۔ اور اوسکا وہ کلمہ کہ اب کسی بندہ کی طرف رجوع میرے لئے ناجائز ہے اگر اپنے ظاہر عموم پر رکھا جائے تو صریح کلمۂ کفر ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی بندے ہیں اور اون سے کسی وقت بے نیازی کسی نبی مرسل کو بھی نہیں ہو سکتی نہ کہ این وآں۔ والعیاذ باللہ من وساوس الشیطان ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر کہنہ ۱۶ رجب ۳۵ھ بارہ دری مسئولہ مصطفیٰ علی خاں

عہ۱ ۔ کسی شخص کا غصہ بڑھ جائے تو اوس کے لئے آپ کوئی تعویذ دیں اور کچھ پڑھنے کو بتائیں ۔

عہ۲ ۔ ماں باپ میں یا بہن بھائی ہو یا میاں بیوی ہو محبت اور اتفاق پیدا ہو پڑھنے کو بتائیں یا کوئی تعویذ دیجئے

الجواب :۔ دفع غضب کے لئے لاحول شریف کی کثرت کرے اور جس وقت غصہ آئے دل کیطرف متوجہ ہو کر تین بار لاحول پڑھے تین گھونٹ ٹھنڈا پانی پی لے کھڑا ہے تو بیٹھ جائے بیٹھا ہے تو لیٹ جائے لیٹا ہے تو اوٹھے نہیں ۔ عہ۲ سب گھر والوں میں اتفاق کے لئے بعد نماز جمعہ لاہوری نمک پر ایک ہزار ایکبار یا ودود پڑھیں اول آخر دس دس بار درود شریف اور اوس وقت سے اوس نمک کا برتن زمین پر نہ رکھیں وہ نمک سات دن گھر کی ہانڈی میں ڈالیں سب کھائیں مولے تعالیٰ سب میں اتفاق پیدا کرے گا ہر جمعہ کو سات دن کے لئے پڑھ لیا کریں ۔

مسئلہ از سہسوان ضلع بدایوں مسئولہ سید پرورش علی صاحب ۔ ۲۸ شوال ۳۹ھ

بخدمت فیض درجت خدام ذوی الاحتشام حضرت نعمان الزماں مولانا وبالفضل اولینا مولوی احمد رضا خانصاحب دامت شموس افاداتہ بازغۃ معروض باد ۔ معراج میں ایک قطار اونٹوں کی کہ ہر ایک پر دو صندوق ہر صندوق میں انڈے بھرے ہر انڈے میں ایک عالم مثل اس عالم کے اوس قطار کو حضرت جبریئل علیہ السلام نے رواں ہی دیکھا ابتدا انتہا نہیں دیکھی حضرت کی درخواست پر منظور ہو کر اجازت دی اور انڈا اٹھوالا گیا حضرت ایک شہر کی ایک مسجد میں تشریف لے گئے وہاں ایک واعظ حضرت خاتم النبیین کا ذکر فرماتے تھے واعظ نے یہ بھی کہا کہ حضرت اس جہاں میں ایک بار تشریف لائیں گے سر اوٹھا کر دیکھا اور قدمبوسی کی اس سے معلوم ہوا کہ عالم تو بیشمار مگر خاتم ایک ہی ہے ۔ یہ روایت کس کتاب میں ہے ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ یہ روایت بعض کتب تصوف میں ہے حدیث میں اسکی کچھ اصل نہیں اور ہو تو وہ عالم مثال کی تصویریں ہیں قال اللہ تعالٰی وان من شیئ الاعندنا خزائنہ وماننزلہ الابقدر معلوم ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از مدرسہ منظر اسلام بریلی مسئولہ مولوی عبد اللہ بہاری ۔ ۳ شوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید خاندان قادریہ میں ایک بزرگ سے بیعت ہوا لیکن اون بزرگ صاحب نے کچھ نصیحت احکام شرعیہ کی نہ کی اور چند ہی روز کے بعد اون کا انتقال ہوگیا اب زید خاندان قادریہ میں کسی دوسرے بزرگ سے بیعت حاصل کرسکتا ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب ۔ اگر وہ پیر جامع شرائط بیعت تھے یعنی عالم سنی صحیح العقیدہ متصل السلسلہ غیر فاسق تو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے فیض لے سکتا ہے اور ان چار شرطوں میں سے کوئی شرط کم تھی تو اوسکے ہاتھ پر بیعت جائز ہی نہ تھی دوسرے سے بیعت کرے جو ان شرائط کا جامع ہو ۔ واللہ تعالٰی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از مدرسہ منظر اسلام بریلی مسئولہ مولوی عبد اللہ بہاری ۔ ۳ شوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کو دینی و دنیوی بات یاد نہ رہتی ہے وہ کیا پڑھے بینوا توجروا

الجواب ۔ سپید چینی کی تشتری پر لکھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اھط م ف ش ذ اور اسے ذرا سے پانی سے دھو کر اوس پر ۹۹۸ بار اور نہ ہوسکے تو ۴۰۰ یا ۱۰۰ ہی بار یاحفیظ پڑھکر دم کرے اور وہ پانی پی لے روز ایسا ہی کرے اور سوتے وقت ۷ بار سورۂ الم نشرح شریف پڑھکر سینے پر دم کرلیا کرے اور کلنگ ذبح کرکے ذبح کی گرمی میں اوسکا مغز نکال کر ۴ بار اوس پر یاحفیظ دم کرکے کھالے ۔

واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از وزیر آباد محلہ لکڑ منڈی ۔ ضلع گوجرانوالہ مسئولہ نظام الدین عثمانی ۱۲ شوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سید نہیں اور نہ حسن مثنیٰ کی اولاد میں ہیں مہربانی فرماکر کتب معتبرہ شیعہ وسنی سے نقل عبارت مع صفحہ ونام کتاب تحریر فرمائیں ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ یقیناً قطعاً اجل سادات کرام سے ہیں حضور کی سیادت متواتر ہے حضرت سیدی امام اوحد ابو الحسن لخمی قدس سرہ کی بہجۃ الاسرار شریف اور امام جلیل عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی کی اسنی المفاخر و علامہ علی قاری کی نزہۃ النواظر اور مولینا نور الدین جامی کی نفحات الانس اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی کی زبدۃ الاسرار وغیرہم اجلۂ اکابر کی معتمدات اسفار ملاحظہ ہوں ۔ فقیر بوجہ ملالت تبدیل ہوا کے لئے پہاڑ پر آیا ہوا ہے ورنہ کتابوں کے حوالے اور صفحات کے نشان لکھتا رافضیوں کی کتابیں میرے کتب خانہ میں نہیں نہ مسلمانوں کو اونکی بات پر کان رکھنا جائز ۔ میں رسالہ ردالرفضہ میں کتب معتمدہ کثیرہ ودلائل قاطعۂ منیرہ سے ثابت کرچکا ہوں کہ روافض زمانہ سب کفار مرتدین ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم اون سے دور رہو اور اونہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالدیں رافضیوں کے یہاں تو معیار سیادت رفض ہے سنی کیسا ہی جلیل القدر سید ہو اوسے ہرگز سید نہ مانیں گے اور کوئی کیسا ہی رذیل ذلیل قوم کا آج رافضی ہوجائے کل سے میر صاحب ہے ۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

واللہ تعالٰی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از بمبئی کلا باکا فی شاپ سید وزیر علی صاحب مسئولہ محمد ابراہیم صاحب ۔ ۵ جمادی الآخر ۳۹ھ بحضور فیض گنجور پیر روشن ضمیر جناب مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی بعد آداب خادمانہ کے عرض پرداز ہوں کہ یہاں پر عیسائیوں کا دعیسائی، بہت زور شور ہے اور ہر وقت یہ لوگ پریشان کرتے ہیں فی الحال ادن کے دو سوال جنکے حل کرنے کے واسطے عرض کی جاتی ہے ہم لوگ حضور کے خادم اور نام لینے والے حضور کو ہی ہماری لاج ہے کلمہ شریف (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) یہ قرآن میں کس جگہ لکھا ہے اگر نہیں تو وہ اسکی تشریح مانگتے ہیں ۔ (۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہتے ہیں کہ وہ شافع محشر کس طرح سے اسکا ثبوت دو کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے حضور اسکو نہایت ضروری تصور فرما کر جلدی جواب سے سرفراز فرمائیں ۔

الجواب ۔ (۱) قرآن مجید سورہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لا الہ الا اللہ ہے اور اسکے متصل سورہ فتح میں محمد رسول اللہ (۲) سورہ بنی اسرائیل میں ہے عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا ۔ مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہے ۔ سورہ نسا پارہ ۵ رکوع ۶ میں ہے ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما ہ رسول کا گناہگاروں کے لئے استغفار کرنا شفاعت ہی ہے ۔ بے علم آدمی کو کافروں یا بد مذہبوں سے اولجھنا بحث کرنا سخت حرام ہے اونہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے ایاکم وایاهم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اون سے دور رہو اونہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم ۔